



دوست دشمن سب ترے مجذوبِ قائل ہیں مگر
کوئی قائل ہے زباں سے، کوئی قائل دل میں سے
مجذوب

أَوَّلُ الشَّيْءِ

رَمِيزُ الْمُتَكَلِّمِينَ، إِمَامُ الْعَارِفِينَ، سَيِّدُ اللَّهِ الْمُسْلِمِينَ

حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دہلی انوی ڈیوٹ لائے

نصیحت آموز و بصیرت افروز حالات و ارشادات
جلد ثانی

نقشِ اوّل : مولانا احتشام الحق آسیا آبادی
ترتیبِ اضافہ : جناب احمد نور المقتدی

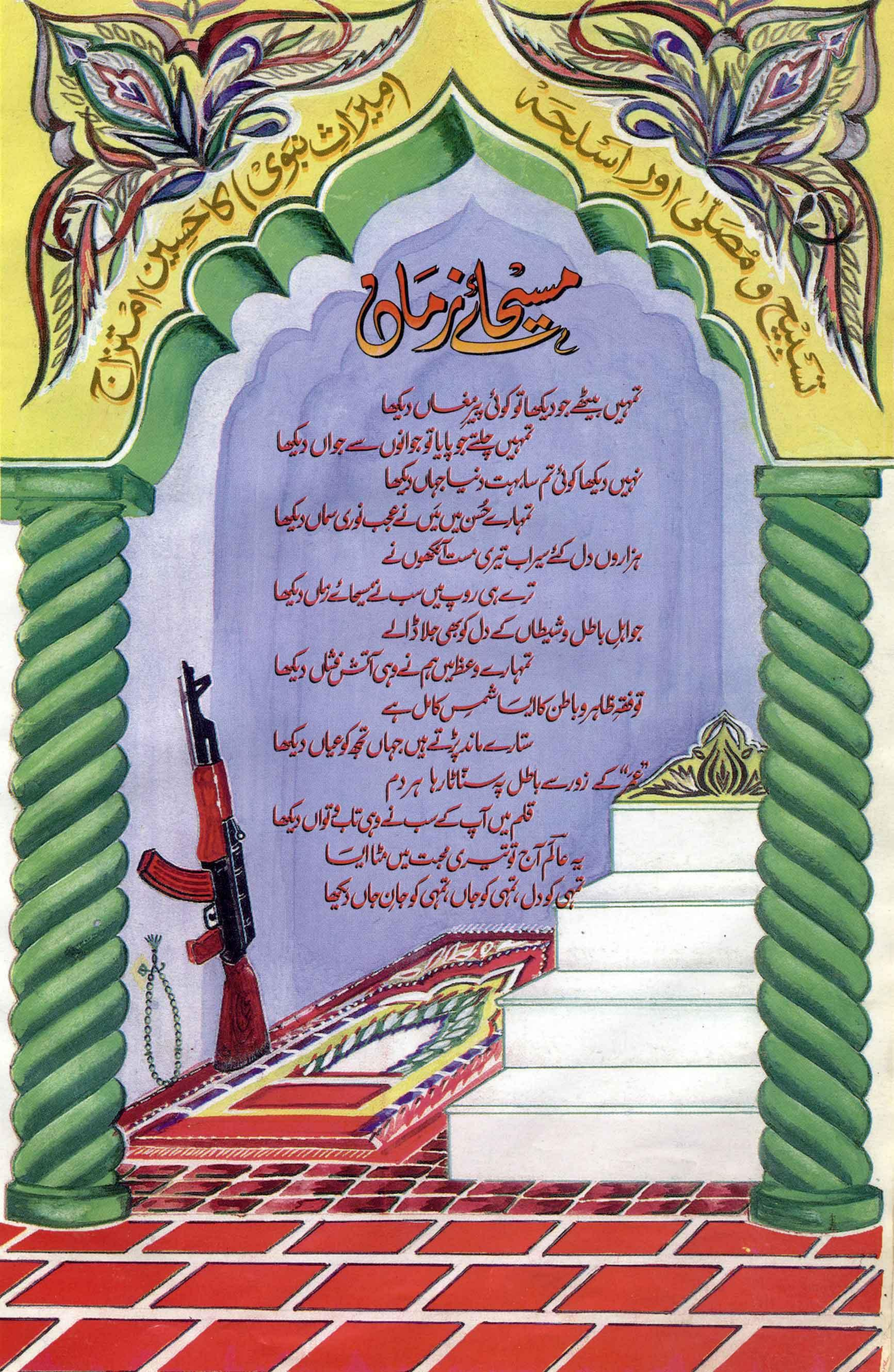
نظر ثانی و اضافات

حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب

نائب رئيس جامعة الرشيد

مسیحائے زمانہ

تمہیں بیٹھے جو دیکھا تو کوئی پیرغیاں دیکھا
 تمہیں چلتے جو پایا تو جوانوں سے جواں دیکھا
 نہیں دیکھا کوئی تم سا بہت دنیا جہاں دیکھا
 تمہارے حسن میں میں نے عجب نوری سماں دیکھا
 ہزاروں دل کے سیراب تیری مست آنکھوں نے
 ترے ہی روپ میں سب نے مسیحا ئے مہاں دیکھا
 جواہل باطل و شیطاں کے دل کو بھی جلا ڈالے
 تمہارے وعظ میں ہم نے وہی آتش فشاں دیکھا
 توفیق ظاہر و باطن کا ایسا شمس کامل ہے
 ستارے ماند پڑتے ہیں جہاں تجھ کو عیاں دیکھا
 ”عمر“ کے زور سے باطل پہ سناٹا رہا ہر دم
 قلم میں آپ کے سب نے وہی تاب تو اں دیکھا
 یہ عالم آج تو تیری محبت میں مٹا ایسا
 تمہی کو دل، تمہی کو جاں، تمہی کو جان جاں دیکھا



فہرست مضامین "انوار الرشید" جلد ثانی

صفحہ	عنوان
۹	غیر اللہ سے استغناء
۶۷	متمول لوگوں پر مالی احسان
۸۱	کشف و کرامات
۹۵	دین پر استقامت
۱۷۵	نسبتِ موسویہ
۲۲۳	مجالسِ رشد و ہدایت
۲۲۸	عجیب کرامت
۲۲۸	رنگِ مجلس
۲۳۳	خصوصیاتِ مواعظ
۲۳۷	باب العبر



اُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ سَبِيلَهُمْ اَقْبَلُ

یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ نے ہدایت کی سوتو بھی اُن کے طریقہ پر چل۔ (۶-۹۱)

شہر زکیٰ میں شود روبہ مزاج
فی زندہ کفش برہم احتیاج

ومن یستغن
یغنہ اللہ.
(صحیح بخاری)

نعم الرجل الفقیہ
فی الدین ان
احتیج الیہ نفع
وان استغنی عنہ
اغنی نفسہ. (مشکوٰۃ)

حضرت اقدس کی حیات طیبہ کا ایک تابناک گوشہ

غیر اللہ سے استعناء

جو صرف عامۃ المسلمین، طلبہ و صلحاء ہی کے لئے نہیں بلکہ علماء و مشائخ
کے لئے بھی روشنی کا چراغ بلکہ آفتاب ثابت ہوں گے

إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

جائے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے
بھائے نہ جسے رند وہ پھر کیوں ادھر آئے
سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے یہاں اور بچشم و لبہ آئے

غیر اللہ سے استغناء

صفحہ	مضمون
۱۴	خائن کو رقم معاف کردی
۱۵	میڈیکل اسٹور والے کے فریب کی پردہ پوشی
۱۶	المؤمن غر کریم
۲۰	تسخیرِ قلوب کا عمل اور وسعتِ رزق کا وظیفہ
۲۲	نقصان کر دینے کے باوجود اجرت
۲۳	قصہ ”دل شکنی“ اور ”دین شکنی“ کا
۲۴	مضاربت کی رقم ڈوبنے پر
۲۵	حیرت انگیز ایشار
۳۰	یہ پیر ”کارخانہ والا“ نہیں
۳۳	مسجدِ حرام میں ایک تاجر کی تجارتی باتوں پر
۲۴	جامعہ دارالہدیٰ ٹھیکرھی میں درس آموز واقعہ
۳۶	ایک مسکین اور ایک نواب کی ملاقات پر
۳۷	چیف نیوی گیٹر کے ساتھ عبرت آموز معاملہ
۳۹	پوری جائیداد والد ماجد کی نذر
۴۱	معاملات میں احتیاط کی اہم مثال
۴۲	”پچاس ہزار کے لئے کروڑوں کا نقصان کروں؟“
۴۵	استغناء کا عجیب عالم

صفحہ	مضمون
۴۶	جھگڑا ختم کرنے کے لئے جیب سے دس ہزار
۴۷	مولوی اور سیٹھ کا جوڑ نہیں ملتا
	استغناء کا عجیب عالم
۴۸	نعمتِ غیر مترقبہ یا آفتِ ناگہانی
۴۹	حکومت کی طرف سے بہت بڑے منصب کی پیشکش
۵۰	حُبِ دُنیا کا کرشمہ
۵۳	”ارے نہیں، جانے دو“
۵۴	ایک طالبِ علم کی غلطی پر
۵۵	”ہاتھ تو بچ گیا“
۵۵	کم تنخواہ پر ہی اکتفاء
۵۵	قناعت و صبر و شکر پر نعمتوں کی موسلا دھار بارش
۵۷	لنقل الصخر من قلل الجبال
۵۸	نو عمری ہی میں مال و منصب سے استغناء کا عجیب عالم
۵۹	مالی تنگی کے باوجود قبولِ ہدیہ سے احتراز
۶۰	عطیہ دینے والے ایک سیٹھ کے ساتھ
۶۳	دیوار گرانے والے پڑوسی کے ساتھ
۶۳	”نہ رہے بانس نہ بچے بانسری“
۶۴	ایک کمپنی کی پیشکش پر معذرت
۶۴	وقت مانگنے والے کے لئے جواہرِ خمسہ

غیر اللہ سے استغناء

حضرت اقدس دامت برکاتہم غیر اللہ سے استغناء کے بارہ میں بہت کثرت سے بیان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر توکلِ کامل اور غیر اللہ سے استغناءِ تام کی تحصیل کے لئے آپ کا رسالہ ”صیانتہ العلماء عن الذل عند الاغنیاء“ مندرجہ ”احسن الفتاویٰ“ جلد اول بہت اہمیت رکھتا ہے، اس رسالہ کے آخر میں آپ نے اس موضوع سے متعلق آیات و احادیث جمع فرمادی ہیں۔

یہ رسالہ تعلق مع اللہ و سکونِ قلب کی دولتِ عظمیٰ حاصل کرنے کے لئے نسخہٴ اکسیرِ کیمیا تاثیر ہے، جس سے قلوب میں انقلابِ عظیم پیدا ہو رہا ہے۔ حضرت والا اکثر ارشاد فرماتے ہیں:

”مخلوق سے امیدیں وابستہ رکھنے والوں کے قلوب کو کبھی بھی

سکون نہیں ملتا، ہر وقت پریشان ہی پریشان ہے

مصیبت میں ہے جان کس کس کو دیں دل

ہزاروں تو دل سبر ہیں اور ہم اکیلے

اور استغناء کی بدولت قلب ہر وقت مُرور سے بھرا رہتا ہے

سُرور سُرور سُرور سُرور سُرور

بڑا لطف دیتا ہے نام سُرور

غیر اللہ سے استغناء کے بارہ میں حضرت والا کے احوال آپ کے اقوال سے

بھی بہت بلند ہیں، چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں:

خائن کو رقم معاف کر دی :

① حضرت والا سے ضلع خیرپور کے ایک شخص نے بطور مضاربت کچھ رقم لی، مگر اس نے یہ رقم تجارت میں لگانے کی بجائے اپنے ذاتی مصارف میں خرچ کر ڈالی پھر واپسی کے مطالبہ پر واپس بھی نہیں کر رہا تھا، آج کل پڑا لٹا رہا، اسی طرح کئی سال گزر گئے۔

حضرت والا کے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس معاملہ کا علم ہو گیا، آپ کو لین دین کے معاملات کا بہت تجربہ تھا۔ یہ مقدمہ فوجداری کا نہیں تھا اس کے باوجود آپ نے ذاتی اثرو رسوخ کی بناء پر تھانیدار کو رقم وصول کرنے پر آمادہ کر لیا، اور اس شخص کو نوٹس دے کر حضرت والا کو تحریر فرمایا :

”فلاں تاریخ تک یہاں پہنچ جائیں اور تھانیدار کو ساتھ لے کر رقم وصول کریں۔“

حضرت والا کو سفر بہت شاق گزرتا ہے، بالخصوص محض پیسہ حاصل کرنے کے لئے۔ اس کے باوجود آپ نے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی محنت کے پیش نظر کراچی سے خیرپور سفر کی زحمت برداشت فرمائی۔

والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو آپ نے فرمایا :

”معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس نقد رقم موجود نہیں کچھ بیسیں ہیں وہ لے آتے ہیں۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے یہ سنتے ہی والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے مشورہ کئے بغیر فوراً کہہ دیا :

”بھینسیں ان کی ضرورت کی ہیں، بچے دودھ پیتے ہوں گے،“

میں نے انہیں رقم معاف کر دی“

حضرت کے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا کمال دیکھئے کہ کتنی محنت اٹھائی، اور پھر تھانیدار کی طرف سے یہ ناگواری بھی پیش نظر کہ اسے تیار کرنے کے بعد اس سے مشورہ لئے بغیر معاف کر دیا چنانچہ بعد میں تھانیدار نے یہ شکایت کی بھی، مگر ان سب حالات کے باوجود آپ نے حضرت والا سے یہ نہیں فرمایا :

”بدوں مشورہ کیوں معاف کر دیا۔“

بلکہ حضرت والا کے اس عمل پر خوش ہوئے اور فرمایا :

”وہ بیچارہ نوٹس کی وجہ سے پریشان ہوگا، اس لئے اسے معافی کی اطلاع بہت جلد دینا چاہئے۔“

چنانچہ حضرت والا کے چھوٹے بھائی کو فوراً اطلاع کے لئے سائیکل پر بھیجا، دس میل کا دیہاتی سفر، کچا راستہ، جس میں جگہ جگہ ریت کے ٹیلے، گرمی کا موسم، اور تیز دھوپ، مگر جذبہ رحم نے سب کچھ آسان کر دیا۔

میڈیکل اسٹور والے کے فریب کی پردہ پوشی :

② حضرت والا دارالعلوم کراچی میں قیام کے دوران کسی دوا کی ضرورت سے لائڈھی کالونی میں ایک میڈیکل اسٹور پر تشریف لے گئے۔ ایک طالب علم بھی ساتھ تھے، دکاندار نے دوا کی قیمت تقریباً چار گنا زیادہ بتائی۔ آپ نے تعجب سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو اس نے کہا :

”یہ باہر سے درآمد کردہ ہے، اس لئے قیمت زیادہ ہے۔“

حالانکہ بوتل پر انگریزی میں ”میڈان پاکستان“ لکھا ہوا تھا اور وہ آپ نے پڑھ بھی لیا تھا، لیکن چونکہ دکاندار نے باہر کا مال بتایا تھا اس لئے آپ نے اسے

منہ مانگی رقم دے دی۔

طالب علم جو ساتھ تھے وہ آہستہ سے بولے :

”اس پر ’میڈان پاکستان‘ لکھا ہوا ہے“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اشارہ سے انہیں بھی خاموش کر دیا ،

پھر راستہ میں انھیں یوں سمجھایا :

”میں آپ کے دیکھنے سے پہلے ہی سب کچھ پڑھ چکا تھا، لیکن مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ان سے یہ کہہ دوں کہ یہ تو ہیں پاکستان کی بنی ہوئی ہے تو اس میں ایک مسلمان کی ہسکی ہے، اور ایک مسلمان کی عزت میرے مال سے بہت زیادہ قیمتی ہے، اب رہی یہ بات کہ اس طرح وہ ہمیں نادان اور بیوقوف سمجھ رہا ہوگا تو کیا حرج ہے؟ ہمارا اس میں نقصان نہیں، ہمارا مقصد تو صرف اُن کی عزت بچانا تھا، ہاں اگر کوئی ہماری آخرت کو نقصان پہنچانا چاہے تو ہمیں ضرور پریشانی ہوگی“

ایک بار حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا :

”مؤمن کو اگر کوئی دھوکا دیتا ہے تو وہ مکارم اخلاق کی وجہ سے خاموش رہتا ہے، دوسرے کی عزت بچانے کے لئے اپنی عزت اور مال کا نقصان برداشت کر لیتا ہے، اس لئے لوگ اسے بے وقوف سمجھتے ہیں مگر وہ درحقیقت دوسروں سے زیادہ عقلمند ہوتا ہے، سب کچھ اچھی طرح سمجھ رہا ہوتا ہے، اس کے باوجود اپنی کریمانہ طبیعت کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں بے وقوف بننا گوارا کر لیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

الْمُؤْمِنُ غَرَّكَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ خُبٌّ تَشِيْمٌ. رَوَاهُ الْوَدَّادُ.

”مؤمن دھوکا کھانے والا کریم ہوتا ہے اور فاجر دغا باز کمینہ

ہوتا ہے“

یعنی مؤمن سب کچھ سمجھنے کے باوجود صفتِ کرم کی وجہ سے دھوکا برداشت کر لیتا ہے، بے وقوف نہیں ہوتا، حماقت سے دھوکا نہیں کھاتا بلکہ بوجہ کرم اپنا نقصان برداشت کر لیتا ہے اور کسی سے ظاہر تک نہیں کرتا، کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ دغا باز کے فریب کو نہیں سمجھتا، اس کی وجہ بھی کم عقلی نہیں بلکہ بے توجہی کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ مؤمن کی نظر میں دنیوی دھندوں کی کوئی اہمیت نہیں اس لئے وہ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔

اور فاسق و فاجر شخص جو دھوکا دیتا ہے اور اس میں کامیابی کو عقلمندی سمجھتا ہے یہ درحقیقت عقلمندی نہیں بلکہ کمینہ پن ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب خوب اچھی طرح سمجھ لیں، مؤمن حماقت سے نہیں بلکہ کرم کی وجہ سے دھوکا برداشت کر لیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور ارشاد کا مطلب بھی سمجھ لیں، فرمایا :

أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْبَلَّهُ. رَوَاهُ الْحَافِظُ الشَّيْطَانِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ.

”اکثر اہل جنت ابلہ ہوتے ہیں“

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اہل جنت احمق ہوتے ہیں، معاذ اللہ!

جنت پاگل خانہ نہیں۔ اس حدیث کا مطلب بھی خوب سمجھ لیں۔
مطلب یہ ہے کہ اہل جنت کے دل و دماغ پر طلبِ رضائے
مالک و فکرِ آخرت اس قدر مسلط ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں دنیا
کی کسی بڑی سے بڑی چیز کی بھی ان کے قلب میں کوئی وقعت نہیں
ہوتی، دنیا کے نفع و نقصان سے بے پروائی کی وجہ سے اہل دنیا کی
نظروں میں ابلہ معلوم ہوتے ہیں، ان کا حال یہ ہوتا ہے ۷

دُورِ باش افکارِ باطل دُورِ باش اغیارِ دل
سج رہا ہے ماہِ خواباں کے لئے دربارِ دل

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ کوئی عاقل کروڑوں کے منافع کی
تجارت میں مشغول ہے اور کوئی احمق اسے چند ٹکوں کے نفع کی ترغیب
دے رہا ہے وہ عاقل اس طرف توجہ نہیں کرتا تو یہ احمق اس عاقل
کو احمق سمجھتا ہے، اور وہ عاقل اسے احمق سمجھتا ہے اور حقیقت بھی
یہی ہے، چند ٹکوں کی خاطر کروڑوں کا نقصان کر لینے سے بڑھ کر کیا
حماقت ہو سکتی ہے؟

غرضیکہ اہل جنت احمق نہیں ہوتے، وہ تو بڑے ہی عاقل اور
بہت ہی ہشیار ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں بار بار مومنین کو اہل علم
اہل عقل اور اہل بصیرت قرار دیا گیا ہے اور کفار کو بے عقل و بے شعور
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ. (رواہ الترمذی)

”مؤمن کی فراست سے ہشیار رہو، اس لئے کہ وہ اللہ کے نور

سے دیکھتا ہے۔“

لطیفہ:

کسی کافر نے یہ حدیث سنی، اسے کسی بزرگ کی فراست کا امتحان لینے کا
شوق ہوا۔ زاہدوں کے بھیس میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا، گڈری اوٹھے
کندھے پر مصلیٰ، شیخ سے اس حدیث کا مطلب دریافت کیا، انہوں نے فرمایا:
”اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زنا رکاٹ دو اور ایمان
لے آؤ۔“

اس شخص نے کہا:

”نعوذ باللہ کہ میرے پاس زنا رہو۔“

شیخ نے خادم کو اشارہ فرمایا، اس نے اس پر سے گڈری کھینچی تو اس کے نیچے
جو زنا رکھا ظاہر ہو گیا۔ اس شخص نے زنا رکاٹ دیا اور ایمان لے آیا۔
شیخ نے فرمایا:

”اے یارو آؤ، اس نو مسلم کی طرح جس نے ظاہری زنا رکاٹ

دیا ہم بھی باطنی زنا رکاٹ ڈالیں۔“

اہل مجلس کی چچیں بھل گئیں اور انہوں نے شیخ کے پاؤں میں گر کر تجدیدِ توبہ کی۔

تنبیہ:

حضرت والا نے مذکورہ بالا دو حدیثوں کی تشریح کے بعد یہ تنبیہ فرمائی:

”بمقتضائے کرم لوگوں کے ساتھ معاملات میں اغماض سکام لینے

اور اپنا دنیوی نقصان برداشت کر لینے کے استحسان کی دو شرطیں ہیں:

① طبائعِ عوام میں غلبہ شر و فساد نہ ہو۔ شریر لوگوں کو تنبیہ نہ کرنے اور

ان کی ناجائز خواہشات پوری کر دینے سے ان کی ہمت بڑھے گی

اور وہ دنیا میں فساد پھیلائیں گے۔

۲۰ کسی عالم کو ایسا سابقہ پڑے تو اس کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ اس زمانہ کے عوام علماء کو ”احقوق کا ٹولا“ نہ سمجھتے ہوں، ایسے حالات میں علماء کے اغماض سے بے دین عوام کی علماء سے نفرت اور زیادہ بڑھے گی جو ان کی بربادی کا باعث ہوگی، عوام کے لئے ایمان کی حفاظت اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور زلت و رسوائی سے بچنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ ان کے قلوب میں علماء کی عظمت ہو اور ان سے زیادہ سے زیادہ عقیدت اور وابستگی ہو۔“

تسخیرِ قلوب کا عمل اور وسعتِ رزق کا وظیفہ :

۳۱ حضرت اقدس دامت برکاتہم ایک بار بعض مخلصین کے اصرار پر چند روز کے لئے میانوالی تشریف لے گئے وہاں ایک درویش صفت معصومی صاحب کے ہاں قیام فرمایا جو بہت نیک اور دیندار آدمی تھے، صرافہ کا کام کرتے تھے، وہ حضرت والا سے بہت مانوس ہو گئے۔ جب حضرت والا وہاں سے واپس تشریف لانے لگے تو انھوں نے عرض کیا :

”میں حضرت کو دو چیزیں دیتا ہوں جو مجھے کسی بزرگ سے ملی ہیں نہایت مجرب ہیں، میں نے آج تک یہ چیزیں کسی کو بھی نہیں بتائیں حضرت والا کے ساتھ بہت محبت اور عقیدت ہو گئی ہے اس لئے حضرت کو بتاتا ہوں۔“

ایک وسعتِ رزق کا وظیفہ ہے، اور خود میرا آزمودہ ہے، میری دکان بالکل پس ماندہ علاقہ میں ہے، لیکن میرے یہاں اتنا کام آتا

ہے کہ صدر بازار کی دکانوں میں بھی اتنا نہیں آتا۔

دوسرا تسخیرِ قلوب کا عمل ہے، یہ بھی میرا آزمودہ ہے، صرف چند روز پڑھا ہے اس کا یہ اثر ہے کہ جہاں جاتا ہوں لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں، میری دعوتیں کرتے ہیں، بہت عزت کرتے ہیں۔“ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اس وقت بوجہ مروت وہ پرچہ ان سے لے لیا مگر گھر پہنچ کر اسے جلادیا، اور ارشاد فرمایا :

”اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی وظیفہ ہی کے رزق میں اتنی وسعت عطا فرما رکھی ہے کہ ضرورت سے ہزاروں گنا زیادہ رزق عطا فرمایا ہے، پھر وظیفہ کس لئے؟ علاوہ ازیں وسعتِ رزق کا اصل نسخہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار ارشاد فرمایا ہے وہ تو تقویٰ ہے، یعنی گناہوں سے بچنا۔“

دوسرا نسخہ بھی میرے لئے بیکار بلکہ مضر تھا اس لئے کہ لوگ تو اب بھی مجھے کام نہیں کرنے دیتے، مسخر ہو کر تو ہر وقت ہی مجھ پر مسلط رہیں گے، اور کوئی کام بھی نہیں کرنے دیں گے۔

علاوہ ازیں بجائے اس کے کہ انسان دوسرے لوگوں کو مسخر کرتا رہے اسے خود اللہ تعالیٰ کا مسخر ہو کر رہنا چاہئے۔“

حضرت والا نے اتفاق سے باتوں باتوں میں اس قصہ کا تذکرہ ایک مفتی صاحب کے سامنے فرمادیا، وہ کہنے لگے :

”حضرت والا مجھے یہ وظیفہ صوفی صاحب سے دلوادیں۔“

حضرت والا نے فرمایا :

”آپ خود صوفی صاحب سے طلب کریں، میں ان کا پتا بتا

دیتا ہوں۔“

چنانچہ انھوں نے خط لکھا، لیکن صوفی صاحب نے ان کو بتلنے سے صاف انکار کر دیا۔

اس واقعہ سے بڑا سبق ملا، جو شخص دنیا کا طالب ہے، دنیا اس کے پاس بھی نہیں بچھکتی، اور جو اس سے اعراض کرتا ہے وہ اس کے سامنے ناک گڑتی ہے۔

نقصان کر دینے کے باوجود اجرت:

(۴) ایک دفعہ حضرت والا نے ایک بڑھئی کو کسی کام کے لئے بلوایا، لکڑی نہایت قیمتی تھی، بڑھئی نے نہ صرف یہ کہ کام خراب کر دیا بلکہ ساری لکڑی بھی ضائع کر دی، لوگوں نے دیکھ کر کہا:

”ایسے شخص کو اجرت دینا تو کیا اس سے تو لکڑی کی قیمت وصول کرنا چاہئے؟“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

”نہیں! میں اسے اجرت دوں گا، بلکہ اس غلطی کا بڑھئی کو پتا بھی نہ چلنے دو۔“

چنانچہ آپ نے اسے پوری اجرت دے کر رخصت کر دیا۔

فرمایا کہ یہ واقعہ دیکھ کر میرے بڑے لڑکے نے کہا:

”اباجی! آپ تو بہت ہی نرم ہیں۔“

میں نے ان سے کہا:

”آج تک تو میں آپ ہی کی زبان سے یوں سنتا رہا ہوں:

”اباجی! آپ بہت سخت ہیں۔“

اور آج اس کے برخلاف آپ ہی سے سُن رہا ہوں کہ بہت نرم ہوں، بتائیے وجہ تطبیق کیا ہو سکتی ہے؟

وہ تو خاموش رہے، میں نے کہا، سنئے! میں خود ہی بتا دیتا ہوں۔

نرمی اور سختی کے مواقع الگ الگ ہیں، لوگوں کے ساتھ لین دین اور ذیوی معاملات میں نرم ہوں، اور اپنی ذات کو اور اولاد کو دینی اُمور میں حدود اللہ پر قائم رکھنے میں سخت ہوں۔

یہ تفصیل اس لئے بتادی کہ نرمی اور سختی کے مواقع سمجھ میں آجائیں، جسے آپ سختی سمجھتے ہیں وہ درحقیقت سختی نہیں، بلکہ حدود اللہ پر خود قائم رہنے اور اولاد کو قائم رکھنے کے لئے ”مضبوطی“ ہے۔“

قصہ ”دل شکنی“ اور ”دین شکنی“ کا:

(۵) حضرت والا کے ایک صاحبزادہ نے تراویح میں قرآن مجید سنایا، مقتدیوں میں کوئی بینک مینجر تھا، عید کے بعد اس نے ایک شخص حضرت والا کی خدمت میں بھیج کر دریافت کروایا:

”جن قاری صاحب نے تراویح میں قرآن مجید سنایا ہے ان کا نام کیا ہے؟“

حضرت نے اسے نام بتادیا، فرمایا:

”میں نے اس خیال سے نام بتادیا کہ شاید یہ ان کے لئے کوئی خاص دُعا خیر کرنا چاہتا ہے۔“

لیکن معلوم ہوا کہ وہ کچھ رقم صاحبزادہ کو بطور عطیہ دے کر اُن کے نام بینک میں کھانا کھولنا چاہتا ہے، اس غرض سے اس نے بینک میں کھانا کھولنے کے فارم

دستخط کے لئے بھیجے۔

حضرت والا نے جواب میں کہلا بھیجا:

”یہ تو دوسرا حرام ہے ایک تو تراویح میں قرآن سُننے کا کچھ معاوضہ لینا حرام، اور دوسرا بینک والوں کی حرام آمدنی کا عطیہ حرام“
یہ فرما کر کھانا کھولنے کے فارم بغیر دستخط کئے لوٹا دیئے۔

جواباً اس نے یہ کہلا بھیجا:

”میں باختیار افسر ہوں، اور بغیر دستخط کے بھی کھانا کھول سکتا ہوں، چنانچہ میں نے اتنی رقم قاری صاحب کے نام جمع کر دی ہے اور بینک میں کھانا کھول دیا ہے، اسے قبول فرما لیجئے“

حضرت والا نے کاغذات لانے والے سے فرمایا:

”کیوں ہماری ماچس کی سلانی ضائع کرواتے ہو، ہم تو اسے جلانے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے، بہتر ہے کہ یہ کام بھی آپ خود ہی کر لیں“

بعد میں اُس مینجر نے حضرت والا سے ٹیلیفون پر کہا:

”آپ نے ہماری دل شکنی کر دی“

حضرت والا نے جواب میں ارشاد فرمایا:

”آپ کی ”دل شکنی“ سے بچنے کے لئے میں اپنی ”دین شکنی“ نہیں کر سکتا، اور آپ کو راضی کرنے کے لئے میں اپنے مالک کو ناراض نہیں کر سکتا“

مضاربت کی رقم ڈوبنے پر:

۶ حضرت والا نے ایک بار مضاربت میں کچھ رقم لگائی، کتنی لگائی؟ بس

یوں سمجھئے کہ جو کچھ پونجی تھی وہ سب لگادی۔ اس تجارت سے جو آمدنی ہوتی تھی بظاہر آپ کی معاش کا اسی پر انحصار تھا، آپ کے پاس اس کے سوا اور کچھ سرمایہ نہیں تھا۔ جن صاحب کو کاروبار کے لئے رقم دی تھی ان کا انتقال ہو گیا، ان کے لڑکے نے کہا:

”مجھے معلوم نہیں کہ والد صاحب نے کہاں کہاں کاروبار میں روپیہ لگا رکھا تھا“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”یہ سنتے ہی فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ انھیں معاف کر دوں، لیکن چونکہ میری معرفت اور لوگوں نے بھی روپیہ لگایا ہوا ہے اس لئے پہلے ان سے پوچھ لینا چاہئے، کہیں میرے معاف کرنے کو یہ لوگ اپنے حق میں مضر خیال نہ کریں“

چنانچہ آپ کے دریافت کرنے پر انھوں نے جواب دیا:

”ہم تو مقدمہ کریں گے“

صرف ان کی خاطر معاف کرنے میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ چند ہی دنوں بعد

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اس لڑکے کو کہلا بھیجا:

”میں نے اپنی رقم معاف کر دی“

حیرت انگیز ایثار:

۷ مزید حیرت انگیز ایثار یہ کہ اس مذکورہ بالا تجارت میں منافع کی بہت اونچی سطح دیکھ کر دوسرے لوگوں کو بھی خواہش ہوئی، اور حضرت والا کی خدمت میں درخواست کی:

”ہم بھی اس تجارت میں آپ کی معرفت کچھ رقم لگانا چاہتے ہیں۔“
حضرت والا نے ازراہ شفقت اُن کی درخواست قبول فرمائی، اور ان سے
رقم لے کر مضارب کے حوالہ کر دیں۔

کچھ مدت کے بعد قدرتِ الہیہ سے ایسا نقصان ہوا کہ اصل سرمایہ ہی
سارے کا سارا ڈوب گیا جس کی تفصیل اوپر بلا میں گزر چکی ہے۔

اس صورت میں شرعی اصول تو یہ ہے کہ اگر مضارب کی طرف سے مال کی
حفاظت میں غفلت یا خیانت ثابت ہو جائے تو سرمایہ کا ضمان اس پر ہے
ورنہ نہیں، نیز اس فیصلہ اور اس پر مرتب ہونے والے مطالبات کے لئے سرمایہ کار
براہِ راست مضارب کی طرف رجوع کرے، درمیانی واسطہ یعنی جس کی معرفت
رقم لگائی اس کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔

اس کے باوجود حضرت والا نے ازراہِ رحم سرمایہ لگانے والوں میں سے
کم حیثیت کے افراد کو ان کا سرمایہ اپنے پاس سے ادا کر دیا، جس کی مقدار تقریباً
بیس ہزار تھی۔

یہ ایثار و ہمدردی اس لحاظ سے اور زیادہ باعثِ رشک و سبقِ آموز ہے کہ
حضرت والا کا کل سرمایہ جاتا رہا تھا، اور آئندہ گھریلو مصارف کے لئے بھی آمدن
کی کوئی صورت پیش نظر نہیں تھی۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”بحمد اللہ تعالیٰ ان حالات میں بھی میرے قلب پر بال برابر بھی
پریشانی نہیں آئی، پھر بہت جلد اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسا سامان
پیدا فرمادیا کہ مصارفِ خانہ میں کسی تنگی کی نوبت نہیں آئی، بلکہ پہلے
سے بھی زیادہ اونچا معیار ہو گیا۔“

کار سازِ مابازِ کارِ ما
فکرِ مادرِ کارِ ما آزارِ ما۔“

”ہمارا کار ساز ہمارے کام بنا رہا ہے، ہمارے کاموں میں
ہماری فکر ہماری پریشانی کا باعث ہے۔“
پھر ارشاد فرمایا:

”اس واقعہ میں ایک چیز سے مجھے بہت تعجب ہوتا ہے، وہ
یہ کہ میں نے تو اُن لوگوں کو ان کا سرمایہ اپنے پاس سے دینے کا قطعی
فیصلہ کر ہی لیا تھا، مگر خیال یہ تھا کہ یہ لوگ لینے سے انکار کریں گے
اور میں بہت محبت و پیار سے خوشامد و اصرار کر کے انہیں دے کر
ہی چھوڑوں گا، مگر میں نے جس کی طرف بھی رقم دینے کو ہاتھ بڑھایا
اس نے فوراً بہت پھرتی سے ہاتھ بڑھا کر رقم دلوچی۔“

اس ہوس پر تعجب کے ساتھ بہت افسوس بھی ہوا۔ مجھے اس
واقعہ کے ساتھ ہمیشہ پہلی امتوں میں سے ایک زمیندار اور مزدور کا قصہ
یاد آ جاتا ہے، جو صحیح بخاری میں یوں مذکور ہے:

”ایک زمیندار نے ایک مزدور کی اُجرت چند کلو چاول متعین کی
مزدور کسی بات پر ناراض ہو کر اُجرت لئے بغیر چلا گیا، زمیندار نے اُس
کی اُجرت والے چاول کاشت کر وادیئے۔ ان کی پیداوار کو پھر مسلسل
کاشت کرواتا رہا، حتیٰ کہ اس کی پیداوار سے بہت سے اونٹ،
گائیں، بکریاں اور غلام خرید لئے۔ کئی سالوں کے بعد مزدور نے
اگر اُجرت طلب کی تو زمیندار نے کہا:

”یہ تمام اونٹ، گائیں، بکریاں اور غلام جو کچھ دیکھ رہے ہو

سب تمہارا ہے سب لے جاؤ۔“

وہ مزدور سب کچھ لے گیا، کوئی ایک چیز بھی باقی نہ چھوڑی۔
ان لوگوں کی ہوس اُس مزدور کی ہوس سے کم نہیں بلکہ کچھ زیادہ
ہی ہے، اس لئے کہ اس کا حق چند کلو چاول تو واقعہ تھا، اور یہاں
میرے ذمہ تو ان کی ایک پائی بھی نہ تھی۔

زمیندار کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا مقبول ہوا کہ اس کی
بدولت اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک بہت بڑی مصیبت کے وقت
موت کے مُنہ سے نجات عطا فرمائی، جس کا قصہ یوں ہے :

تین آدمی کہیں جا رہے تھے جن میں ایک شخص تھا، بارش سے
بچاؤ کے لئے ایک غار میں گھس گئے، ایک بھاری چٹان لڑھک کر
غار کے مُنہ پر آگئی جس سے غار کا مُنہ بالکل بند ہو گیا۔ انہیں
موت نظر آنے لگی، انہوں نے کہا کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
اپنا کوئی خاص عمل پیش کر کے دُعا کرے کہ اس کی بدولت اللہ
تعالیٰ اس وقت موت سے نجات عطا فرمائے۔ ان میں سے
اس شخص نے اپنا یہی عمل پیش کر کے دُعا کی۔ اسی طرح دوسرے
دونوں ساتھیوں نے بھی اپنا اپنا عمل پیش کر کے دُعا کی۔ قصہ مشہور
ہے اس لئے ان دو کے عمل کی تفصیل اس وقت نہیں بتائی جاتی،
ہر ایک کی دُعا پر غار کا ایک تہائی مُنہ کھلتا گیا، اس طرح تینوں
کی دُعا پر پورا مُنہ کھل گیا، اور تینوں بسلامت باہر آ گئے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں کو بلا استحقاق رقم دے دینے کی بدولت
دنیا و آخرت میں برکات عطا فرمائیں۔“

ارشاد فرمایا :

”یہ قصہ نا تجربہ کاری کے زمانہ کا ہے، تجربہ کے بعد اب میرا
معمول یہ ہے کہ کہیں کسی کا سرمایہ اپنی معرفت نہیں لگاتا، بلکہ کسی کو
کہیں سرمایہ لگانے کا مشورہ بھی نہیں دیتا، از خود مشورہ دینا تو درکنار
بہت سے لوگ بہت اصرار کے ساتھ مشورہ طلب کرتے ہیں مگر میں
اُن سے یاس الفاظ معذرت کر دیتا ہوں :

”میں دنیا کمانے میں بہت بڑا احمق ہوں، کہیں میرے مشورہ
پر عمل کر کے منافع کی بجائے اصل سرمایہ سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں
علاوہ ازیں میری منڈی میں جو سامان ہے (تجارتِ آخرت) بس مجھ
سے وہی حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔“

میں دوسروں کو بھی یہی نصیحت کرتا ہوں کہ امورِ دنیویہ میں لوگوں
کو مشورہ نہ دیا کریں، اس لئے کہ اس دورِ ہوس و فسادِ باطن میں نہایت
مخلص مشیر کو بھی ”یاد بخیر“ کوئی نہیں کرتا، مشورہ پر عمل کرنے سے نفع
ہوا تو اپنی عقل کا ثمرہ اور ذاتی کمال سمجھتا ہے، محسن کی طرف خیال
نہیں جاتا، اور اگر نقصان ہوا تو سب قصور مشورہ دینے والے کا قرار
دیتا ہے، اور اسے ہر وقت کوستا اور بدنام کرتا رہتا ہے۔

احسان فراموشی میں اگرچہ محسن کا کوئی نقصان نہیں، بلکہ فائدہ ہی
ہے کہ اجر بڑھتا ہے، مگر محسن کے مشورہ پر عمل کرنے سے قدرۃ نقصان ہو
گیا تو اس کی شکایت کرنے میں محسن کی عزت اور دین دونوں کا نقصان
ہے بالخصوص جس شخص سے اللہ تعالیٰ کوئی دینی خدمت لے رہے ہوں
اس کی بدنامی کی وجہ سے خدمتِ دین میں نقصان واقع ہوتا ہے اس

لئے اس قسم کے معاملات سے احتراز لازم ہے۔“

یہ پیرکارخانہ والا نہیں؛

⑧ مذکورہ بالا واقعہ ابھی تازہ ہی تھا کہ ایک سیٹھ نے حضرت والا کے ایک عقیدت مند کی معرفت آپ سے بذریعہ ٹیلیفون بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے اجازت دے دی تو انھوں نے بتایا:

”ایک بحری جہاز پر میرا پچاس لاکھ کا مال کدا ہوا تھا، وہ جہاز اغواء ہو گیا ہے، اس لئے میں بہت پریشان ہوں، آپ دعا، فرادیں اور کچھ پڑھنے کو بھی بتادیں۔“

پھر کہنے لگے:

”مجھے تیرہ کروڑ کا ایک اپنا ذاتی جہاز خریدنا ہے اور ترہ کروڑ کے ایک کارخانہ کا سودا ہو رہا ہے۔“

خود ہی کروڑوں کا حساب بتانے لگے، یعنی خود ہی ذکر لیل شروع کر دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ جس کے دل میں جس چیز کی محبت ہوتی ہے زبان پر بھی بے ساختہ اُسی کا ذکر چلا آتا ہے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اُن سے فرمایا:

”آپ نے اپنے کاروبار کے بارہ میں ابھی جو کچھ بتایا ہے سرسری اندازہ کے مطابق تیس کروڑ کی رقم تو یہی بن گئی، اس میں سے صرف پچاس لاکھ یعنی ساٹھویں حصہ کے نقصان کا اندیشہ ہے، اس کی خاطر آپ اتنے پریشان ہیں، میری تو ساری کی ساری پونجی ہی صاف ہو گئی لیکن بھلا اللہ تعالیٰ مجھے تو بال برابر بھی فکر نہیں ہونی۔“

پھر انھوں نے حضرت والا کے انہی عقیدت مند کے ذریعہ بالمشافہہ ملاقات کے لئے وقت دریافت کیا، مقصد یہ تھا کہ انہیں عام وقت ملاقات سے الگ کوئی خصوصی وقت دیا جائے، حضرت والا نے عام معمول کے مطابق فرمادیا:

”عصر کے بعد وقت ملاقات ہے۔“

وہ عصر کے وقت انہی سفارشی صاحب کو ساتھ لے کر حاضر ہوئے۔

حضرت والا نے حسب معمول بیان سے فارغ ہو کر فرمایا:

”کسی کو کچھ کام ہو تو بتائیے۔“

وہ کہنے لگے:

”حضرت ہمارے کارخانہ میں تشریف لائیں۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”جب تک کسی کے ساتھ بے تکلفی نہ ہو میں اس کے یہاں

نہیں جاتا، آپ یہاں آتے رہیں، بے تکلفی پیدا ہو گئی تو آؤں گا۔

میں یہ نہیں بتا سکتا کہ بے تکلفی کب تک پیدا ہو جائے گی،

ہو سکتا ہے کہ جلد ہی ہو جائے، یا دیر میں ہو، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

کبھی بھی پیدا نہ ہو۔“

وہ ایک پیر صاحب کے بارہ میں کہنے لگے:

”حضرت... صاحب تو ہمارے پاس تشریف لاتے ہیں۔“

حضرت والا نے فرمایا:

”میں اُن لوگوں میں سے نہیں ہوں۔“

سیٹھ صاحب پھر کبھی تشریف نہیں لائے، سمجھ گئے ہوں گے:

”یہ پیر کارخانہ والا، نہیں۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”یہ سیٹھ صاحب بظاہر بہت متشرع اور دیندار ہیں، بزرگوں سے تعلق بھی رکھتے ہیں، یکے بعد دیگرے متعدد بزرگوں سے بیعت بھی ہوئے ہیں، اس کے باوجود انہوں نے تین بہت بڑی غلطیاں کی ہیں:

۱۔ ٹیلیفون پر بات کرنے اور وقت ملاقات لینے کے لئے سفارش کیوں کروائی؟ ابتداء ہی خود بات کیوں نہیں کی؟ اس کا علاج تو یہ تھا کہ انہیں وقت ملاقات دینا تو درکنار ٹیلیفون پر بھی بات کرنے کی اجازت نہ دی جاتی۔

۲۔ پھر ملاقات کے لئے بھی سفارشی کو ساتھ لائے، خود تنہا آنے سے کیا چیز مانع تھی؟

اس کا علاج یہ تھا کہ انہیں مجلس میں بیٹھنے کی اجازت نہ دی جاتی، فوراً مجلس سے نکال دیا جاتا۔

۳۔ پھر پہلی ہی حاضری میں کارخانہ میں تشریف لانے کی دعوت بھی دے دی۔

اس کا علاج یہ تھا کہ انہیں اسی وقت مجلس سے نکال دیا جاتا، یہ نہیں تو کم از کم سخت تنبیہ تو کی ہی جاتی۔

یہ طریق علاج حکیم الامتہ حضرت تھانوی قدس سرہ کا ہے۔ میں مغلوب المروءۃ آدمی ہوں، اس لئے میں نے ایسا نہیں کیا، مگر بحمد اللہ تعالیٰ میری مروت حدود شرع سے تجاوز نہیں کر سکتی۔

یہ حجت جاہ کامرض ہے، اگر یہ مجھ سے اصلاحی تعلق قائم

کرنے کے بعد ایسی حرکتیں کرتے تو ان کا علاج مجھ پر فرض ہوتا، میں اس میں ہرگز مروت سے کام نہ لیتا۔ آج کل خانقاہوں میں صرف آورد و وظائف ہی پڑھنے پڑھانے کا دھند رہ گیا ہے، اصلاح نفس سے کوئی سروکار نہیں، نہ مرید کو اس کی ضرورت اور نہ ہی پیر کو اس طرف التفات۔ وجہ یہ ہے کہ آورد و وظائف پڑھنا آسان ہے اور امراض قلب کا علاج کروانا بہت مشکل۔ انجکشن یا آپریشن تو بڑی بات ہے بس ذرا سی کڑوی گولی دی اور مرید بھاگا۔ ”پیر جی رہ جائیں گے جیسے مرغی بغیر بچوں کے“ بس اس خوف سے پیر جی خنسی ہو رہے ہیں“

مسجد حرام میں ایک تاجر کی تجارتی باتوں پر:

۹ ایک بار حضرت والا مسجد حرام میں نماز فجر کے بعد طواف سے فارغ ہو کر اپنے میزبان کے ساتھ مطاف سے نکلے تو ایک صالح شکل و صورت کے آدمی جلدی سے کھڑے ہوئے اور بڑے تپاک سے ملے، آپ کا نام اور پتا پوچھا، اور آپ سے تھوڑی دیر کے لئے وہاں تشریف رکھنے کی درخواست کی۔

آپ اخلاقاً ان کی خاطر بیٹھ گئے، تو انہوں نے از خود ہی اپنی بہت اونچی تجارتوں کا قصہ شروع کر دیا، وہیں مسجد حرام ہی میں تجارتوں کی تفصیل بتاتے رہے چونکہ انہوں نے اپنی روزانہ کی نشست وہیں بتائی جہاں اس وقت بیٹھے ہوئے تھے، اس لئے آپ نے وہاں سے اٹھنے کے بعد میزبان سے فرمایا:

”آئندہ گاڑی اس دروازہ کے سامنے نہ لائیں، مجھے بلا ضرورت دنیوی باتیں سننے سے سخت ذہنی تکلیف ہوتی ہے اور سر میں

درد ہونے لگتا ہے۔“

پھر ارشاد فرمایا:

”بلا ضرورت دنیوی باتیں کرنے اور سننے سے سخت پرہیز لازم ہے، یہ حُبِ دنیا کی علامت ہے، مزید بریں اس سے دنیا کی محبت بڑھتی ہے۔ ایسی لغویات کی بجائے ذکر اللہ جاری رکھنے کی کوشش کیا کریں۔“

مسجد میں دنیوی باتیں کرنا اور بھی زیادہ بُرا ہے، سخت گناہ ہے پھر مسجد حرام میں؟ یہ تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔“

جامعہ دار الہندی ٹھیکرھی میں درس آموز واقعہ:

① حضرت والا جب جامعہ دار الہندی ٹھیکرھی میں شیخ الحدیث تھے، وہاں ایک استاذ کسی معصیت میں مبتلا تھے، آپ نے انہیں علیحدگی میں بلا کر نرمی اور شفقت سے بہت سمجھایا، اس کے باوجود اُن پر بالکل اثر نہ ہوا، اس لئے آپ کو سخت کاروائی کرنا پڑی، مجبور ہو کر انہیں وہ کام چھوڑنا پڑا۔

اب انہوں نے هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (۵۵۔۶۰) احسان کا بدلہ صرف احسان ہے۔“ پر عمل کرتے ہوئے حضرت والا پر الزام لگایا کہ آپ نے جامعہ کے کتب خانہ سے ایک کتاب چُرالی ہے۔

مہتمم صاحب کے صاحبزادہ نے حضرت والا کو تفصیل بتائی کہ انہوں نے یہ غلط خبر مہتمم صاحب کو پہنچائی۔ اس پر مہتمم صاحب نے تحقیق کروائی تو ثابت ہوا کہ وہ کتاب کتب خانہ میں موجود ہے اور ان کا الزام غلط ہے۔

یہ سن کر حضرت والا نے مہتمم صاحب کو لکھا:

”ان مولوی صاحب نے میری توہین کی ہے، جلد اس کا فیصلہ

کریں ورنہ میں عدالت میں ہتکِ عزت کا مقدمہ کر دوں گا۔“

انہوں نے فوراً شوری کا اجلاس بلوایا، لیکن اس میں حضرت والا کو مدعو نہیں کیا۔ ارکان شوری کے باہم مشورہ کے بعد حضرت والا کو بلا کر کہا:

”ہم نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کئے ہیں:

① یہ مولوی صاحب آپ کو پچاس روپے جرمانہ ادا کریں گے۔

② شوری کے سب ارکان کے سامنے آپ سے معافی مانگیں گے۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

”مجلس شوری کے یہ دونوں فیصلے صحیح نہیں۔ پہلا فیصلہ اس

لئے صحیح نہیں کہ مالی جرمانہ جائز نہیں۔ اس لئے یہ رقم میرے لئے

حلال نہیں، بالفرض حلال ہوتی تو بھی میں نہ لیتا۔

{اس پر بعض ارکان نے کہا:

”یہ مدرّسہ کی مصلحت کی خاطر کیا گیا ہے“

حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

”مدرّسہ تو دین کی حفاظت کی خاطر ہوتا ہے نہ یہ کہ مدرّسہ

کی مصلحت کی خاطر دین کے خلاف کوئی عمل کیا جائے۔“

دوسرا فیصلہ اس لئے درست نہیں کہ میرا یہ معمول ہے کہ شخص

بھی مجھے جسمانی یا مالی تکلیف پہنچائے میں اسے ویسے ہی معاف کر

دیتا ہوں، مزید بریں اس کے لئے ایصالِ ثواب و دعا و خیر کا بھی

معمول ہے، اس لئے معافی طلب کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔“

اس پر مہتمم صاحب نے حضرت والا سے دریافت فرمایا:

”حضرت کے خیال میں کیا فیصلہ ہونا چاہئے“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”چونکہ انہوں نے مجھ پر الزام لگا کر اس کی عام تشہیر بھی کر دی

ہے، اس لئے اس کی تلافی ان پر فرض ہے، جس کی صورت یہ ہے

کہ یہ نماز عصر کے بعد سب لوگوں کے سامنے یہ اعلان کریں،

’میں نے جو الزام لگایا ہے وہ سراسر غلط ہے۔‘“

ان مولوی صاحب کو تو اس کی ہمت نہ ہو سکی لیکن نائب مہتمم صاحب

نے ان کی طرف سے اعلان کر دیا۔

اس واقعہ سے چند فائدے حاصل ہوئے:

۱۔ مدرّسہ کی مصلحت کے لئے دین کے خلاف کوئی کام نہ کیا جائے خواہ

مدرّسہ رہے یا نہ رہے۔

۲۔ ایسا مال جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ناجائز ذریعہ سے مل رہا ہو،

اسے قبول کرنے کا خیال تک بھی نہیں آنا چاہئے، بلکہ ایسے حلال مال

سے بھی احتراز کرنا چاہئے جسے قبول کرنا خلاف مروت ہو۔

۳۔ ہمیشہ یہ معمول رکھا جائے کہ کسی سے جو تکلیف بھی پہنچے اسے دنیا ہی میں

معاف کر دیا جائے، دنیا یا آخرت میں بدلہ لینے کا بالکل ارادہ نہ ہو، بلکہ

تکلیف پہنچانے والے کو ایصالِ ثواب و دُعا و خیر سے نوازا جائے۔

ایک مسکین اور ایک نواب کی ملاقات پر:

۱۱) ایک مولوی صاحب کا خط:

”آج کی مجلس میں حضرت والا کا ایک معمول دیکھ کر مجھے بہت

فائدہ ہوا، پہلے ایک مسکین چرواہے کی صورت میں آیا، حضرت والا

نے اسے دیکھ کر بہت مسرت کے ساتھ استقبال فرماتے ہوئے فرمایا:

”بہت دنوں کے بعد تشریف لائے“

پھر اُن کے ساتھ دیر تک بہت بشاشت سے گفتگو فرماتے

رہے، اُن کے جانے کے تھوڑی دیر بعد جناب نواب

صاحب تشریف لائے، اُن کی طرف آپ نے کوئی خاص توجہ

نہیں فرمائی، ان کی بات سُن کر بقدرِ ضرورت جواب دیا اور تحریرِ افتاء،

کے کام میں مشغول ہو گئے، یہ دیکھ کر میرے دل میں بے انتہاء مُرورو

استغناء پیدا ہوا اور یہ سبق حاصل ہوا کہ اہل ثروت کی بجائے اللہ

تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنا چاہئے۔“

چیف نیوی گیٹر کے ساتھ عبرت آموز معاملہ:

۱۲) حضرت والا کے ایک عقیدتمند پی، آئی، اے کے چیف نیوی گیٹر

تھے، دارالافتاء والارشاد کی مسجد میں اذان بھی دیا کرتے تھے، یہ اُن کی دینداری تھی

کہ تھے تو پی، آئی، اے کے چیف نیوی گیٹر لیکن اپنا تعارف ”دارالافتاء والارشاد

کا مؤذن“ کہہ کر کرواتے تھے۔

حضرت والا کو ایک بار قلم کی ضرورت پیش آگئی، پارکر ۵۷ سے کم درجہ

کا قلم آپ کے ہاتھ میں نہیں چلتا، دوسرے کم قیمت قلموں سے کام کرنے کی کئی

بار کوشش کی، لیکن کام نہ چل سکا۔ کراچی میں تلاش کروایا مگر اُس وقت یہ قلم

بازار میں دستیاب نہ تھا۔ آپ کو خیال آیا:

”ہمارے مؤذن صاحب ہر دوسرے دن بیرونی ممالک جایا

کرتے ہیں اُن سے کہہ کر منگوایا جائے۔“

چنانچہ آپ نے ان سے فرمادیا، حالانکہ آپ کا مذاق یہ ہے :

”بلا ضرورت شدیدہ باہر سے چیز منگوانا بالکل پسند نہیں اپنے

ہی موضع رہائش میں اگر کوئی چیز دستیاب ہو سکتی ہو خواہ وہ گرل ہی

کیوں نہ ہو وہ چیز دوسری جگہ سے منگوانا آپ کے مذاق کے خلاف ہے۔“

مگر یہ تو نہایت ہی ضروری چیز تھی، چنانچہ آپ قلم کے بارہ میں فرمایا

کرتے ہیں :

”ہمارا تو اسلحہ ہی ہے، اگر مجاہد کی تلوار ہی ٹوٹ جائے تو

وہ کیا کر سکتا ہے؟“

اس ضرورت شدیدہ کی وجہ سے آپ نے ان سے قلم لانے کے لئے فرما

تودیا، مگر بعد میں خیال ہوا :

”شاید وہ قلم لے آئیں اور پیسے نہ لیں، ہاں اگر کوئی مخلص بغیر

فرمائش کے لے آئے تو وہ الگ بات ہے۔“

آپ نے دُعا شروع کر دی کہ انہیں یہ کام یاد ہی نہ رہے، ادھر آپ نے

دُعا شروع کی ادھر دن گزرتے گئے، اور ایک مہینے سے اوپر گزر گیا، مگر قلم نہیں آیا،

حالانکہ انہیں ہمیشہ ہر دوسرے تیسرے دن بیرونی ممالک کا سفر درپیش رہتا تھا۔

جب اتنا عرصہ گزر گیا تو حضرت والا نے ارشاد فرمایا :

”اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دُعا قبول فرما

لی ہے اور وہ بات ان کے ذہن سے محو فرمادی ہے۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم کے اس ارشاد کے بعد بہت جلد ہی آپ

کے ایک دوسرے عقیدہ مند نے بالکل وہی قلم جو آپ کو درکار تھا ہدیہ پیش کر دیا۔

حضرت دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا :

”یہ غیر اللہ سے استغناء کی برکت ہے، الحمد للہ کام بھی ہو گیا

اور بار منت سے بھی محفوظ رہے۔“

پوری جائیداد والد ماجد کی نذر :

(۱۳) حضرت والا کے والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی ہی میں اپنی

ضرورت کے مطابق کچھ حصہ چھوڑ کر باقی سب جائیداد (زرعی اراضی اور رہائشی پلاٹ)

اولاد میں تقسیم فرمادی تھی، اس سے متعلق اپنے شیخ حکیم الامتہ حضرت تھانوی

قدس سرہ کا ملفوظ نقل فرمایا کرتے تھے :

”اپنی زندگی میں اولاد کو جائیداد نہ دی جائے، اور اگر دے

دی تو پھر اُن سے کوئی توقع نہ رکھی جائے۔“

حضرت والا کی والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد والد صاحب نے ضرورت

خدمت دوسری شادی کر لی، بلحاظ عمر دوسری شادی سے اولاد ہونے کا وہم و گمان

بھی نہیں تھا، مگر بقدرت الہیہ اس سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں،

اب والد صاحب کو فکر ہوئی کہ جائیداد تو سابقہ اولاد میں تقسیم ہو گئی، ان بچوں کے

لئے کیا انتظام ہو؟ بوجہ غیرت سابقہ اولاد سے اس کا تذکرہ نہیں فرماتے تھے،

بالخصوص جبکہ اپنے شیخ کا ملفوظ بھی ہر وقت پیش نظر رہتا تھا۔ حضرت والا کے

ساتھ خصوصی محبت کی بنا پر اس سلسلہ میں آپ سے مشورہ طلب فرمایا۔ آپ نے

جواب میں لکھا :

”سابقہ اولاد کو آپ نے جو جائیداد عنایت فرمائی ہے اس میں

اُن کی محنت کا کوئی حصہ نہیں، خالص آپ کی محنت کا ثمرہ ہے۔

بالفرض کسی کی اولاد نے اپنی محنت سے کچھ کمایا ہو تو درحقیقت وہ بھی والدین ہی کی محنت کا ثمرہ ہے، کیونکہ اولاد کا وجود، پھر اُن کی صحیح تربیت اور کمانے کی صلاحیتیں، غرضیکہ ہر چیز میں ہر لحاظ سے اولاد والدین ہی کی زینِ منت ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے :

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ (القولہ) اِنْ اَشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ط (۳۱-۱۴)

”اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارہ میں تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔“
اس لئے اولاد کو چاہئے کہ سب جائیداد آپ کو واپس کر دیں اور اس کی ابتداء میں کرتا ہوں، میں اپنی پوری جائیداد آپ کو نذر کرتا ہوں ع

مگر قبول اُفتد زہے عز و شرف

”اگر قبول ہو جائے تو میرے لئے بہت ہی عزت و شرف کا باعث ہوگا۔“

واللہ! مجھے تو اس جائیداد کو ”میری“ کہتے ہوئے بھی بہت شرم آتی ہے، یہ سب کچھ آپ ہی کا ہے۔“

حضرت والا کے اس جذبہٴ محبت پر آپ کے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے اور تحریر فرمایا :

”آپ کی اس سعادت پر مسرت کی وجہ سے میں نے فلاں پلاٹ بھی آپ کو دے دیا۔“

حضرت والا نے اس وقت شفقت و غنایت کی قدر دانی کے پیش نظر یہ ہدیہ قبول فرمایا، پھر کچھ وقت کے بعد واپس والد صاحب ہی کی خدمت میں پیش کر دیا۔

معاملات میں احتیاط کی اہم مثال :

(۴۱) حضرت والا نے ایک قیمتی گھڑی اپنے بڑے صاحبزادہ مولوی محمد صاحب کی معرفت پانچ ہزار میں خریدی، بیچنے والا شخص یہ گھڑی بیرونی مالک سے لایا تھا، جہاں بالعموم دکاندار سے خریدار رسید نہیں لیتا، اس لئے اس گھڑی کے ساتھ خریداری کی رسید نہیں تھی۔ اس شخص کے قول کے مطابق گھڑی صرف دو ماہ استعمال ہوئی تھی، مگر رسید نہ ہونے کی وجہ سے اس کے قول پر پورا اعتماد نہ تھا، یعنی گھڑی کچھ زیادہ مستعمل ہونے کا شبہ تھا۔ ایک مولوی صاحب حضرت والا سے کچھ بے تکلف تھے انہیں یہ گھڑی پسند آگئی، اس لئے انھوں نے آپ سے درخواست کی کہ انہیں بھی باہر سے اس جیسی گھڑی منگوا دیں۔

حضرت والا نے فرمایا :

”آپ چاہیں تو یہی گھڑی لے لیں میں اپنے لئے دوسری منگوا لوں گا۔“

انہوں نے بخوشی قیمت خرید یعنی پانچ ہزار ہی میں لے لی۔

اس کے بعد حضرت والا کو خیال ہوا کہ گھڑی کے کچھ پرانی ہونے کا شبہ تھا، یہ حقیقت بتائے بغیر اس کا بیچنا جائز نہ تھا، اس لئے اُن مولوی صاحب کو حقیقت بتا کر فرمایا :

”آپ چاہیں تو بیع فسخ کر دیں اور اپنی قیمت واپس لے لیں۔“

مگر انہوں نے بہت ہی انشراح کے ساتھ اس بیع پر رضامندی کا اظہار کیا اور گھڑی واپس نہ کی۔

مع ہذا حضرت والا کو اطمینان نہ ہوا اس احتمال کی بنا پر کہ شاید مروت کی وجہ سے واپس نہ کر رہے ہوں اور دل سے پورے طور پر راضی نہ ہوں۔ منکرِ آخرت نے بے چین کر دیا، حتیٰ کہ پانچ ہزار میں اس جیسی ایک اور نئی گھڑی باہر سے منگو کر انہیں بطور ہدیہ پیش کی۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ یہ مولوی صاحب حضرت والا کے ساتھ خصوصی محبت و عقیدت کا تعلق رکھتے تھے، نیز دنیوی حیثیت سے بہت اونچے طبقہ کے تھے، ان دونوں وجوہ کی بنا پر ان کی رضا میں شبہ کی کوئی گنجائش نہ تھی، اس کے باوجود حضرت والا نے جب تک ایسے قیمتی ہدیہ سے موہوم نقصان کی تلافی بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ احسان نہیں کر دیا اس وقت تک سکون نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی فکرِ آخرت سے نوازیں۔

”پچاس ہزار کے لئے کروڑوں کا نقصان کروں؟“

⑮ محکمہ این، ایل، سی نے حضرت والا اور آپ کے دوسرے بھائیوں کی کچھ زیرِ کاشت زرعی زمین لے لی۔ دوسرے بھائی حضرت والا کو خطوط اور ٹیلیفون کے ذریعہ تاکید کرتے رہے:

”آپ زمین دینے پر ہرگز راضی نہ ہوں، ہم سب مل کر محکمہ پر مقدمہ کریں گے۔“

ایک بھتیجے خود حضرت والا کے پاس پہنچے اور کہا:

”میں نے فوجی میجر سے کہہ دیا ہے کہ ہم آخر دم تک مقدمہ

لڑیں گے اور کسی صورت میں بھی زمین نہیں دیں گے۔“ مگر حضرت والا نے میجر کو خط لکھا:

”یہ زمین میری ضرورت سے زائد نہیں، اس لئے آپ یہ آباد زمین نہ لیں، اس کی بجائے میری بجز زمین لے لیں، مع ہذا اگر آپ کو یہی زمین لینے پر اصرار ہے تو میں نہ دنیا میں کوئی دفاع کروں گا اور نہ ہی آخرت میں انتقام لوں گا۔“

حضرت والا کے اس خط سے میجر صاحب بہت متاثر ہوئے۔ جواب میں بہت عقیدت اور شوقِ زیارت کا اظہار کیا، اور لکھا:

”زمین کے معاملہ میں میرا کوئی اختیار نہیں، مجھے تو حکومت نے قبضہ لینے کا حکم دیا ہے، اس لئے میں مجبور ہوں۔“

اس کے بعد حضرت والا کو آپ کے بھائی نے لکھا:

”زمین کے معاوضہ کی رقم وصول کرنے کے لئے محکمہ مختار نامہ قبول نہیں کرتا، لہذا آپ خود اگر وصول کریں۔“

حضرت والا نے جواب میں تحریر فرمایا:

”میں ایسا بے وقوف نہیں کہ پچاس ہزار (معاوضہ کی رقم اتنی تھی) کی خاطر پانچ سو کلومیٹر کا سفر کروں اور پچاس ہزار کے لئے کروڑوں کا نقصان کروں، دین کی ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت بھی کروڑوں سے زیادہ قیمتی ہے میں رقم وصول کرنے کے لئے دینی کام چھوڑ کر نہیں آسکتا۔“

بار بار ٹیلیفون اور خطوط کے ذریعہ محکمہ کی طرف سے یہی پیغام دیا گیا، مگر حضرت والا نے ہر بار یہی جواب دیا اور فرمایا:

”اگر محکمہ بذریعہ مختار نامہ رقم نہیں دیتا تو میں معاف کر دوں گا

اس مقصد کے لئے سفر نہیں کروں گا۔“

بالآخر محکمہ نے مختار نامہ قبول کر لیا اور رقم دے دی۔ آپ نے یہ قسم تجارت میں لگادی، اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت برکت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

(۶۵-۲، ۳)

”جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے سبیل پیدا فرمادیتے ہیں، اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں کہ اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو اللہ پر توکل کرے وہ اس کو کافی ہے۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص سے اللہ تعالیٰ خدماتِ دینیہ لے رہے ہوں اسے حتی الامکان ایسے امور سے بچنا چاہئے جو فراغِ قلب کو پایاں کرنے والے ہوں۔“

بفراغِ دل زمانے نظرے بماءِ روئے

ازان بہ کہ چتر شاہی ہمہ وقت ہائے ہوئے

”فراغِ قلب کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے محبوب کی طرف

ایک نظر شاہی تاج اور ہر وقت کی ہماہمی سے بہتر ہے۔“

فراغِ قلب بہت بڑی دولت ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ کر سب

خواہشات کو دل سے نکال دو، طالبِ آخرت کو یونہی ہونا چاہئے۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَتْ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قَدَّرَ لَهُ“ رواہ الترمذی۔

”جس نے آخرت کو مقصود بنالیا، اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو غنا سے بھر دیتے ہیں، اور اس کی ضرورات کے کفیل ہو جاتے ہیں، اور دنیا اس کے پاس ناکِ رگڑتی آتی ہے۔“

اور جس نے دنیا کو مقصود بنالیا، اللہ تعالیٰ اسے ہر وقت فقر و فاقہ سے ڈراتے رہتے ہیں اور اس کی ضرورات پوری نہیں ہونے دیتے، پھر دنیا کی خاطر محنت اور پریشانی کے باوجود اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے لئے مقدر ہے۔“

استغناء کا عجیب عالم:

(۱۶) حضرت والا ہر سال سفرِ عمرہ سے قبل محض بھائی بہنوں سے ملاقات کے لئے اپنی گاڑی پر خیر پور تشریف لے جاتے ہیں، ایک یا دو خادم بھی ساتھ ہوتے ہیں، خدام آپ کے استغناء کا یہ عالم دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ آپ وہاں تشریف لے جانے کے باوجود اپنی زرعی زمین کبھی بھی نہیں دیکھتے، بلکہ اس بارہ میں کسی بھی قسم کا کوئی ذکر تک بھی آپ کی زبان مبارک پر نہیں آتا، یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ کی یہاں کوئی جائیداد ہے ہی نہیں، یا ہے تو آپ کو اس کا کوئی علم تک نہیں۔

ایک بار حضرت اقدس کے ایک بھائی صاحب نے آپ سے کہا:
”آپ جب تک یہاں آکر نہیں رہیں گے اور اپنی زمین خود اپنی
نگرانی میں آباد نہیں کروائیں گے اس وقت تک آپ کی زمین آباد
نہیں ہو سکتی۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے جواب میں ارشاد فرمایا:
”تجارتِ آخرت کے ذخائر زمین کی آمدنی سے بدرجہا زیادہ بہتر
ہیں، خدماتِ دینیہ چھوڑ کر زمین آباد کروانا بہت بڑے خسارہ کا
سودا ہے۔“

جھگڑا ختم کرنے کے لئے جیب سے دس ہزار:

①۴ حضرت والا کی خدمت میں ایک بار فیصلہ کے لئے کچھ لوگ آئے۔ ایک
کا دوسرے پر پانچ ہزار روپے کا دعویٰ تھا۔ مدعی علیہ منکر تھا، صرف منکر ہی نہیں
بلکہ وہ مدعی پر کسی دوسرے معاملہ میں پانچ ہزار کا دعویٰ کر رہا تھا۔ یعنی ہر ایک
دوسرے پر پانچ ہزار کا مدعی تھا، اس طرح مجموعہ دس ہزار کا دعویٰ تھا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ان سے فرمایا:

”آپ اپنا نزاع ختم کر دیں یہ دس ہزار کی رقم میں اپنے پاس
سے دے دیتا ہوں، ہر ایک مجھ سے پانچ ہزار ابھی لے لے۔“

انہوں نے حضرت والا کے اصرار کے باوجود آپ سے رقم لینے سے انکار کر دیا،
مگر حضرت والا کے اس عجیب اشارے سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنا نزاع ختم کر دیا، جو
بہت خطرناک صورت اختیار کر چکا تھا، باوجودیکہ فریقین دیندار بھی تھے اور مالدار بھی۔
حضرت والا نے بعد میں فرمایا:

”اگر میں شرعی فیصلہ کرتا تو ان دونوں خاندانوں کے درمیان
مخالفت و منافرت اور زیادہ بڑھ جاتی۔ مدعی کی شہادت پر فیصلہ
ہوتا تو مدعی علیہ شاہدوں کی تکذیب کرتا اور اس کی خوب تشہیر کرتا،
اور اگر مدعی کے پاس شہادت نہ ہونے کی وجہ سے مدعی علیہ کی قسم
پر فیصلہ ہوتا تو مدعی اسے جھوٹی قسم قرار دیتا، اور خوب اُچھالتا، خوب
بدنام کرتا۔“

میں نے سوچا کہ مسلمان کی عزت میرے مال سے زیادہ قیمتی
ہے، اس لئے میں نے اُن کی عزت بچانے کی خاطر دس ہزار روپے
اپنے پاس سے دینے کا فیصلہ کیا۔“

مولوی اور سیٹھ کا جوڑ نہیں ملتا:

①۸ ایک بار سفرِ عمرہ میں آپ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے، اور وہاں سے
مدینہ منورہ کی طرف روانگی کی تاریخ متعین فرما چکے تھے، اس تاریخ سے دو تین
روز قبل حرم شریف میں کراچی کے ایک سیٹھ مل گئے، اتفاق سے وہ بھی اسی تاریخ
میں مدینہ منورہ جا رہے تھے، انہوں نے ایک ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کی، مگر
حضرت والا نے اسے پسند نہ فرمایا، اور اپنی روانگی کی تاریخ تبدیل فرمادی۔

اس میں دو مصلحتیں بیان فرمائیں:

۱۔ اگر یہ میرے ساتھ چلتے تو میرا کرایہ ادا کرنے پر اصرار کرتے،
اور جو شخص مجھ سے معتد بہ دینی نفع حاصل نہیں کرتا اور سیلسلہ
جاری نہیں رکھتا اس کی طرف سے ہدیہ یا کوئی اور احسان قبول
کرنے سے سخت شرم آتی ہے، بالخصوص اہل ثروت سے۔

۲۔ مولوی اور سیٹھ کا جوڑ نہیں ملتا، ان کی آپس میں رفاقت ہرگز درست نہیں، بجز اس صورت کے کہ سیٹھ مولوی کے ساتھ مکمل طور پر خادمانہ حیثیت سے ہو۔

نعمتِ غیر مترقبہ یا آفتِ ناگہانی :

۱۹ حضرت والا ایک بار اعتکاف میں تھے، اچانک سندھ کے ایک بہت بڑے زمیندار نے ایک مولوی صاحب کی معرفت حضرت والا کے تینوں صاحبزادوں کے لئے اپنی صاحبزادیوں کے رشتوں کا پیغام بھیجا، یہ خاندان دینی لحاظ سے بھی ممتاز ہے۔ حضرت والا نے فرمایا :

”مجھے دولت کی یہ اچانک گھٹا دیکھ کر فوراً خیال آیا کہ یہ نعمتِ غیر مترقبہ ہے یا آفتِ ناگہانی ؟ خدا نخواستہ یہ ان آیات کا مصداق نہ ہو :

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُّمْطَرٌ نَّابِلٌ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تَذَكَّرْ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝

(۲۶ — ۲۵، ۲۴)

”جب انہوں نے عذاب کی گھٹا اپنی وادیوں کی طرف آتی دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ بادل ہم پر رحمت کی بارش برسائے گا، یہ رحمت کی بارش نہیں بلکہ یہ وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے، یہ آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ یہ آندھی ہر چیز کو اپنے

رب کے حکم سے ہلاک کر دے گی، چنانچہ وہ ایسے تباہ ہو گئے کہ سوائے ان کے مکانوں کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا، ہم مجرموں کو یونہی سزا دیا کرتے ہیں۔“

حضرت والا اعتکاف میں تو تھے ہی، استخارات اور دُعاؤں کی خوب خوب توفیق ہوئی، جن کی بدولت یہ گھٹا ٹل گئی۔

کچھ مدت کے بعد پنجاب کے ایک بہت بڑے زمیندار اس غرض سے خود آئے۔ یہ خاندان بھی دنیوی لحاظ سے بہت اونچی حیثیت رکھنے کے ساتھ دین میں بھی ممتاز ہے، مگر استخارات و دعوات کی برکت سے یہ سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ایسے مواقع کے بارہ میں ارشاد فرمایا :

”جہاں دنیوی ساز و سامان ایک دم آرا ہو تو خوب غور و فکر اور استخارہ و دُعا سے کام لینا چاہئے، جلدی سے ہوس کا منہ نہیں کھولنا چاہئے، اللہ تعالیٰ سے استخارہ اور خوب دُعائیں کریں، پھر جو مقدر ہوگا وہی بہتر ہوگا۔ یاد رکھیں ہر شخص کے لئے دنیا کی ہر نعمت بہتر نہیں ہوتی، ایک ہی چیز کسی کے لئے خیر اور دوسرے کے لئے شر ہو سکتی ہے۔“

حکومت کی طرف سے بہت بڑے منصب کی پیشکش :

۲۰ حضرت والا کے ابتدائی دور میں اسلام آباد سے ایک صاحب نے آپ کی خدمت میں لکھا :

”یہاں حکومت نے ایک عالی شان مسجد بنوائی ہے، جس میں خطیب کی تقرری کے لئے کمشنر نے اخباروں میں یہ اشتہار دیا ہے :

”خطیب کے لئے بہت بڑی تنخواہ، وزیر کے برابر گریڈ اور رہائش کے لئے بہت عالی شان بنگلا ہوگا، علماء درخواستیں دیں پھر انھیں انٹرویو کے لئے بلایا جائے گا، انٹرویو کے لئے آمد و رفت کے مصارف درخواست دہندہ خود برداشت کرے گا۔ انٹرویو کے بعد کسی کو منتخب کیا جائے گا۔“

اگر آپ تشریف لے آئیں تو انٹرویو کے بغیر ہی آپ کا تقرر ہو جائے گا۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے جواب میں تحریر فرمایا :
”میں خود تو کسی قیمت پر بھی یہ کام کرنے کو تیار نہیں، البتہ آپ کو انتخاب خطیب کا صحیح طریقہ بتا دیتا ہوں، آپ کمشنر صاحب کو میری طرف سے صحیح طریقہ یہ بتائیں :

”آپ اخبارات میں اشتہار دینے کی بجائے جامعات اسلامیہ کے رؤساء سے رابطہ قائم کریں، کیونکہ وہی صحیح عالم کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ جب وہ کوئی عالم منتخب کر دیں تو آپ خود ان کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست پیش کریں، مناسب ہوا تو میں بھی آپ کی سفارش کر دوں گا۔ صحیح طریقہ بس یہی ہے کہ جسے ضرورت ہے وہی درخواست پیش کرے۔ علماء کی شان سے بہت بعید ہے کہ وہ اسامی کے لئے عرضیاں گزاریں اور پھر انٹرویو دیں۔ جو شخص درخواست اور انٹرویو کے ذریعہ منتخب ہوگا وہ صحیح عالم نہیں ہو سکتا۔“

حُب دُنیا کا کرشمہ :

(۲۱) ایک بار حضرت اقدس نماز عصر کے بعد حسب معمول بیان سے فارغ

ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے تو ایک مولوی صاحب آپ سے ملے اور کہنے لگے :
”میری حضرت حکیم الامتہ تھانوی قدس سرہ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے قربت ہے، میں ان دو قربتوں کا واسطہ دے کر آپ سے صرف دس منٹ کا وقت مانگتا ہوں۔“

حضرت اقدس نے عشاء کے بعد ملاقات کی اجازت دے دی، وہ اس وقت اپنے ساتھ ایک اور صاحب کو بھی لائے اور ان کا حال یوں بیان کیا :
”یہ کروڑوں پتی ہیں، دینی کاموں میں بہت فراخ دلی سے خرچ کرتے ہیں، دینی اداروں کی بہت مدد کرتے ہیں، ان پر سحر کا اثر ہے، بہت عاملوں کے پاس گئے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا، اس لئے حاضر خدمت ہوئے ہیں۔“

حضرت اقدس نماز عصر کے بعد روزانہ بیان فرماتے ہیں، پھر اس کے بعد مغرب سے کچھ پہلے تعویذ دینے کا معمول ہے، تعویذ دینے کا کام حضرت کسی خادم کے سپرد فرما کر خود گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ یہ صاحب جن کے لئے مولوی صاحب نے دو قربتوں کا واسطہ دے کر دس منٹ کا وقت لیا تھا اور خود بھی ان کے ساتھ آئے تھے، حضرت والا نے انہیں اس وقت تعویذ نہیں دلایا بلکہ عام معمول کے مطابق ہی ہدایت فرمائی کہ کسی روز عصر کے بعد تعویذ لے جائیں۔ دس منٹ کی بجائے دو تین منٹ ہی میں انہیں رخصت کر دیا، وہ دوسرے روز عصر کے بعد بہت دیر تک تعویذ کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ بیان ختم ہوا تو حضرت کے پاس آنے لگے، حضرت نے فرمایا :

”یہ تعویذ لینے والوں کی قطار ہے اس میں لگ جائیں۔“

انہیں قطار میں لگا کر حضرت والا تشریف لے گئے۔ قطار میں جب ان کی باری آئی تعویذ دینے والے خادم نے انہیں تعویذ دے دیا۔ وہ تعویذ کے بارہ میں کچھ دریافت کرنا چاہتے تھے، اس خیال سے ایک طرف بیٹھ گئے کہ قطار ختم ہونے کے بعد دریافت کر لیں گے، خادم کو اس کا علم نہیں تھا اس لئے وہ قطار ختم ہوتے ہی فوراً کسی ضروری کام کے لئے اٹھ گئے۔ بہت دیر کے بعد واپس آئے تو دیکھا کہ وہ منظر بیٹھے ہیں۔

جو دو قرابتوں کا واسطہ دینے والے مولوی کو ساتھ لاکر دس منٹ میں کام کروانا چاہتے تھے انہیں دوسرے روز بھی حاضر ہونا پڑا اور تقریباً سو گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:
”اس مولوی نے تین غلطیاں کی ہیں؛

۱۔ سیٹھ کے ساتھ کیوں آیا؟

۲۔ دو قرابتوں کا واسطہ دے کر عام وقت ملاقات سے الگ وقت کیوں لیا؟

میں نے اس خیال سے کہ کوئی بہت اہم کام ہوگا وقت دے دیا، اگر مجھے بتا چل جاتا کسی سیٹھ کو تعویذ دلانے کے لئے دو قرابتوں کا واسطہ دے کر الگ وقت مانگ رہا ہے تو میں ہرگز الگ وقت نہ دیتا۔

۳۔ تفصیل کیوں بتائی کہ یہ کروڑوں پتی ہیں، دینی کاموں میں بہت فراخ دلی سے خرچ کرتے ہیں، دینی اداروں کی بہت مدد کرتے ہیں۔

یہ سب حرکتیں حُرّتِ دنیا کی پیداوار ہیں، ان میں سے ہر ایک حرکت اس لائق ہے کہ اس پر سخت تنبیہ کی جاتی، تین حرکتوں پر کم از کم تین انجکشن تو لگنے ہی چاہئیں، مگر میں نے اس قدر رعایت کی کہ بالکل کچھ بھی نہیں کہا، اتنی نرمی اور اس قدر رعایت کے باوجود لوگ مجھے سخت کہتے ہیں، اپنی بیہودہ حرکتوں کو نہیں دیکھتے۔ میری اس مضبوطی سے شاید اس مولوی اور سیٹھ کو کچھ ہدایت ہو جائے، اگر میں عام معمول کے خلاف خاص وقت میں تعویذ دے دیتا تو ان کے اس مہلک مرض یعنی حُرّتِ دنیا میں اور ترقی ہوتی، اس دور کے مشائخ کی ایسے مریضوں کے ساتھ بے جازمی اور عجزِ خویش خوش خلقی ان کے ساتھ احسان نہیں بلکہ ان پر ظلم ہے اور ان کے لئے باعثِ ہلاکت ہے، دنیا و آخرت دونوں میں ان کی تباہی و بربادی کا سبب ہے۔“

”ارے نہیں، جانے دو“

(۲۲) ایک بار حضرت والا اپنی گاڑی پر تشریف لارہے تھے، حسبِ معمول گاڑی خود چلا رہے تھے، ایک چور ہے پڑ ریفک رکا تو آپ نے بھی گاڑی روک لی، پیچھے سے ایک ٹرک والے نے آکر ٹکر لگادی جس سے گاڑی کو سخت نقصان پہنچا۔ چونکہ ٹرک ڈرائیور کی غلطی بالکل واضح تھی، اس لئے وہ اتر کر حضرت والا کے پاس آیا اور کہنے لگا:

”میں اقرار کرتا ہوں کہ سراسر میری ہی غلطی ہے؟ اس لئے آپ جو فیصلہ بھی کریں مجھے قبول ہے، جتنا تاوان بھی چاہیں میں ادا

کروں گا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

”اب یہ گاڑی میرے کسی کام کی تو رہی نہیں، آپ سے پیسے لے کر کیا کروں گا؟ جائیے، آپ کو معاف کر دیا۔“

اتنے میں وہاں اچانک حضرت والا کے کچھ عقیدت مند لوگ پہنچ گئے، انہوں نے حضرت والا سے یوں درخواست کی:

”ہمیں ذرا اجازت عنایت فرمائیں تو ہم اسے ایسا سبق دے دیں کہ آئندہ کبھی ایسی غلطی نہ کرے۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے بہت شفقت آمیز لہجہ سے فرمایا:

”ارے نہیں، جانے دو، میں نے سب معاف کر دیا۔“

ایک طالب علم کی غلطی پر:

(۲۳) ایک طالب علم روزانہ حضرت والا کی گاڑی کی صفائی کرتے، حضرت سے انہوں نے اتنا ہی کہا ہوا تھا کہ صفائی کرتا ہوں، مگر ساتھ ہی آنکھ بچا کر تھوڑی سی ڈرائیونگ بھی کرتے اور شوق پورا کرنے کے بعد گاڑی پھر اسی جگہ کھڑی کر دیتے، ایک بار بار ہنر نکالتے ہوئے گاڑی بڑے دروازہ سے ٹکرا گئی، بتیاں ٹوٹ گئیں، کچھ اور بھی نقصان ہوا۔

اس نے خود ہی حضرت والا سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ ان سے کچھ کہنا تو درکنار، حضرت والا نے ناگواری کا اظہار تک نہ فرمایا، مسکراتے ہوئے صرف اتنا فرمایا:

”ہاں ماہر ڈرائیوروں کے یہی کام ہوا کرتے ہیں۔“

”ہاتھ تونچ گیا“

(۲۴) ایک طالب علم نے دارالافتاء کے دفتر میں رکھا ہوا بہت قیمتی بڑا کرہ ارضیہ (گلوب) اٹھاتے ہوئے اس کے کیس کا قیمتی شیشہ چورچور کر دیا حضرت والا نے ان کی نعت دور کرنے کے لئے فرمایا:

”ہاتھ تونچ گیا“

کم تنخواہ پر ہی اکتفا:

(۲۵) حضرت والا کچھ مدت تک تدریس و افتاء پر بوجہ ضرورت بادلِ نخواستہ تنخواہ لیتے رہے ہیں۔ اس زمانہ میں آپ کی شہرت اور عام مقبولیت کی وجہ سے آپ کو کوئی دینی ادارے اپنے ہاں کام کرنے کی دعوت دیتے رہے اور سابق تنخواہ سے بہت زیادہ تنخواہ کی پیشکش کرتے رہے، مگر حضرت والا محض زیادہ تنخواہ کی وجہ سے وہاں منتقل نہ ہوئے، بلکہ سابقہ ادارہ ہی میں کم تنخواہ پر ہی خدماتِ دینی میں مشغول رہے۔

قناعت و صبر و شکر پر نعمتوں کی موسلا دھار بارش:

(۲۶) حضرت والا ابتداء میں خدماتِ دینیہ پر مجبوراً بادلِ نخواستہ تنخواہ لیتے تھے، اس زمانہ میں ایک شخص نے نیامرغی خانہ کھولا اور وہ اپنے گاہک بنانے کی مہم چلا رہا تھا، اس نے حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا:

”آپ کتنے انڈے لیا کریں گے؟“

حضرت والا نے انہیں بہتر انداز سے ٹال دیا، بعد میں زیرِ تربیت خدام

سے فرمایا:

”میں نہ خود کبھی انڈے کھاتا ہوں نہ گھریں بیوی بچوں کو کھلاتا ہوں، اس لئے کہ میں بقدر ضرورت تنخواہ لیتا ہوں، انڈے ضرورت میں داخل نہیں، اور خدمات دینے پر قدر ضرورت سے زائد تنخواہ لینا جائز نہیں، مگر میں نے اس شخص کو یہ جواب اس لئے نہ دیا کہ وہ علماء دین کو مفلس نہ سمجھے، کسی مسلمان کے لئے بالخصوص کسی عالم دین کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی قول یا عمل سے کسی کے سامنے اپنا افلاس ظاہر کرے۔ اس میں دین اور علم دین کی توہین ہے۔“

اسی طرح اس زمانہ میں حضرت والا کو کہیں پانچ چھ کلومیٹر تک جانا ہوتا تو ٹیکسی رکشہ یا کرایہ کی سائیکل کی بجائے پیدل تشریف لے جاتے تھے، اس کی بھی یہی وجہ بیان فرماتے تھے:

”پانچ چھ کلومیٹر کی مسافت کے لئے کرایہ پر سواری لینا ضرورت سے زائد ہے۔“

ان واقعات میں یہ ملحوظ رہے کہ اس وقت حضرت والا جس ادارہ سے تنخواہ لے رہے تھے آپ اس کے قانوناً کلی طور پر خود مختار تھے، اپنی تنخواہ بڑھانے کے لئے کسی کی اجازت تو درکنار کسی سے مشورہ لینے کی بھی آپ کو ضرورت نہ تھی، علاوہ ازیں تنخواہ میں اتنا اضافہ نہ قانوناً معیوب سمجھا جاتا ہے نہ عرفاً، دوسرے علماء اس سے کئی گنا زیادہ تنخواہیں لے رہے ہیں۔

حضرت والا کے اس قدر بلند تقویٰ اور قناعت و صبر و شکر کی بدولت اللہ نے بہت جلد ہی آپ پر وسعت رزق کے ایسے دروازے کھول دیئے کہ لی ہوئی تنخواہیں واپس کرنے کے بعد مختلف دینی اداروں سے مالی تعاون فرما رہے ہیں،

آپ مصارف ضروریہ سے زائد اپنی کل آمدنی دینی کاموں پر خرچ کر رہے ہیں۔ حضرت والا کے اس عمل اور اس کی برکت سے آپ پر دنیوی نعمتوں کی موسلا دھار بارش سے ان علماء کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو حضرت والا کی تنخواہ کے معیار سے کئی گنا زیادہ اسباب راحت حاصل ہونے کے باوجود ہر وقت تنخواہ بڑھوانے کی کوشش میں مگر گراں رہتے ہیں، اس کے باوجود زندگی کے آخری دم تک ان کی یہ ہوس پوری نہیں ہو پاتی۔

لنقل الصخر من قلع الجبال:

(۲۷) اسی زمانہ میں حضرت والا کی خدمت میں دو شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا:

”ہم دونوں ایک دوا کی مشترک صنعت شروع کرنا چاہتے ہیں جس میں اس قدر نفع ہے کہ ہندوستان میں کسی زمانہ میں کچھ لوگوں نے یہ صنعت شروع کی تھی جس سے اتنا نفع ہوتا تھا کہ اس کے مالکان منافع میں آنے والی اشرفیوں کو گنتے سے عاجز آگئے، اس لئے اشرفیاں تول کر تقسیم کرتے تھے۔“

ہم اس میں برکت کے لئے حضرت والا کو شریک کرنا چاہتے ہیں، حضرت والا کی نہ کچھ رقم لگے گی اور نہ ہی کسی بھی قسم کا کوئی کام حضرت والا کے ذمہ ہوگا، ہماری درخواست ہے کہ براہ کرم آپ اس میں تیسرے حصہ کی شرکت قبول فرمائیں۔“

حضرت والا نے شرکت سے معذرت فرمادی اور فرمایا:

”میں بلا شرکت ہی برکت کی دعا کرتا رہوں گا۔“

حضرت والا کے استغناء کا یہ عالم اس زمانہ میں تھا جس میں آپ کی مالی حالت کی قدرے تفصیل اوپر کے نمبر میں لکھی جا چکی ہے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم اپنے اس حال کے مطابق جب دوسروں کو غیر اللہ سے استغناء کی تبلیغ فرماتے ہیں تو اس میں اکثر یہ شعر پڑھتے ہیں ۵

لَنَقُلَّ الصَّخْرُ مِنْ قَلِيلِ الْجِبَالِ

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَنَنِ الرِّجَالِ

”پہاڑوں کی چوٹیوں سے پتھر ڈھو ڈھو کر گزراوقات کروں یہ میرے لئے اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ لوگوں کا زیر احسان رہوں“

نوعمری ہی میں مال و منصب سے استغناء کا عجیب عالم؛

(۲۸) حضرت والا نے تقریباً بیس سال کی عمر میں مملکتِ سعودیہ کے سب سے پہلے حکمران سلطان عبدالعزیز بن سعود پر اہل شرک و بدعت کے اعتراضات کے جواب میں ایک مفصل و مدلل کتاب تصنیف فرمائی۔ ایک مولوی صاحب نے مشورہ دیا؛

”آپ اس کتاب کا عربی ترجمہ کر کے سلطان کو بھیجیں، اس سے آپ کو سلطان کے خصوصی تقرب کے علاوہ مال و دولت بھی بے انتہاء ملے گی“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا؛

”میں نے سلطان سے دفاع پر جو اس قدر محنت کی ہے اس کا داعیہ صرف جذبہ حفاظتِ دین ہے، اس لئے سلطان کو کتاب بھیجنا اور اس پر ان سے مال و منصب کا نفع حاصل کرنا تو درکنار

مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میری اس خدمتِ دینیہ کا کسی طرح سلطان کو علم ہو۔

اس واقعہ میں امور ذیل قابلِ توجہ ہیں؛

۱۔ سلطانِ عرب کی روایتی داد و دہش سے بھی بدرجہا زیادہ سلطان عبدالعزیز ابن سعود مال و دولت لٹانے میں بہت فیاض اور داد و دہش میں بہت مشہور تھے۔ بالخصوص جو لوگ شرک و بدعت کے خلاف کوئی ادنیٰ سی بھی خدمت انجام دیں، ان پر تو مال و منصب کی نوازشوں کی موسلا دھار بارشیں۔

۲۔ حضرت والا سلطان کے قرب اور اس کی طرف سے ملنے والے مال و منصب کو اشاعتِ دین میں صرف کرنے کی نیت سے قبول کر سکتے تھے۔

۳۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ حضرت والا کی عمر صرف بیس برس تھی، اس نوعمری کے زمانہ میں مال و منصب سے استغناء کا یہ عالم تھا ع کہیں کیا انتہا اس کی کہ تھی یوں ابتدا جس کی

ابھی سے ہے کیا گیسوؤں پہ یہ آف آف
ابھی تو ہیں یہ تا کمر جانے والے
نہا کر تو نہ جانے حسن کا عالم ہی کیا ہوگا
پسینہ پونچھنے سے جب تری رنگت نکھرتی ہے

مالی تنگی کے باوجود قبولِ ہدیہ سے احتراز؛

(۲۹) ایک عرب نے ہزاروں ریالوں کا ایک موٹا دستہ حضرت والا کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا، حضرت والا نے قبول کرنے سے معذرت فرمادی، باوجودیکہ

اس زمانہ میں حضرت والا کے پاس مالی وسعت نہ تھی۔

عطیہ دینے والے ایک سیٹھ کے ساتھ :

(۳۰) حضرت والا دینی کاموں کے لئے چندہ قبول نہیں فرماتے البتہ ایسے غلصین سے عطیہ قبول فرماتے ہیں جن کے اخلاص میں شبہ نہ ہو، اس کے لئے دستور العمل یہ ہے :

”عطیہ دینے والا ”دارالافتاء“ کے دفتر میں آکر بذریعہ ان سطر کام حضرت والا سے رقم پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہے، اگر حضرت والا اس کے اخلاص سے مطمئن ہو جاتے ہیں تو اسے ہدایت فرماتے ہیں :

”دفتر میں کسی کو دے دیں مجھے مل جائے گی۔“

بسا اوقات حضرت والا کسی اہم کام میں مشغول ہونے والے ہوتے ہیں، اس لئے چاہتے ہیں کہ رقم جلد آجائے تاکہ فارغ ہو کر کام شروع کریں، مگر اس کے باوجود جب تک وہ شخص دفتر سے چلا نہیں جاتا اس وقت تک رقم نہیں منگواتے، اس کے جانے کے بعد منگواتے ہیں۔

مگر ایک بار ایسا ہوا کہ دنیوی لحاظ سے بہت اونچے طبقہ کے ایک شخص نے دفتر میں حاضر ہو کر حسب دستور ان سطر کام کے ذریعہ بیس ہزار روپے پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضرت والا نے ان سے خلاف معمول فرمایا :

”اوپر آکر مجھے دے جائیں۔“

وہ حاضر ہوئے تو حضرت والا نے رقم پکڑتے ہی فرمایا : ————— ”جائیے۔“

ساتھ ہی ہاتھ سے جلدی اٹھ جانے کا اشارہ بھی فرمایا۔ اس وقت ایک خادم بھی حاضر تھے، ان کے سامنے یہ معاملہ۔

حضرت والا اہل ثروت و اہل اقتدار کے ساتھ اس قسم کے معاملات کے

بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

”میں ان کے ساتھ ایسا برتاؤ ان کی اصلاح کے لئے کرتا ہوں

اس میں انہی کا فائدہ ہے۔“

حضرت والا نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استغناء و توکل کا ایک قصہ بیان فرمایا :

حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ سے گوزر عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا :

لِمَ لَا تَغْشَانَا يَا أَبَا حَنِيفَةَ فِيمَنْ يَغْشَانَا ؟

”لوگ ہمارے پاس آتے ہیں آپ کیوں تشریف نہیں لاتے؟“

حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا :

لَا تِلْكَ إِذَا قَرَّبْتَنِي فَتَنْتَنِي وَإِذَا أَقْصَيْتَنِي أَحَزْتَنِي

وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَا أَرْجُوكَ لَهُ وَلَيْسَ عِنْدِي مَا أَخَافُكَ

عَلَيْهِ وَإِنَّمَا يَغْشَاكَ مَنْ يَغْشَاكَ لِيَسْتَعْنِيَ بِكَ عَمَّنْ

سِوَاكَ وَأَنَا عِنِّيْ بِمَنْ أَعْنَاكَ فَلِمَ أَعْشَاكَ فِيمَنْ يَغْشَاكَ ؟

”اس لئے کہ تو مجھے قریب کرے گا تو میرے دین کو نقصان

پہنچائے گا، پھر میں تجھ سے دور ہوں گا تو مجھے ضیاع اوقات پر صدمہ

ہوگا اور تیرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کی وجہ سے میں تجھ سے

کوئی امید رکھوں، اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر تجھ سے

ڈروں، لوگ تجھ سے غنا حاصل کرنے آتے ہیں، اور مجھے اس اللہ نے غنی

کیا ہے جس نے تجھے غنی کیا، تو میں تیرے پاس کیوں آؤں؟“

پھر حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ شعر پڑھے :

كِسْرَةُ خُبْزٍ وَقَعْبُ مَاءٍ وَسَحْقُ نَوْبٍ مَعَ السَّالِمَةِ

خَيْرٌ مِنَ الْعَيْشِ فِي نَعْمٍ يَكُونُ مِنْ بَعْدِهَا نَدَامَةٌ

”ایمان کی سلامتی کے ساتھ روٹی کا ٹکڑا اور پانی کا پیالہ اور

بوسیدہ کپڑا اس عیش سے بہتر ہے جس کے بعد ندامت ہو۔“

حضرت والاغیر اللہ سے استغنا، اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی تعلیم کے لئے قرآن کریم کی آیات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اکابر امت کے واقعات کے علاوہ اس مضمون کے اشعار بھی بکثرت پڑھتے ہیں، بالخصوص مندرجہ ذیل اشعار تو بار بار دہراتے رہتے ہیں۔

لَنَقْلُ الصَّخِرَ مِنْ قُلْلِ الْجِبَالِ

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَتَنِ الرَّجَالِ

”پہاڑوں کی چوٹیوں سے پتھر ڈھو ڈھو کر گزراوقات کروں یہ

میرے لئے اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ لوگوں کا زیرِ احسان رہوں۔“

بِئْسَ الْمَطَاعِمُ عِنْدَ الدَّلِّ تَكْسِبُهَا

فَالْقَدَرُ مَنْصُوبٌ وَالْقَدَرُ مَحْفُوضٌ

”ذلت کی کمائی بہت بُری ہے، اس سے ہنڈیا تو چڑھ جاتی

ہے مگر عزت خاک میں مل جاتی ہے۔“

پھیر لوں رُخ پھیر لوں ہر ماسوا سے پھیر لوں

میں رہوں اور سامنے بس روئے جانانہ رہے

بت کریں مائل مجھے میں ان سے دگر دل نہیں

کعبہ آگے ہو مرے پیچھے صنم خانہ ہے

اے خیالِ دوست اے بیگانہ سازِ ماسوا

اس بھری دنیا میں تو نے مجھ کو تنہا کر دیا

دیوار گرانے والے پڑوسی کے ساتھ؛

(۳۱) حضرت والا کا کراچی کے ایک اونچے معیار کے علاقہ میں وسیع مکان

تھا جو کرایہ پر دے رکھا تھا، ایک بار کرایہ دار نے آپ کو خبر کی؛

”پڑوسی نے آپ کے صحن کی دیوار گرا دی ہے اور وہ صحن کی

پوری لمبائی سے کچھ حصہ اپنے مکان میں لینا چاہتا ہے، آپ ابھی اس

کا تدارک کریں ورنہ اس کی دیوار بن جانے کے بعد کارروائی مشکل

ہوگی۔“

حضرت والا نے ارشاد فرمایا؛

”اگر اس کے دل میں فکرِ آخرت ہوتی تو ایسی حرکت ہرگز نہ

کرتا، ایسے فاسق کے پاس جا کر کچھ کہنے سے دو مانع ہیں؛

۱۔ یہ غیرتِ دینیہ کے خلاف ہے۔

۲۔ اس کے پاس جانے اور کچھ کہنے پر جو وقت صرف ہوگا اور

اس سے جو خدماتِ دینیہ میں نقصان ہوگا وہ کان کے نقصان

سے بدرجہا زیادہ ہے، چھوٹے نقصان سے بچنے کے لئے بڑا

نقصان کر لینا حماقت ہے۔

”نہ رہے بالنس نہ بچے بالنسری“

(۳۲) ایک کرایہ دار نے وقت پر کرایہ ادا کرنے میں معمولی سی پس و پیش

کی تو حضرت والا نے ارشاد فرمایا؛

”جس جائیداد کی طرف ایسی توجہ کرنا پڑے جو خدماتِ دینیہ میں غل

ہو وہ جائیداد باعثِ خسارہ ہے، اس لئے اس کا رکھنا صحیح نہیں۔“

چنانچہ آپ نے وہ مکان فروخت کر دیا۔

”نہ رہے بانس نہ بچے بانسری“

مکان بیچ کر قم تجارت میں لگا دی، اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت برکت عطا فرمائی۔

ایک کمپنی کی پیشکش پر معذرت؛

(۳۳) ایک کمپنی نے ”دارالافتاء والارشاد“ کے لئے بہت وسیع اراضی پر بہترین تعمیر کر کے دینے کی پیشکش کی، حضرت والا نے معذرت فرمادی۔

وقت مانگنے والے کے لئے جواہر خمسہ؛

(۳۴) ایک مخلص صاحب خیر ”دارالافتاء والارشاد“ سے مالی تعاون کرتے رہتے ہیں، دنیوی لحاظ سے بلند شخصیت ہونے کے علاوہ حضرت والا کی برکت سے دین میں بھی بہت پختہ ہیں۔ ایک بار انہوں نے حاضر خدمت ہو کر ڈیڑھ لاکھ روپے پیش کئے، واپس جا کر فون پر عرض کیا:

”میں کسی وقت حاضر خدمت ہو کر کچھ دل کی باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، اپنے دینی جذبات پیش کرنا چاہتا ہوں، حج پر جا رہا ہوں، اس لئے کچھ برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں، اس مقصد کے لئے مجھے آدھا گھنٹہ وقت عنایت فرمائیں، جو وقت بھی حضرت والا عنایت فرمائیں گے میں حاضر ہو جاؤں گا۔“

حضرت والا نے ان کو وقت دے دیا، اتفاق سے اس متعین وقت میں ان کے آنے سے پہلے حضرت والا کے عقیدتمند دو عالم زیارت کے لئے پہنچ گئے، حضرت والا نے ان علماء کی خاطر ان صاحب کو وقت دینے سے معذرت فرما دی اور دوسرے دن کا وقت دے دیا، وہ دوسرے روز آئے تو حضرت والا نے

ارشاد فرمایا:

پہلے میری چند باتیں توجہ سے ممبر وار سن لیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے میرے وقت کے ہر منٹ سے پوری دنیا کو فائدہ پہنچا رہے ہیں، بلکہ ان کی رحمت سے مجھے یقین ہے کہ پوری دنیا کو یہ فائدہ تا قیامت پہنچتا رہے گا۔ اس حالت میں پوری دنیا کو محروم کر کے کوئی منٹ کسی فرد واحد کے لئے مخصوص کر دینے کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟

۲۔ کسی ایک شخص کو الگ سے کوئی منٹ دے دیا تو دوسرے لوگ بھی الگ وقت طلب کریں گے، جب کہ میں مجلس میں بار بار یہ اعلان کرتا رہتا ہوں:

”بعض مرتبہ مجھ سے کوئی ایک منٹ مانگتا ہے، میں کہتا ہوں

میرے پاس فالٹو منٹ ہے ہی نہیں دوں کہاں سے؟ جس کے پاس کوئی چیز ہے ہی نہیں اس سے وہ چیز مانگنا بہت بڑا ظلم ہے۔“

۳۔ خدمات دینیہ میں مالی تعاون کرنے والوں کو وقت دینا مظنہ تہمت ہے، عوام سمجھیں گے کہ مالی تعاون کی وجہ سے اس کی رعایت کی جا رہی ہے، اس سے عوام کے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔

۴۔ کچھ بعید نہیں کہ خود اس شخص کے قلب میں نفس و شیطان یہ خیال ڈال دیں کہ تیرے مالی تعاون کی وجہ سے تیری رعایت کی جا رہی ہے، اس سے اس کے عطیہ کا اجر بھی ضائع اور دین بھی برباد۔

۵۔ اگر کسی کی سمجھ میں یہ باتیں آجائیں تو یہ اس کی صلاحیت قلب اور فہم دین کی علامت ہے ورنہ بد فہمی اور فساد قلب کی دلیل۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ان کو یہ ”جواہر خمسہ“ عطا فرما کر رخصت

کر دیا۔ بعد میں اپنے تلامذہ کی تربیت کی غرض سے یہ قصہ بیان کر کے ارشاد فرمایا، ایک چھٹا نمبر بھی ہے جو ایسے لوگوں کو بتانا ان کے لئے مضر ہے، اس لئے ان کو نہیں بتایا آپ لوگوں کو بتاتا ہوں، وہ یہ ہے :

۶۔ کوئی عالم دنیوی لحاظ سے اونچے طبقہ کے لوگوں کی رعایت کرے تو خود اس عالم کے قلب میں حب دنیا پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

مال سے بے رغبتی اور غیر اللہ سے استغناء کے متعدد سبق آموز واقعات عنوان ”جواہر حکمت“ اور عنوان ”توکل کی برکات“ کے تحت بھی ہیں۔

اس کتاب میں مذکورہ واقعات چند مثالیں ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت دامت برکاتہم کے خمیر میں توکل و استغناء کی دولت ربیعت فرما رکھی ہے۔
نہ لالچ دے سکیں ہرگز تجھے سگوں کی جھنکاریں
ترے دست توکل میں ہیں استغنا کی تلواریں
قرآن کریم سے آپ کا سن ولادت یوں ظاہر ہوتا ہے :

توکل؛ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ (۱۳-۱۲) ۱۳۴۱، ہجری
”اور اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے“

استغناء؛ اللَّهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ (۵-۱۲) ۱۹۲۲ عیسوی
”اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں“

پیدائشی طور پر خدا داد شان توکل و استغناء کے علاوہ آپ کے استاذ معقولات حضرت مولانا ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سند فراغت پر آپ کے حق میں اپنے قلم مبارک سے جو خصوصی دعائیں تحریر فرمائیں ان میں توکل و استغناء کی دعا بھی ہے، ان دعاؤں کی پوری تحریر عنوان ”استاذ کی خصوصی دعا“ میں گزر چکی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَنْ يُعْطِ شَعِيرًا لِّدَارٍ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ

أَلَيْدُ الْعُلَيَّا خَيْرٌ مِّنَ أَلِيكَ السَّفَلِي

عظمت دین کے لئے متمول لوگوں پر مالی احسان

علماء کرام و

مشائخ عظام کے لئے انتہائی اہم اور
ایک نیا باب، دین کے گمشدہ وقار اور علم کی عظمت رفتہ
کی بحالی کی بہترین تدبیر
آہل ثروت کی اصلاح کے لئے
زُود تاثیر نسخہ اکسیر

متمول لوگوں پر مالی احسان

صفحہ	عنوان
۷۱	مروڑ پتی معلم عبدالعزیز خوقیر
۷۲	سفر حج میں رہائش، خوراک اور سواری کا اونچا معیار
۷۲	دینی تعلیم کے لئے بیرونی جامعات میں داخلہ
۷۳	صاحبزادگان بیرونی جامعات میں کیسے؟
۷۴	سفر حج میں ایک نواب صاحب کی دعوت
۷۵	لطیفہ غیبیہ
۷۶	مولوی حامد اور کراچی کے ایک سیٹھ
۷۷	اومیکا و ایچ کمپنی کا مالک
۷۸	گاڑی کی ٹنکی پٹرول سے بھرا کر رکھنا
۷۹	پٹرول ڈلوانے میں احسان
۷۹	گاڑی فروخت کرتے وقت ٹنکی بھر کر دینا



وَقَدْ عَظَّمْنَا فِي الْإِنشَاءِ مِنْ دُونِ الَّذِي نَقَّوْا الْقُلُوبَ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی یادگاروں

کی تعظیم کرے گا تو یہ دل کے تقویٰ سے ہوتا ہے (۲۲—۲۳)

متمول لوگ پر مالی احسان

جو متمول لوگ حضرت والا سے خصوصی خادمانہ تعلق نہیں رکھتے اور آپ سے معتد بہ دینی نفع حاصل نہیں کرتے ان پر آپ کو کوئی مالی احسان کرنے کا موقع مل جائے تو آپ اس پر بہت خوش ہوتے ہیں، فرماتے ہیں :

”اس سے دنیا داروں کی نظریں دین اور علماء دین کا وقار بلند ہوتا ہے۔“

اس نوع کے چند واقعات ملاحظہ ہوں :

کر وڑ پتی معلم عبدالعزیز خوقیر :

① حضرت والا نے ایک بار سفر حج میں معلم عبدالعزیز خوقیر کے یہاں قیام فرمایا، ان کا بہت اونچا معیار ہے، اور ان کے پاس دنیوی لحاظ سے بہت اونچا طبقہ ٹھہرتا ہے، ان کے حجاج کا قیام منی میں بھی خیموں کی بجائے پختہ عمارتوں میں ہوتا ہے، حضرت والا مع اپنے چند رفقاء کے ایک عمارت میں مقیم تھے۔

حضرت والا کے دو بڑے صاحبزادے مولوی محمد اور مولوی احمد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم پا رہے تھے، یہ دونوں بھی بغرض حج مکہ مکرمہ پہنچ گئے، اور منی میں حضرت والا کے ساتھ اسی عمارت میں ٹھہر گئے، رفقاء نے کہا :

”یہ عمارت ہم نے کرایہ پر لی ہوئی ہے، اس لئے ہمیں اختیار ہے

جسے چاہیں اپنے ساتھ ٹھہرائیں۔“

مگر معلم پڑتال کے لئے آیا تو اس نے دونوں کا کرایہ الگ طلب کیا، رفقاء نے اس سے کچھ رد و قدح شروع کر دی۔ حضرت والا نے فرمایا :

”یہ مناسب نہیں، جتنی رقم یہ طلب کر رہے ہیں دے دی جائے۔“

اس نے دونوں صاحبزادوں میں سے ہر ایک کی طرف سے صرف تین روز قیام کرنے کی اتنی اجرت لی کہ اُس وقت یہ مقدار پورے سفر حج کے لئے کفایت کر سکتی تھی، آپ نے انتہائی خندہ پیشانی سے یہ رقم ادا فرمادی۔ یہاں دو امر وضاحت طلب ہیں :

سفر حج میں رہائش، خوراک اور سواری کا اونچا معیار :

۱۔ حضرت والا سفر حج میں رہائش، خوراک اور سواری کا بہت اونچا معیار رکھتے ہیں، فرماتے ہیں :

”اس سے ارکان حج اور عبادت میں سہولت اور زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے۔ حج کے اصل مصارف یہی ہیں، ان پر جس قدر بھی ہو سکے خوب خرچ کیا جائے، سب ذخیرہ آخرت ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ“

آپ وہاں سے کوئی سامان ہرگز نہیں لاتے، بہت ہلکے پھلکے آتے جاتے ہیں، حتیٰ کہ سفر عمرہ میں تو صرف تین جوڑے پوشاک سے زائد کچھ نہیں اٹھاتے، بس چھوٹا سا بریف کیس ہاتھ میں لیا اور ایئر پورٹ سے باہر آگئے ع سبکسار مردم سبکتر روند

”ہلکے پھلکے لوگ بہت تیزی سے چلے جاتے ہیں۔“

دینی تعلیم کے لئے بیرونی جامعات میں داخلہ :

۲۔ حضرت والا دینی تعلیم کے لئے بیرونی جامعات میں داخلہ کے سخت خلاف ہیں، فرماتے ہیں :

”وہاں جا کر اولاً تو بہت سے طلبہ کے نظریات ہی بدل جاتے ہیں اور اگر کوئی اس سے محفوظ رہ بھی گیا تو اعمال میں غفلت و بے اعتنائی اور حُب مال کا شکار تو ہو ہی جاتا ہے“

اس لئے اپنے احباب کو اس سے منع فرماتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ کے صاحبزادوں کا وہاں پہنچ جانا قدرت الہیہ کا ایک عجوبہ اور امر اللہ غالب کا مظہر ہے۔

صاحبزادگان بیرونی جامعات میں کیسے :

آپ کا حتمی فیصلہ تھا کہ صاحبزادوں کو باہر ہرگز نہیں جانے دیں گے، بلکہ اکابر کے نقش قدم پر اخلاص اور سادگی و قناعت کے ساتھ خدمت دین پر مامور فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کی زیر نگرانی دارالعلوم کراچی میں صاحبزادوں کو تدریس و افتاء کے کام پر لگا دیا، مگر قصہ یوں ہوا :

ایک بار حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعودی سفیر سے فرمائش کی کہ دارالعلوم کے لئے حکومت سعودیہ کی طرف سے تین استاذ دیئے جائیں۔ سفیر صاحب نے کہا :

”اس وقت ہمارے پاس استاذ نہیں، آپ اپنے دارالعلوم کے تین استاذ نامزد کریں میں انہیں صرف ایک سال کے لئے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ بھیج دیتا ہوں، پھر ان کو حکومت سعودیہ کی طرف سے آپ کے دارالعلوم کے لئے مبعوث کر دیں گے“

حضرت مفتی صاحب نے حضرت والا کے تینوں صاحبزادوں کے نام سفیر صاحب کو لکھوا دیئے۔ اس کے بعد بذریعہ ٹیلیفون آپ کو اس کی اطلاع فرمائی۔ آپ نے انکار فرمایا۔ حضرت مفتی

صاحب نے زیادہ اصرار فرمایا تو آپ نے خود حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بالمشافہ معذرت چاہی، اور عرض کیا: ”آپ اپنے صاحبزادہ . . . کو جامع ازہر بھیجنا چاہتے تھے“ اس سلسلہ میں آپ نے مجھ سے مشورہ طلب فرمایا تو میں نے نہ بھیجنے کا مشورہ دیا تھا، چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ وہ بچ گئے۔

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝ (۵۵-۶۰)
”احسان کا بدلہ صرف احسان ہے“

کے مطابق اس احسان کا بدلہ تو یہ تھا کہ خدا خواستہ میں ان بچوں کو باہر بھیجنا چاہتا تو آپ منع فرمادیتے، مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ آپ بھیجنے پر مہر ہیں۔“

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے فرمایا:

”اَوَّلًا تو قاہرہ اور مدینہ منورہ کے ماحول میں بہت فرق ہے، پھر ایک سال کی مدت ہے، اس کے بعد یہ یہیں دارالعلوم میں واپس آجائیں گے، اور میری اور آپ کی سرپرستی میں کام کریں گے اس لئے خطرہ کی کوئی بات نہیں۔“

حضرت مفتی صاحب حضرت والا کے استاذ تھے، اور آپس میں محبت کا گہرا تعلق تھا، اس لئے حضرت والا نے بادلِ نخواستہ اجازت دے دی، مگر حکومتِ سعودیہ نے سفیر صاحب کا وعدہ پورا نہ کیا، صاحبزادوں کو دارالعلوم واپس بھیجنے کی بجائے دوسرے ممالک میں بھیج دیا۔

سفر حج میں ایک نواب صاحب کی دعوت:

② ایک سفر حج میں حضرت والا کے ساتھ آپ کی دونوں صاحبزادیاں بھی

تھیں، حسب معمول حرم شریف کے بالکل قریب بہت عمدہ اور آرام دہ مکان میں قیام فرمایا۔ ایک نواب صاحب بھی مع چند مستورات کے حج کے لئے آئے ہوئے تھے، ان کا قیام حرم شریف سے دور تھا۔ حضرت والا نے انہیں مع مستورات کے اپنے ہاں عصرانہ کی دعوت دی۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت کو مع صاحبزادیوں کے اپنے ہاں تشریف لانے کی درخواست پیش کی۔ حضرت نے یہ فرما کر معذرت کر دی:

”آپ کی رہائش حرم شریف سے دُور ہے، ایک تو حرم سے بُعد گوارا نہیں، دوسری بات یہ کہ وہاں تک آنے جانے اور دعوت کھانے میں جتنا وقت صرف ہوگا اُس قدر حرم میں حاضری کا نقصان ہوگا۔“
بعد میں ارشاد فرمایا:

”ان دو وجوہ کے علاوہ ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ میں اہل ثروت پر مالی احسان کرنا چاہتا ہوں، اگر اس کے بعد میں اُن کی دعوت قبول کر لیتا تو یہ احسان نہ رہتا۔“

حضرت والا کا اہتمام حفاظتِ وقت عوام و خواص میں مشہور اور ضرب المثل ہے، مگر حرمین شریفین کی حاضری میں اس کا اہتمام پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ فرمانے لگتے ہیں، ملاقاتوں اور دعوتوں سے بہت پرہیز فرماتے ہیں، ملاقاتوں سے بچنے کی غرض سے حرم شریف میں اپنی نشست کی جگہ بدلتے رہتے ہیں۔

لطیفہ غیبیہ:

ایک بار سفرِ عمرہ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مع اہلیہ

محترمہ اور حضرت والا مع پیرانی صاحبہ ہم کاب تھے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران دعوتوں کی بھرمار شروع ہوئی، حضرت کو یہ معاملہ بہت ناگوار تھا، مگر اپنے استاذ محترم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی وجہ سے انکار کی گنجائش نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے غیب سے یوں مدد فرمائی کہ پیرانی صاحبہ بیمار ہو گئیں، وہ دعوت پر نہیں جاسکتی تھیں، اور حضرت والا بھی ان کو تنہا چھوڑ کر تشریف نہیں لے جاسکتے تھے، اس لئے دعوت کا کھانا جائے قیام ہی پر پہنچا رہا۔ چونکہ قیام حرم شریف سے بالکل متصل مدرسہ علوم شرعیہ کی دوسری منزل میں تھا، اس لئے حرم شریف میں حاضری مشکل نہ تھی، بلکہ روضہ مطہرہ کی زیارت تو ہر وقت جائے قیام ہی سے ہوتی رہتی تھی۔ یہ قصہ دیکھ کر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے حضرت والا سے فرمایا:

”آپ خوب رہے، آنے جانے کی رحمت اور ضیاعِ وقت سے بھی محفوظ رہے اور حضورِ حرم کی سعادت کے ساتھ طعامِ دعوت سے بھی محفوظ ہوتے رہے“

یہ ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے
می دھدیزدان مراد متقین
”اللہ تعالیٰ متقین کی مراد پوری فرماتے ہیں“

مولوی حسام اور کراچی کے ایک سیٹھ؛

(۳) حضرت والا بسلسلہ عمرہ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، آپ کے چھوٹے صاحبزادہ مولوی حسام صاحب مدینہ منورہ یونیورسٹی میں تعلیم پا رہے تھے، وہ آپ کو مدینہ منورہ لے جانے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف اپنی گاڑی پر آنے والے تھے

کہ کراچی کے ایک سیٹھ سے ملاقات ہو گئی، انہیں مع اُن کی اہلیہ کے اپنی گاڑی پر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ پہنچایا۔ جب حضرت والا سے اس کا تذکرہ کیا تو حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

”مولوی سیٹھ پر احسان کرے تو اس میں دین اور علماء دین کا وقار و عظمت ہے“

او میگا و انج کمپنی کا مالک؛

(۴) ایک بار حضرت والا کے چھوٹے صاحبزادہ مولوی حسام صاحب نے او میگا و انج کمپنی کی ایجنسی میں بہت عمدہ گھڑی دیکھی، آپ سے عرض کیا:

”آپ کے مناسب گھڑی دیکھ کر آیا ہوں، آپ خریدنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پہلے خود ملاحظہ فرمائیں“

آپ کو بازار جانا شروع ہی سے طبعاً بہت گراں گزرتا ہے مگر اس ضرورت سے جانا پڑا کہ خدا نخواستہ بدوں دیکھے گھڑی خریدنے کے بعد یہ دردِ سر نہ بن جائے، آپ دوکان پر تشریف لے گئے۔ اُس وقت ایجنسی کا مالک خود موجود تھا، اس نے ساڑھے پانچ ہزار قیمت بتائی۔ آپ نے فرمایا:

”صحیح قیمت پانچ ہزار ہے، آپ پانچ سو زائد لگا رہے ہیں یہ چھوڑ دیں“

اس نے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا:

”ذرا ٹیلیفون دیکھیے میں ایک جگہ سے اس کی صحیح قیمت دریافت کرتا ہوں“

وہ بولے:

”ہم مسکینوں پر پانچ سو کا احسان کر دیجئے“
حضرت اقدس دامت برکاتہم نے صاحبزادہ سے فرمایا:
”بس انہیں ان کی مطلوب رقم دے دو“
بعد میں ارشاد فرمایا:

”اتنی بڑی ایجنسی کے مالک کا ایک مولوی کے سامنے اپنی
مسکنت کے اظہار اور اس سے مالی احسان کی درخواست سے
ثابت ہوا کہ وہ مولوی کو اپنے سے بڑا سیٹھ سمجھتا ہے، مولوی کو اس
کے حسن ظن کے مطابق اس پر احسان کرنا چاہئے، اس میں دین
و علماء دین کا وقار ہے“

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی طبیعت پر روپے پیسے کا حساب کتاب
لین دین اور شمار کرنا بہت سخت گراں گزرتا ہے، اس لئے بوقت ضرورت
ایسے کام دوسروں کے سپرد فرما دیتے ہیں، اسی معمول کے مطابق گھڑی کی ایجنسی
کی طرف تشریف لے جانے سے قبل ہی اندازہ سے کچھ رقم صاحبزادہ کے سپرد فرما
دی تھی اور انہی کے ہاتھ سے ایجنسی کے مالک کو دلائی۔

اسی طرح جب اپنی گاڑی میں پٹرول ڈلواتے ہیں تو رقم کسی خادم کے
ہاتھ سے دلاتے ہیں، بعد میں فرماتے ہیں:

”میں نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تاکہ دیکھنے والے انہیں
سیٹھ اور مجھے ان کا ڈرائیور سمجھیں“

گاڑی کی ٹنکی پٹرول سے بھرا کر رکھنا:

⑤ عام لوگ گاڑی میں پٹرول بہت کم ڈلواتے ہیں، مگر حضرت والا

وقار علم و علماء کی خاطر لوگوں میں تحدیثِ نعمت و اظہارِ دولت استغناء کی غرض
سے ٹنکی بھری رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں:
”پٹرول کم ڈلوانا لوگوں کے سامنے حب مال یا قلت مال کا
اظہار ہے“

پٹرول ڈلوانے میں احسان:

⑥ پٹرول کے حساب میں چند پیسوں کا لین دین عرف عام میں متروک
ہے۔ حضرت والا اہتمام سے اتنا پٹرول ڈلواتے ہیں کہ پٹرول والے کے پیسے
آپ کی طرف نہ رہیں، بلکہ آپ کے پیسے اس کی طرف چلے جائیں۔

گاڑی فروخت کرتے وقت ٹنکی بھر کر دینا:

⑦ حضرت والا گاڑی دو تین سال استعمال کرنے کے بعد اس کو بیچ کر نئی لیتے
ہیں، عام دستور تو یہ ہے کہ گاڑی بیچنے والے پٹرول کی ٹنکی خالی کر کے دیتے ہیں مگر
حضرت والا گاڑی بیچتے ہیں تو خریدار کو ٹنکی پٹرول سے بھر کر دیتے ہیں۔

نظافت، نزاکت، انتخاب اور جذبہ ایثار میں حضرت والا کا اعلیٰ معیار
دیکھ کر امریکہ کے ایک باشندہ نے کہا:

”حضرت والا بہت ”ایڈوانس“ ہیں“



اے قوم! اتبعوا اہل کتاب سبیل الشیخ

اے میری قوم! میرا اتباع کرو میں تمہیں ہدایت کا راستہ بتاتا ہوں (۳۸-۴۰)

فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَ حَرْزِهَا رُزْقًا

قال الصوفية رحمه الله تعالى:

الْإِسْتِقَامَةُ خَيْرٌ مِنَ أَلْفِ كِرَامَةٍ.

موجد چہ برپائے ریزی زرش
چشم شیر ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد ز کس
ہمیں است بنیاد توحید و بس

کشف و کرامت

شرعی حیثیت، حقیقی کرامت، کرامت و استدراج
اور مسریم، کرامت کا حق مایہ، کرامت و اتباع و سنت کا تلازم،
کرامت کے بعض اوتھے اور مخفی زاویے حضرت اقدس
دامت برکاتہم کے حالات زندگی
کے آئینہ میں

کشف و کرامت

صفحہ	مضمون
۸۵	لا تعداد کشف و کرامات کے قصے نہ لکھنے کی وجہ
۸۵	کشف و کرامات کی حقیقت
۸۵	کرامات کی رُوح
۸۷	سب سے بڑی اور اصل کرامت -
۸۷	حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اور کرامت
۸۸	اللہ پر توکل و اعتماد اور چار چیزوں کا دعویٰ
۹۰	جان سے مار دینے کی دھمکی کا جواب
۹۰	حضرت والا پر ایک ملحد پیر کا مسمریزم
۹۱	حضرت والا کے سامنے مسمریزم کے ماہر پیر کی ناکامی
۹۲	ایک جہاں گردیدہ کہنہ مشق درویش
۹۲	خواجہ غلطان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ الصُّوفِيَّةُ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى:

الاستقامت بخیر من الف کرامت

استقامت ہزار کرامتوں سے بہتر ہے (مرقاۃ)

کشف و کرامات

لا تعداد کشف و کرامات کے قصّہ نہ لکھنے کی وجہ :

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی کرامات کی مثالیں بے شمار ہیں جن کا ہر آئے دن کھلی آنکھوں مشاہدہ ہو رہا ہے۔ اگر انہیں تحریر میں لایا جائے تو صرف کشف و کرامات ہی کے بیان کی ایک مستقل ضخیم کتاب بن جائے۔ مگر حضرت والا کشف و کرامات کے ذکر کو قطعاً پسند نہیں فرماتے اور ان کی اشاعت کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔

کشف و کرامات کی حقیقت :

فرماتے ہیں :

”اہل اللہ کشف و کرامات کو حیض الرجال کہتے ہیں
یعنی اولیاء کا ملین خون حیض کی طرح کشف و کرامات کو چھپاتے
ہیں اور ان کے اظہار سے شرماتے ہیں۔“

کرامات کی رُوح :

اس سے بھی بڑھ کر آپ نے کشف و کرامات کے موضوع پر بار بار تقریر و تحریر کے ذریعہ اپنے منتسبین کے اذہان بھی ایسے بنا دیئے ہیں کہ ان کی نظر میں تمام تر کشف و کرامات کا محور اور مدار و معیار صرف یہ ہے کہ دین پر استقامت کی دولت نصیب ہو جائے۔ اس بارہ میں آپ کے کیمیائے تاثیر

بیانات نے متسبین کے دلوں میں یہ حقیقت اتنی گہری اتار دی ہے اور ان کے قلوب میں یہ عقیدہ ایسا راسخ فرما دیا ہے کہ ان کے سامنے دین پر استقامت کے مقابلہ میں کشف و کرامات اور القاءِ توحہ وغیرہ کی کوئی وقعت ہی نہیں رہی۔ اس سے متعلق حضرت اقدس دامت برکاتہم سے بار بار سُننے جانے والے ارشادات کا خلاصہ یہ ہے :

”کرامات کی رُوح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت کی دولت عطا فرمادیں۔“

دل بدست آور کہ رج اکبر ست

از ہزاران کعبہ یک دل بہتر ست

”دل پر ضابطہ رکھو کہ یہ رج اکبر ہے، ہزاروں کعبوں سے ایک دل زیادہ بہتر ہے۔“

یعنی دل پر ایسا ضابطہ قائم ہو جائے کہ وہ کسی بھی حکم سے ذرہ بھر بھی سرتابی نہ کر سکے۔

دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اتنی پیدا ہو جائے کہ چھوٹے بڑے ظاہری باطنی سب گناہ چھوٹ جائیں، گناہوں سے نفرت ہو جائے، گناہ کے تصور سے بھی شرم آنے لگے، تعلق مع اللہ پر دنیا کا کوئی بھی تعلق غالب نہ آ سکے، خواہشاتِ نفسانیہ، دنیا بھریں کسی بھی فرد کی محبت یا خوف، مال و زریا عز و جاہ کی طمع، فقر و افلاس یا ذلت و بے عزتی کا خطرہ، غرضیکہ کوئی خواہش، دنیا کا کوئی تعلق، کوئی محبت، کوئی مصلحت، کوئی خوف، کوئی طاقت اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت پر آمادہ نہ کر سکے۔

سب سے بڑی اور اصل کرامت :

اس سے بڑی کیا کرامت ہو سکتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی محبت پر اپنی تمام خواہشاتِ نفسانیہ اور دنیا بھر کے تعلقات کو قربان کر دے۔ یہ کرامت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامت جیسی ہے، انہیں ہر وقت ایسی عظیم کرامت حاصل تھی، اسی لئے ان سے دوسری کرامات زیادہ منقول نہیں۔ اللہ کی قسم ! یہ اتنی بڑی کرامت ہے کہ اس کے سامنے ہوا پر اُڑنے اور سمندر کی سطح پر چلنے جیسی کرامات بیچ ہیں۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اگر برآب بروی خستے باشی، وگر بہوا پیری لگستے باشی، دل بدست آرتا کستے باشی۔

”اگر تو پانی پر چلنے لگے تو تنکابن جائے اور اگر ہوا میں اڑنے لگے تو مکھی بن جائے، دل کو قبضہ میں لاتا کہ تو مرد بن جائے“ مقصد یہ ہے کہ ہوا یا پانی پر بیٹھ کر مکھی یا تنکے کی نقل اتار لینا کوئی کمال نہیں، کمال تو یہ ہے کہ اپنے قلب کی خواہشات کو اپنے مالک کی رضا کے سامنے فنا کر دے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اور کرامت :

ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دس سال رہا، چونکہ کشف و کرامات کو مدارِ ولایت سمجھے ہوئے تھا، اس لئے مایوس ہو کر واپس جانے لگا۔ حضرت

جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وجہ دریافت فرمائی تو اس نے کہا:
”دس سال میں آپ کی کوئی کرامت ہی نہیں دیکھی۔“

حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
”کیا اس عرصہ میں میرا کوئی فعل خلاف شرع بھی دیکھا؟“
اس نے کہا: ”نہیں۔“

آپ نے فرمایا:
”دین پر استقامت ایسی کرامت ہے کہ اس سے بڑھ کر
کوئی کرامت ہو ہی نہیں سکتی۔“

حقیقت مذکورہ کے تحت ہم حضرت والا کی عام کرامات ظاہر کی بجائے
ان سے بدرجہا اعلیٰ واکمل کرامت ”استقامت دینیہ“ کا باب لکھتے ہیں۔
”کشف وکرامات“ کا باب یہیں ختم کر دیا تھا، مگر اس باب کو بالکل
خالی ہی چھوڑ دینا قلب مضطرب کو ارا نہیں ہو رہا، قلم کو اس سلسلہ میں بھی کچھ نہ کچھ
واقعات لکھے بغیر قرار ہی نہیں آ رہا، دوبارہ چل پڑا، آخر دور افتادہ قارئین کا پوری کتاب
کی طرح اس باب میں بھی توفیق ہے، حاضرین جتنا حصہ نہیں مل سکتا تو انہیں بالکل
محروم رکھنا بھی مناسب نہیں، کچھ تو حاصل ہو ہی جائے، ذرا سا نمونہ ہی سہی، چنانچہ
اس بارہ میں پہلے خود حضرت والا کا ارشاد تحریر کیا جاتا ہے:

اللہ پر توکل و اعتماد اور چار چیزوں کا دعویٰ:

حضرت اقدس دامت برکاتہم ارشاد فرماتے ہیں:
”میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور محض اسی پر توکل و اعتماد کی
بنیاد پر چار چیزوں کا دعویٰ کرتا ہوں:

۱۔ کوئی سرکش سے سرکش آسیب بھی میرے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔
۲۔ مجھ پر کسی کا کوئی جادو نہیں چل سکتا۔

۳۔ مجھ پر کسی کی توجہ یا مسمومیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

۴۔ میرے سامنے کسی پر وجود نہیں چڑھ سکتا، مگر میرے حالات سے
بے خبری کی وجہ سے میرے سامنے کسی پر وجود آجائے تو میری
ذرا سی توجہ سے فوراً اتر جائے گا، ایک لمحہ بھی برقرار نہیں رہ سکتا۔
سحر کے بارہ میں کسی کو یہ اشکال ہو سکتا ہے:

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سحر کا اثر ہوا ہے تو دوسرا کوئی
ایسے مقام پر کیونکر پہنچ سکتا ہے کہ اس پر جادو کا اثر نہ ہو؟
اس کا جواب یہ ہے:

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر عوارض بشریت
طاری کرنے میں منجانب اللہ یہ حکمت تھی کہ لوگ ان کو مافوق البشر
نہ سمجھنے لگیں، مقام عید سے چڑھا کر مقام معبود پر نہ پہنچادیں۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض مرتبہ نماز قضا ہو گئی
جبکہ آپ کی امت میں ایسے افراد بھی بہت ہیں جن کی جماعت
کے ساتھ تکبیرہ اولیٰ بھی کبھی فوت نہیں ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے فرعون جیسے جابر بادشاہ کے جادوگر
کی جماعت نے ہتھیار ڈال دیئے، پختہ کار مشہور ماہرین کی پوری جماعت
آپ کے مقابلہ میں ناکام رہی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عام
شخص کا جادو چل گیا، حالانکہ آپ کا درجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
بلند ہے۔ وہاں بذریعہ معجزہ اثبات رسالت کے لئے اہمال سحر میں

حکمت تھی اور یہاں نفی الوہیت کے لئے سحر کے تھوڑے سے اعمال میں حکمت۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو تو کیا گیا تھا ہلاک کرنے کی
غرض سے مگر وہ کارگر نہ ہوا، بس اتنا سا اثر ہوا کہ بعض ایسے کاموں
کے بارہ میں جو ابھی نہیں کئے تھے خیال ہونے لگا کہ کر لئے ہیں،
حفاظت بھی رہی اور حکمت بھی حاصل ہو گئی، دونوں کام ہو گئے۔
اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کا کچھ اثر ہو جانے
سے نتیجہ نکالنا صحیح نہیں کہ شخص پر لازماً اثر ہوتا ہے، چنانچہ مشہور ہے:
”سلاطین و حکام پر سحر کا اثر نہیں ہو سکتا۔“

پھر مسکراتے ہوئے فرمایا:

”ہم سلاطین سے کم تھوڑا ہی ہیں۔“

اب حضرت والا کے اس ارشاد کی مثال کے طور پر بالا اختصار صرف چند
واقعات پیش کئے جاتے ہیں:

① عنوان ”نسبت موسویہ“ کے آخر میں آسیب کے واقعات۔

جان سے مار دینے کی دھمکی کا جواب:

② باب ”جواہر حکمت“ کے نمبر ۲۲ میں سحر کا قصہ۔

حضرت والا کے مقابلہ میں جادو گروں کا ناکام رہنا بھی ”نسبت موسویہ“ کا اثر
ہے، اس نسبت سے متعلقہ دوسرے حالات کی تفصیل مستقل عنوان ”نسبت موسویہ“
کے تحت ہے۔

حضرت والا پر ایک ملحد پیر کا مسمریم:

③ ایک ملحد پیر مسمریم میں بہت شہرت رکھتا ہے، چنانچہ اس نے ایک

مشہور عالم اور دنیا بھر میں مشہور ادارہ کے اونچے درجہ کے استاذ پر ایسا مسمریم کیا کہ
زبان بالکل بند۔ اس قسم کے اور بھی کئی قصے مشہور ہیں۔
اس نے ایک بار حضرت والا پر مسمریم کرنے کی پوری کوشش کی مگر الٹا خود کو
ہی منہ کی کھانا پڑی۔

ایسے لوگوں کو حضرت والا یوں چیلنج کرتے ہیں ۷

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں

کہ اس نواج میں شیدا برہنہ پا بھی ہے

حضرت والا کے سامنے مسمریم کے ماہر پیر کی ناکامی:

④ ایک پیر صاحب توجہ ڈالنے میں بہت مہارت و شہرت رکھتے ہیں،

مریدوں کو حلقہ کی صورت میں بٹھا کر ان کے قلوب پر ایسی توجہ ڈالتے ہیں کہ وہ مذہب و
جانور کی طرح تڑپنے لگتے ہیں، ”ہائے ہوئے“ کے نعرے، شور و غل اور چیخ و پکار،
ایک حشر برپا ہو جاتا ہے۔

ایک بار حضرت والا اُس طرف کسی کام سے تشریف لے گئے، فجر کی نماز ان
کی مسجد میں پڑھائی، نماز کے بعد انہوں نے حسبِ معمول اپنے مریدوں کو حلقہ میں بٹھا کر
توجہ ڈالنے کا عمل شروع کیا، فرداً فرداً ایک ایک کے قلب کی طرف نیزہ کی طرح نگلی
کا بہت زور دار اشارہ کر کے اسم ذات کی بھرپور زبردست ضربیں لگائیں مگر اس
بار کوئی مرید بھی ٹس سے مس نہ ہوا، وہ یہ عمل دیر تک بار بار دہراتے رہے، ضربوں
پر ضربیں مگر سب بے سود، جب دیکھا کہ کسی پر کچھ بھی اثر نہیں ہو رہا تو کہنے لگے:

”یہ جماعت بہت اچھی چلی ہوئی تھی معلوم نہیں آج ان کو کیا

ہو گیا؟“

حالانکہ حضرت والا نے ان کی توجہ کا اثر سلب کرنے کے لئے معمولی سی توجہ بھی نہیں فرمائی تھی، ان کو اس حقیقت کا مشاہدہ ہو گیا کہ قطع توجہات کے لئے حضرت والا کا صرف وجود بلا توجہ ہی کافی ہے۔

ایک جہان گردیدہ کہنہ مشق درویش؛

⑤ ایک جہاں گردیدہ کہنہ مشق درویش حضرت والا کی مجلس میں آیا، جو مین شام وغیرہ دنیا کے مختلف ممالک میں مشہور ماہرین توجہ سے اس فن میں مہارت حاصل کر چکا تھا۔

اس نے بصورتِ وجد اچھل کر بہت زبردست نعرہ لگایا، حضرت والا نے اس کی طرف ذرا سی توجہ منعطف فرمائی تو؛
”وہیں کی وہیں فوراً بولتی بس“
بالکل سیدھا ہو کر نہایت آرام و سکون سے بیٹھ گیا۔

⑥ خواجہ غلطان؛

غلطان کے معنی؛ لڑھکتا ہوا۔

حضرت والا ربیع الثانی ۱۴۱۶ میں مجاہدین کی تنظیم ”طالبان“ کے اصرار پر ان کی ہمت افزائی اور جہاد میں افراد و اموال سے تعاون کی غرض سے افغانستان کے دورہ پر تشریف لے گئے، ہرات پہنچنے پر آپ سے ملاقات کے لئے افغانستان و بلوچستان کے مختلف صوبجات کے مشہور علماء و کبار کا اجتماع ہوا، مجلس علماء سے کچھ پہلے حضرت والا تک یہ بات پہنچی؛

”یہاں ہرات میں ”خواجہ غلطان“ کا مزار ہے، اس کے قریب

جو شخص بھی لیٹتا ہے، ”خواجہ غلطان“ اس کو لڑھکا دیتا ہے، خواہ کوئی کیسا ہی موٹا اور لچیم و شحیم اور کتنا ہی طاقتور ہو وہ بھی رکنے کی کوشش کے باوجود دُور تک لڑھکتا ہی جاتا ہے۔“

اس کے بعد جلد ہی علماء کی مجلس منعقد ہو گئی، بس مجلس میں پہنچتے ہی حضرت والا پر جوش و حید غالب آ گیا، آپ نے علماء کبار کے اس اجتماعِ عظیم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا؛

”بس بزرگوں کے لئے یہی دھندارہ گیا کہ لوگوں کو لڑھکا لڑھکا کر اپنے سے دُور پھینکیں، اہل اللہ تو لوگوں کو اپنے قریب لانے اور ان کو دنیا و آخرت کی راحت پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں، نہ کہ لڑھکانے اور دُور بھگانے کی کوشش۔“

”خواجہ غلطان“ میں اگر اتنی بڑی طاقت ہے تو وہ اسلام اور مجاہدین اسلام کے دشمنوں کو لڑھکا کر کسی سمندر میں کیوں نہیں پھینک دیتا۔“

پھر آپ نے ایسے واقعات کی حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا؛
”ایسے شعبدات کی حقیقت یہ ہے؛

- ۱۔ مزار کے مجاورین کی توجہ کا اثر۔
- ۲۔ لڑھکنے والوں میں تعلق مع اللہ کی کمی کی وجہ سے مرضِ انفعال۔
- ۳۔ شیاطین الجن کے تصرفات۔
- ۴۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے استدراج و امتحان۔

اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو اس کی نافرمانیوں سے بچنے اور بچانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں ان پر اس قسم کے تصرفات

شیطانہ کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔“
آخر میں اتنے بڑے علماء کے اتنے بڑے مجمع میں بڑے جوش کے ساتھ
خوب للکار کر یہ اعلان کر دیا:

”میرے ساتھ اگر کوئی چھوٹا سا بچہ بھی چلے تو ”خواجہ غلطان“
اس کو بھی نہیں لڑھکا سکے گا، چاہیں تو تجربہ کر کے دیکھ لیں۔“
اس کے بعد حضرت والا کے چند خدام مزار پر گئے، قریب جا کر لیٹ
گئے مگر کسی پر بال برابر بھی کسی قسم کا کوئی اثر نہ ہوا، ان میں ایک بہت معمر
تھے اور بہت دُبے پتلے، ہلکے پھلکے، اُن کو بھی کچھ نہ ہوا، کئی مجاور بہت سبق
پڑھاتے رہے:

”یہ سورت پڑھو، وہ پڑھو، ایسے کرو، ویسے کرو۔“
مگر یہ سب کچھ کر دکھانے کے باوجود دس سے دس نہ ہوئے۔ جبکہ بعض لوگوں
نے خود اپنے تجارب بتائے کہ وہ بے اختیار لڑھک جاتے ہیں۔
اس حقیقت کا مشاہدہ ہو گیا کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے
اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس کو ہر چیز ڈرتی ہے۔

یہ چند واقعات اس باب کی صرف خانہ پُری کی غرض سے لکھ دیئے ہیں ورنہ
حقیقت وہی ہے جو ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت والا کے کشف و کرامات اور
القائے توحید کے واقعات بے شمار ہیں مگر آپ کے سلسلہ میں ان کی طرف کوئی توجہ
نہیں دی جاتی، صرف یہ حقیقت پیش نظر رہتی ہے کہ اصل کرامت استقامت
ہے۔ حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مقولہ مشہور ہے:
الْاِسْتِقَامَةُ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ کَرَامَةٍ۔
”استقامت ہزار کرامات سے بہتر ہے۔“

إِنَّا لَذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ (۳۰-۳۱)

قَالَتِ الصُّوفِيَّةُ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى: اِلسْتِقَامَةُ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ كَرَامَةٍ (مُوقَاتَة)

اگر برہو اپری مگسی باشی وگر بر آب روی خسی باشی
دل بدست آرتا کسی باشی

دین پر استقامت

اب دین پر استقامت ممکن نہیں، اس معاشرے میں رہتے ہوئے دین پر چلنا محال ہے، موجودہ پُر آشوب ماحول کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ رسوم و بدعات اور منکرات سے ٹکرانے والے دنیا میں نہیں رہے۔ یہ اور اس نوع کے دوسرے شیطانی اوہام و وساوس بے دینی کا بہانہ نہیں بن سکتے، اگر یقین نہ آئے تو حضرت اقدس کی استقامت کے زریں واقعات ملاحظہ کیجئے۔

دین پر استقامت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۱۶	غلطی سے رجوع کا اعلان	۱۰۰	صاحبزادی کی نسبت کا فنج
۱۱۶	کرایہ سے بچی رقم واپس فرمادی	۱۰۰	اولاد کی شادی میں سادگی
۱۱۷	ملاحظہ	۱۰۰	شرعی پردہ کا اہتمام
۱۱۷	بے دینی پر تعجب کی بجائے {	۱۰۱	ایک مرید خاص کی شہادت
	دینداری پر تعجب	۱۰۲	علماء کے لئے اُسوہ حسنہ
۱۱۸	اخبار ”جنگ“ کی درخواست پر	۱۰۳	بنیک منیجر کا صاحبزادہ کو {
۱۱۸	ڈھاکہ میں علماء کا اجلاس		ہدیہ دینے کی کوشش
۱۱۹	ایران کے سفر میں افطار سے انکار	۱۰۳	ایک عزیز کے ہاں مجلس نکاح میں {
۱۲۲	ٹکٹوں کی میعاد بڑھانے کے لئے {		تصویر سازی پر
	بیماری کی تاویل پر	۱۰۷	مسئلہ
۱۲۳	حضرت پیرانی صاحبہ کے ساتھ {	۱۰۷	اتق اللہ تاخذ الرشوة فی بیت اللہ
	روضہ انور پر سلام	۱۱۰	رؤیت ہلال کے اجلاس میں افطار
۱۲۴	ایک مشہور بزرگ کی طرف سے تقریظ کی فرمائش	۱۱۱	ما قولکم رحمکم اللہ ؟
۱۲۵	مدارس کی امداد کے لئے {	۱۱۲	درمیان سال میں جامعہ چھوڑنا {
	تصدیق نامہ سے انکار		جائز نہیں
۱۲۶	حضرت مولانا شبیر علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ	۱۱۳	مسجد خیر العمل سے وضو کے لئے پانی
۱۲۸	بدوں اطمینان فتویٰ پر تصدیق کرنا جائز نہیں	۱۱۶	وصیت نامہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۵	مدیر جوازاات مدینہ منورہ	۱۲۹	حق گوئی و حق پرستی میں عزت ہے
۱۳۶	استاذ محترم کے ہاں شادی کی دعوت پر		جامعہ دارالہندی ٹھیکری اور
	والد ماجد، اساتذہ اور بڑے بھائیوں کی	۱۳۰	{ دارالافتاء کی مہر
۱۳۷	خواہش کجا وجود دعوت میں شرکت انکار	۱۳۱	علماء کے اجتماع میں چندہ کی اپیل پر
۱۳۷	رویت ہلال کیدی کے ارکان کی فلم	۱۳۲	ایک قریب تر عزیز کے ہاں
۱۳۷	اور حضرت والا کا احتجاج		صحیح بخاری کے ختم پر ایک مشہور
۱۳۸	شہید بھتیجے کے جنازے پر	۱۳۵	{ انتخابی امیدوار کے لئے دُعا
۱۵۰	تعلقات و محرکات	۱۳۷	غیر محرم کو سفر پر ساتھ نہ لے جانا
۱۵۰	حماد کے ساتھ اس کی والدہ کا سفر	۱۳۷	واقعہ نمبر
	ایک مشہور عالم کی تعزیت میں	۱۳۸	واقعہ نمبر
۱۵۱	{ فاتحہ خوانی پر نکیر		خلافاً قانون حج کرنے پر
۱۵۳	لطیفہ	۱۳۹	{ تعاون کرنا بھی جائز نہیں
۱۵۳	جامعۃ الرشید	۱۴۱	”میں“ مطلب پرست“ ہوں“
۱۵۵	جامعہ چلانے کی شرائط		والد محترم، اساتذہ اور بڑے بھائیوں کے
۱۵۹	”جامعۃ الرشید“ کا پس منظر	۱۴۱	{ سامنے استقامت کا مظاہرہ
۱۷۲	زندگی ہو تو بر در محبوب	۱۴۳	حُب فی اللہ و بغض فی اللہ کی عجیب مثال



حضرت والا طبعی طور پر بہت ہی نرم اور مغلوب المروۃ ہیں۔ دین پر شدت و استقامت کی وجہ سے دُور سے جو علماء آپ کو بہت سخت سمجھتے ہیں وہ آپ کی صحبت میں صرف چند روز گزارنے کے بعد آپ کی انتہائی نرمی اور بے پناہ شفقت کے گُن گانے لگتے ہیں اور آپ کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ طبعی نرمی اور مروّت کا یہ عالم ہے کہ بسا اوقات کسی کی دلجوئی کی خاطر ایسی درخواستیں بھی قبول فرما لیتے ہیں جن سے آپ کی صحت کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور معمولات میں بھی غیر معمولی خلل واقع ہوتا ہے۔ معٰذِ دینی معاملات میں آپ کی مضبوطی و استقامت کا یہ حال ہے کہ دنیا میں کوئی تعلق اس پر غالب نہیں آسکتا۔ آپ اپنے مواعظ میں اکثر یہ اشعار پڑھتے ہیں۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مَدِّ نظر تو مرضی حَبِّ نانا نہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا، فلک میرا زمیں میری

جنہوں نے حضرت والا کو دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ آپ کے صرف اقوال ہی نہیں بلکہ آپ کی زندگی کے ہر قدم پر آپ کا حال بھی یہی ہے بلکہ اقوال سے احوال بدرجہا زیادہ ارفع و اعلیٰ اور بلند تر ہیں۔

آپ کی استقامت کے چند واقعات بطور نمونہ تحریر کئے جاتے ہیں :

صاحبزادی کی نسبت کا فسخ :

① حضرت والا کی والدہ محترمہ نے آپ کے حقیقی بھانجے سے آپ کی صاحبزادی کی نسبت طے فرمادی تھی، مگر آپ نے دین کی خاطر اسے فسخ فرمادیا، اس کی تفصیل عنوان ”ذاتی اور خاندانی حالات“ میں گزر چکی ہے۔

اولاد کی شادی میں سادگی :

② اولاد کی شادی میں اس قدر سادگی اور ایسے سبق آموز حالات کہ اس دور میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اس کی تفصیل بھی مذکور بالا عنوان میں گزر چکی ہے۔

شرعی پردہ کا اہتمام :

③ حضرت والا کے یہاں شریعت کے مطابق صحیح پردہ کا بہت اہتمام ہے، اس کی نظیر تلاش کرنے پر بھی نہیں مل سکتی، آپ کے بھائی، بہنوئی، بھتیجے، بھانجے وغیرہ کوئی بھی رشتہ دار آجائے ان کا قیام نیچے مہمان خانہ میں ہوتا ہے۔ اسی طرح پیرانی صاحبہ کے بہنوئوں سے گھر کی سب خواتین کو پردہ ہے اور پیرانی صاحبہ کے بھائیوں سے بہوؤں کو اور بھتیجوں بھانجوں سے بہوؤں کے علاوہ صاحبزادیوں کو بھی پردہ ہے، اس لئے پیرانی صاحبہ کا بھی کوئی بھائی یا بھتیجا یا بھانجا ایسے وقت قیام کرنا چاہے کہ گھر میں کوئی ایک خاتون بھی اس کی غیر محرم ہو تو اسے بھی نیچے مہمان خانہ ہی میں ٹھہرایا جاتا ہے۔

گھر کی مستورات میں سے کسی کا محرم آئے تو اس سے ملاقات کے لئے مکان میں کوئی کمر مخصوص کر لیا جاتا ہے، دوسری مستورات وہاں سے الگ ہو جاتی ہیں۔ کوئی نامحرم خاتون نقاب یا چادر وغیرہ میں لپٹ کر بھی سامنے نہیں آتی، سامنے آنا تو درکنار اس کی آواز کی بھنبھناہٹ تک بھی کان تک نہیں پہنچ سکتی۔

ایک خادم خاص کی شہادت :

حضرت والا جس زمانہ میں جامعہ دارالہندی ٹھہرے تھے شیخ الحدیث تھے وہاں زمانہ مکان سے بالکل متصل جامعہ کا کتب خانہ تھا، آپ اس میں بیٹھ کر افتاء کا کام کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک طالب علم آپ کے خاص خادم تھے، وہ بیشتر وقت کتب خانہ میں یا اس سے باہر مکان کے دروازہ سے متصل فرش پر گزارتے تھے، انہوں نے بتایا :

”مدت دراز تک حضرت والا کے مکان سے اس قدر قریب رہنے کے باوجود پیرانی صاحبہ کی آواز کی بھنبھناہٹ بھی سننے میں نہیں آئی، حالانکہ گھر میں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، اُن کی خاطر بسا اوقات بلند آواز سے بولنا ہی پڑتا ہے، جبکہ عام طور پر خواتین بچوں کو ڈانٹنے میں اس قدر زور سے چلاتی ہیں کہ دوسرے مکانوں تک آواز پہنچتی ہے۔“

ایک مرید خاص کی شہادت :

کراچی میں آپ کے ایک مرید فریخچر کے کارخانہ کے مالک ہیں، وہ خود بھی

اس صنعت میں ماہر ہیں۔ دارالافتاء اور حضرت والا کے زمانہ مکان میں بڑھئی کا ہر قسم کا کام وہ بذاتِ خود اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں اور اپنے لئے انتہائی سعادت سمجھتے ہیں، اُن کا کہنا ہے :

”میں بسا اوقات زمانہ مکان میں کئی کئی گھنٹے مسلسل کام کرتا ہوں مگر کبھی بھی مستورات میں سے کسی کی آواز کی بھنبھناہٹ تک بھی کان میں نہیں پڑی۔“

باہر سے آنے والی خواتین کی آواز کبھی آپ کے مخصوص کمرے تک بھی پہنچ جاتی ہے، اس حالت میں اگر شاذ و نادر کوئی اجنبی شخص حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو تو آپ یوں وضاحت فرمادیتے ہیں :

”یہ آواز ہمارے گھر کی مستورات کی نہیں بلکہ بیرونی عورت کی ہے۔“

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مظنہِ تہمت سے بچنے کا حکم فرمایا ہے اس لئے حضرت والا اس کا اس قدر اہتمام فرماتے ہیں۔

علماء کے لئے اُسوہ حسنہ :

حضرت والا کا کوئی خاص سے خاص خادم کسی ضرورت سے مکان کے دروازہ کے قریب باہر کھڑا ہو کر بھی گھر کی کسی خاتون سے ہرگز بات نہیں کر سکتا، مکان کے بیرونی زینہ کے بیرونی دروازہ پر بورڈ لگا ہوا ہے جس پر یہ ہدایت تحریر ہے :

”زینہ پر جانا منع ہے دفتر میں تشریف لائیں۔“

مخصوص خدام کے لئے باہر سے اطلاعی گھنٹی بجانے کا ایک خاص انداز متعین ہے تاکہ اس سے اہل خانہ کو یہ علم ہو جائے کہ کوئی خادم کوئی سامان اندر رکھ

کمر اطلاع دے رہا ہے، یا اندر رکھنے کے لئے دروازہ جو اندر سے بند ہے کھلوانا چاہتا ہے گھنٹی کے اس مخصوص انداز پر اندر سے گنڈی کھول دی جاتی ہے اور وہ باہر ہی سے ہاتھ بڑھا کر سامان اندر رکھ دیتا ہے۔

اسی طرح داماد اور دوسرے زیادہ قریبی رشتہ داروں کے لئے گھنٹی کا خاص انداز متعین ہے جس سے گھنٹی بجانے والے کو پہچان لیا جاتا ہے۔ مستورات میں سے اس کی محرم خاتون دروازہ کے پاس جا کر اس سے بات کر لیتی ہے یا دوسری خواتین کو پردہ کروا کر اُسے اندر بلا لیتی ہے۔

حضرت والا کے ہاں ٹیلیفون کے نظام میں بھی پردہ کا عجیب انتظام ہے۔ انٹرکام میں غیر محرم سے آواز کے پردہ کے لئے تین انتظامات ہیں :

- ۱۔ ایک انٹرکام خاص ہے، غیر محرم کو اس کے استعمال کی اجازت نہیں۔
- ۲۔ گھنٹی کا ایک خاص انداز متعین ہے۔

۳۔ رسیور اٹھانے والی خاتون جب تک آواز سے خوب پہچان نہیں لیتی کہ بولنے والا محرم ہے خاموش رہتی ہیں۔

بیرونی ٹیلیفون اہل خانہ صرف بچوں کی خیریت معلوم کرنے کے لئے کبھی کبھار استعمال کرتے ہیں، لہذا ان کے لئے ٹیلیفون کی مستقل لائن لینے کی بجائے اغیار سے آواز کے پردہ کی مندرجہ ذیل تدابیر ہیں :

- ۱۔ ٹیلیفون اس قسم کا ہے کہ بحالتِ استعمال اس لائن کے سب ٹیلیفونوں میں مَرُخ بتی جلتی ہے تاکہ کوئی رسیور نہ اٹھائے۔

۲۔ ایک مخصوص پُرزہ کے ذریعہ پوری عمارت سے فون کا تعلق کاٹ دیا جاتا ہے۔

۳۔ کبھی صاحبزادی کو باہر سے فون خود ملنا پڑتا ہے، دفتر میں کوئی رسیور اٹھاتا ہے تو صاحبزادی بولنے کی بجائے رسیور پر دستک دیتی ہیں، وہ گھر اطلاع

کرتا ہے، وہاں اغیار سے فون کا رابطہ منقطع کر کے بات کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ایسے انعامات کے بارہ میں حضرت والا فرماتے ہیں:

”فکر آخرت ہو تو اللہ تعالیٰ ہر شکل میں بہت آسان تدبیر بھیجتے ہیں۔“

حضرت والا نے اولاد کے لئے جو خصوصی وصیت نامہ تحریر فرمایا ہے اس میں شرعی پردہ کا اہتمام رکھنے کی بھی وصیت فرمائی ہے۔

کسی غیر محرم عورت کو پس پردہ بھی آپ سے بات کرنے کی اجازت نہیں، کوئی کسی دینی مسئلہ کی خاطر آئی ہو تو گھر کی مستورات کی معرفت دریافت کرے، البتہ بذریعہ ٹیلیفون مسئلہ دریافت کرنے کی اجازت ہے، دینی مسئلہ کے سوا دوسری کسی بھی غرض کے لئے کسی عورت کو نہ خود آنے کی اجازت ہے اور نہ ہی ٹیلیفون پر بات کر سکتی ہے۔

بینک مینجر کا صاحبزادہ کو ہدیہ دینے کی کوشش:

④ حضرت والا کے صاحبزادہ نے تراویح میں قرآن شریف سنایا۔ مقتدیوں میں ایک بینک مینجر نے صاحبزادہ کے نام ہدیہ کچھ رقم لگا کر ان کا بینک اکاؤنٹ کھولنے کی بہت کوشش کی مگر حضرت والا نے اجازت نہیں دی۔ اس کی تفصیل عنوان ”استغناء کے چند نصیحت آموز واقعات“ میں گزر چکی ہے۔

ایک عزیز کے ہاں مجلس نکاح میں تصویر سازی پر:

⑤ ایک بار حضرت والا کی خدمت میں شمالی ناظم آباد سے ایک صاحب آئے جو سفید ریش، مہر اور بظاہر بہت نیک اور متشروع تھے اور بہت اونچے طبقہ کے مالدار تھے۔ انہوں نے حضرت والا سے اپنا کوئی دور کا خاندانی رشتہ

بھی بتایا، اور حضرت سے اپنے لڑکے کا نکاح پڑھانے اور بارات کے ساتھ چلنے کی درخواست کی۔

حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

”مجالس نکاح میں تصویریں لینے کی لعنت عام ہو گئی ہے،

اس لئے میں نہیں جایا کرتا۔“

انہوں نے تصویر نہ لینے کا یقین دلایا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

”اگر نکاح پڑھاتے وقت درمیان میں کوئی تصویر لی گئی تو میں

اسی وقت درمیان ہی میں چھوڑ کر اٹھ جاؤں گا، ابھی غور کر لیں،

بعد میں اپنی بے عزتی سے پریشان نہ ہوں۔“

انہوں نے پھر بھی پورے اطمینان اور یقین سے کہا:

”میں ذمہ لیتا ہوں، ہرگز کوئی تصویر نہیں ہوگی۔“

حضرت والا تشریف لے گئے، بارات شمالی ناظم آباد سے خشکی کے راستہ

منوڑہ پہنچی، نیوی کے فوجی کیپٹن کی لڑکی سے نکاح تھا۔ منوڑہ پہنچنے پر

دیکھا کہ کھلے میدان میں بہت بڑا کیمپ لگا ہوا ہے، اور اس کے چاروں طرف

فوٹو گرافر کیمرے لئے کھڑے ہیں۔

حضرت والا نے فرمایا:

”جب تک یہ شیطان کا اسلحہ (کیمرے) سب کا سب

ان سے لے کر میرے حوالہ نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک میں

کیمپ میں نہیں جاؤں گا۔“

وہاں اس کی کوئی توقع نہیں تھی، اس لئے حضرت والا نے ان سے فرمایا:

”میں فلاں مسجد میں چلا جاتا ہوں، آپ لوگ فارغ ہو کر واپسی کے وقت مجھے ساتھ لے چلیں۔“

اُن صاحب نے بہت ہی خوشامد کے ساتھ یوں التجا کی :
”ہم نے حضرت والا کی وجہ سے کسی دوسرے نکاح خواں کا انتظام نہیں کیا، عین وقت پر نکاح خواں نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف ہوگی، اور ہماری سخت بے عزتی ہوگی۔“
حضرت والا نے ارشاد فرمایا :

”کچھ بھی ہو، نکاح پڑھانا تو درکنار میں تو اس خیمہ میں بھی نہیں جاسکتا۔“

چنانچہ آپ مسجد میں تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر خیال آیا :
”واپسی میں ایسے لوگوں کے ساتھ ہونا بھی جائز نہیں،
فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ (۶۸-۶۹)۔“
”یاد آنے پر نافرمان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔“

اس لئے آپ وہاں سے لایچ کے ذریعہ کیماڑی پہنچے، اور وہاں سے ٹیکسی کر کے گھر پہنچ گئے۔

دوسرے روز وہ صاحب آئے اور کہنے لگے :
”وہاں سے واپسی کے وقت ہم نے حضرت کو بہت تلاش کیا اور نہ ملنے پر بہت پریشان ہوئے۔“

حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا :

”یہ آپ کے اپنے کئے کی سزا ہے۔“

مسئلہ :

حضرت دامت برکاتہم تصویر سے متعلق ایک مسئلہ پر عموماً یوں تنبیہ فرماتے رہتے ہیں :

”اکثر علماء اور دیندار لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ کسی مجلس میں تصویر لی جا رہی ہو تو کسی آرٹ کے پیچھے چھپ کر یا سر جھکا کر یا سامنے کوئی رومال وغیرہ لٹکا کر کوشش کرتے ہیں کہ اُن کی تصویر نہ آئے اور سمجھتے ہیں کہ گناہ سے بچ گئے، یہ بالکل غلط ہے۔“

مسئلہ یوں ہے کہ اگر مقام دعوت پر پہنچنے سے قبل معلوم ہو گیا کہ وہاں کوئی گناہ ہوگا تو اس دعوت میں جانا جائز نہیں، اور اگر مجلس میں پہنچنے کے بعد علم ہوا تو وہاں بیٹھنا جائز نہیں اُٹھ کر چلے جانا فرض ہے، خواہ یہ شخص عامی ہو یا عالم اور مقتدی ہو، مذکورہ دونوں صورتوں میں سب کے لئے یہی حکم ہے۔

البتہ اگر مجلس دعوت میں گناہ نہیں ہو رہا بلکہ دوسری مجلس میں ہے تو عامی کو بیٹھنا جائز ہے مگر عالم اور مقتدی کے لئے اس صورت میں بھی بیٹھنا جائز نہیں وہاں سے نکل جانا فرض ہے۔

اس لئے اگر کسی نے کسی طریقہ سے اپنی تصویر نہیں آنے دی مگر اس مجلس میں بیٹھا رہا تو یہ اس کبیرہ گناہ میں برابر کا شریک ہے اور فعل حرام کا مرتکب ہے۔“

اتق الله تأخذ الرشوة في بيت الله ؟

⑥ حضرت والا پہلی بار حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کو مینظر دیکھ کر

بہت تعجب ہوا کہ حجل کو بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کی ویسے اجازت نہیں مجاورین کوئی مناسب موقع دیکھ کر دروازہ پر سیڑھی لگاتے ہیں، لوگ اوپر چڑھنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں، خوب دھکم دھکا، جب کوئی مار دھاڑ کرتا ہوا اوپر پہنچتا ہے تو دروازہ پر کھڑا ہوا مجاور اس سے بخشش طلب کرتا ہے، اگر وہ نہیں دیتا تو وہ اندر نہیں جانے دیتا۔

ایک شخص نے تو یہاں تک بتایا کہ اس کے پاس بخشش دینے کے لئے رقم نہیں تھی تو مجاور نے اسے دھکا دے کر نیچے گرا دیا، نیچے طواف کرنے والوں کا ہجوم تھا، فرش پر گرنے کی بجائے اس ہجوم پر گرنے سے وہ چوٹ سے بچ گیا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”اس میں دو گناہ ہیں :

① بیت اللہ میں داخل ہونا صرف مستحب ہے اور اپنے نفس یا کسی دوسرے کو ایذا پہنچانا حرام ہے، اس لئے ایسی حالت میں بیت اللہ میں جانا جائز نہیں۔

② رشوت، جس کا نام بخشش رکھا ہوا ہے۔

اس لئے میں نے تو یہ طے کر لیا کہ میں ہرگز بیت اللہ میں نہیں جاؤں گا، ایک مستحب کام کے لئے دو حرام کاموں کا ارتکاب ہرگز نہیں کروں گا اور ثواب کی بجائے عذاب نہیں لوں گا۔“

حضرت والا کی عمر اس وقت چھبیس سال تھی، اس نوعمری میں جوش محبت پر ہوش شریعت کو غالب رکھنے اور جذباتِ قلبیہ کو رضائے محبوب پر قربان کر دینے کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رحمت نے یوں دستگیری فرمائی کہ عین طوافِ وداع کے وقت سیڑھی لگائی گئی، گرمی کا موسم، دوپہر کا وقت اور اکثر حجاج اپنے وطن واپس

جا چکے تھے، ان وجوہ کی بناء پر مطاف میں زیادہ ہجوم نہیں تھا، اس لئے حضرت والا بہت آرام و اطمینان سے اوپر چڑھ گئے۔

اوپر بیت اللہ کے دروازہ میں ایک مجاور کھڑا تھا، اس نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا:

”بخشش“

حضرت والا نے اسے تیز لہجہ میں یوں جواب دیا:

”إِنَّ اللَّهَ تَأْخُذُ الرِّشْوَةَ فِي بَيْتِ اللَّهِ؟“

”اللہ سے ڈرو! بیت اللہ میں رشوت لے رہے ہو؟“

یہ الفاظ کہتے ہوئے آپ نے اس خطرہ سے کہ یہ مجھے نیچے دھکا نہ دے دے اپنے جسم کو خوب سنبھال لیا، اور بازوؤں کو خوب مستعد کر لیا کہ اگر اس نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میں اس سے لپٹ جاؤں گا۔

وہ تو آپ کی ڈانٹ سُن کر اور آپ کے جسم اور بازوؤں کی مستعدی دیکھ کر فوراً ٹھنڈا ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں۔ آپ نے خوب اطمینان سے اندر حاضری دی، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز پر نماز پڑھی، اور خوب سیر ہو کر باہر تشریف لائے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”وہاں دل کی سیری تو نہیں ہوتی مگر جسمانی قوت وفا نہیں کرتی“

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ“

”یا اللہ! تیری ہی حمد ہے اور تیرا ہی شکر ہے اور یہ سب

کچھ محض تیری ہی دستگیری سے ہے“

رُؤِیتِ ہلال کے اجلاس میں افطار:

④ جب حضرت والا حکومتِ پاکستان کی طرف سے متعینہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کے رکن تھے ایک بار ہلالِ عید الفطر کے فیصلہ کے لئے اسٹیٹ بینک کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا۔ آپ کو اتنے تنگ وقت میں اس کی اطلاع دی گئی کہ اجلاس کو کسی دوسرے مقام کی طرف منتقل کرنا ناممکن تھا، اور اجلاس میں شرکت نہایت ضروری تھی، اس لئے کہ یہ کمیٹی کا بالکل ابتدائی دور تھا، عدم شرکت کی صورت میں کمیٹی کے غلط طریق کار اختیار کرنے کا شدید خطرہ تھا۔

نیز اس سے قبل مسئلہ رؤیتِ ہلال میں حکومت اور علماء کے درمیان شدید نزاع واقع ہو چکا تھا، اگر آپ اس اجلاس میں شرکت نہ فرماتے تو حکومت کی مقرر کردہ اس کمیٹی کا فیصلہ قبول کرنے میں علماء اور عوام کو سخت اشکال ہوتا۔ شدید خطرہ تھا کہ وہ حسبِ سابق حکومت کی طرف سے جاری کردہ فیصلہ کو ٹھکرا دیں گے، اور ملک پھر اسی انتشار کا شکار ہوگا جس کا خمیازہ عنقریب ہی سب بھگت چکے تھے، اس لئے اس بار آپ کو مجبوراً بینک میں جانا پڑا، آئندہ آپ نے ہمیشہ کے لئے مقامِ اجلاس حاجی کیمپ متعین کر دیا۔

بینک میں جاتے وقت خیال ہوا کہ شاید وہاں افطاری کا سامان بینک کی طرف سے ہو جو حرام ہے، اس لئے گھر ہی سے افطاری ساتھ لے لی متعلقین میں سے ایک مخلص کی گاڑی پر جانا طے پایا۔ ڈرائیور نے وقت پر پہنچنے میں کچھ دیر دی، آپ نے اسے ذرا تیز لہجہ میں یوں تنبیہ فرمائی:

”چاند دیکھنے کا وقت بہت قریب ہے اتنی دیر سے کیوں پہنچے؟“

اُس وقت وہ خاموش رہا، راستہ میں چلتے ہوئے تاخیر کا عُذر یہ بتایا:

”میں پیاس کی شدت کی وجہ سے نہانے لگ گیا تھا۔“

یہ سن کر حضرت والا کو اپنی تیزی پر سخت ندامت ہوئی۔ اس کی تلافی کے لئے آپ نے ڈرائیور سے معافی طلب کی، اور اپنی افطاری کا کُل سامان اس کے حوالہ کر دیا، خود بالکل خالی ہاتھ اجلاس میں تشریف لے گئے، بوقتِ افطار پُر تکلف طرح طرح کے ماکولات و مشروبات اور ہر قسم کے پھل وغیرہ پیش کئے گئے، آپ نے کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا، تقریباً نمازِ عشاء تک اجلاس جاری رہا۔ اس کے بعد اپنے گھر تشریف لاکر افطار فرمایا۔

موسم گرم کے سخت گرم اور لمبے دن، فکرِ آخرت نے سب کچھ آسان کر دیا۔

ما قَوْلُكُمْ رَحِمَكُمُ اللَّهُ ۙ

⑤ ایک بار حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت والا کو سعودی سفیر نے کھانے کی دعوت دی، سفارت خانہ کا دوسرا عملہ بھی شریک تھا، مقامِ دعوت پر پہنچے تو دیکھا کہ کھانے کا انتظام تو فرش پر ہے مگر کھانا تپائیوں پر لگایا جا رہا ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے حضرت والا سے دریافت فرمایا:

مَا قَوْلُكُمْ رَحِمَكُمُ اللَّهُ ۙ

”آپ کی کیا رائے ہے؟“

حضرت والا نے عرض کیا:

”میں تو اپنی رکابی تپائی سے اُتار کر فرش پر رکھ کر کھاؤں گا۔“

کھانا شروع ہوا تو دونوں حضرات نے اپنی رکابیاں نیچے اُتالیں۔ اُن کی

موافقت میں سفیر صاحب نے بھی اپنی رکابی نیچے رکھ لی۔

اَلنَّاسُ عَلَى دِينِ مُلُوكِهِمْ ۙ

”لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقہ پر چلتے ہیں۔“
کے مطابق سفیر صاحب کو دیکھ کر ان کے سب رفقاء نے بھی کھانا فرش پر رکھ کر کھایا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:
”ذرا سی ہمت کرنے سے دو فائدے ہوئے:
ایک یہ کہ سب حاضرین سنت کی مخالفت سے بچ گئے۔
دوسرا فائدہ یہ کہ شاید سفیر صاحب نے اس کی وجہ پر غور کیا ہو اور
وہ مسئلہ سمجھ گئے ہوں، اور آئندہ ہمیشہ کے لئے وہ خود اور ان کے ہم نشین
بھی اس خلاف سنت طریقہ کو چھوڑ دیں۔“

وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ (۱۳-۲۰)
”یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔“

درمیان سال میں جامعہ چھوڑنا جائز نہیں:

۹ حضرت والا ایک جامعہ میں شیخ الحدیث تھے، آپ کے ایک استاذ
ایک بہت بڑے جامعہ کے صدر تھے، انہوں نے حضرت والا کو لکھا:
”ایک ضروری کام ہے آپ جلدی آئیں“
آپ حاضر خدمت ہوئے تو حضرت استاذ محترم نے فرمایا:
”ہمارے ہاں جامعہ میں صحیح بخاری کے استاذ کی فوری ضرورت
ہے، اس لئے آپ یہاں آجائیں۔“
حضرت والا نے عرض کیا:
”درمیان سال میں سابقہ جامعہ کو چھوڑنا جائز نہیں، کیونکہ جامعہ

اسلامیہ کا تعاقب مشاہرہ (ماہانہ) نہیں مسانہہ (سالانہ) ہے، لہذا میں یہ
سال وہیں پورا کر کے آئندہ سال کے شروع میں حاضر ہو جاؤں گا۔“
حضرت استاذ محترم نے فرمایا:

”ایسی ضرورت شدیدہ میں کچھ گنجائش معلوم ہوتی ہے۔“
حضرت والا نے عرض کیا:

”مجھے شرعی گنجائش نظر نہیں آتی، علاوہ ازیں اگر گنجائش ہو بھی
تو میرا یہ اقدام خلاف مروت ہوگا اس لئے میں اس سال حاضری
سے معذور ہوں۔“

استاذ محترم نے نہایت شفقت و محبت سے بہت اصرار فرمایا، حتیٰ کہ یہاں تک
فرمایا:

”آپ ابھی آجائیں تو مجھ پر بہت بڑا احسان ہوگا۔“
مگر اس کے باوجود حضرت والا تعمیل حکم سے معذرت کرتے ہوئے رخصت
ہو گئے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے حضرت استاذ محترم سے رخصت ہونے
کے بعد آپ کے الفاظ مذکورہ بالا کے بارہ میں فرمایا:
”یہ حضرت استاذ محترم کی نہایت ہی شفقت و محبت ہے،
مجھے تو اپنے بارہ میں آپ کے یہ الفاظ نقل کرتے ہوئے بھی شرم
آتی ہے۔“

اس واقعہ سے سبق حاصل کرنے کے لئے امور ذیل کا ملاحظہ ضروری ہے:
۱۔ بہت بڑا منصب، اس لئے کہ وسعت اور شہرت کے لحاظ سے استاذ محترم
کے جامعہ کا مقام سابقہ جامعہ سے بہت بلند ہے۔

۲ — تنخواہ نسبت بہت زیادہ۔

۳ — ایسے بزرگ کا حکم جو استاذ ہونے کے علاوہ بھی ہر لحاظ سے قابلِ احترام ہیں۔

۴ — حضرت والا میں طبعی نرمی اور غلبہٴ موت اس قدر ہے کہ چھوٹوں کی کوئی درخواست قبول نہ کرنا بھی طبعِ مبارک پر سخت گراں گزرتا ہے چہ جائیکہ بزرگوں کا حکم۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان سب دواعی پر دینی استقامت غالب رہی۔

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط (۶۲-۶۴)

”یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔“

مسجدِ خیر العمل سے وضو کے لئے پانی :

⑩ حضرت والا مسجدِ خیر العمل ناظم آباد میں بلامعاوضہ جمعہ پڑھایا کرتے تھے مسجد سے قریب ہی کراہیہ کے ایک مکان میں رہائش تھی، مکان تو بہت ہی کشادہ اور نہایت عالی شان بنکھلے تھا، مگر اس میں پانی کی ٹنکی نہیں تھی، اس زمانہ میں ٹنکی کی زیادہ ضرورت بھی نہیں تھی، براہِ راست لائن سے کافی پانی آتا تھا۔

ایک روز نمازِ فجر کے وقت اچانک لائن کا پانی بند ہو گیا۔ آپ اور صاحبزادے ”دارالافتاء والارشاد“ میں جا کر وضو کر سکتے تھے، نمازِ فجر وہیں پڑھتے تھے، مگر پانی صلیبہ کے وضو کے لئے پانی کی فکر تھی۔ کسی نے کہا :

”مسجدِ خیر العمل تو قریب ہی ہے، وہاں سے ایک لوٹا منگوالیں۔“

حضرت والا نے ارشاد فرمایا :

”مسجد کا پانی گھر لانا جائز نہیں، خدا نخواستہ کوئی سبیل بھی نظر نہ

آئی تو یہ بھی دارالافتاء میں جا کر وضو کر لیں گی۔“

دین پر استقامت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دشگیری فرمائی کہ سامنے کے مکان سے پانی مل گیا۔

حضرت والا نے ارشاد فرمایا :

”بعد میں اس مسئلہ پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ میرے لئے مسجدِ خیر العمل

اور دارالافتاء سے پانی منگوانے کی گنجائش تھی، اس لئے کہ جو شخص

کسی وقف ادارہ میں مستقل طور پر کام کرتا ہو وہ متولی کی اجازت سے

گھر بلو استعمال کے لئے بقدرِ ضرورت پانی لے جاسکتا ہے۔“

اس واقعہ میں امورِ ذیل قابلِ توجہ ہیں :

۱ — حضرت والا اس مسجد میں بلامعاوضہ جمعہ پڑھاتے تھے، اور بیان بھی فرماتے تھے۔

۲ — پانی کا صرف ایک لوٹا درکار تھا۔

۳ — نماز جیسی اہم عبادت کے لئے فوری ضرورت تھی۔

ان سب دواعی کے باوجود حضرت والا نے مسجد سے پانی کا صرف ایک لوٹا

بھی لانے کی اجازت نہیں دی۔

اس زمانہ میں حضرت والا کے پاس معاشی وسعت نہیں تھی، قناعت

کے ساتھ گزر اوقات ہو رہی تھی، اس کے باوجود جمعہ کے روز بیان اور نمازِ جمعہ

کی امامت جیسی اہم خدمات پر کوئی ذیوی معاوضہ قبول نہیں فرمایا، اس کی

برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت والا پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

خدماتِ دینیہ میں مشغول حضرات کو بقدرِ ضرورت پر ہی اکتفا کرنا چاہئے، زیادہ

کی ہوس جائز نہیں، جو لوگ بلا ضرورت تنخواہ بڑھوانے کی کوشش میں رہتے ہیں

انہیں حضرت والا کے اس قصہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

وَاللَّهُ الْمَوْفِقُ ————— ”اللہ ہی توفیق دینے والا ہے“

وصیت نامہ :

⑪ حضرت والا کا وصیت نامہ جو اس کتاب کے آخر میں درج ہے اس سے بھی دین پر آپ کی استقامت اور مضبوطی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ، بالخصوص سفر آخرت سے متعلق جو وصیتیں تحریر فرمائی ہیں ہوت کے بعد رسم رُومائی ، ایصالِ ثواب کے مروجہ طریقے ، اقارب و احباب اور زیادہ مجمع کی خاطر نماز جنازہ اور دفن میں تاخیر کرنا ، عام قبرستان سے الگ کسی مخصوص جگہ میں دفن کرنا وغیرہ بدعات و منکرات میں آج کل کے علماء و صلحا بھی مبتلا ہیں ، حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنے وصیت نامہ میں ایسے منکرات و بدعات سے بچنے کی بتائید وصیت فرمائی ہے۔

غلطی سے رجوع کا اعلان :

⑫ غلطی سے رجوع کا اعلان ، اس کی تفصیل عنوان ”علماء کے لئے ضروری دستور العمل“ کے تحت آ رہی ہے۔

کرایہ سنے سچے رقم واپس فرمادی :

⑬ حضرت اقدس پنجاب میں ایک جامعہ کی مجالس شوری کے رکن ہیں ایک بار شوری کے اجلاس میں شرکت کے لئے وہاں تشریف لے گئے ، واپسی پر حضرت والد صاحب کی زیارت کے لئے سکھر کے ہوٹل اڈے پر اتر کر خمیر پور تشریف لے گئے ، وہاں سے کراچی کے لئے کسی مناسب پرواز پر شمت نہ ملنے کی وجہ سے بذریعہ بس کراچی تشریف لائے۔ سکھر سے کراچی تک ہوٹل جہاز کا

ٹکٹ واپس کر کے اس رقم سے بس کا کرایہ لے لیا ، اور بقیہ رقم جامعہ میں واپس بھیج دی۔ اس پرواں کے ناظم صاحب نے لکھا :

”اس عمل پر یہاں لوگ بہت تعجب کر رہے ہیں ، اس لئے کہ یہ بالکل نئی بات سامنے آئی ہے ، ورنہ جس مولوی صاحب کی جیب میں جو رقم بھی چلی جاتی ہے وہ کبھی واپس نہیں آتی۔“

حضرت والا نے جواب میں تحریر فرمایا :

”واجب الرِّدِّ رقم کی واپسی باعثِ تعجب نہیں ، یہ تو اداءِ فرض ہے ، اس پر کیا تعجب ؟ تعجب تو اُن مولویوں پر کرنا چاہئے جو حساب سے باقی ماندہ رقم واپس نہیں کرتے ، مولوی ہو کر مال پر اتنے حریص کہ عاقبت کی بھی فکر نہیں۔“

ملاحظہ :

یہ قصہ اس زمانہ کا ہے جبکہ حضرت والا کے پاس مالی وسعت نہیں تھی۔ حصولِ وسعت کے بعد حضرت والا کو جہاں بھی بلایا جاتا ہے آپ ذاتی مصارف پر تشریف لے جاتے ہیں بلکہ مزید بریں بہت گراں قدر عطیات کے ذریعہ بھی دینی اداروں کی مدد فرماتے ہیں۔

بے دینی پر تعجب کی بجائے دینداری پر تعجب :

⑭ حضرت اقدس کو ایک مسجد میں وعظ کے لئے بلایا گیا ، واپسی پر منتظمین نے ٹیکسی پر سوار کر کے کچھ رقم حضرت کو کرایہ کے لئے دے دی ٹیکسی کے کرایہ سے کچھ رقم بچ گئی ، آپ نے وہ واپس فرمادی۔ اس منتظمین کو بہت تعجب ہوا۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا :

”معاشرہ ایسا بگڑ گیا ہے کہ بے دینی پر تعجب کرنے کی بجائے دینداری پر تعجب ہونے لگا ہے۔“
یہاں بھی وہ ”ملاحظہ“ مد نظر رکھا جائے جو اوپر نمبر ۱۳ کے آخر میں گزرا۔

اخبار ”جنگ“ کی درخواست پر:

۱۵ ایک بار روزنامہ ”جنگ“ کراچی کی طرف سے حضرت اقدس کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی گئی:
”آپ اخبار ”جنگ“ میں چھاپنے کے لئے ہمیں ہفتہ وار کوئی دینی مضمون دیا کریں۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے جواب میں فرمایا:
”آپ اخبار میں تصویروں اور فلموں کے اشتہارات کی شاعت چھوڑ دیں تو میں آپ کے اخبار کے لئے مضمون بھیجا شروع کر دوں گا۔“

ڈھاکا میں علماء کا اجلاس:

۱۶ ایک بار ڈھاکا میں اکابر اور مشہور علماء کا ایک بہت بڑا اجتماع ہوا، جس میں حضرت والا بھی مدعو تھے، وہاں کوئی فوٹو گرافر بھی پہنچ گیا، بلکہ منتظمین نے بلوایا ہوگا، اسے دیکھ کر حضرت والا مجلس سے اٹھ کر قریبی مسجد میں تشریف لے گئے، اور وہاں بہت دیر تک تلاوت میں مشغول رہے۔ جب فوٹو گرافر کے چلے جانے کا ظن غالب ہوا تو واپس مجلس میں تشریف لائے، مگر وہ تو حضرت ہی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت کے تشریف لاتے ہی فوراً تصویر لینے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے حاضرین مجلس علماء سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”کیا آپ میں سے کوئی اس کے جواز کا قائل ہے؟“
سب نے بالاتفاق ناجائز کہا، تو آپ نے فرمایا:
”پھر اسے کیوں بلایا ہے؟“

حالانکہ مجلس میں حضرت والا سے عمر منصب، وجاہت اور شہرت میں بڑے علماء بھی موجود تھے، مگر اصلاح منکر کی کسی کو ہمت نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم کو ایسی ہمت و جرأت سے نوازا کہ آپ پر ان بڑے بڑے عمر علماء کے منصب، وجاہت اور شہرت کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔
حضرت والا کے اس ارشاد کے بعد فوٹو گرافر کو خست کر دیا گیا، اور حضرت اقدس کے تقویٰ کی بدولت سب اہل مجلس تصویر کی لعنت سے بچ گئے۔

ایران کے سفر میں افطار سے انکار:

۱۷ حضرت والا ایک بار نوشہری سے بذریعہ ریل گاڑی زاہدان (ایران) تشریف لے جا رہے تھے، آپ کے بڑے صاحبزادہ مولوی محمد صاحب بھی ساتھ تھے، رمضان المبارک کا مہینہ تھا، ایران کی سرحد پر ریلوے اسٹیشن تفتان پر چیکنگ کے لئے ریل گاڑی کئی گھنٹے رکتی ہے۔ حضرت والا کی گاڑی وہاں پہنچی تو چیکنگ کے لئے سب سواروں کو گاڑی سے اتار لیا گیا اور گاڑی بالکل خالی کر دی گئی، مگر حضرت والا سے عملہ کے افسر نے کہا:

”آپ گاڑی ہی میں تشریف رکھیں، آپ کے لئے فنانونی کارروائی یہیں بیٹھے بیٹھے مکمل ہو جائے گی۔“

کچھ دیر بعد ایک ڈاکٹر حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا، جس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس اور دو کیسپول تھے، اس نے حضرت سے کیسپول کھانے کی درخواست کی۔

حضرت اقدس نے فرمایا:

”میں روزہ سے ہوں، اس لئے میں کیسپول نہیں کھا سکتا، اگر مجھے پہلے علم ہوتا کہ سرحد پر دوا کھانا ضروری ہے تو میں روزہ نہ رکھتا، سفر میں روزہ رکھنا فرض نہیں۔“

ڈاکٹر نے کہا:

”دوا کھائے بغیر آپ آگے نہیں جاسکتے۔“

حضرت والا نے فرمایا: ”نہیں جاؤں گا۔“

ڈاکٹر نے کہا:

”پھر ایک ہفتہ کے بعد دوسری گاڑی جائے گی، اس لئے آپ کو ایک ہفتہ تک یہیں انتظار کرنا پڑے گا۔“

حضرت والا نے فرمایا:

”میں انتظار نہیں کروں گا بلکہ واپس کر لے چلا جاؤں گا۔“

ڈاکٹر بہت حیران تھا کہ آپ سفر کے مصارف و مشقت اور اس سے بھی بڑھ کر بیرون ملک سفر کی قانونی پیچیدگیاں، سب کچھ برداشت کرنے کے بعد سرحد پہنچ کر واپس جانے کے لئے تیار ہیں، اور آپ کے قلب میں روزہ کے مقابلہ میں سفر کے مصارف و مشقت کی ذرہ برابر بھی کوئی وقعت نہیں۔

بہر کیف حضرت والا اور صاحبزادہ نے دوا نہ کھائی اور ڈاکٹر واپس چلا گیا، تقریباً آدھے گھنٹے بعد پھر اسی طرح پانی کا گلاس اور کیسپول ہاتھ میں لئے آ پہنچا۔ جانبین میں جو مکالمہ پہلی بار ہوا تھا دوسری بار پھر وہی تمام مباحثہ دہرایا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد تیسری بار پھر اسی طرح جام بکف موجود، اور پھر اسی مکالمہ کی تیسری بار پوری گردان ہوئی۔

کچھ دیر بعد اس کے ساتھ بڑا ڈاکٹر بھی آیا، اس نے حضرت والا سے کہا: ”آپ اطمینان سے تشریف رکھیں (پھر چھوٹے ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) یہ آپ کے ساتھ زاہدان جائیں گے اور راستہ میں بوقت افطار آپ کو کیسپول کھلا دیں گے۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”دین پر استقامت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس ڈاکٹر کے ذریعہ ہمیں دو فائدے پہنچائے۔

۱۔ آگے چل کر ایک ریلوے اسٹیشن میر جاوا سے زاہدان تک سرکاری بسیں چلتی تھیں جن کا ہمیں علم نہ تھا، اس ڈاکٹر نے ہمیں بتایا:

”یہاں سے سرکاری بسیں زاہدان تک جاتی ہیں جن پر ریل ہی کے ٹکٹ سے سفر کیا جاسکتا ہے اور یہ ریل گاڑی کی بنسبت بہت جلد زاہدان پہنچا دیتی ہیں۔“

چنانچہ وہ ہمیں اس راستہ سے لے گیا، جس کی وجہ سے ہم زاہدان میں ریل گاڑی کے وقت سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے پہنچ گئے۔

۲۔ ہمارے میزبان کو ہماری آمد کے وقت کی اطلاع نہ ہو سکی تھی، اس لئے زاہدان ریلوے اسٹیشن سے ان کے مکان تک پہنچنے میں ہمیں دقت ہوتی، مگر یہ ڈاکٹر ہمیں خود ان کے مکان پر پہنچا کر واپس ہوا، فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ

بَالِغِ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدَرًا ۝

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۝

”جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو اللہ پر توکل کرے گا وہ اس کے لئے کافی ہے، اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے، اس نے ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔“

ٹکٹوں کی میعاد بڑھانے کے لئے بیماری کی تاویل پر:

۱۸ حضرت والا کے بڑے صاحبزادہ مولوی محمد کی اہلیہ اور بچوں کے

ناجیہ پاپا کے ہوائی ٹکٹوں کی میعاد میں مزید ایک سال کی توسیع کروانے کی ضرورت تھی متعلقہ محکمہ نے کہا:

”اب نیا قانون یہ ہو گیا ہے کہ صرف ایک ماہ کی توسیع ہو سکتی

ہے، وہ بھی میڈیکل سرٹیفکیٹ کے ذریعہ، ورنہ ٹکٹ ضائع جائیں گے۔“

ٹکٹوں کی قیمت تقریباً بیس ہزار تھی، اور حضرت والا کے عقیدت مند بہت سے ڈاکٹر موجود تھے جن سے میڈیکل سرٹیفکیٹ باسانی حاصل کیا جاسکتا تھا اور بیماری کی تاویل بھی کی جاسکتی تھی کہ ٹکٹوں میں توسیع نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت پر جو ایک معمولی سا بوجھ پڑا تھا اسے بیماری کا بہانہ بنا لیا جاتا۔

اتنی بڑی رقم نہایت ہی سہولت سے بچا سکنے کے باوجود حضرت اقدس نے کسی میڈیکل سرٹیفکیٹ کا سہارا نہیں لیا، اپنے اللہ پر بھروسہ کر کے مزید کوئی

کوشش نہ کی، بلکہ ارشاد فرمایا:

”خدا نخواستہ اس سے بھی بڑا نقصان ہو جائے تو بھی دین کے

خلاف کوئی کام ہرگز برداشت نہیں کیا جاسکتا۔“

اس دینی استقامت پر فوراً اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوتا ہوا نظر آیا کہ دوسرے

دن ہی متعلقہ محکمہ نے از خود ٹیلیفون پر کہا:

”میڈیکل سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں، ویسے ہی ٹکٹ بھجوا دیں،

ایک سال کی توسیع کر دیں گے۔“

چنانچہ انہوں نے ایک سال کی مدت کے نئے ٹکٹ بنا دیئے۔

عام نظروں میں یہ واقعہ اتفاقیہ دکھائی دے گا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ

کے اس وعدہ کی تکمیل ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ

لَا يَحْتَسِبُ (۶۵-۲، ۳)

”اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے ہر مشکل سے

نجات کا راستہ نکال دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا

ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔“

حضرت پیرانی صاحبہ کے ساتھ روضہ النور پر سلام:

۱۹ ایک سفرِ حج میں حضرت والا کے ساتھ پیرانی صاحبہ بھی تھیں حضرت

والا نے کئی دنوں تک شب و روز کے مختلف اوقات میں یہ جائزہ لیا کہ پیرانی صاحبہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرنے ایسے وقت جبائیں کہ

مردوں سے التصاق نہ ہو، یعنی جسم کا کوئی حصہ بھی کسی مرد سے ذرا سا بھی نہ چھونے پائے،

مگر ایسا کوئی موقع نظر نہ آیا تو پیرانی صاحبہ کو مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی قبلہ کی دیوار کے پیچھے گلی میں لے گئے بعد میں اس گلی کی جنوبی طرف کی عمارتیں گرا کر بہت وسیع راستہ بنا دیا گیا ہے، اس گلی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھا اور یوں دعا کی:

”یا اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ ہم اتنی دور سے سفر کی مشقت و مصارف برداشت کر کے صرف تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی کی وجہ سے حاضر ہوئے ہیں، میرے مولیٰ! بس تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و رضا جوئی ہی نے اس وقت ہمیں اتنی دور کھڑا کر دیا ہے، یا اللہ! تو جانتا ہے کہ ہم نے صرف تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، رضا جوئی اور تعمیل حکم کی خاطر ہی اپنی دلی خواہش کو قربان کیا ہے، یا اللہ! تیرا ہی تو فیصلہ ہے کہ تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا تیرے حکم کی تعمیل میں ہے اور قرب حقیقی یہی ہے، اگرچہ جسم کو سوں دور ہو، تیری نافرمانی کر کے ظاہری قرب حاصل کر لینا تیری رضا کا ذریعہ ہرگز نہیں بلکہ تیری ناراضی اور غضب کا سبب ہے، یا اللہ! تو اپنی رحمت سے ہماری یہ حاضری اور رُوح محبت قبول فرما۔“

ایک مشہور بزرگ کی طرف سے تقریظ کی فرمائش:

(۲۰) ایک بہت بڑے اور بہت مشہور بزرگ نے حضرت والا کو اپنی ایک تصنیف پر تقریظ لکھنے کا حکم فرمایا۔ حضرت والا نے عرض کیا:

”تقریظ ایک قسم کی شہادت ہے اس لئے پوری کتاب اول سے آخر تک لفظ بلفظ پورے غور سے دیکھ بغیر تقریظ لکھنا جائز نہیں۔“

انہوں نے اپنی تصنیف کا مسودہ حضرت والا کے پاس بھیج دیا اور فرمایا:

”آپ اسے غور سے دیکھ لیں پھر تقریظ لکھیں۔“

یہ مسودہ کئی روز حضرت والا کے پاس رہا، حضرت والا نے اسے کئی مقامات سے دیکھا بھی، مگر چونکہ مسودہ بہت ضخیم تھا، پورا گہری نظر سے دیکھنے کی فرصت نہ تھی، اس لئے حضرت والا نے تقریظ لکھنے سے پھر معذرت پیش کر دی۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا:

”آپ تقریظ نہیں لکھتے تو کم از کم اتنی اجازت تو دے ہی دیجئے کہ میں آپ کے بارہ میں اتنا لکھ دوں کہ آپ نے یہ کتاب لکھی ہے۔“

حضرت والا نے عرض کیا:

”یہ بھی تقریظ ہی کے حکم میں ہے لہذا میرے لئے اس کی اجازت دینا بھی جائز نہیں۔“

ان بزرگ سے حضرت والا کو بہت عقیدت ہے اور ان کے ساتھ ایسا نیاز مندانہ تعلق ہے کہ ان کے اشارہ کو بھی حضرت والا حکم سمجھ کر دل و جان سے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ مگر یہ عقیدت و تعلق حضرت والا کی استقامت دینی میں بال برابر بھی لچک پیدا نہ کر سکا۔ اسی طرح ہر موقع میں تعلق مع اللہ ہر تعلق پر غالب رہا ہے۔

مدارس کی امداد کے لئے تصدیق نامہ سے انکار:

(۲۱) کئی اہل مدارس حضرت والا کی خدمت میں یوں درخواست کرتے ہیں:

”ہمارے مدرسہ کے لئے تصدیق نامہ لکھ دیں کہ اس میں صحیح کام ہو رہا ہے اور مستحق امداد ہے، اس تصدیق نامہ سے ہمیں اہل ثروت سے چندہ وصول کرنے میں بہت مدد ملے گی۔“

مگر حضرت والا کسی کو بھی ایسا تصدیق نامہ لکھ کر نہیں دیتے خواہ وہ کتنا ہی

”آپ کی نظر میں یہ معاملہ جائز ہے، مگر میں ایک کتاب کے عوض ستر دینے میں ”دارالافتاء والارشاد“ کا نقصان سمجھتا ہوں، اس لئے جائز نہیں، میں ”دارالافتاء والارشاد“ کی ہر چیز کا امین ہوں، لہذا اس معاملہ میں اختلاف رائے کی صورت میں مجھ پر اپنی رائے کا اتباع فرض ہے۔“ اس قصہ میں امور ذیل خاص طور پر توجہ طلب ہیں:

۱۔ حضرت مولانا شبیر علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقام، جس کی تفصیل اوپر لکھی جا چکی ہے۔

۲۔ ایسی اہم اور اتنی قیمتی کتابیں سب مولانا ہی نے ”دارالافتاء والارشاد“ کو عطیہ دی تھیں۔

۳۔ مولانا دارالعلوم دیوبند اور دوسرے مشہور دینی اداروں میں وقف کرنے کی نیت سے یہ کتابیں لینا چاہتے تھے۔

۴۔ ”دارالافتاء والارشاد“ میں جلد اول کی سخت ضرورت بھی تھی۔

بحمد اللہ تعالیٰ ان سب دواعی اور ضرورتوں پر حضرت اقدس دامت برکاتہم کا تعلق مع اللہ غالب رہا، اتنی مصالح کی خاطر مسئلہ شرعیہ سے بال برابر بھی انحراف گوارا نہیں فرمایا۔

اس استقامت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت یوں متوجہ ہوئی کہ چند ہی روز کے بعد ”دارالافتاء والارشاد“ کو جلد اول بھی مفت مل گئی۔

بدون اطمینان فتویٰ پر تصدیق کرنا جائز نہیں؛

(۳۳) ایک بار بڑے بڑے مشہور علماء و مفتیان عظام بصورت و فدا ایک فتویٰ کی تصدیق کے لئے حضرت والا کے پاس تشریف لائے، ان میں سے بعض کے ساتھ

حضرت والا کے قدیم دوستانہ تعلقات بھی تھے، اور حضرت والا ان کا بہت لحاظ فرماتے تھے، مگر حضرت والا کی نظر عالی میں یہ فتویٰ صحیح نہیں تھا اس لئے آپ نے اس کی تصدیق سے صاف انکار فرمایا۔

ایک موقع پر حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”اگر کسی مسئلہ پر دنیا بھر کے مفتیان عظام بھی جمع ہو کر میرے پاس آجائیں بلکہ جو وفات پا چکے ہیں وہ بھی زندہ ہو کر قبروں سے نکل آئیں تو بھی جب تک مسئلہ کی صحت پر مجھے اطمینان نہیں ہوگا اس وقت تک میں محض ان کی مروت سے اس مسئلہ کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں اپنی رائے کو یقینی طور پر صحیح سمجھتا ہوں اور دوسروں کی رائے کو غلط، ممکن ہے کہ دوسروں کی رائے ہی صحیح ہو مگر اس کے باوجود میرے لئے شریعت کا حکم یہی ہے کہ جب تک میرا قلب مطمئن نہ ہو جائے اس وقت تک میرے لئے کسی کی تصدیق کرنا جائز نہیں۔ خالق کے مقابلہ میں مخلوق کی رعایت سے ایسا کرنا حرام ہے، میں ان کی خاطر اپنی عاقبت برباد نہیں کر سکتا اور ان کی رضا کے لئے اپنے مالک کو ناراض نہیں کر سکتا، البتہ حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہر ارشاد خواہ اس کی دلیل سمجھ میں آئے یا نہ آئے بہر حال بلاچون و چرا سر آنکھوں پر، اس لئے کہ میں امام رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقلد ہوں، آپ کے سوا دوسرے کسی کا بھی میں مقلد نہیں، بلکہ کسی دوسرے کی تقلید جائز ہی نہیں۔“

حق کوئی حق پرستی عین عزت ہے؛

(۳۴) ایک بار کچھ لوگ حضرت والا کے بڑے بھائی صاحب سے کوئی مسئلہ لکھوا کر

تصدیق کے لئے حضرت والا کی خدمت میں لائے۔ حضرت والا کے یہ بھائی صاحب حضرت والا کے استاذ بھی ہیں۔ یہ مسئلہ حضرت والا کی نظر میں صحیح نہیں تھا، اس لئے اس کی تصدیق سے آپ نے انکار فرمایا۔ اس پر وہ لوگ کہنے لگے:

”اگر آپ اس پر دستخط نہیں کریں گے تو اس سے آپ کے بھائی اور استاذ کی سخت بے عزتی ہوگی جو آپ کی بھی بے عزتی ہے۔“

اس کے جواب میں حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”حق کوئی وقتی پرستی میں بے عزتی نہیں یہ تو عین عزت ہے اور اگر کوئی احمق اسے بے عزتی سمجھتا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں بھائی اور استاذ کی عزت بچانے کے لئے جہنم میں جانا ہرگز گوارا نہیں کر سکتا اور کسی کی ناراضی سے بچنے کے لئے اپنے مالک کو ہرگز ناراض نہیں کر سکتا۔“

جامعہ دار الہدی ٹھیکری اور دارالافتاء کی مہر:

(۲۵) حضرت والا جن زمانہ میں جامعہ دار الہدی ٹھیکری میں شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء تھے، کسی مسئلہ میں وہاں کے مہتمم صاحب کی رائے حضرت والا کے خلاف تھی، انہوں نے فتویٰ لکھ کر اس پر مہر لگانے کے لئے حضرت والا سے دارالافتاء کی مہر طلب کی۔ حضرت والا نے فرمایا:

”دارالافتاء کا میں ذمہ دار ہوں، کسی بھی فتویٰ پر دارالافتاء کی مہر کا ہونا اس کی دلیل ہے کہ یہ فتویٰ میری اجازت سے جاری ہوا ہے، اس لئے جو فتویٰ میری نظر میں صحیح نہیں میں اس پر دارالافتاء کی مہر لگانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔“

یہاں یہ امور قابل ملاحظہ ہیں:

۱۔ مہتمم صاحب حضرت والا کے استاذ تھے۔

۲۔ عمر، علم، منصب، وجاہت، شہرت ہر لحاظ سے حضرت والا سے بہت بڑے تھے۔

۳۔ اگرچہ بسا اوقات اساتذہ میں سے کسی شخصیت کی خداداد خصوصی قابلیت کی بناء پر مہتمم کو اس کے سامنے دینا پڑتا ہے، مگر قانونی لحاظ سے مہتمم کو پورے عملہ پر مکمل اختیار ہوتا ہے۔ نصب و عزل، ترقی و تنزل وغیرہ ہر قسم کے اختیارات مکمل طور پر مہتمم کو قانوناً حاصل ہوتے ہیں۔

۴۔ دونوں حضرات کے آپس میں گہرے تعلقات تھے۔

بفضل اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی استقامت دینیہ پر کوئی تعلق بھی ذرہ برابر بھی اثر انداز نہ ہو سکا۔

علماء کے اجتماع میں چندہ کی اپیل پر:

(۲۶) ایک مرتبہ ایک بہت بڑے عالم اور بہت مشہور پیر صاحب نے علماء کا اجتماع یہ کہہ کر بلوایا کہ ایک ضروری مشورہ کرنا ہے، حضرت والا کو بھی شرکت کی دعوت دی۔ آپ تشریف لے گئے، انہوں نے اس اجتماع میں چندہ کی اپیل کر دی۔ سب علماء نے بڑھ چڑھ کر چندہ دیا مگر حضرت والا نے بالکل کچھ بھی نہیں دیا، اس لئے کہ چندہ کرنے کا یہ طریقہ شرعاً ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل حضرت اقدس کے رسالہ ”صیانت العلماء عن الذل عند الاغنیاء“ مندرجہ ”احسن الفتاویٰ“ جلد ۱ میں ہے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اس اجتماع میں اس طریقہ کا ناجائز ہونا اس

لئے بیان نہ فرمایا کہ دوسرے سب علماء ان پر صاحب کے زیر اثر تھے اس لئے ان سے قبول کی توقع نہ تھی، اور جہاں قبول کی توقع نہ ہو وہاں مسئلہ بتانا فرض نہیں۔
حضرت والا نے بعد میں بھی انہیں کچھ نہ بھیجا اس لئے کہ اس کے مصرف کے بارہ میں بھی شرح صدر نہیں تھا۔ حالانکہ امور دینیہ میں حضرت اقدس کا نہایت فراخ دلی سے بے دریغ خرچ کرنا دنیا بھر میں مشہور ہے۔

اس قصہ سے حضرت اقدس دامت برکاتہم کی استقامت دینیہ کا اندازہ لگائیں، علماء کے اتنے بڑے اجتماع میں جہاں دوسرے سب بڑے جوش و خروش سے چندہ دے رہے ہیں وہاں ایک مشہور عالم جس کی طرف سب کی نگاہیں اٹھ رہی ہیں وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا، یہ اہل دنیا کی نظر میں کتنی بڑی بے عزتی کی بات ہے مگر حضرت اقدس دامت برکاتہم کا مقام اتنا بلند ہے کہ حدود اللہ پر قائم رہنے سے ساری دنیا کی نظر میں بھی بے عزتی کیوں نہ ہو جائے آپ کے قلب مبارک پر اس کا بال برابر بھی اثر نہیں پڑتا، ایسے مواقع میں آپ کا حال آپ کی زبان مبارک سے ان اشعار کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے ۵

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِ نظر تو مرضی حبا نہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو گمراہ تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

ایک قریب تر عزیز کے ہاں:

۴۷ حضرت اقدس دامت برکاتہم کو ایک بار پنجاب کے ایک شہر میں وعظ

و ارشاد کے لئے بلایا گیا، اس شہر میں حضرت والا کے ایک بہت قریبی رشتہ دار رہتے ہیں۔ والد اور والدہ دونوں جانب سے ان کے ساتھ بہت ہی قریب تر رشتہ ہے، مگر ان سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی، جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت والا کا پورا خاندان قیام پاکستان تک لدھیانہ میں مقیم رہا اور آپ کے والد ماجد تقسیم سے بہت قبل ضلع ملتان میں تشریف لے آئے تھے، آپ کی ولادت بھی ضلع ملتان ہی میں ہوئی، اس کے بعد تحصیل علوم اسلامیہ میں انہماک کی وجہ سے لدھیانہ جانے کا موقع نہ ملا۔ ایک دوبار جانے کا اتفاق ہوا مگر ان دنوں میں وہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ پھر قیام پاکستان کے بعد خاندان پاکستان کے کئی شہروں میں منتشر ہو گیا جس کی وجہ سے آپس میں ملاقاتوں کا سلسلہ بہت مشکل ہو گیا۔ علاوہ ازیں حضرت والا کو شب و روز مشاغل دینیہ میں انتہائی مصروف رہنے کی وجہ سے بلا ضرورت دینیہ کہیں آمد و رفت اور احباب و اقارب سے ملاقات کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ آپ کے اس حال کے مطابق آپ کی زبان مبارک پر عموماً یہ اشعار جاری رہتے ہیں ۵

بڑھ گیا ربط کچھ ایسا مر ا پیما نوں سے
کچھ تعلق ہے نہ اپنوں سے نہ بیگانوں سے
کیس نے کر دیا سب دوستوں سے مجھ کو بیگانہ
مجھے تو دوستی بھی دشمنی معلوم ہوتی ہے

انہوں نے حضرت والا کی تشریف آوری کی خبر سنی تو حضرت والا سے فون پر بات کی، دونوں جانب گہری قربت کا خون جوش مارنے لگا۔ وہ تشریف لائے، بوقت ملاقات دونوں جانب جوش و خروش محبت و فرط مسرت کا عجیب مظاہرہ تھا۔ حضرت والا کو اپنے گھر لے گئے، پورا گھرانا جذبات محبت سے سرشار، چھوٹوں بڑوں سب کے قلوب فرط مسرت سے باغ باغ، خوشی میں پھولے نہیں سمارہے تھے، عید سے بھی دو بالا

مستروں کی لہریں دلوں کی گہرائیوں سے اٹھ کر پورے جسم میں رونگٹوں تک اس طرح رواں دواں کہ گویا درو دیوار بھی رقصاں۔

انہوں نے حضرت والا کو پہلے ایک عمومی مجلس کے مکرے میں بٹھایا، جہاں زیارت کے لئے کچھ دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں سے دوسرے مکرے میں تشریف لے چلنے کو کہا۔ حضرت والا سمجھے کہ عمومی مجلس سے ہٹ کر خصوصی مجلس چاہتے ہیں، اس لئے آپ ان کے ساتھ چل دیئے مگر اس مکرے میں پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں خواتین کا مجمع ہے۔ انہوں نے ایک ایک کا تعارف کرایا۔ یہ سب خواتین خاص ان کے گھر ہی کی تھیں۔ حضرت والا محبت و نرمی اور حسن تدبیر سے پردہ کے بارہ میں ارشاد فرمانے ہی ولے تھے کہ مغرب کی اذان ہو گئی، مسجد قریب ہی تھی، فوراً مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ بطریق احسن نہی عن المنکر کا موقع نہ ملا۔ نماز سے فارغ ہو کر اپنی قیامگاہ پر پہنچے تو بڑی شدت سے یہ منکر دامنگیر ہوئی:

”میں نے نہی عن المنکر کا فرض ادا نہیں کیا، بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی تو کیا جواب دوں گا؟

یہ طے کر لیا کہ صبح تک زندہ رہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ فیہ فیض ضرور ادا کروں گا مگر پھر دل و دماغ پر یہ خطرہ مسلط ہو گیا کہ اگر میں ادا فرض سے قبل مر گیا تو کیا ہوگا؟ اس خوف نے نیند حرام کر دی، رات بھر سخت بے چینی رہی، اور یہ دعا جاری رہی کہ یا اللہ! مجھے صبح تک زندگی عطا فرماتا کہ یہ فرض ادا کر سکوں، کروٹوں پر کروٹیں بدلتے بہت مشکل سے رات گزاری۔“

نماز فجر سے فارغ ہوتے ہی انہیں ٹیلیفون کیا اور فرمایا:

”کل آپ مجھے لے گئے تھے آج میں خود آپ کے پاس آؤں گا اور وعظ بھی کہوں گا۔“

انہوں نے دوسرے مردوں اور عورتوں کو بھی وعظ سننے کے لئے بلانے کی اجازت چاہی۔ حضرت والا نے اس شرط سے اجازت دے دی کہ خواتین کے بیٹھنے کا الگ باپردہ انتظام ہو۔ چنانچہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے پردہ کے بارے میں بہت محبت اور درد دل سے لبریز بہت مفصل اور عجیب التاثر وعظ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت والا کو سکون ملا اور اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کیا۔

اس قصہ میں امور ذیل ملحوظ رہیں:

۱۔ جانبین کی عمر تقریباً ساٹھ برس تھی، بہت ہی قریب تر تعلق قرابت کے باوجود اتنی طویل عمر گزرنے کے بعد یہ پہلی ملاقات تھی جس کی وجہ سے جانبین کے قلوب میں محبت کے ولولے موجزن تھے، اس کی کچھ تفصیل اوپر بتائی جا چکی ہے۔

۲۔ یہ سب خواتین حضرت والا کی قریب ترین ذی رحم رشتہ دار تھیں مگر محرم نہیں تھیں۔

۳۔ بے دینی کے اس دور میں بزعم خود دیندار گھرانے بلکہ بیشتر علما و مشائخ بھی ایسے قریب ترین رشتوں میں نہ صرف یہ کہ پردہ کی ضرورت نہیں محسوس کرتے بلکہ اسے معیوب سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دیں۔

بفضل اللہ تعالیٰ ان میں سے کوئی چیز بھی حضرت اقدس دامت برکاتہم کے تعلق مع اللہ پر بال برابر بھی اثر انداز نہ ہو سکی۔

اللہ تعالیٰ پوری امت مسلمہ کو حضرت والا کے فیوض سے زیادہ سے زیادہ بہرہ ور فرمائیں۔

صحیح بخاری کے ختم پر ایک مشہور انتخابی امیدوار کے لئے دعا:

(۲۸) ایک صاحب دینی اور دنیوی حلقوں میں بہت مشہور تھے، بلکہ بین الاقوامی

شہرت رکھتے تھے، وہ انتخابات میں امیدوار کی حیثیت سے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ دارالعلوم میں صحیح بخاری کا ختم کروا کر ان کی کامیابی کے لئے دُعا کروائی جائے۔ اس زمانہ میں دارالعلوم میں صحیح بخاری حضرت اقدس دامت برکاتہم پڑھاتے تھے، اس لئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ختم بخاری کے لئے حضرت والا سے فرمایا۔ مگر حضرت والا کی رائے میں یہ شخص صحیح نہیں تھا۔ ظاہراً تو یہ آزاد امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہوا تھا، مگر اندرونی طور پر اس کا تعلق جماعت اسلامی سے تھا، اس لئے حضرت اقدس دامت برکاتہم نے صحیح بخاری کا ختم کروا کر اس امیدوار کی موجودگی میں ان الفاظ میں دُعا کروائی:

”یا اللہ! تیرا علم کامل ہے اور ہمارا علم ناقص ہے، تو ہمارے اور پاکستان کے دینی و دنیوی نفع و نقصان کو ہم سے زیادہ جانتا ہے اس لئے تیرے علم میں اگر صاحب کی کامیابی خود ان کے حق میں اور پوری قوم اور حکومت پاکستان کے حق میں دین و دنیا کے لحاظ سے بہتر ہے تو اپنی رحمت سے انہیں کامیاب فرما اور دین و دنیا ہر لحاظ سے انہیں زیادہ سے زیادہ خدمات باحسن و جود انجام دینے کی توفیق عطا فرما اور ان کی خدمات کو قبول فرما۔

اور اگر تیرے علم میں ان کی کامیابی دینی یا دنیوی لحاظ سے ان کے حق میں یا پاکستان اور عوام کے حق میں بہتر نہیں تو اس خدمت کے لئے کوئی دوسرا بہتر شخص مقدر فرما جو تیری رضا کے مطابق خدمات انجام دے۔“ اس دُعا پر سب نے آمین کہی۔ انہیں بھی طوعاً کرہاً آمین کہنا ہی پڑی، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ہر قسم کے اسباب کامیابی رکھنے کے باوجود ناکام رہے۔

غیر محرم کو سفر پر ساتھ نہ لے جانا؛
واقعہ نمبر ۱

(۲۹) ایک صاحب بہت ہی اُونچے درجہ کے سرکاری افسر ہیں، علاوہ ازیں دینی امتیاز بھی رکھتے ہیں اور حضرت والا کے ساتھ بہت پرانے تعلقات رکھتے ہیں ایک سفر میں حضرت والا نے ایک دو روزانہ کے یہاں قیام فرمایا، وہاں سے کراچی واپسی کے وقت انہوں نے حضرت والا سے کہا:

”میری والدہ صاحبہ بھی کراچی جا رہی ہیں، ان کی نشست بھی اسی پرواز میں ہے جس میں آپ تشریف لے جا رہے ہیں، اچھا ہوا سفر میں آپ کا ساتھ مل گیا“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”غیر محرم کے ساتھ سفر جائز نہیں، یہ تو اپنے طور پر تنہا جا رہی تھیں، اب بھی یونہی سمجھیں کہ وہ میرے ساتھ نہیں جا رہیں بلکہ تنہا ہی جا رہی ہیں، سفر میں ہمارا آپس میں کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں رہے گا“ یہاں امور ذیل قابل ملاحظہ ہیں:

۱۔ یہ صاحب سرکاری سطح پر بہت ہی اونچا منصب رکھتے ہیں۔

۲۔ دینی لحاظ سے بھی ممتاز ہیں۔

۳۔ حضرت اقدس کے ساتھ بہت پرانے تعلقات رکھتے ہیں۔

۴۔ اس وقت حضرت والا ان کے مہمان تھے۔

۵۔ یہ خاتون بہت معزز تھیں۔

۶۔ سفر ہوائی جہاز کا تھا جس میں جہاز کا عملہ ہر قسم کا تعاون کرتا ہے کسی دوسرے کے تعاون کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

۷۔ سفر صرف دو گھنٹے۔

ان حالات میں بفضل اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی استقامت دینیہ پر نہ تو کوئی مروت غالب آسکی اور نہ ہی کوئی مصلحت۔

واقعہ نمبر ۲

(۳۰) حضرت والا سال میں ایک بار بھائی بہنوں سے ملاقات کے لئے اپنی گاڑی پر خیر پور تشریف لے جاتے ہیں، ایک بار حسب معمول تشریف لے جانے لگے تو آپ کی ایک بہو نے کہا:

”واپسی پر میری امی کو بھی ساتھ لیتے آئیں“

حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

”غیر محرم کے ساتھ سفر جائز نہیں“

بہو نے اپنی ایک بیٹی (حضرت والا کی پوتی) کے بارہ میں کہا:

”آپ..... کو ساتھ لے جائیں، واپسی پر یہ امی کے ساتھ ہوں گی“

حضرت اقدس نے فرمایا:

”اس کے ساتھ ہونے سے کیا فائدہ؟ اُس کا سفر تو پھر بھی غیر محرم ہی ہوگا، اس لئے میں اُسے ساتھ نہیں لاؤں گا“

حضرت والا خیر پور تشریف لے گئے، بہو نے پہلے ہی اپنی امی کو حضرت والا کے ساتھ آنے کے بارہ میں خط لکھ دیا تھا، اس لئے وہ تیار بیٹھی تھیں حضرت والا دوسری عورتوں کی طرح اپنی سمدھن سے بھی براہ راست بات نہیں کرتے، اس لئے انہیں کسی ذریعہ سے یہ مسئلہ بتایا:

”عورت کے لئے بلا محرم سفر کرنا جائز نہیں، اس لئے اگر آپ

میری گاڑی میں چلنا چاہتی ہیں تو اپنے شوہر کو بھی ساتھ لیں ورنہ میں آپ کو نہیں لے جاسکتا“

شوہر کے چلنے میں کچھ مشکلات بتائی گئیں، مگر حضرت والا پھر بھی اپنا یہی فیصلہ ان تک پہنچاتے رہے۔ بالآخر ان کے شوہر ساتھ آنے پر تیار ہوئے تو حضرت والا نے ان دونوں کو اپنی گاڑی میں بٹھایا۔

یہاں یہ امور ملحوظ رہیں:

۱۔ یہ خاتون حضرت والا کی صرف سمدھن ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ اور بھی کئی قریب تر رشتے ہیں، مگر کسی بھی رشتہ سے محرم نہیں۔

۲۔ حضرت والا کی عمر اس وقت پینسٹھ برس سے اوپر تھی اور سمدھن صاحبہ تو حضرت والا سے بھی بہت بڑی ہیں۔

قریب تر متعدد رشتوں اور جانین کی کبر سنی کے باوجود حضرت والا نے اپنے ساتھ سفر کرنے کی اجازت نہ دی۔

خلاف قانون حج کرنے پر تعاون کرنا بھی جائز نہیں:

(۳۱) حضرت والا کے ایک بہت قریبی رشتہ دار حج فرض ادا کر چکے ہیں انہوں نے دوبارہ نفل حج اس طریقہ سے کرنا چاہا کہ عمرہ کا ویزا لے کر مکہ مکرمہ پہنچ جائیں اور پھر حکومت کی اجازت کے بغیر موسم حج تک وہیں ٹھہر جائیں، اس مقصد کے لئے ویزا حاصل کرنے میں انہوں نے حضرت والا سے تعاون کی درخواست کی حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”وہاں خلاف قانون ٹھہرنا جائز نہیں، اس لئے میں تعاون

نہیں کروں گا“

انہوں نے قریب تر رشتہ داری اور پرانی بے تکلفی کی بناء پر بار بار بہت اصرار کیا بلکہ بہت کچھ ناراضی کا بھی اظہار کیا، اس کے باوجود حضرت والا نے صاف انکار فرمادیا۔

اس موقع پر یہ اُمور توجہ طلب ہیں :

۱۔ یہ صاحب حضرت اقدس دامت برکاتہم اور پیرانی صاحبہ دونوں کے بہت ہی قریب تر رشتہ دار ہیں۔ پھر رشتہ بھی ایک نہیں، چار رشتے ہیں جن میں سے ہر ایک رشتہ بہت ہی قریب تر ہے۔

۲۔ ان کے ساتھ اور ان کے والدین بلکہ دادا کے ساتھ بھی بہت پرانے تعلقات ہیں اور بہت گہری محبت کا رابطہ ہے۔

۳۔ حضرت والا کو یہ بھی یقین تھا کہ اگر آپ انہیں ویزا نہیں دلائیں گے تو بھی وہ کسی نہ کسی طرح ویزا حاصل کر ہی لیں گے اور اپنی اس حرکت سے باز نہیں آئیں گے۔ حضرت والا انہیں بار بار یہ جتلاتے بھی رہے، اور یوں فرماتے رہے :

”اس یقین کے باوجود میں ویزا نہیں دلاؤں گا، میں گناہ کے کام میں تو کسی صورت میں بھی تعاون نہیں کر سکتا۔“

چنانچہ انہوں نے کسی دوسرے ذریعہ سے ویزا لے کر ہی چھوڑا، مگر کسی عذر کی وجہ سے جانہ سکے۔ یہ بھی حضرت والا کی کرامت ہے کہ ویزا مل جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو معصیت سے بچا لیا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم کے تعلق مع اللہ پر دوسرے کسی بھی تعلق کا کوئی بال برابر بھی اثر نہ ہو سکا، آپ کا حال تو یہ ہے جو وقتاً فوقتاً آپ کی زبان مبارک سے ظاہر ہوتا رہتا ہے ۵

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے
سارا جہاں ناراض ہو پروانہ چاہئے
مدِ نظر تو مرضیِ حبا نہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

میں ”مطلب پرست“ ہوں :

حضرت اقدس دامت برکاتہم بسا اوقات ارشاد فرماتے ہیں :
”میں انتہائی درجہ کا ”مطلب پرست“ ہوں، میرے جیسا
”مطلب پرست“ آپ لوگوں کو دنیا میں بمشکل ہی ملے گا، اس لئے
مجھ سے بچ کر رہا کرو۔“

پھر اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں :

”میرا ”مطلب“ میرے محبوب کی رضا جوئی ہے، اس میں کوئی
میرا ساتھ دے گا تو میں اس کے ساتھ ہوں، جو شخص میرے اس
مطلب میں میرا ساتھ نہیں دیتا میں اس کا ساتھ نہیں دے سکتا۔“

والدِ محترم، اساتذہ اور بڑے بھائیوں کے سامنے استقامت کا مظاہرہ :

۳۲) حضرت والا ایک بار حسبِ معمول والدِ محترم کی زیارت کے لئے خیرپور
تشریف لے گئے، نمازِ عشاء میں آپ کے سب بھائی جمع تھے۔ نماز کے بعد
والد صاحب اور بھائیوں کے ساتھ مسجد ہی میں کچھ دیر نشست ہو گئی۔ ان ایام میں

ملک میں سیاست کا دور دورہ تھا، مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈر ایک دوسرے پر کچڑا چال رہے تھے، اس صورت حال کے پیش نظر حضرت والا سے آپ کے ایک بڑے بھائی نے دریافت کیا:

”کہئے کراچی کے لیل و نہار کیسے ہیں؟“

حضرت والا سمجھ گئے کہ یہ سیاسی گفتگو شروع کر کے کسی لیڈر پر نکتہ چینی کرنا چاہتے ہیں، اس لئے حضرت والا نے فرمایا:

”میں کوئی سیاسی بات اور کسی کی غیبت نہ کروں گا نہ سنوں گا۔“

اس کے باوجود انہوں نے ایک سیاسی لیڈر کی بات شروع کرنا چاہی، ان کے منہ سے اس لیڈر کا بھی صرف نام ہی نکلنے پایا تھا کہ حضرت والا کی رگِ حمیت دینیہ پھٹک اٹھی، آپ نے بڑے جوش سے فرمایا:

”غیبت زنا سے بھی بدتر ہے، اتنا بڑا گناہ مسجد میں بیٹھ کر؟“

یہ فرما کر کھڑے ہو گئے اور کراچی سے جو خدام آپ کے ساتھ تھے ان سے فرمایا:

”سب اٹھ جاؤ، یہاں بیٹھنا جائز نہیں۔“

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ (۶۸-۶۹)

”یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔“

حضرت والا کے ساتھ آپ کے خدام بھی فوراً اٹھ کر چل دیئے، بعد میں

حضرت والا کے والد ماجد نے آپ کی اس حمیت دینیہ و ہمت عالیہ کی بہت تحسین فرمائی۔

اس واقعہ میں امور ذیل قابل ملاحظہ ہیں:

۱۔ اس مجلس میں حضرت والا کے والد محترم، تین بڑے بھائی اور ایک بڑے بہنوئی تشریف رکھتے تھے۔

۲۔ حضرت والد صاحب دامت برکاتہم عالم دین ہونے کے علاوہ ولایت میں بھی صاحب مقامات رفیعہ ہیں۔

۳۔ تینوں بھائی اور بہنوئی مشہور علماء میں سے ہیں۔

۴۔ ان میں سے ایک بھائی اور بہنوئی حضرت والا کے استاذ بھی ہیں، بہنوئی تو ایسے استاذ کہ آپ نے علوم کا اکثر حصہ انہی سے پڑھا ہے، بچپن سے کئی سال مسلسل انہی کی تربیت میں رہے۔

۵۔ جس بھائی نے سیاسی گفتگو شروع کی تھی وہ بھی آپ سے بڑے تھے۔

۶۔ والد محترم کی زیارت اور بھائیوں سے ملاقات کے لئے حضرت والا سال میں صرف ایک بار خیر پور تشریف لے جاتے ہیں، وہ بھی صرف ایک دن کے لئے۔
بحمد اللہ تعالیٰ حضرت والا کی استقامت دینیہ و تعلق مع اللہ میں بڑے سے بڑا مقام اور قربی سے قریبی رشتہ کا تعلق ذرا سی بھی لچک پیدا نہ کر سکا۔

حُبِّ فِي اللّٰهِ وَبُغْضِ فِي اللّٰهِ كِي عَجِيْبُ مَثَالُ :

(۳۳) حضرت والا جس زمانہ میں جامعہ دار الہدی ٹھہر چکے تھے شیخ الحدیث و صدر مفتی تھے، ایک طالب علم آپ کے ساتھ بہت خصوصی تعلق رکھتے تھے، بہت خدمت کرتے تھے، خدمات بھی ایسی کہ جن کا تعلق محض راحت سے نہیں تھا بلکہ ضرورت میں داخل تھیں۔

ان کے بارہ میں مہتمم صاحب کو کسی ایسے سنگین جرم کی شکایت پہنچی کہ ثبوت جرم کی صورت میں ان کا جامعہ سے اخراج ضروری قرار پایا مگر حضرت والا کے خدام خاص ہونے کی وجہ سے مہتمم صاحب ان کے بارہ میں شکایت کی تحقیق و تفتیش سے گریز کر رہے تھے، اور اس معاملہ کو اس قدر دبانا چاہا کہ حضرت والا کو اس کا علم نہ

ہو۔ مع ہذا کسی ذریعہ سے حضرت والا تک بات پہنچ گئی، تو حضرت والا مہتمم صاحب سے ملے اور فرمایا:

”آپ ان سے متعلق شکایت کی بالکل غیر جانبدارانہ تحقیق و تفتیش کروائیں، جرم ثابت ہو جائے تو جو سزا مناسب سمجھیں تجویز کریں، مجھے اس میں قطعاً کوئی ناگواری نہیں ہوگی، بلکہ اتباعِ حق کی وجہ سے بے حد مسرت ہوگی، تفتیش یا سزا کی تجویز میں میری وجہ سے ذرہ برابر بھی رعایت برتی گئی اور کسی قسم کے تسامح و چشم پوشی سے کام لیا گیا تو مجھے بہت سخت تکلیف ہوگی، اور مجھے آپ سے ہمیشہ کے لئے اس کی سخت شکایت رہے گی۔ میرا مطالبہ تو یہ ہے کہ ان سے متعلق تفتیش اور سزا کی تجویز میں دوسروں کی بنسبت بہت زیادہ سختی سے کام لیا جائے“

تفتیش سے ثابت ہوا کہ یہ شکایت بالکل غلط اور بے بنیاد تھی۔

ان طالب علم پر ثبوت جرم اور ان کے اخراج کی صورت میں حضرت والا کو کتنی تکالیف سے دوچار ہونا پڑتا؟

۱۔ ایسے مخلص خادم خاص پر اتنے بڑے جرم کے ثبوت اور اخراج کی سزا سے اہل دنیا کی نظریں انتہائی بدنامی۔

۲۔ ان سے حضرت والا کو بہت محبت تھی، اس لئے ان کی بدنامی کی تکلیف الگ۔

۳۔ بصورتِ اخراج ان سے فراق کا صدمہ۔

۴۔ انتہائی ضروری خدمات کے لئے ان جیسے مخلص اور سمجھدار خادم کا ملنا بظاہر ناممکن۔

بفضل اللہ تعالیٰ حضرت والا کے تعلق مع اللہ، فکرِ آخرت، تقویٰ اور

جذبۂ اتباعِ حق پر یہ خطرات بال برابر بھی اثر انداز نہ ہو سکے۔

مدیر جوازا ت مدینہ منورہ:

(۳۲) حضرت والا ہر سال عمرہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں، یہاں بہت اہم خدمات دینیہ چھوڑ کر سفر عمرہ اختیار فرمانے کی دو وجوہ ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ یہاں متعدد خدمات دینیہ میں انہماک کی وجہ سے خلوت مع اللہ کے لئے وقت کم ملتا ہے۔ خدماتِ متعدیہ کے ساتھ اگر خلوت مع اللہ میں معتدبہ وقت صرف نہیں کیا جاتا تو قلب میں ظلمت و کدورت پیدا ہونے لگتی ہے۔

۲۔ وہاں حاضری سے یہاں خدمات دینیہ میں برکت ہوتی ہے۔

حضرت والا سفر سے قبل سنت کے مطابق استخارہ فرماتے ہیں، اس کے بعد کسی بھی قسم کی مراعات کے لئے کوئی سفارش کروانا تو درکنار خود اپنا منصب تک بھی ظاہر نہیں ہونے دیتے، سب مراحل بالکل عوام کی طرح۔

ایک بار وہاں ویزا سے زیادہ اقامت کی سخت ضرورت پیش آگئی، ضرورت دینیہ کے علاوہ حقوق العباد کا بھی ایک اہم مسئلہ پیش آگیا۔ حضرت والا نے ویزا کی توسیع کے لئے خادم کو مدیر کے پاس بھیجا۔ مدیر نے کہا:

”زیادہ توسیع پر سخت پابندی ہے لہذا ایک ہفتہ ویسے ہی قیام

فرمائیں اس کے بعد ایک ہفتہ مزید توسیع کر دوں گا۔“

خادم نے حضرت والا کی خدمت میں مدیر کا پیغام پیش کیا تو ارشاد فرمایا:

”مدیر سے کہیں کہ آپ ایک ہفتہ خلافِ قانون ٹھہرنے کا مشورہ

دے رہے ہیں جبکہ میرا یہ پندرہواں سفر ہے اور میں کبھی بھی ایک لمحہ بھی

خلافِ قانون نہیں ٹھہرا، ویزا بڑھا دیں تو ہتھوڑے میں چلا جاؤں گا۔“

مدیر نے حضرت والا کی استقامت دینیہ و تقویٰ کا یہ حال سن کر اُسی وقت توسیع کر دی۔ بہت سے علماء و مشائخ بھی وہاں مہینوں خلاف قانون پڑے رہتے ہیں مگر حضرت والا نے ایسی ضرورت شدیدہ اور خود میر کی اجازت کے باوجود انکار فرما دیا، آپ فرماتے ہیں: ”امور انتظامیہ میں کافر حکومت کے قانون کی بھی خلاف ورزی جائز نہیں“

استاذ محترم کے ہاں شادی کی دعوت پر:

(۳۵) حضرت والا کے ایک استاذ محترم کے ہاں شادی کی تقریب تھی جس میں حضرت والا کو خصوصی دعوت تھی، اس دعوت میں کچھ ایسے تکلفات تھے جو حضرت والا کی نظر میں ناجائز تھے، حضرت والا مجلس میں تشریف لائے اور استاذ محترم کی خدمت میں عرض کیا:

”دعوت میں ایسے تکلفات مشروع نہیں، بس میں یہی عرض کرنے حاضر ہوا تھا، اب میں جا رہا ہوں۔“

ایک عالم نے کچھ تاویلات کیں جو حضرت والا کے سامنے بیت عنکبوت ثابت ہوئیں، حضرت والا ان تاویلات کا مسکت جواب ارشاد فرما کر واپس تشریف لے گئے۔

اس قصہ میں امور ذیل قابل توجہ ہیں:

۱ — صاحب دعوت حضرت والا کے اونچے درجہ کے استاذ تھے۔

۲ — بہت مشہور عالم اور مشہور بزرگ تھے۔

۳ — وہ ایک بہت بڑے جامعہ کے مہتمم تھے اور حضرت والا ان کے تحت اس جامعہ میں استاذ تھے۔

۴ — اس مجلس میں استاذ محترم کے علاوہ اور بھی کئی مشہور علماء تشریف فرما تھے۔

ان سب اسباب مرّت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو دولت استقامت سے نوازا۔

والد ماجد، اساتذہ اور بڑے بھائیوں کی خواہش کے باوجود دعوت میں شرکت سے انکار:

(۳۶) ایک بار حضرت والا اپنے والد ماجد کی زیارت کے لئے خیرپور تشریف لے گئے، وہاں والد محترم کے احباب میں سے کسی نے حضرت والا کے اعزاز میں کھانے کی دعوت کی جس میں آپ کے والد محترم اور تین بڑے بھائیوں کو بھی مدعو کیا، یہ تینوں بھائی عالم ہیں اور ان میں سے ایک حضرت والا کے استاذ بھی ہیں۔ حضرت والا کو علم ہوا کہ وہاں کوئی آزاد خیال مولوی بھی آئے گا تو آپ نے دعوت قبول فرمانے سے معذرت کر دی اور اس کی یہ وجہ بیان فرمائی:

۱ — عوام کو خیال ہوگا کہ اس مولوی کے ہم سے تعلقات ہیں۔

۲ — یہ احتمال بھی ہے کہ وہ مجلس میں کوئی غلط بات کہے، اس پر میں خاموش رہوں تو اس کی تأیید ہوگی اور بولوں تو مجلس میں تکرر ہوگا، دعوت کا خرابی کر کر اہو جائے گا۔

چنانچہ حضرت والا کے سوا دوسرے حضرات تشریف لے گئے، بحمد اللہ تعالیٰ حضرت والا کی استقامت پر والد، استاذ اور بڑے بھائیوں کے تعلق کا کوئی اثر نہ ہوا۔

رؤیت ہلال کمیٹی کے ارکان کی فلم اور حضرت والا کا احتجاج:

(۳۷) حضرت والا جب رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کے رکن تھے رؤیت ہلال کا فیصلہ بذریعہ ٹی وی نشر کرنے کے لئے ارکان مجلس علماء کی فلم بننے لگی حضرت والا

نے منع فرمایا، حکومت کے کارندے باز نہ آئے تو حضرت والا کمرے سے باہر تشریف لے گئے۔

جبکہ بعض ارکان حضرت والا سے عمر میں بھی بہت بڑے تھے اور حکام و عوام میں شہرت بھی زیادہ رکھتے تھے۔

کمیٹی کے اجلاس اور کارروائی میں اور بھی منکرات ہوتے تھے حضرت والا نے ان کی اصلاح کی کوشش فرمائی، کوئی نتیجہ نہ نکلا تو کنیت سے استعفا دے دیا۔

شہید بھتیجے کے جنازہ پر:

(۳۸) حضرت والا کے ایک نوجوان بھتیجے پاک فضائیہ میں بہت اونچے درجے کے افسر تھے، جو کراچی میں ایک پرواز کے دوران جہاز گر جانے سے شہید ہو گئے۔ ذمہ دار افسر نے اطلاع دی تو حضرت والا فضائیہ کے مرکز ماٹری پور تشریف لے گئے، ذمہ دار افسر نے کہا:

”ہم ان کو فوجی طیارہ کے ذریعہ خیر پور پہنچائیں گے، آپ بھی اسی طیارہ میں ساتھ تشریف لے چلیں۔“

حضرت والا نے فرمایا:

”میت کو دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں، اس لئے ان کو ہمارے سپرد کر دیں یا آپ خود یہیں دفن کرنے کا انتظام کریں۔“

اس نے کہا:

”ہم نے خیر پور فون کر کے ان کے والد سے خیر پور پہنچانے کی اجازت لے لی ہے۔“

حضرت والا نے فرمایا:

”خیر پور فون کی لائن ملا کر مجھے دیں، میں بھائی صاحب سے بات کروں گا۔“

حضرت والا تقریباً دو گھنٹے وہاں بیٹھے انتظار کرتے رہے، اس کے بعد افسر نے کہا:

”پوری کوشش کے باوجود لائن نہیں ملی، اس لئے اب ہم نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ان کو خیر پور لے جائیں گے، آپ بھی ساتھ تشریف لے چلیں۔“

حضرت والا نے فرمایا:

”میں گناہ کے کام میں شریک نہیں ہو سکتا، اس لئے واپس جا رہا ہوں۔“

دارالافتاء پہنچ کر بھائی صاحب کو فون کیا تو انہوں نے فرمایا:

”انہوں نے مجھ سے یہاں لانے کی اجازت نہیں لی، انہوں نے آپ سے بالکل غلط کہا ہے۔“

اتنی دیر میں ان کا طیارہ پرواز کر چکا تھا، اس لئے اب ان کو روکنے کی کوئی صورت ممکن نہ رہی تھی۔

فوجی دستہ میت کو لے کر خیر پور پہنچا تو حضرت والا کے بھائی صاحب نے ان سے سخت شکایت کی کہ اس کو یہاں کیوں لائے ہیں؟ کراچی ہی میں کیوں نہیں دفن کیا؟ ان کی اس حرکت پر بہت سخت افسوس کا اظہار کیا۔

در اصل حقیقت یہ ہے کہ فوج میت کو اس کے وطن پہنچانے میں اپنا اور میت کا اعزاز سمجھتی ہے اور نہ پہنچانے کو توہین۔ اس لئے فوجی افسر نے حضرت والا

سے جھوٹ کہا اور لائن نہ ملنے کا بہانہ بھی جھوٹا ہی تراشا۔

تعلقات و محرکات :

- ① بھتیجا
- ② نوجوان
- ③ فضائیہ میں بہت بڑا منصب
- ④ شہید
- ⑤ اچانک حادثہ
- ⑥ بھائی کا رشتہ
- ⑦ بڑے بھائی
- ⑧ استاذ بھی
- ⑨ ہوائی جہاز کی سہولت
- ⑩ بلاکرایہ
- ⑪ فوجی اعزاز
- ⑫ نماز جنازہ میں شرکت
- ⑬ بھائی اور دو متعلقین کو عزت
- ⑭ نہ جانے کی صورت میں فوج کی نظر میں انتہائی نفعت
- ⑮ عوام میں ہدفِ ملامت

تعلق مع اللہ پر سب کچھ قربان اور محبت الہیہ میں ہر نفعت و ملامت عین عزت۔

حماد کے ساتھ اس کی والدہ کا سفر :

③۹ خیرپور سے حضرت والا کے سمدھی صاحب نے فون پر بتایا :
”میری اہلیہ سخت بیمار ہیں، حالت بہت مایوس کن ہے، آج یا کل ہی میں رخصت ہونے والی ہیں، میری بیٹی کو آخری بار منہ دیکھنے بیٹے حماد کے ساتھ گاڑی پر سوار کروادیں ہم یہاں اسٹیشن پر اتار لیں گے۔“

حضرت والا نے فرمایا :

”عورت کے لئے بلا محرم سفر جائز نہیں، حماد کی عمر گیارہ سال ہے، بارہ سال کا ہوتا تو اس کے ساتھ سفر کر سکتی تھیں، اس لئے وہیں سے کوئی محرم آکر لے جائے۔“

انہوں نے کہا :

”حماد تو ماشاء اللہ! بہت ہشیار اور سمجھدار ہے، کوئی گنجائش

نکل سکے تو بہتر ہے۔“

حضرت والا نے فرمایا :

”میں مسئلہ کی مزید تحقیق کرواتا ہوں، رخصت مل گئی تو بھیج دیں

گے، ورنہ مالک کے حکم پر صبر کریں اور اس کی رضا پر راضی رہیں، وہ

ہماری بہتری ہم سے زیادہ جانتا ہے، مسئلہ کی تحقیق کے بعد شریعت کا

جو حکم معلوم ہوا اور اس کے مطابق جو فیصلہ ہوا آپ کو بتا دوں گا۔“

حضرت والا نے مسئلہ کی تحقیق دارالافتاء میں ایک مفتی صاحب کے ذمہ

لگا دی، انہوں نے کتب فقہ کا مراجعہ کیا تو ثابت ہوا کہ بلوغ شرط ہے اور ایسی ضرورت

شدیدہ میں بھی بارہ سال سے کم کی گنجائش نہیں، سمدھی صاحب کو بذریعہ فون بتایا گیا

توان کے صاحبزادہ خیرپور سے آکر اپنی بہن کو لے گئے، دوسرے یا تیسرے روز ان

کی والدہ انتقال کر گئیں، ایک ہفتہ بعد پھر بھائی ہی کراچی واپس چھوڑ کر گئے۔

اس وقت حضرت والا کے صاحبزادہ کراچی میں نہیں تھے، ورنہ وہ اپنی بیوی

کے ساتھ چلے جاتے، سسرال والوں کو ایسی مصیبت کے وقت کراچی سے خیرپور

لے جانے اور پھر واپس کراچی چھوڑ کر جانے کی مزید تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

ایک مشہور عالم کی تعزیت میں مروجہ فاتحہ خوانی پر نکیر :

④۰ ایک بہت مشہور عالم بہت بڑے اور بہت مشہور جامعہ کے مہتمم کی

نماز جنازہ میں حضرت والا شریک نہ ہوئے، دوسرے روز بغرض تعزیت ان کے

جامعہ میں تشریف لے گئے، جہاں تعزیت کے لئے اطراف ملک سے بہت

دور دور سے بہت بڑے بڑے اور بہت مشہور علماء کرام کا بہت بڑا مجمع تھا، حضرت والا نے وہاں پہنچ کر پہلے بطریق مسنون میت کی مغفرت اور سپاندگان کے لئے صبر و اجر کی دعا فرمائی، پھر تعزیت کے طریق مسنون کی وضاحت فرمائی، پھر ان اکابر علماء کرام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

”کئی تجارب سے ثابت ہوا کہ اس زمانہ میں مشہور علماء و مشائخ کی نماز جنازہ منکرات سے خالی نہیں ہوتی، اس لئے میں نے مشہور علماء و مشائخ کی نماز جنازہ میں شرکت چھوڑ دی ہے، ان کے لئے سنت کے مطابق کثرت سے دعا، مغفرت، ترقی درجات و ایصال ثواب کا معمول بنالیتا ہوں۔ اسی وجہ سے کل نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوا۔“

اتنے میں ایک صاحب آئے، رسم کے مطابق بیٹھتے ہی دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے:

”فاتحہ پڑھیں۔“

پورا مجمع ابھی ہاتھ اٹھا ہی رہا تھا کہ اتنے میں حضرت والا نے فوراً برجستہ فرمایا:

”دعا کا یہ مروجہ طریقہ بدعت ہے، سنت کے مطابق دعا،

کا طریقہ میں بتا چکا ہوں۔“

یہ سن کر سب نے ہاتھ چھوڑ دیئے، حضرت والا کی بدولت اتنی بڑی عبت جیسے کبیرہ گناہ سے سب کی حفاظت ہو گئی، ورنہ اس زمانہ میں علماء و مشائخ کی مجالس بھی اس قسم کی بدعات و منکرات سے محفوظ نہیں۔

سب علماء و مشائخ حضرت والا کی پوری گفتگو نہایت سکون و توجہ سے

سنتے رہے، استقامت و ہمت کا یہ بے مثال مقام دیکھ کر سب حیرت سے منہ تکتے رہ گئے، ایسے بے خود کہ گویا سب پر سکتہ طاری ہو گیا، کوئی بھی ایک لفظ بھی نہ بولا۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایہ بدعات و منکرات کے قلع و قمع کے لئے تادیر سلامت قائم رکھیں اور آپ کے فیوض و برکات سے امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔ بقول حضرت والا دین پر ایسی استقامت عطا فرمائیں کہ اللہ کے معاملہ میں کوئی محبت، کوئی مروت، کوئی خوف، کوئی تعلق بال برابر بھی اثر انداز نہ ہو سکے۔

لطیفہ:

حضرت والا کی استقامت دینیہ و تصلب اور اصلاح منکرات و تبلیغ کلمہ حق میں کسی تعلق، محبت، مروت یا خوف سے متاثر نہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں غیر اللہ کی کوئی پروا نہ کرنے کی وجہ سے دنیا دار مولوی کہتے ہیں:

”آپ میں انانیت ہے۔“

حضرت والا جواب میں فرماتے ہیں:

”ان مولویوں میں عنانیت ہے۔“

جامعۃ الرشید:

(۴۱) عنوان ”قبول مناصب سے انکار“ کے تحت کئی واقعات تحریر کئے جا چکے ہیں کہ کئی بہت بڑے اور بین الاقوامی مشہور جامعات کی طرف سے حضرت والا کو منصب شیخ الحدیث کے ساتھ منصب اہتمام بھی پیش کیا گیا مگر آپ نے معذرت فرمادی۔

عنوان ”توکل“ اور عنوان ”استغناء“ کے تحت کئی واقعات لکھے جا چکے ہیں کہ حکومت کے علاوہ کئی اصحابِ خیر نے بھی حضرت والا کو کئی بار بہت بڑے پلاٹوں اور بعض نے ان پر بہت شاندار تعمیرات کر کے دینے کی بھی پیشکش کی۔ حضرت والا نے کسی کی بھی کسی پیشکش کو قبول نہیں فرمایا۔

لیکن جب ”دارالافتاء والارشاد“ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضرت اقدس دامت برکاتہم کی برکت سے خدماتِ دینیہ میں روز افزوں حیرت انگیز ترقی ہونے لگی اور مزید کئی شعبے کھولنے کی ضرورت محسوس ہوئی جن کے لئے موجودہ عمارت ناکافی تھی تو حضرت والا کے تلامذہ و خلفاء اور بعض مخلصین اصحابِ خیر نے اجتماعی کوشش و اصرار کے بعد حضرت والا سے وسیع رقبہ پر تعمیر کی اجازت حاصل کر لی۔ کشتہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے ”دارالافتاء والارشاد“ کی وسیع تعمیر کے لئے بہت بہترین موقع پر رفاہی اراضی کے دس ایکڑ پیش کئے، حضرت والا نے معذرت فرما دی، بعد میں ارشاد فرمایا:

حکومت کی طرف سے رفاہی اراضی قبول کرنے میں یہ مفاسد ہیں:

۱۔ میں کسی حال میں بھی حکومت کی طرف سے کسی بھی قسم کا کوئی احسان بھی قبول کرنے کو تیار نہیں۔

۲۔ رفاہی اراضی لینے والوں کے لئے حکومت کی طرف سے کئی شرائط کی پابندی لازم ہے۔

میں صرف اپنے اللہ کے احکام کا پابند ہوں، کسی غیر کی طرف سے کوئی پابندی قبول نہیں کر سکتا۔

رفاہی اراضی لینے والے عموماً حکومت کی عائد کردہ پابندیوں سے بچنے اور حکام کو خوش رکھنے کے لئے ناجائز تدابیر اختیار کرتے ہیں، اس میں

تین گناہ ہیں:

۱۔ حکومت کے قانون کی خلاف ورزی۔

۲۔ فساد و فجار حکام سے روابط قائم کر کے اور ان سے خلافِ قانون مراعات حاصل کر کے اپنے دین کو سخت خطرہ میں ڈالنا۔

۳۔ ناجائز تدابیر اختیار کرنا۔

جامعہ چلانے کی شرائط:

(۴۲) اہل خیر میں سے بعض مخلصین نے ”دارالافتاء والارشاد“ کی توسیع کے لئے زمین کا کوئی بڑا قطعہ خرید کر پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضرت والا نے ان کے جذبہِ خلوص اور اپنے تلامذہ و خلفاء کی شدید خواہش کے پیش نظر اجازت مرحمت فرمادی، بہتر سے بہتر محل و قوع پر زیادہ سے زیادہ اراضی کی تحصیل کے لئے تقریباً ڈیڑھ ماہ مسلسل تنگ و دو کے بعد تین موانع میں زیادہ بڑے رقبہ نظر آئے:

۱۔ گڈاپ کے قریب دو سو ایکڑ، جن میں سے ایک سو ایکڑ میں باغ، بہت بڑا اور نہایت عالی شان بنگلا، علاوہ ازیں بھی کافی تعداد میں بہترین تعمیرات تھیں۔

۲۔ شاہراہ پاکستان سے ڈھائی کلومیٹر گڈاپ روڈ پر ایک سو بیستیس ایکڑ۔

۳۔ شاہراہ پاکستان پر ایک سو ایکڑ۔

موقع کے لحاظ سے یہ آخری رقبہ سب سے بہتر تھا اس لئے اس کا انتخاب کیا گیا۔

اتنی زیادہ وسعت، شاہراہ پاکستان کے بالکل کنارہ پر، تین جانب روڈ، غرضیکہ محل وقوع ہر لحاظ سے ایسا بہتر کہ کراچی میں اس جیسا بہتر موقع شاید کہیں نہ ہوگا۔

مگر اس زمین میں ایک نقص تھا کہ اس کا کچھ حصہ ملکیت تھا اور کچھ حصہ لیز پر۔ پھر یہ پابندی بھی کہ لین دین میں دونوں قطعات کو الگ نہیں کر سکتے، دونوں ہی لینے پڑیں گے۔ احباب کی خواہش بھی یہی تھی کہ ”دارالافتاء والارشاد“ کی شان کے مطابق سوائیکڑ تو ہونے ہی چاہئیں، اس لئے لیز والے قطعہ کو بھی ملکیت سے تبدیل کرنے کے طریق کار پر غور ہوتا رہا۔ اس اثنا میں حضرت والا کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ اس معاملہ کو حل کرنے کے لئے دنیوی لحاظ سے بہت اونچے طبقہ کے لوگوں کا اجلاس ہونے والا ہے۔ یہ سن کر حضرت والا نے بندہ عبد الرحیم اور دارالافتاء کے دوسرے خدام کو بلا کر ارشاد فرمایا:

”میرے خیال میں لیز کی زمین لینے میں رفاہی زمین سے بھی زیادہ مفاسد ہیں، لہذا آپ سب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس اجلاس کے اجتماعی غور میں کوئی ایسی صورت پیدا فرمادیں کہ یہ لیز والا قطعہ بھی قانون کے مطابق کسی کا احسان لئے بغیر عام مملوکہ اراضی کی طرح بسہولت خریداجا سکے، اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے کوئی ایسی سبیل نکال دی تو ہم یہ زمین لیں گے ورنہ نہیں، میں کوئی بھی ایسا کام کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا جس میں حکومت کے زیر احسان ہونا پڑے، یا قانونی پابندیوں میں رہنا پڑے، یا کوئی کام خلاف قانون کرنا پڑے، یا فساد و فجار حکام سے روابط رکھنے پڑیں یا ناجائز تدابیر اختیار کی جائیں، اللہ کے قانون کے اندر رہتے ہوئے کوئی چیز ملتی ہے تو وہ نعمت ہے ورنہ عذاب۔

بس دُعا کرتے رہیں، اس کے بعد جو کچھ بھی منجانب اللہ مقدر ہوا اسی میں بہتری ہوگی، وہ ہماری بہتری کو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔

اللھم ارضنا بقضائك وبارک لنا فیہ حتی لا نحب تعجیل ما اخرت ولا تأخیر ما عجلت“

”یا اللہ! تو ہمیں اپنی قضاء پر رضا عطا فرما اور اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما، حتیٰ کہ ہم اس چیز کو جلدی نہ چاہیں جس کو تو نے مؤخر کیا ہے اور اس چیز کی تاخیر نہ چاہیں جو تو نے جلدی مقدر فرمائی ہے“ اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا:

”لیز والی زمین کو قانون کے مطابق ملکیت سے تبدیل کیا جاسکتا ہے، مگر اس زمین میں چند نقائص ہیں جن کے پیش نظر اس کی خرید کا فیصلہ غور طلب ہے“

چنانچہ تادم تحریر اس زمین کا معاملہ زیر غور ہے۔
والخیر فیما قدر اللہ .

”اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی مقدر فرمائیں گے اسی میں بہتری ہوگی“

حضرت والا نے سوائیکڑ اراضی کے مطابق عظیم الشان جامعہ چلانے کی اجازت بشرائط ذیل دی ہے:

۱۔ چرم قربانی جمع نہ کریں، کوئی خود کھال بیچ کر اس کی قیمت پیش کرے تو قبول کر سکتے ہیں۔

۲۔ صدقہ الفطر جمع کرنے کے لئے کوئی کوشش نہ کریں، کوئی از خود پیش کرے تو لے سکتے ہیں۔

۳۔ چندہ کے عام مروجہ طریقوں کی کسی حال میں بھی اجازت نہیں۔

۴۔ مالی تعاون صرف ایسے خالصین سے قبول کریں جو رسید کے خواہشمند نہ ہوں۔

۵۔ مالی تعاون کرنے والوں کی دوسرے عوام کی بنسبت کسی بھی قسم کی کوئی غلط

رعایت نہ کریں۔ اس میں خود ان کا بھی ضرر ہے۔

★ اس کی تازہ مثال سامنے ہے کہ حضرت والا کی خدمت میں ڈیڑھ لاکھ روپے پیش کر کے خلاف ضابطہ آدھا گھنٹہ وقت لینے کی درخواست کرنے والے کو آپ نے صرف تین منٹ میں ”جو آخر خمسہ“ عطا فرما کر رخصت فرمادیا، جن میں سے ہر جوہر کوڑوں سے بھی زیادہ قیمتی ہے، جن کی تفصیل ”آوار الرشید“ میں عنوان ”استغناء“ کے تحت اور مزید تفصیل وعظ ”وقت کی قیمت“ میں ہے، یہ وعظ نہایت اہم اور علماء و عوام کے لئے بہت نافع ہے ★

۶۔ حکومت کے کسی قسم کا تعاون ہرگز قبول نہ کریں۔

۷۔ اساتذہ، طلبہ و دیگر عملہ صرف ایسا رکھیں جو دین میں خوب متصلب و مضبوط ہو، جو زمانہ کے ساتھ چلنے کی بجائے خود صراطِ مستقیم پر قائم رہتے ہوئے زمانہ کو اپنے ساتھ چلانے کا حوصلہ، عزائم اور در در رکھتے ہوں۔

۸۔ علمی کمزوری کسی حد تک برداشت کی جاسکتی ہے مگر عملی پختگی سے کسی حال میں بھی کوئی تسامح روا نہیں۔

۹۔ جتنا کام ان شرائط کے مطابق بسہولت ہو سکے صرف اتنا ہی کریں، زیادہ نہ بڑھائیں۔

اللہ تعالیٰ ان شرائط کے تحت جتنا کام بھی لے لیں اس پر اس کا شکر ادا کریں۔

۱۰۔ اس زمین کو وقف نہ کریں، اگر اس میں ہدایاتِ مذکورہ کے تحت منجانب اللہ

کام مقدر نہ ہوا تو اسے فروخت کر کے اشاعتِ علومِ اسلامیہ و ہدایاتِ ربانیہ کے دوسرے ذرائع میں صرف کر دیں۔

واللہ ولی التوفیق لما فیہ رضاہ۔

”اللہ ان اعمال کی توفیق دینے والا ہے جن میں اس کی رضا ہے۔“

دین میں استقامت کے متعدد واقعات جلد اول میں عنوان ”قبولِ مناصب سے انکار“ اور جلد ثالث میں عنوان ”اپنی اصلاح کی فکر“ کے تحت بھی ہیں۔

”جامعۃ الرشید“ کا پس منظر:

گزشتہ تحریر میں ”جامعۃ الرشید“ کے لئے سوائیکٹر زمین کا زیرِ غور ہونا مذکور ہے، تحقیق کے بعد اس میں چند ناقابلِ قبول نقائص ظاہر ہوئے، اس لئے اس کو چھوڑ دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض اس سے بہتر موقع پر زمین لادائی ”احسن آباد“ میں شارعِ سید احمد شہید، شارعِ ملا جیون اور شارعِ مولانا ولی رحمہم اللہ تعالیٰ کے درمیان۔

اس طرح تین مشہور علماء امت اور بہت بلند پایہ اولیاء اللہ کی طرف نسبت ہو گئی، بالخصوص ”جامعۃ الرشید“ چونکہ مرکزِ جہاد بھی ہے، اس لئے شارعِ سید احمد شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف جو نسبت منجانب اللہ ہو گئی وہ قبولِ جہاد، اس میں ترقی اور نمایاں خدمات کی بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ مذکورہ تینوں نسبتوں کی برکات بدرجہ اتم عطا فرمائیں۔

حضرت والا نے اس مقام کی خصوصیات و بعض دیگر حالات کے پیش نظر تحریرِ سابق کی شرط نمبر ۱ کو حذف فرمادیا۔

اس بقعہ مبارکہ میں ”جامعۃ الرشید“ کی تعمیر کے وقت حضرت والا نے اس جامعہ کا پس منظر بقلم خود تحریر فرمایا جو درج ذیل ہے:

”میں ”دارالافتاء والارشاد“ کو صرف ایسی خدماتِ علمیہ تک

محدود رکھنا چاہتا تھا جن کا انتظام کسی دوسرے ادارہ میں نہ ہو،

چنانچہ ترمین افتاء کا شعبہ اس وقت تک کسی ادارہ میں بھی نہیں تھا،

اس لئے میں نے یہ کام شروع کیا، چونکہ عوام کی دنیا و آخرت کی

فلاح و بہبود، علماء کی علمی و عملی تربیت پر موقوف ہے اس لئے

میرے قلب میں ہمیشہ اس کی بہت اہمیت رہی ہے کہ علماء اسلام کا علماً و عملاً معیار بہت بلند رہے۔

اسی نظریہ کے تحت میں نے ”دارالافتاء والارشاد“ کا نظم کیسا رکھا ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل کوائف سے لگایا جاسکتا ہے:

① تمرین افتاء کے لئے طلبہ کی استعداد علمی و عملی کا جو معیار میرے ذہن میں تھا اس کے مطابق امتحان داخلہ میں کامیاب ہونے والے طلبہ کی تعداد بہت ہی کم رہتی تھی، دو متفرق سالوں میں تو صرف ایک ایک طالب علم ہی رہا اور چھ سے زیادہ تو کبھی بھی نہ ہوئے۔

ایک بہت بڑے جامعہ کے رئیس اور بہت بڑے مشہور عالم نے کہا بھی کہ معیار کم کریں تاکہ زیادہ طلبہ داخلہ لے سکیں، مگر کچھ بھی میں نے اپنے اسی معیار کو برقرار رکھا اور پچیس برس تک یہی حال رہا۔

② بیس برس تک مجھے اپنے معیار کے مطابق کوئی ایک عالم بھی ایسا نہ مل سکا جسے اپنا معین مقرر کر سکوں، سخت ضرورت کے باوجود اتنے طویل عرصہ تک ہر قسم کی سب خدمات انجام دینے کی سخت ترین مشقت تین تنہا خود ہی برداشت کرتا رہا، جس سے صحت کو بہت سخت نقصان پہنچا۔

بیس برس اسی طرح گزارنے کے بعد مفتی عبدالرحیم صاحب میں صلاحیت دیکھ کر ان کو معین رکھا، انہوں نے تمرین افتاء کے لئے ”دارالافتاء والارشاد“ میں داخلہ لیا تو ایک سال تک ان کے

حالات کا خوب خوب جائزہ لینے کے بعد ان کی خواہش پر ان کو بطور معین مستقل قیام کی اجازت دے دی۔

③ میرے قلب میں سب سے زیادہ اہمیت اپنا ایسا وصی مقرر کرنے کی تھی جو میرے انتقال کے بعد ”دارالافتاء والارشاد“ میں تربیت علمیہ و عملیہ کا معیار معہود قائم رکھ سکے۔

میں اس معاملہ میں بہت متفکر رہتا، جستجو اور دعاؤں کا سلسلہ بائیس سال تک جاری رہا، کوئی شخص بھی اس معیار کا نظر نہیں آ رہا تھا۔ کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دل و دماغ میں چکر لگا کر زبان پر جاری ہو جاتا:

اِنَّمَا النَّاسُ كَالْاِیْلِ الْاِمَاةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً.

(صحیح بخاری)

کبھی درِ حسرت سے یہ اشعار دہراتا:

رَأَيْتُ الشَّيْخَ بِالصَّبَاحِ يَسْعَى
لَهُ فِي كُلِّ نَاحِيَةٍ مَّجَالٌ
يَقُولُ مَلَلْتُ اَنْعَامًا وَبَهْمًا
وَاِنْ سَانَا رِيْدَ فَهَلْ اِنَالٌ
فَقُلْنَا ذَا اِمْحَالٍ قَدْ بَحَثْنَا
فَقَالَ وَمَنِيتِي ذَاكَ الْمَحَالُ

دی شیخ با چراغِ غمی گشت گردِ شہر
کز دام و دردِ ملوم و انام آرزوست

گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود آم آرزوست
کبھی پریشانی بہت بڑھ جاتی تو یوں مراقبہ کرتا:
”اگر میں کوئی وصی مقرر کئے بغیر مر گیا اور آخرت میں اس بارہ
میں مجھ سے سوال ہوا تو میرے پاس یہ جواب موجود ہے:
”یا اللہ! مجھے انتہائی کوشش اور مسلسل دُعاؤں کے باوجود
کوئی ایک شخص بھی صحیح معیار کا نہ ملا، اس لئے میں نے اس معاملہ
کو تیرے ہی سپرد کر دیا، یہ میرا کام تو تھا نہیں تیرا ہی کام تھا،
بس تو جانے اور تیرا کام ہے

سپر دم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را
اور اگر میں نے کسی غیر معیاری شخص کو وصی بنا دیا، پھر آخرت
میں مجھ سے سوال ہو کہ نالائق کو وصی کیوں بنایا؟ تو اس کا میرے
پاس کوئی جواب نہیں۔

اگر دم آخر تک خدا نخواستہ کوئی بھی لائق وصی نہ ملا تو دنیا
سے رخصت ہوتے وقت ”دارالافتاء والارشاد“ سے یوں خطاب
کروں گا:

حوالت با خدا کر دیم و رفتیم

وہو حسبی و نعم الوکیل“

اس مراقبہ سے بہت سکون ملتا۔

بائیس سال تک مسلسل دُعاؤں اور انتھک جستجو کے علاوہ تین

سال تک مفتی عبدالرحیم صاحب کو ہر طرح خوب پرکھا، علم و عمل
کی تربیت صحیحہ کے بارہ میں بہت سخت ترین امتحانات لئے، خوب
ٹھونک بجا کر دیکھا، اصلاح ظاہر و باطن بالخصوص حُبِ دنیا سے
قلب کی تطہیر کے لئے میں نے تین سال تک ان سے بہت ہی
سخت مجاہدات کروائے ہیں، خوب خوب رگڑائی کی ہے
آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے دل
ان کی خود نوشتہ ”آپ بیتی“ جو ”انوار الرشید“ جلد ثانی کے آخر میں
ہے، اس میں مندرجہ ان کے حالات کو ان کے تمام اساتذہ متعلقہ
سب مدارس و جامعات کے تمام ارکان، طلبہ، اعزہ و اقارب،
احباب و اغیار سب ہی خوب اچھی طرح جانتے ہیں، یہ خبر متواتر
ہے، اس لئے ان حالات کے صدق میں کسی قسم کے شک و شبہ
کی کوئی گنجائش نہیں۔

ان حالات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان کے ”دارالافتاء
والارشاد“ میں قدم رکھتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب کو حُبِ جاہ
و حُبِ مال سے پاک فرما دیا تھا، جب کہ یہاں پہنچنے سے قبل اس
قلب سے حُبِ دنیا کی نجاست گٹر کی طرح اُبل رہی تھی، منجانب
اللہ قلب کی اس قدر محیر العقول تطہیر کے باوجود مزید تثبت و
رسوخ کی غرض سے میں نے مستعیناً باللہ ان سے تین سال تک
بہت سخت مجاہدات کروائے اور آزمانے کے لئے سخت ترین
امتحانات لئے۔

اس کے بعد ان کے بارہ میں اطمینان ہو گیا کہ یہ ان شاء اللہ تعالیٰ ”دارالافتاء والارشاد“ میں تربیت علمیہ و عملیہ کے معیار معهود کو قائم رکھ سکیں گے، عین مطابق نہیں تو قریب تر ہی سہی۔
وما ذلک علی اللہ بعزیز، ولا حول ولا قوۃ الا بہ۔
اس لئے میں نے ان کو اپنا وصی مقرر کر دیا۔

تعمیرِ جامعہ سے (الکار):

مجھے تیس سال تک مختلف احبابِ تعمیرِ جامعہ کی ترغیب دیتے رہے، ہر قسم کے تعاون کی پیشکش بھی کرتے رہے، جن کی تفصیل ”انوار الرشید“ کے مختلف ابواب میں ہے۔
مگر میں نے اتنے طویل عرصہ تک کسی کی بات بھی قبول نہ کی اور تعمیرِ جامعہ سے ہمیشہ انکار ہی کرتا رہا اور ہمیشہ اسی عزم کو تازہ اور پختہ کرتا رہا اور خواص و عوام کے سامنے بہت قوت و شدت سے اس کا اظہار بھی کرتا رہا کہ کبھی بھی جامعہ ہرگز نہیں بناؤں گا، جس کی دو وجوہ تھیں:

① جامعات تو پہلے ہی ضرورت سے بہت زیادہ ہیں تو اب کسی نئے جامعہ کی کیا ضرورت؟

کسی نئے جامعہ کا قیام بضرورت ہو تو یہ تعددِ محمود ہے، مگر بلا ضرورت ایسا اقدام تبدد ہے جو شرعاً و عقلاً ہر لحاظ سے مذموم ہے۔
② علماء کی تربیت علمیہ و عملیہ کا جو معیار و طریق کار میں چاہتا ہوں اس کے مطابق اساتذہ، طلبہ و دیگر عملہ کہاں سے لاؤں؟

تیس سال اسی عزم میں گزار دینے کے بعد متعدد احباب نے تعمیرِ جامعہ پر بہت اصرار کیا اور اس کی ضرورت یوں بیان کی:
”دوسرے جامعات میں تربیت علمیہ و عملیہ کا معیار و طریق کار اس بارہ میں ہمارے نظریات کے مطابق نہیں، لہذا ہمیں اپنے طریقِ تعلیم و اصلاح کے مطابق علماء کی تربیت کے لئے ایک مستقل نئے جامعہ کی ضرورت ہے۔“

★ وحدتِ مقصد کے باوجود صرف طریقِ کار میں اختلاف نظر ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے ★
رہا یہ اشکال کہ ایسے اساتذہ اور طلبہ و عملہ کہاں سے آئیں گے؟ سو اس کے حل کی دو تدابیر ہیں:

① اساتذہ اور طلبہ وغیرہ زیادہ تر اپنے ہی سلسلہ کے لئے جائیں، ان کی تربیت اپنی خواہش کے مطابق بہت آسانی سے ہو سکے گی اور جو چند افراد بیرونِ سلسلہ کے ہوں گے وہ بھی بعونِ اللہ تعالیٰ اہل سلسلہ کی اکثریت، حقانیت، تصدّب فی الدین اور علم و عمل میں پختگی سے ضرور متاثر ہوں گے۔

② درجاتِ ابتدائیہ کے بچوں کا نشو و نما تو شروع ہی سے اپنے سامنے ہوگا، ان کی تربیت اپنی خواہش کے مطابق بہت آسانی سے ہو سکے گی۔

احباب کی اس تقریر و اصرار کے بعد میں نے تعمیرِ جامعہ کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی اپنی خواہش کے مطابق تربیت علمیہ و عملیہ کی تفصیل بھی بتا دی جو درج ذیل ہے:

تربیتِ علمیہ:

① نصابِ مروج کی منطق و فلسفہ کی نجاسات سے تطہیر کی جائے۔

میں نے ان فنون سے پردہ ہٹا کر بلکہ ان کی تشریح الابدان (پوسٹ مارٹم) کر کے ان کو اندر سے خوب اچھی طرح دیکھا ہے، اس کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے۔ میں نے ان فنون کی ایسی کتب مخطوطہ بھی پڑھی ہیں جو مدعیانِ منطق و فلسفہ نے کبھی دیکھیں نہ سیں۔

ان خرافات کی تشنیع و تفتیح پر میرے مفصل بیان کی کیسٹ ”دالالافتاء والاارشاد“ کے دفتر میں محفوظ ہے۔

البتہ فلکیات، ہیئت، ریاضی و حساب بلاشبہ دین و دنیا دونوں میں نافع بلکہ نہایت ضروری ہیں، مگر ظلمِ عظیم دیکھئے کہ ان فنون کے نصاب میں کوئی ایک کتاب بھی کسی معیار کی نہیں رکھی گئی، پھر مزید طرفہ یہ کہ ان کتب میں جو کچھ تھوڑے سے مباحث کسی کام کے ہیں ان کے مقاصد، مصارف، طریق استعمال و نتائج سے اساتذہ بھی مکمل طور پر ناواقف اور بالکل کوئے ہیں تو وہ طلبہ کو کیا سمجھا سکتے ہیں؟

تو کار زمین رانکو ساختی

کہ با آسمانہا پیرداختی

② جامعات میں بہت طویل تقاریر کی جو بدعت چل نکل

ہے، اس سے طلبہ کی استعداد تباہ ہو رہی ہے۔

اس طرزِ تعلیم سے معلومات میں تو کچھ اضافہ ہو جاتا ہے مگر وہ استعداد جو علوم میں پختگی و رسوخ کی بنیاد ہے بالکل برباد ہو جاتی ہے، لہذا اس طریقِ مفسد سے احتراز لازم ہے۔

۳ نصاب میں زیادہ کتابوں کی بھرمار کی بجائے زیادہ محنت و تمرین پر توجہ دی جائے۔

۴ تعلیمِ حدیث میں مذاہبِ ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے مسائل فرعیہ اجتہادیہ کے بیان میں بہت لمبی چوڑی تقاریر اور مباحثِ طویلہ میں دماغی، زبانی، قلمی قویٰ اور اوقاتِ عالیہ و اموال وقف کو ضائع کیا جا رہا ہے، اس کا کوئی جواز نہیں، اس کی بجائے طلبہ میں ایسی استعداد پیدا کرنے کی کوشش کرنا فرض ہے کہ وہ اسلام میں پیدا ہونے والے فتنِ ارتداد، الحاد، زندقہ اور بدعات و منکرات کا مقابلہ کر سکیں۔

اس پر امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت سخت تنبیہ فرمائی ہے جس کی تفصیل ”انوار الرشید“ جلد اول، باب ”موافقت اکابر“ میں نمبر ۲ کے تحت بعنوان ”عمر ضائع کر دی“ ہے۔

تربیتِ عملیہ:

اصلاحِ ظاہر و باطن کا بہت اہتمام رکھا جائے، امراضِ باطن میں سے سب سے بڑا اور مہلک مرضِ حُبِ دنیا ہے جس کے دو شعبے ہیں:

① حُب مال

② حُب جاہ

حُب مال کی نسبت حُب جاہ زیادہ خطرناک بھی ہے اور متعسر العلان بھی۔

مریض حُب جاہ کی دو قسمیں ہیں:

① احمق۔ یہ اپنے مرض کو چھپا نہیں سکتا، اس کے مرض کو شخص سمجھ لیتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ بھری مجلس میں کسی کی متعفن ریح یا پاخانہ نکل جائے۔

② ہشیار و مکار۔ یہ بہت ہی خطرناک ہوتا ہے، لوگوں کے قلوب میں اپنی تعلیٰ اور دوسروں کی تحفیف ایسی چابکدستی و مکاری سے اُتارتا ہے کہ کسی کو پتا ہی نہیں چلتا، زہر کو لقمہ چرب میں ملا کر دیتا ہے، بمطابق قاعدہ:

إِنَّ السَّمَّ فِي الدَّسَمِ۔

کسی بڑے کو گرا کر اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے اس طرح مکر و فریب سے کام لیتا ہے کہ کبھی کبھار اس بڑے کی تعریف کے کچھ جملے بھی کہتا جائے گا اور ساتھ ہی ایسی تبلیغات سے بھی کام لیتا رہے گا کہ مخاطبین کے ذہن میں غیر شعوری طور پر بد رنج بڑے کی تحقیر و تحفیف اور اس شاطر کی تعلیٰ و برتری اترتی چلی جائے۔

بالآخر اس مکر و فریب کے ذریعہ لوگوں کے قلوب کو متاثر اور اپنے گرویدہ بنا کر بڑے کی حکومت کا تختہ الٹنے اور اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

الغرض: اتنی طویل تقریر اتنے اہتمام کے ساتھ لکھنے سے میرے مقصد ہیں:

① مفتی عبدالرحیم صاحب زید فضلہ کے تمام حالات میرے

سامنے ہیں، خوبیاں بھی خامیاں بھی، سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ ان کی طبیعت فطرۃً غیر منظم واقع ہوئی ہے، جب کہ ادھر اس کے بالکل برعکس میرا ایک ایک منظم کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے میں ان کی بدنظمی کو برداشت کر رہا ہوں۔

اس کی وجہ وہی ہے کہ میں نے ان کو بلا سوچے سمجھے یا کسی معمولی سی تشخیص وفتیش کے بعد وصی نہیں بنادیا، ان کے انتخاب کی مفصل روئداد اور لکھ چکا ہوں، یہ بائیس سال کے طویل دور تک انتہائی جستجو اور مسلسل بے تابانہ دعاؤں کے مظہر ہیں اور مقتدر من اللہ۔ تین سال تک مسلسل وہم و گمان سے بھی بالاتر مجاہدات شدیدہ کے رگڑے کھائے ہوئے ہیں اور سخت ترین امتحانات سے آزمائے ہوئے۔

بفضل اللہ تعالیٰ انہی مجاہدات و امتحانات کے ثمرات ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس فطری غیر منظم ”عجوبہ قدرت“ سے ایسی خدمات جلیلہ لے رہے ہیں کہ نظم شاہانہ رکھنے والے بھی ان سے محروم ہیں۔

اس لئے میں جملہ متعلقین کو عموماً اور جامعہ میں شرکاء کا کو خصوصاً بتا کید وصیت کرتا ہوں کہ ان کا درجہ پہچانیں، ان کے ساتھ تواضع و تحابب اور اطاعت و انقیاد کے معاملہ کا اہتمام رکھیں۔

ان کی غیر منظم فطرت یا کوئی اور خامی کسی کی نظر میں کھٹکے تو وہ ان کو ملائمت و ملاطفت کے ساتھ اس خامی کی اصلاح کی طرف متوجہ کریں اور ان کے لئے دعا کا معمول بنائیں۔

عزیز موصوف کو اللہ تعالیٰ نے اس خوبی سے بھی نوازا ہے کہ وہ احباب و شرکا، کار کی تطیب خاطر اور اہم اُمور میں ان سے شاوہ کا اہتمام رکھتے ہیں، جو حُب جاہ سے تخلیہ قلب کا اثر ہے، اس نعمت پر وہ اور احباب و شرکا، کار اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ط

کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترقی کے طلبگار و امیدوار رہیں۔

② میں نے بے شمار جامعات موجود ہونے کے باوجود مزید ایک نیا جامعہ تعمیر کرنے کی اجازت تیس سال کے طویل عرصہ تک خوب غور و خوض کرنے کے بعد ایک خاص ضرورت کے تحت اور ایک خاص اہم مقصد کی خاطر دی ہے، جس کی تفصیل اور لکھ چکا ہوں، اس لئے جامعہ کے ہر فرد پر تربیتِ علمیہ و عملیہ کی تفصیل میں مذکورہ سب ہدایات کی بہت مضبوطی سے مکمل پابندی کرنا لازم ہے۔
حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسئلہ متفق علیہا قاعدہ ہے:

شَرَطُ الْوَاقِفِ كَنْصِ الشَّارِعِ.

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بالاجماع واقف کی طرف سے عائد کردہ شرط کی پابندی کو نص قرآن کی طرح لازم و مؤکد قرار دیا ہے، اس کی تعمیل کو فرض اور اس کے خلاف کرنے کو بالاجماع حرام قرار دیا ہے۔

لہذا جامعہ کے ہر فرد پر ہدایات مذکورہ کی پابندی فرض اور کسی

ہدایت کی خلاف ورزی حرام ہے۔

منطق فلسفہ جیسی خرافات کے لئے عمارت وقف کا استعمال، طلبہ کی خوراک، وظیفہ اور اساتذہ کی تنخواہ ویسے ہی جائز نہیں، پھر شرط واقف کے بعد تو ان مبادیٰ مذکورہ کی حرمت مزید مؤکد ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی فرد ہدایات مذکورہ میں سے کسی ہدایت سے کسی قسم کا استنکاف یا انکار کرے گا، یا کسی ہدایت کے حق و صواب ہونے میں کسی قسم کے شک و شبہ کا صراحتہ یا دلالتہ اظہار کرے گا تو وہ واجب الاخراج ہوگا۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر داند
جو انان سعادت مند پسند پسند دانا را

مزید ہدایات:

جامعہ کے اساتذہ، طلبہ و عملہ ہدایات ذیل کی بھی پابندی کریں:

① تجوید قرآن، اس کے امتحان میں کامیابی کے بغیر آگے ترقی نہ دی جائے۔

② کثرت تلاوت و نوافل و دعاء۔

③ نظم جامعہ سے متعلق کیسٹوں کی ماہانہ اجتماعی سماعت۔

④ رسائل ذیل کی روزانہ اجتماعی خواندگی۔

۱۔ صیانت العلماء عن الذل عند الاغنياء۔

۲۔ استیناسُ الآبد بشرح فضل العالم علی العابد۔

۳۔ علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟

۴۔ جامعۃ الرشید سے متعلق زیرِ نظر تحریر مع تحریر سابق
حصہ ۱۵۲ سے ۱۵۳ تک۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِهِ۔

رشید احمد

۲۱ رمضان ۱۴۱۶ھ

(۴۳) زندگی ہو تو بردِ محبوب :

کراچی کے حالات روز بروز خراب سے خراب تر ہو رہے ہیں، لسانی، قومی علاقائی اور مذہبی فسادات نے پورے کراچی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، اس بھیانک صورتِ حال سے عوام و خواص سب خوفزدہ و پریشان ہیں، بعض لوگ دوسرے پر امن علاقوں کی طرف کوچ کر گئے، اور بہت سے کراچی کو خیر باد کہنے کے لئے تیار ہیں، ایسے فسادات میں اعداءِ اسلام حضرت والا کو ہر ممکن نقصان پہنچانے کی جس طرح کوشش کر رہے ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں۔ اس سنگین صورتِ حال کے پیشِ نظر ملک و بیرونِ ملک میں بہت سے مخلص و معتقد تلامذہ و مریدین نے حضرت والا کو اپنے علاقوں اور ملکوں کی طرف انتقالِ مکانی کی دعوت دی، انتقالِ مکانی کی دعوت کے ساتھ حقیقت بھی پیشِ خدمت کر رہے ہیں :

”یہاں کے علماء اور عوام کو بہت فیض پہنچے گا، عوام کے علاوہ یہاں کے علماء کی اصلاح کی بھی بہت ضرورت ہے آپ کی تشریف آوری سے دین کا بہت بڑا کام ہوگا۔“

ایک نہایت حسین و دلکش پر فضاء مقام میں، خوبصورت سرسبز پہاڑوں، قدرتی دلفریب چشموں اور مختلف اعلیٰ اقسام کے پھلوں سے لدے باغوں سے شاداب و پر بہار علاقہ میں بہت بڑا جامعہ تعمیر کرنے کے لئے ڈیڑھ سو ایکڑ زمین کی پیشکش کی گئی ہے۔

سعودیہ میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، طائف اور نبوغ سے۔
مغربی ممالک میں لندن سے، ٹورنٹو (کینیڈا) سے، جزیرہ باربڈوز (ویسٹ انڈیز) سے۔

افغانستان میں قندھار، خوست اور وردک سے۔

پنجاب کے بعض ایسے علاقوں سے جو دین و دنیا دونوں اعتبار سے طاقتور مضبوط ہیں اور ہر قسم کے شرور و فتن سے محفوظ۔
وزیرستان میں متعدد سرسبز و شاداب مقامات سے باصرار دعوت دی جا رہی ہے۔

حضرت والا نے سب کے جواب میں اُمورِ ذیل ارشاد فرمائے :

① اللہ تعالیٰ نے یہ زندگی خدمتِ دین کے لئے عطا فرمائی ہے۔

جینا چاہوں تو کس بھروسے پر

زندگی ہو تو بردِ محبوب

اس لئے توطن یا ترکِ وطن میں خدماتِ دینیہ کو مدِ نظر رکھنا چاہئے نہ کہ ذاتی و نجی سہولتوں یا پریشانیوں کو۔ اللہ تعالیٰ جہاں دین کی خدمات لے رہے ہوں اس علاقہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا صحیح نہیں، جب تک کہ کسی دوسرے علاقہ میں زیادہ اہم خدمات کا ظن غالب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں سلسلہ شروع کروادیا وہیں اخلاص و استقامت کے ساتھ کام میں لگے رہنا چاہئے، اس کی

برکت سے اللہ تعالیٰ داخلی و خارجی خلفشار سے حفاظت فرمائیں گے۔

إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝

② پُرفتن مقامات میں اصلاح امت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے، فسادات کا تقاضا تو یہ ہے کہ پہلے سے زیادہ اور جم کر کام کیا جائے ورنہ یہ ایسا ہی ہوگا جیسے امراض کی بہتات اور مریضوں کی کثرت سے کوئی طبیب یا ڈاکٹر وطن چھوڑ جائے، ظاہر ہے ایسے ڈاکٹر کو ڈاکٹر کہنا بھی غلط ہوگا۔

③ ایسے حالات میں کسی دوسری جگہ جانے سے عام مسلمانوں کی اور بالخصوص متعلقین و مجبین کی دل شکنی اور حوصلہ شکنی ہوتی ہے، جو کم از کم مجھے تو کسی حال میں بھی گوارا نہیں، دین پر چلنے والے لوگوں کی حوصلہ شکنی ان کی دین شکنی کے مترادف ہے اس سے ان کے دین کو نقصان پہنچتا ہے، میں ”دارالافتاء والارشاد“ کو اور یہاں کے احباب کو یتیم چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔

اللہ ن

نور السموا
والارض



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَرَفِیْ مُوسٰی اِذَا رَسَلْنٰهٗ اِلٰی فِرْعَوْنَ بِسُلٰطٰنٍ مُّبِیْنٍ (۵۱-۳۸)

فَوَكَزَهُ مُوسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ

اَفْضَلُ الْجَہَنَّمَ عَلَیْهِ عِنْدَ سُلٰطٰنٍ جَآئِزٍ (ابوداؤد)

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں پہناتی ہے درویش کو تاج سردارا

سُرورِ جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو عرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہئے

نسبِ نوریہ

حمیتِ دینیہ و غیرتِ ایمانیہ کے ایمان افروز حالات، حق گوئی کے
وجد آفرین واقعات، خدادادِ رعبِ جلال کے دلچسپ رُوح افزا
مناظر جو مقتدایانِ دین و راہبرانِ شریعت کے لئے مدِ انت سے
بچنے اور نہی عن المنکر کی ہمت و جرأت پیدا کرنے کے لئے نسخہٴ اکسیر ہیں۔

سید موسوی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰۵	خاندانی روایات	۱۷۹	طالب علم کی توہین پر ڈاکو کی ٹھکانی
۲۰۵	رگ جنوں	۱۸۱	ایک طوائف کی پٹائی
۲۰۶	{ ایک صدر مملکت کے کفریہ	۱۸۳	وہی کا علاج
	کلمات پر عجیب شعر	۱۸۴	گھوسن کے عاشق کا علاج
۲۰۷	عید گاہ میں فوٹو گرافر		{ للکار سنتے ہی ہندو سا ہو کار
۲۰۹	کراماتی طمانچا	۱۸۵	{ بھاگ کھڑے ہوئے
۲۱۰	طنائیں ٹوٹ گئیں خیمے ہی اڑ گئے	۱۸۷	چور گرفتار
۲۱۳	{ ٹھٹھ کا ایک عامل اور	۱۸۹	{ ایک بدعتی مشرک مولوی کی شرکیہ
	اُس کے جنات		عقائد کی کتاب
۲۱۵	ایران	۱۹۱	{ بدعتی مناظر کی طرف سے چیلنج
۲۱۵	{ ”میری پشت پر اپنا دست		اور پھر فرار
	مبارک رکھیں“	۱۹۲	فرق باطلہ سے خطاب
۲۱۶	نام سنتے ہی آسیب غائب		چیف منسٹر کی صدارت اور حضرت والا
۲۱۷	خاران کی شہزادی کا قصہ	۱۹۵	{ کی حق گوئی و بیباکی
۲۲۰	خط پڑھتے ہی آسیب رخصت	۱۹۹	ملاحظہ
۲۲۰	کراماتی طمانچے کی شہرت		{ ڈاڑھی کی توہین کرنے والے افسر پر
۲۲۱	حضرت والا کا رعب جنات پر	۲۰۱	{ حیثیت دینیہ اور نسبت موسویہ

بیت المقدس

ہم ابتداً کتاب میں حضرت اقدس دامت برکاتہم کے بچپن کا ایک خواب بعنوان ”ایک بشارت“ تحریر کئے ہیں، جس میں ”نسبت موسویہ کا ذکر بھی ہے، دین کی خاطر آپ کی بے پناہ محبت اور خوش حیات کے مظاہر کا اہل مجلس کو توشیح و روز مشاہدہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ دُرُ افکار وہ حضرات کے لئے بطور غرض چند واقعات تحریر کئے جاتے ہیں۔

طالب علم دین کی توہین پر ڈاکو کی ٹھکانی:

① جب حضرت والا جامعہ مدیریت العلوم بھینڈو ضلع حیدرآباد میں شیخ الحدیث تھے، اس قصبہ کے ایک ڈاکو نے ایک طالب علم کا مذاق اڑایا اور نہایت ناشائستہ الفاظ کہے۔ اس نے حضرت والا کو بتایا، آپ نے فرمایا:

”طالب علم دین کی تحقیر و تحقیق دین اسلام کی تحقیر ہے، اس شخص پر تعزیر لگانا واجب ہے، حکومت سے اس کی کوئی توقع نہیں بلکہ ایسے کام ہمیں ہی کرنا پڑے گا، حکومت جب اپنا فرض ادا نہ کرے تو عانت المسلمین کو اس کا حق پہنچتا ہے۔“

اس مسئلہ کی تفصیل احسن الفتاویٰ جلد بیس میں ہے۔

حضرت والا نے قصبہ کے بڑے زمینداروں کو جمع کر کے ان سے فرمایا:

”اس ڈاکو کو بھوکا کر اس سے کہا جائے کہ وہ اس طالب علم سے صاف مانگے۔“



افضل الجہاں کلمہ علی سلطان الجاں

سب سے افضل چہاں ظالم بادشاہ کے سامنے صحیح بات کہنا ہے (ابوداؤد)

اسے پنچایت میں بلوایا گیا، اس اندیشہ کے پیش نظر کہ وہ پنچایت کے سامنے بھی سرکشی کرے اور اس کی مدد کے لئے علانیہ یا خفیہ اس کے حواری بھی ہوں، حضرت والا نے پہلے ہی سے ایسے طلبہ کو جو آپ سے بتوٹ بھی سیکھتے تھے حکم فرمایا:

”بوقت ضرورت انہیں بتوٹ کے کچھ سبق آموز باتھ دکھانے کے لئے تیار رہیں“

چنانچہ ڈاکو کاٹمنہ سے گستاخانہ لفظ نکالنا اور لاٹھیوں کا برسنا، ڈاکو کا جامعہ کے صحن میں فرش پر ترپنا اور پنچایت کے زمینداروں کا بھاگنا بہت ہی عبرت انگیز منظر تھا۔

آپریشن کے بعد اسے گھر بھیج دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی کریمانہ شان دیکھیے، ان کی رحمت سے یہ آپریشن ایسا کامیاب رہا کہ اس نے ذکیستی وغیرہ فواحش سے توبہ کر لی اور نمازی بن گیا۔

کیمیاداری کہ تبدیلیش کنی
جوئے خون باشد اگر نیلش کنی

”تیرے پاس ایسی کیمیا ہے جس سے کایا ہی پلٹ جاتی ہے،
تو خون کی نہر کو دریائے نیل بنا دیتا ہے“
حضرت والا نے مسکراتے ہوئے فرمایا:
”بزرگوں کی شان تو یہ ہے“

آنان کہ خاک را بنظر کیمیا کنند

”وہ لوگ جو خاک کو نظر سے کیمیا بنا دیتے ہیں“

مگر ہمارا حال یہ ہے

آنان کہ خاک را بعضا کیمیا کنند

”وہ لوگ جو خاک کو لاٹھی سے کیمیا بنا دیتے ہیں“

ان کی برکت کام کرتی ہے اور ہماری حرکت“

یہ وہی نسبت موسویہ ہے، جس طرح عصائے موسیٰ جادو گروں کے سانپوں کو نگل گیا تھا، اور اس کی ضرب سے پتھر سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے تھے، اسی طرح عصائے رشیدی ذکیستی اور فواحش وغیرہ خواہشات نفسانیہ کے سانپوں کو نگل گیا، اور اس کی ضرب سے پتھر جیسے سخت دل سے محبت الہیہ کے چشمے جاری ہو گئے۔

حضرت حکیم الامتہ قدس سرہ نے فرمایا:

”اہل اللہ اور خاصان حق کی کسی پر نظر شفقت ہو جائے اور صحبت

میسر آجائے تو بہت ہی بڑی چیز ہے، ان کی تو اگر کوئی جوتیاں بھی

کھائے تو وہ بھی محروم نہیں رہتا۔“

پھر جوتیاں کھانے کی برکت کے تین قصے ذکر فرمائے:

ایک طواف کی پٹائی:

① مولوی رحم الہی صاحب منگوری نہایت نیک اور سادہ بزرگ تھے مگر نہایت ہی جوشیلے اور جذبہ حق قلب میں تھا۔ ایسے بزرگوں کے اکثر دنیا دار لوگ مخالف ہوا ہی کرتے ہیں۔

اہل محلہ نے محض بنیت شرارت یہ حرکت کی کہ جس مسجد میں آپ نماز پڑھتے تھے اس کے اور ان کے مکان کے درمیانی حصہ میں کہ بنزلہ ساحت (میدان) مشترکہ کے تھانا چ کی تجویزی، ایک طواف کو بلایا گیا، شامیانہ لگایا گیا۔ غرض خوب ٹھاٹھ کے ساتھ انتظام

ہو کر مجلسِ قص شروع ہو گئی۔ مولوی صاحب مکان سے عشا کی نماز کے لئے مسجد کو چلے، راستہ میں یہ طوفانِ بے تمیزی۔ خیر چلے تو گئے خاموش مگر نماز پڑھ کر جو واپسی ہوئی پھر وہی خرافات موجود، برداشت نہ کر سکے۔ ماشاء اللہ ہمت اور جرأت دیکھئے کہ نکال جوتا اور لے ہاتھ میں، بھری مجلس کے اندر بیچ میں پہنچ کر اس عورت کے سر پر بجانا شروع کر دیا۔ اہل محلہ میں شرارت بھی مگر علم اور بزرگی کا ادب ایسا غالب ہوا کہ بولا کوئی کچھ نہیں، قص و سرود سب بند ہو گیا۔ اب لوگوں نے جن کی یہ شرارت تھی اس طوائف سے کہا:

”تو مولوی صاحب پر دعویٰ کر اور روپیہ ہم خرچ کریں گے شہادتیں ہم دیں گے۔“
اس عورت نے کہا:

”میں دعویٰ کر سکتی ہوں، روپیہ میرے پاس بھی ہے، شہادتیں تم دے سکتے ہو مگر ایک مانع موجود ہے وہ یہ کہ مجھے ان کے اس فعل سے یہ یقین ہو گیا کہ یہ اللہ والا ہے اور اس کے قلب میں ذرہ برابر دنیا کا شائبہ نہیں، اگر اس میں ذرا بھی دنیا کا لگاؤ ہوتا تو مجھ پر اس کا ہاتھ اٹھ نہیں سکتا تھا، تو اس کا مقابلہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ ہے جس کی مجھ میں ہمت نہیں۔“

* کیسی عجیب بات کہی، یہ اتنی سمجھ ایمان ہی کی برکت ہے لوگ ایسے آوارہ لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں مگر ایمان والے میں کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوتی ہے جو ایک دم اس کی کلیا پلٹ دیتی ہے *
یہ کہہ کر وہ عورت مولوی صاحب کے پاس پہنچی اور عرض کیا:

”میں گنہگار ہوں، نابکار ہوں، میں اپنے اس پیشے سے توبہ کرتی ہوں، آپ میرا نکاح کسی شریف آدمی سے کرادیں تاکہ آئندہ میری گزر کی صورت ہو جائے۔“

مولوی صاحب نے توبہ کر کر کسی بھلے آدمی کو تلاش کر کے نکاح پڑھا دیا، بزرگوں کے جوتوں کی برکت نے برسوں کی معصیت اور کباڑ سے ایک دم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر دیا۔

وہی کا علاج:

⑦ ایک ذکر شاغل شخص یہاں مقیم تھے جو اکثر دسواوس کی شکایت کیا کرتے تھے۔ میں ان کی تسلی کر دیتا پھر اس کا زور ہوتا اور میں سمجھا دیتا، یہی سلسلہ چل رہا تھا۔ ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے:

”اب توجی میں آتا ہے کہ عیسائی ہو جاؤں۔“

میں نے ایک دھول رسید کی اور کہا:

”نالائق! جا ابھی عیسائی ہو جا، اسلام کو ایسے یہودہ اور ننگ اسلام کی ضرورت نہیں۔“

بس اٹھ کر چلے گئے۔ بس دھول نے اکیسے کام دیا، ایک دم وہ خیال دل سے کافور ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ بھی وسوسہ تنگ نہیں آیا۔ مزاح فرمایا:

”دھول سے دھول جھڑ جاتی ہے اور مطلع صاف بے غبار ہو جاتا ہے۔ یہ میرا اثر نہ تھا شرعی تعزیر کا اثر تھا۔“

گھوسن کے عاشق کا علاج :

③ ایک شخص کہیں باہر سے میرے پاس آیا وہ ایک گھوسن پر عاشق ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا واقعہ بیان کیا، میں نے تدبیر بتائی : ”نہ اس محلہ میں جاؤ نہ اسے دیکھو اور ضروری کام کی طرف مشغول رہا کرو۔“ کہنے لگا :

”میں تو اس کے یہاں سے دودھ خریدا کرتا ہوں حالانکہ دودھ کی مجھے ضرورت نہیں اسے دیکھنے کی وجہ سے خریدتا ہوں۔“ میں نے اس سے بھی منع کیا، کہا : ”یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔“

میں نے اسے ایک دھول رسید کی اور کہا : ”نکل یہاں سے دور ہو، جب علان جنہیں کرتا تو مرض لے کر کیوں آیا؟“

وہ چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے خیال ہوا کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ غیر شخص تھا تعارف تک بھی نہ تھا مگر اس وقت حق تعالیٰ نے دل میں یہی ڈالا۔ تقریباً کوئی سال بھر کے بعد فلاں مولوی صاحب سے وہ شخص ملا، اس نے انہیں پہچان کر مصافحہ کیا اور یہاں کی خیریت معلوم کی۔ انہوں نے پوچھا : ”تم کون ہو؟“ کہا :

”میں وہ شخص ہوں۔“ یہ سمجھ گئے، پوچھا :

”اب اس مرض کا کیا حال ہے؟“ مجھے دعائیں دے کر کہا :

”ان کی دھول نے سب کام بنادیا، دھول کے لگنے کے ساتھ ہی بجائے عشق و محبت اور رغبت کے ایک دم اس کی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی۔“

جس طرح ان حضرات اکابر رحمہم اللہ کے جوتوں کی برکت سے سالوں کے مریضوں کو شفا ہوئی اور ان میں آخرت کی طرف توجہ کی فکر پیدا ہوئی اسی طرح ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم کی لاٹھی سے ڈکیتی اور فحاشی میں مبتلا سالوں کے مریض کو صحت حاصل ہو گئی۔

لکار سنتے ہی ہندو سا ہو کار بھاگ کھڑے ہوئے :

④ جامعہ مدینۃ العلوم بھینڈو میں نسبت موسویہ کا ایک اور کرشمہ :

قیام پاکستان سے پہلے سندھ پر ہندوؤں کا ہر لحاظ سے مکمل تسلط تھا، مسلمان پورے طور پر ان کے شکنجہ میں تھے۔ حضرت والا کو اطلاع ملی کہ قصبہ کے ایک ہندو لڑکے نے ریل گاڑی میں کسی مسلمان کی چوری کی ہے۔ حضرت والا نے اس ہندو لڑکے کو تحقیق کے لئے بلوایا۔ اس نے اپنی برتری کے زعم میں مجلس میں کوئی نامناسب لفظ کہہ دیا، حضرت والا نے اسے ایک طمانچا لگا دیا۔ اس نے گھر میں جا کر بتایا تو بس قصبہ کے تمام ہندوؤں میں آگ بھڑک اٹھی، اس لئے کہ ان کے خیال کے مطابق ایسی ہیبت قوم کے فرد نے اتنی اونچی قوم کی ایسی بے عزتی کر دی، گویا کسی بھنگی نے شہزادہ

کو طمانچا لگادیا۔ بڑے بڑے ساہوکار جمع ہو کر جامعہ کے مہتمم صاحب کے پاس آئے اور انہیں ڈانٹنا شروع کیا۔ مہتمم صاحب ڈر کر ان سے معافی مانگنے لگے مگر وہ یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ جس نے طمانچا لگایا ہے اسے مجلس میں ہمارے سامنے پیش کیا جائے تو ہم کوئی فیصلہ کریں گے۔ مہتمم صاحب اس سے پس و پیش کر رہے تھے اور بہت لجاجت کے ساتھ بار بار کہہ رہے تھے :

”ان کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں“

مگر وہ بضد تھے کہ مجرم کو حاضر کیا جائے۔ کسی طالب علم نے اس منظر کی حضرت والا کو اطلاع کر دی۔ حضرت والا اس وقت ننگے سر تشریف فرما تھے، یہ خبر سنتے ہی فوراً اسی طرح برہمنہ سر، زلف مندر شیر بہر کی طرح پکے، بٹوٹ والی لاٹھی پکڑی اور برق رفتاری سے اسی لمحہ مجلس میں جا پہنچے، ساہوکاروں کے توہین منظر دیکھتے ہی طوطے اڑ گئے، آپ نے انہیں گرجدار آواز سے یوں للکارا :

”تم لوگوں نے مجھے صرف مولوی ہی سمجھ رکھا ہے؟ یہ خیال دماغ سے نکال دو، میں سب کچھ کرنا جانتا ہوں اور کر بھی سکتا ہوں! میرے ہاتھ سے اپنی بیویوں کو بیوہ مت کرواؤ۔ میں ایسا شخص نہیں کہ تمہارے گھروں سے تمہاری موجودگی میں سب کچھ دن دھاڑے زبردستی اٹھوا سکتا ہوں“

بس ایک شوریدہ سر کی یہ للکار سنتے ہی جھگڑا مچ گئی، موٹے موٹے ساہوکار سر پر چوٹی، نیچے دھوتی، بڑی بڑی توندیں اٹھائے بھاگے جا رہے ہیں، جھاگا بھنپتے ہیں جا رہا، گھروں میں جا کر دھوتیاں بھی دھلوائی ہوں گی۔

اس وقت حضرت والا کی عمر پچیس سال تھی اور آپ اس قصبہ میں بالکل تنہا تھے، بلکہ قصبہ کے گرد و نواح میں بھی بہت دور تک نہ کوئی آپ کا رشتہ دار تھا

نہ آپ کی قوم کا کوئی آدمی اور نہ ہی آپ کے وطن کا کوئی فرد تھا، اس کے باوجود ایسی طاقتور قوم بلکہ پورے صوبہ میں ہر لحاظ سے مسلمانوں پر مسلط قوم کے بڑے بڑے ساہوکاروں کی مجلس میں تنہا جا کر انہیں اس طرح للکارنا اور ان کا مرعوب ہو کر بھاگنا، یہ قوت قلب محض تعلق مع اللہ کا کرشمہ تھا۔

چور گرفتار :

③ ایک بار حضرت والا صاحب معمول سالانہ تعطیل کا زمانہ اپنے والدین کی خدمت میں سلیم آباد خیر پور میں گزار رہے تھے۔ گئے کی فصل کا موسم تھا، کوئی چور زراعت کھیت سے گئے کاٹ کر لے جاتا، مزارع اور نوکر اس کا سراغ لگانے سے عاجز آگئے تو حضرت والا کوئی روز تک مختلف اوقات میں اس طرف چکر لگاتے رہے مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ بالآخر آپ نے یہ تدبیر اختیار فرمائی کہ کوئی کتاب ساتھ لے کر گئے کے کھیت کے اندر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہو گئے۔ کچھ دیر بعد گئے کاٹنے کی آواز سنائی دی، آپ کھیت کے اندر ہی چھپ چھپ کر اس کی طرف نہیں بڑھے، بلکہ دوسری جانب سے باہر نکل کر اس کے پیچھے آگئے، دیکھا کہ ایک لمبا چوڑا مضبوط جوان کلہاڑی سے گئے کاٹنے میں مست ہے۔ آپ نے بہت دور سے اسے یوں للکارا :

”ہشیار ہو جاؤ! میں پہنچ گیا ہوں“

اس کے بعد آپ بالکل خالی ہاتھ اس کی طرف بڑھے اور اسے پکڑ کر کلہاڑی اور گتوں سمیت مکان پر لے آئے، وہاں اپنے نوکروں اور مزارعوں کو جمع کر کے منسرایا :

”میں نے تمہیں صرف عبرت کے لئے تماشا دکھانے کو جمع

کیا ہے، کسی کو اسے کچھ کہنے کی یا ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں اس کی مرمت میں خود ہی کروں گا۔“

اس کے بعد آپ نے بغیر کسی لکڑی وغیرہ کی مدد کے اسے چند ضربیں ایسی لگائیں کہ وہ زمین پر لیٹ گیا، پکڑ کر بٹھانے سے بھی نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ آپ نے اس کے گھر پیغام بھیجا کہ چارپائی لا کر اسے اس پر اٹھا کر لے جاؤ۔ چنانچہ وہ چارپائی پر اٹھا کر لے گئے۔

بعد میں کسی نے بتایا:

”اسے خون کے دست آرہے ہیں۔“

یہ کمزور چوٹ کا اثر ہو سکتا ہے، پیٹ میں کوئی معمولی سی ضرب بھی قطعاً نہیں لگائی۔

کچھ مدت کے بعد حضرت والا نے اس سے معافی طلب کی اور اسے پچاس روپے بھی بطور ہدیہ دیئے۔

حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

”میرا ارادہ تو یہی تھا کہ اسے صرف مناسب تعزیر لگا کر چھوڑ دوں گا، مگر غیر ارادی طور پر اسے زیادہ چوٹیں لگ گئیں، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو طمانچا تو بغرض تعزیر لگایا تھا مگر وہ مر گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہ تھا، چونکہ مجھ سے یہ غلطی ہو گئی اگرچہ غیر ارادی طور پر ہوئی اس لئے میں نے اس سے توبہ بھی کی اور اس شخص سے بھی معافی مانگی اور اسے ہدیہ بھی دیا۔“

مزید فرمایا:

”اگر میں کھیت کے اندر ہی اندر چھپ چھپ کر اس کی طرف

بڑھتا تو بہت آسانی سے اسے پکڑ سکتا تھا، اسی طرح کھیت سے باہر نکل کر جب دیکھا کہ وہ اپنے کام میں مست ہے اور گتے کاٹنے کا شور اس کے کان تک کوئی آواز نہیں پہنچنے دیتا، ایسی حالت میں اگر میں پیچھے سے آکر اس کے بدن کی کول بھر لیتا تو بڑی آسانی سے اس کا پورا جسم مع دونوں بازوؤں اور کلاہڑی کے میرے شکنجہ میں آجاتا، مگر میں نے ان دونوں تدبیروں میں سے ایک بھی اختیار نہیں کی، بلکہ کھیت سے باہر نکل کر بہت دور سے اسے للکارا، اس طرح اسے خوب موقع دیا کہ چاہے تو بھاگنے کی کوشش کر کے دیکھ لے اور چاہے تو مقابلہ کے لئے خوب تیار ہو جائے، جبکہ اس کے ہاتھ میں کلاہڑی ہے اور میں بالکل خالی ہاتھ، مگر وہ بڑا ہشیار نکلا، غالباً میرے حالات سے باخبر ہوگا، اس لئے اس نے گرفتاری ہی میں خیر سمجھی، اگر بھاگنے کی کوشش کرتا یا مقابلہ کے لئے کلاہڑی سے وار کرتا تو واللہ اعلم اس کا کیا حشر ہوتا۔“

ایک بدعتی مشرک مولوی کی ترکیب عقائد کی کتاب:

(۷) ایک بدعتی مشرک مولوی کی کتاب کسی طرح حضرت والا کے ہاتھ لگ گئی، اس میں صریح شرک و کفر بھرا ہوا تھا، منجملہ ایک قصہ یہ بھی تھا:

”ایک بڑھیا کا بیٹا مر گیا، اس نے حضرت پیران پر رحم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی:

”آپ میرے بیٹے کو زندہ کر دیں۔“

آپ نے فرمایا:

”مرنے کے بعد کوئی زندہ نہیں ہو سکتا۔“

بڑھیا نے کہا:

”اسی لئے تو آپ کی خدمت میں آئی ہوں۔“

آپ نے آسمان کی طرف پرواز کی، ملک الموت کو راستہ ہی میں جا پکڑا، اس سے فرمایا:

”فلاں کی رُوح چھوڑ دو۔“

اس نے کہا:

”اللہ تعالیٰ کے حکم سے لے جا رہا ہوں، مجھے کسی کی رُوح چھوڑنے

کا اختیار نہیں۔“

آپ نے اسے ایسا طمانچا لگایا کہ ایک آنکھ جاتی رہی اور اس

سے رُوحوں کا تھیلا چھین کر جھاڑ دیا، سب رُوحیں پھر پھڑپھڑ گئیں۔

ملک الموت نے جا کر اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تو جواب ملا:

”تو نے اس کے حکم کی تعمیل سے انکار کیوں کیا؟ وہ تو ایسا زبردست

ہے کہ میں بھی اس کے حکم کے سامنے مجبور ہوں۔“

حضرت والا یہ کتاب لے کر اُس مشرک کے گھر پہنچ گئے، ایک ماچس بھی

ساتھ لے گئے۔ کتاب سے مذکورہ بالا قصہ نکال کر اس سے دریافت فرمایا:

”کیا یہ قصہ صحیح ہے؟ اور آپ کا عقیدہ بھی یہی ہے؟“

اس نے تقیہ ہی میں خیر سمجھی، لرزتی ہوئی زبان سے بولا:

”یہ قصہ غلط ہے، میرا یہ عقیدہ نہیں۔“

حضرت والا نے فرمایا:

”کیا یہ صریح مشرک و کفر نہیں؟“

اس نے اس کا بھی اقرار کر لیا تو آپ نے فرمایا:

”پھر اس کتاب کو جلا دوں؟“

اس نے کہا:

”نہیں، قیمتی کتاب ہے۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

”مشرک و کفر کی تعلیم دینے والی کتاب قیمتی کیسے ہو سکتی ہے؟

صرف کاغذ، کتابت و طباعت کی عمدگی سے کتاب قیمتی نہیں ہو

سکتی، حُسن ظاہر تو ماہِ منقش میں بھی بہت ہوتا ہے۔“

یہ فرما کر کتاب کو وہیں اس کے مالک کے سامنے پھاڑ کر جیب سے بچیں

نکالی اور پھٹے ہوئے اوراق کو جلا ڈالا۔ وہ مشرک دمِ سادھے خاموشی سے اپنے بُت

کی ارتھی جلنے کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا، شاید بعد میں اس کی خالستر محفوظ

رکھ لی ہو۔

بدعتی مناظر کی طرف سے چیلنج اور پھر فرار:

⑤ حضرت والا ایک مدرسہ شمس الہدیٰ میں قیام پذیر تھے، ایک بدعتی مناظر

بھی وہاں پہنچ گیا، اور میدانِ خالی سمجھ کر مناظرہ کے لئے لٹکارنے لگا۔ حضرت والا

نے اس کی داستان کو نظم فرمایا تھا، جو درج ذیل ہے ۵

مناظر آج اک شمس الہدیٰ میں بے خطر آیا

مجھے کچھ شور سا سننے میں آیا فی المنام اس کا

میں خوابِ استراحت سے اٹھا مجلس میں جا پہنچا

مجھے بس دیکھتے ہی اُڑ گیا علمِ کلام اس کا

وہ لرزاں تھا، زباں ساکت تھی آنکھیں بند تھیں اسکی
یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر تھے عوام اس کا
اٹھا، مجلس سے بھاگا، جیسے شیطان رحم ثاقب سے
کہ جاں اپنی سلامت لے کے جانا تھا امام اس کا
مسحاً سے پگھلتا جا رہا و حبال تھا گویا
عجب پر کیف تھا بس وہ فرار بے لگام اس کا
نہ بھولے او خبیث اب عمر بھر تو نام اختر کا
کہ لوہا مان لیتے ہیں ہمیشہ خاص و عام اس کا
حضرت والا کا تاریخی نام ”سعود اختر“ ہے، آپ عربی نظم میں بطور تخلص اپنا
نام ”سعود“ لاتے ہیں اور اردو نظم میں ”اختر“۔
اس تاریخی نام کی تخریج آپ نے پندرہ سال کی عمر میں خود فرمائی ہے۔

فرق باطلہ سے خطاب :

⑥ حضرت والانے بالکل نوعمری ہی میں ”فرق باطلہ سے خطاب“ کے عنوان
سے اشعار ذیل کہے تھے، ان میں ”نسبت مر وئی“ کا جلال ملاحظہ ہو
اے پرستار ہوئی، اے بندہ نفس پلید
اے گرفتار و اسیر دام شیطان مرید
مذہب اسلام کو برباد تو نے کر دیا
خانہ ابلیس کو آباد تو نے کر دیا
دین و ملت کی اڑادیں دھجیاں تو نے لیں
لغنتیں برسا رہا ہے تجھ پہ ہر اک بالیقین

بن کے نیزہ کی سناں سینہ ترایں پھاڑ دوں
موت کے پیچھے ترے ناپاک دل میں گاڑ دوں
واعظ بے بس نہیں ہوں نعرہ ہوں میں بیدھڑک
قصر باطل کے لئے میں رعد کی سی ہوں کڑک
گر بہ مسکین نہیں ہوں شیر زخوں ریز ہوں
گردن باطل پہ میں اک تیغ خوں آمیز ہوں
پنجہ فاروق ہوں میں تیغ ہوں دودھار کی
کلاٹ کر سینوں پہ رکھ دوں گردنیں فجار کی
ہے زمیں سہمی ہوئی تھڑا رہے ہیں آسماں
میری ہیبت چھا چکی ہے بر مکین ہر مکاں
وحشیان دشت بھی ڈبکے پڑے ہیں خاک پر
مہلک فجار ہوں، نازاں ہوں اپنی دھاکٹ
زاہد بے دل نہیں ہوں عاشق بدنام ہوں
اہل باطل کے لئے میں موت کا پیغام ہوں
ایک نعرہ سے ہلا دوں میں بڑے انبوہ کو
ایک ٹھوکر سے گرا دوں میں مشیل کوہ کو
اُس حیم نازکا میں عاشق جانباز ہوں
اک صدائے غیب پر لبیک کی آواز ہوں
حامی دین میں ہوں ماحی بدعات ہوں
اہل بدعت کے لئے میں نادمہ آفات ہوں
حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا :

”میں علم عروض سے ناواقف ہوں، اور وزن شعر کا طبعی ذوق بھی نہیں، مگر ہذا کبھی جوش کی بے ہوشی میں کچھ اشعار کہہ جاتا تھا، ان میں لفظی وزن تو معلوم نہیں کہاں تک ہے؟ معنوی وزن ضرور ہے۔“

شعری گویم بہ از آپ حیات
من ندانم فاعلاش فاعلات
قافیہ اندیشم و دلدار من
گویم مندیش حبز دیدار من

”میں وزن شعر تو نہیں جانتا مگر آجیات سے بھی بہتر شعر کہتا ہوں“
میں قافیہ سوچتا ہوں تو میرا محبوب کہتا ہے کہ میرے دیدار کے سوا کچھ نہ سوچو۔“
یہ حضرت اقدس عمت فیوضہم پر توجہ الی اللہ کے غلبہ کا اثر ہے، اس کے باوجود وزن شعر میں کمال اہل فن چرخی نہیں۔

ملاحظہ :

یہ اشعار اور ان سے اوپر ۱۵ میں بدعتی مناظر کے فرار سے متعلق اشعار حضرت والا نے اب سے تقریباً چالیس برس پہلے کہے تھے، جبکہ آپ کی عمر تقریباً بائیس برس تھی۔ بیاض میں ان کی نقل آپ کے پاس محفوظ تھی، مگر چوبیس پچیس برس کی عمر کے بعد تدریس و افتاء میں انہماک کی وجہ سے اشعار کی طرف قطعاً کوئی التفات نہ رہا۔ کبھی کبھار اس بیاض میں مندرجہ علمی مباحث دیکھتے ہوئے ان اشعار پر بھی سرسری نظر پڑ جاتی تھی۔

اب سے بیس سال قبل ایک صالح عالم نے خواب میں کسی بزرگ کو حضرت والا کے بارہ میں فرماتے سنا،

وَمَا عَلِمْنَاهُ الشَّعْرَ وَمَا يَكْبِتُ لَكَ

آگے پوری آیت یوں ہے :

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ ۝ (۳۶ - ۶۹)

”اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور وہ آپ کے لئے شایاں بھی نہیں، وہ تو محض نصیحت اور احکام کا ظاہر کرنے والا قرآن ہے۔“

حضرت اقدس نے فرمایا :

”یہ میرے لئے حصول علوم قرآن کی بشارت ہے۔“

اس کے بعد آپ کو شعر گوئی سے مزید انقباض ہو گیا، جس کے نتیجے میں آپ نے اپنے اشعار کی نقول جلا ڈالیں۔

اب راقم الحروف نے ترتیب سوانح کے سلسلہ میں آپ سے پُرلے واقعات دریافت کرنے شروع کئے تو آپ کو چہل سالہ قدیم اشعار یاد آ گئے، اور ذرا سی توجہ سے ان میں سے اکثر ذہن میں مستحضر ہو گئے، یہ قوت حافظہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔

چیف منسٹر کی صدارت اور حضرت والا کی حق گوئی و بیباکی :

④ خیبر پور کے ریاستی دور میں وہاں کے چیف منسٹر کی صدارت میں سیرت کا جلسہ ہو رہا تھا۔ حضرت والا اور آپ کے والد صاحب کا اتفاقاً اس طرف سے گزر ہوا، چیف منسٹر کی نظر پڑ گئی، اُس نے آپ حضرات کی خدمت میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بھیج کر اس کے ذریعہ درخواست پیش کی کہ اینجے پرنسٹن لائیں، دونوں حضرات اینجے پرنسٹن لے گئے تو چیف منسٹر نے حضرت والا سے بیان کی درخواست کی۔ حضرت نے سیرت کے موضوع پر بہت مبسوط اور ایمان افروز تقریر فرمائی چیف منسٹر

سرکاری حکام اور عوام سب محو حیرت تھے اور بہت محظوظ ہو رہے تھے۔

تقریر کے خاتمہ پر آپ نے فرمایا:

”سیرت کا اصل مقصد یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع کیا جائے، اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم فرض جو ہم پر عائد ہوتا ہے وہ پاکستان میں اسلامی آئین جاری کرنا ہے۔

دوسرا فرض قادیانیوں کو اقلیت قرار دینا ہے۔ مرزا قادیانی ملعون نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار نبوت پر ہاتھ ڈال کر اور اس پر غاصبانہ حملہ کر کے آقائے نامدار، روحانیت کے آخری تاجدار، سید کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت سخت گستاخی کی ہے، اس پر خاموش رہنا سخت بے غیرتی اور انتہائی بے دینی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کے دعوے کرنے، سیرت کے جلسے منعقد کرنے اور سیرت کے موضوع پر دھواں دھار تقریریں کرنے کے ساتھ صاحب سیرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علانیہ توہین و تمسائیوں کی طرح خاموشی سے دیکھتے رہنا اور ان مردودوں کا احتساب نہ کرنا کھلی منافقت ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سیرت پاک کا مذاق اڑانا ہے۔

آج اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا موقع عطا فرمادیا کہ سیرت کے نام پر ہماری حکومت اور عوام دونوں جمع ہیں، میں اپنی حکومت اور عوام دونوں کی طرف سے مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ قیام پاکستان کے وقت کئے گئے وعدوں کے مطابق فوراً اسلامی آئین جاری کرے۔

میں مرکزی حکومت سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ اسلامی قوانین کو تاقیامت النسانی فلاح و بہبود کے لئے ہر لحاظ سے کامل و مکمل سمجھتی ہے یا نہیں؟

اگر جواب اثبات میں ہے تو ان قوانین کے اجراء میں مسلسل التواء اور لیت و ملت سے کام لیا جا رہا ہے؟ اور حسب وعدہ پاکستان میں حکومت اسلام کی نہیں قائم کی جاتی؟

اور اگر خدا نخواستہ حکومت اسلام کے ضابطہ حیات کو تاقیامت کامل اور فلاح و بہبود کا سامن نہیں سمجھتی تو وہ اس کا اعلان کیوں نہیں کرتی؟ تاکہ ہم ان ارباب حکومت کو بھی مرتدین کی فہرست میں داخل کر کے ان کے ساتھ اپنی جہاں معاملہ کریں۔

دوسرا مطالبہ قادیانیوں کی اقلیت قرار دینے کا ہے، ان زنادقہ کی اصل شرعی سزا تو یہ ہے کہ سب کو تہ تیغ کر کے سرزمین پاک کو ان کے ناپاک وجود سے بالکل پاک کر دیا جائے۔ مگر سخت حیرت اور افسوس ہے کہ اسلام کی نام لیا حکومت انہیں اقلیت قرار دینے پر بھی تیار نہیں۔

میں مرکزی حکومت سے اس کی بہبود و خواہی اور دنیا و آخرت دونوں میں اس کی سزا دہی کے جذبہ کے تحت نہایت خلوص کے ساتھ یہ دونوں مطالبے کرتا ہوں، اگر خدا نخواستہ پھر بھی نشہ اقتدار سے ہوش نہیں آتا تو یہ حقیقت سمجھ لیجئے کہ قوم کے صبر کا یہ انداز بڑھ چکا ہے مزید انتظار کا تحمل نہیں اس کے نتائج کے بارے میں سوچئے اور خوب سن لیجئے۔

(پورے اشعار میں ہے اس لئے آخری دو بند انھیں ہیں)

اگر اظہار استبداد کے معنی بغاوت ہے
اگر بیزاری بیداد کے معنی بغاوت ہے
اگر اک فطرت آزاد کے معنی بغاوت ہے
تو پھر میں ایک باغی ہوں مراد بہب بغاوت ہے
بغاوت کرنے والا کم سے کم آزاد ہوتا ہے
وہ سو پابندیوں میں بھی مگر دانشاد ہوتا ہے
کہ جلیں، ہتھکڑی، بیڑی، قیود جسم میں ساری
یہ دل آزاد ہو جانا حقیقت میں ہے آزادی

آپ یہ اشعار ایسے جوش کے ساتھ پڑھ رہے تھے کہ حمیت دینیہ و بیجان موسوی کا ناقابل بیان نظارہ تھا۔

آپ نے جب مطالبہ شروع کیا تو ایک مجسٹریٹ بولے :

”آپ یہ مطالبے مرکزی حکومت سے براہ راست کریں۔“

مگر چیف منسٹر نے انہیں خاموش کر دیا۔

جب آپ فارغ ہو گئے تو صدر جلسہ چیف منسٹر اختتامی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت والا کی تقریر کی بہت تعریف کی، اور کہا :

”سیرت سے متعلق اتنی مبسوط اور ایسی معلومات افزا تقریریں

نے آج تک کبھی نہیں سنی۔“

پھر وہی بات کہی جو رسمی طور پر زبان سے تو سب کہتے ہیں مگر دل میں یہ فیصلہ کئے ہوتے ہیں کہ اس کے مطابق عمل ہرگز کبھی نہیں کریں گے، وہ رسمی بات یہ ہے :

”سیرت کی حقیقت اور رُوح یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور

اپنی زندگی اس کے مطابق بنائی جائے، زندگی کے ہر قدم اور ہر موڑ

پر اسی سے ہدایت حاصل کر کے اس کا پورا اتباع کیا جائے۔“
جلسہ برخاست ہوا تو چیف منسٹر نے الگ ہو کر حضرت والا سے کہا :
”آپ کے یہ مطالبے بالکل درست اور ضروری تھے مگر یہ اس کا موقع نہ تھا۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا :

”اس سے بڑھ کر اور کونسا موقع ہو سکتا ہے ؟ علاوہ ازیں میں نے آپ ہی کے اس آخری جملہ کی تشریح کی ہے جس میں آپ نے سیرت کی حقیقت اور رُوح بتائی ہے۔“

وہ خاموشی سے الوداعی مصافحہ کر کے چل دیئے۔

ملاحظہ :

یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ جرأت اور حق گوئی وہ بے باکی کا یہ مظاہرہ ایسے شخص کی طرف سے ہے جس کا سیاست سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں جس کے قلب میں دنیوی اقتدار کی کوئی وقعت نہیں، جو دنیوی اعزاز و مناصب سے سخت بیزار ہے جس کی کسی قسم کی امداد کے لئے اس کی پشت پر کوئی سیاسی جماعت نہیں، اور مالی تعاون کے لئے قوم کے سرمایہ کا کوئی فنڈ نہیں، سوائے مالک حقیقی کے کسی پر نظر نہیں۔ کسی سیاسی لیڈر کا ایسی تقریر بھانڈا کوئی کمال اور تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ اسے ہر قسم کی امداد کے لئے پوری جماعت کا تعاون حاصل ہوتا ہے اس لئے حکومت کو بھی اس پر ہاتھ ڈالنے سے پیشتر کافی غور و فکر کرنا پڑتا ہے اس کے گھڑلو مصارف اور مقدمات لڑنے کے لئے قوم سے حاصل کردہ فنڈ موجود ہوتا ہے پھر یہ کہ سیاسی لیڈر کے لئے ایسی تقریریں جھانڈا، جلوس نکالنا، ہنگامے کروانا، پولیس کے ڈنڈے کھانا اور جیل میں جانا تو بہت مرغوب پیشہ ہے، اس سے اس کی لیڈری

چمکتی ہے، خوب داد ملتی ہے، سیاست میں اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے، قوم کی طرف سے مال و جاہ کے گراں قدر عطیات، زندہ باد کے نعرے اور آئندہ کے لئے حصول اقتدار کی توقعات، ان چیزوں کی بے لگام ہوس اس کے لئے تمام مصائب و آفات کو آسان بلکہ لذیذ بنا دیتی ہے، محبوب تک پہنچنے کے ذرائع بھی محبوب ہوتے ہیں، پولیس کا ایک ایک ڈنڈا اور جیل کا ایک ایک لمحہ ان کے لئے باعث ترقی درجات اور ذریعہ وصلِ لیلیٰ ہوتا ہے۔ مقولہ مشہور ہے:

صَرَبُ الْحَبِيبِ زَبِيبٌ.

”محبوب کی مارکشمش ہے۔“ یعنی میٹھی اور لذیذ ہے۔

اسی طرح یہ حقیقت بھی مسلم ہے:

صَرَبٌ فِي الْحَبِيبِ زَبِيبٌ.

”محبوب کے عشق میں بڑی سے بڑی مار بھی کشمش ہے۔“

ہر ذلت اور ہر اذیت پر سیاسی لیڈر بزبانِ حال یہ نعرہ لگاتا ہے۔

اَجِدُ الْمَلَامَةَ فِي هَوَاكَ لَذِيذَةً

حُبًّا لِّذِكْرِكَ فَلْيَكْمَنِي اللُّؤْمُ

”تیرے ذکر سے محبت کی وجہ سے تیرے عشق کے بارے میں مجھے

ملامت بھی لذیذ معلوم ہوتی ہے، اس لئے مجھے ملامت کرنے والے

خوب ملامت کریں۔“

جب حُبِ ذکر کا یہ کرشمہ ہے تو حُبِ وصل کا اندازہ لگائیے کہ اس کی بدولت

کتنی بڑی تلخیاں کس قدر شیریں و لذیذ ہو جاتی ہوں گی۔ وَاللّٰهُ الْحَفِیْظُ.

یہ ہیں سیاسی لیڈر۔

اَلَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ

”مگر وہ لوگ جو ایمان اور اعمالِ صالحہ میں پختہ ہیں اور وہ بہت

کم ہیں۔“

ڈاڑھی کی توہین کرنے والے افسر پر

حمیتِ دینیہ و نسبتِ موسویہ:

① ایک بہت اونچے درجہ کا سرکاری افسر ریٹائرڈ کلج یا یونیورسٹی میں

ایک بزرگ کا ہم جماعت رہا تھا، یہ بزرگ حضرت والا کے پیڑ بھائی اور حضرت

پھولپوری قدس سرہ کے خلیفہ و مجاز بیعت تھے۔ اس افسر نے پُرانی بے تکلفی کی

بنا پر اُن بزرگ کی ڈاڑھی مبارک کی طرف اشارہ کر کے یوں بکواس کی:

”یہ کیا حماقت ہے؟“

انہوں نے حضرت والا سے اس کا تذکرہ کر دیا۔ حضرت والا نے پہلے تو انہیں

یوں ڈانٹ پلائی:

”آپ نے اس مردود کا موقع ہی پر گلا کیوں نہ دبایا؟“

یہ افسر نماز فجر دارالافتاء والارشاد کی مسجد میں پڑھتا تھا۔ حضرت والا نے نماز کے

بعد سب نمازیوں کے سامنے اس بارہ میں اس سے پوچھا۔ وہ خاموش رہا۔ پس آپ

پر جلالِ موسوی غالب آگیا، فرمایا:

”خبیث، مردود، ابلیس بولتا کیوں نہیں؟ میں اس لئے تجھ

سے پوچھ رہا ہوں کہ میرے پاس شہادتِ شرعیہ نہیں، ورنہ میں تجھے

فوراً اسی وقت ذبح کر کے جہنم رسید کر دیتا، اب میرے سامنے قرار

کر لے تو ابھی تماشا دیکھ، یہیں مسجد ہی میں تجھے جہنم رسید کروں گا۔“

بہت ڈانٹا، خوب لتاڑا، شیطان، مردود، خبیث جیسے القاب سے خوب

نوازا۔ اس پر سکتہ طاری رہا۔ اس نے بغضِ انتقام ڈپٹی کمشنر کے ہاں حضرت والا کے خلاف شکایت داخل کر دی:

”آپ نے مذہبِ شیعہ کے خلاف بہت اشتعال انگیز تقریر کی ہے، جس کی وجہ سے نقضِ امن اور فساد کا شدید خطرہ ہے۔“ ڈپٹی کمشنر نے حضرت والا کو بلوایا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے حلقہٴ احباب میں فرمایا:

”میں نے آج تک سرکاری مہان کی حیثیت سے کبھی کسی بگڑی تقریب میں شرکت کی دعوت قبول نہیں کی، ایسے مواقع میں شرکت سے ہمیشہ معذرت ہی کرتا رہا ہوں، مگر آج مجھے بزعیم حکومتِ مجرمانہ حیثیت سے بلوایا گیا ہے، اس لئے ضرور جاؤں گا، حکومت کا معزز مہان بننے سے مجھے عار ہے، بزعیم حکومتِ مجرمانہ پیشی سے عار نہیں۔“ پھر دارالافتاء والا ارشاد کے عملہ اور اہل خانہ سے فرمایا:

”میں آج ڈپٹی کمشنر سے ایسی باتیں کہنے والا ہوں کہ ان کے پیش نظر میری واپسی مشکل ہے، جیل میں جانے کا ظن غالب ہے، آپ لوگوں کو پہلے سے اس لئے بتا دیا ہے کہ جیل میں جانے کی اچانک خبر سن کر گھبرائیں نہیں۔“

پھر ایک مولوی صاحب کو ”دارالافتاء والا ارشاد“ کے نظم سے متعلق چند ہدایات ارشاد فرما کر جیل میں جانے کے لئے تیار ہو کر تشریف لے گئے۔ ڈپٹی کمشنر بلا تہید بولے:

”علماء کو تیز اور انتشار پیدا کرنے والی تقریروں سے احتراز کرنا چاہئے۔“

حضرت اقدس نے فرمایا:

”مقدمہ کی سماعت کا یہ نزالہ دستور دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا ہے،“

کسی پر الزام کو بلا تحقیق ہی صحیح تسلیم کر لینا شرعاً ناجائز ہونے کے علاوہ خلافِ عقل بھی ہے۔ صحیح طریقہ تو یہ ہے کہ پہلے ملزم سے دریافت کیا جائے، اگر وہ ارتکابِ جرم سے انکار کرے تو مدعی سے شہادتِ شرعیہ طلب کی جائے، اگر وہ شہادتِ پیش نہ کر سکے تو ملزم کو قسم دی جائے۔ اس تفصیل کے مطابق ثبوتِ جرم کے تین طریقے ہیں:

۱۔ مجرم کا عدالت میں خود اقرار کر لینا۔

۲۔ مدعی کا شہادتِ شرعیہ پیش کرنا۔

۳۔ شہادت نہ ملنے کی صورت میں مجرم کا قسم سے انکار کرنا۔

ان تین طریقوں میں سے کسی ایک سے جرم ثابت ہو جائے تو مجرم کو نصیحت کی جائے یا مناسب سزا دی جائے۔

علاوہ ازیں آپ کو یہ تو سوچنا چاہئے تھا کہ مذہبِ شیعہ کے خلاف تقریر کرنے پر کوئی شیعہ آپ کے ہاں درخواست پیش کرتا، یہ درخواست گزار شیعہ نہیں۔“

پھر حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ڈپٹی کمشنر کے سامنے حقیقتِ حال واضح فرما کر ارشاد فرمایا:

”میری طرف سے صرف دھمکی ہی نہیں تھی بلکہ اگر فیضیت میرے سامنے اقرار کر لیتا یا اس کے کفر بکنے پر مجھے شہادتِ شرعیہ مل جاتی تو میں واقعہً ایسے مردود کو جہنم رسید کر دیتا، اگر آپ کو اس میں کچھ تردد ہو تو یہیں مجلسِ عدالت ہی میں اپنے سامنے اس کا تجربہ کر لیجئے کوئی ایسی بکواس کر کے دیکھے اسے یہیں جہنم رسید کروں گا۔“ ڈپٹی کمشنر نے کہا:

”کوئی مسلمان تو ایسا نہیں کہہ سکتا۔“

حضرت والا نے فرمایا:

”اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ مردود مسلمان نہیں، مسلمان ہوتا

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کو حماقت نہ کہتے،

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی گستاخی ہرگز نہ کرتا۔“

حضرت والا کا ہجہ ایسا تیز اور آواز اتنی بلند تھی کہ عدالت کے بندکمرے سے

باہر بیٹھا ہوا مجمع بھی سن رہا تھا اور حیران تھا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ ڈپٹی کمشنر منظر

دیکھ کر گھبرا گیا اور اس نے چاہا کہ اب آپ باہر تشریف لے جائیں، مگر حضرت والا

اس پر بدستور مسلط رہے۔ اس نے یہ تدبیر نکالی کہ گھنٹی بجاکر چیراسی کو بلایا، اور اسے

دوسرا مقدمہ پیش کرنے کا حکم دیا۔ دوسرے مقدمہ کی فائل ڈپٹی کمشنر کے سامنے آگئی

اور اس سے متعلقہ افراد کمرے میں پہنچ گئے، اس کے باوجود حضرت والا بیٹھے رہے

اور ڈپٹی کمشنر سے فرمایا:

”میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک عزت کا دعویٰ دائر

کرتا ہوں، آپ ابھی لکھیں۔“

وہ خاموش رہا، حضرت والا نے اس سے پوچھا:

”حکومت کے آئین میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک

عزت کے دعویٰ کی سماعت کا کوئی قانون ہے؟“

اس نے کہا: ”نہیں۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”اسلام کے نام پر قائم ہونے والی حکومت میں کسی بھنگ اور

چمار کی ہتک عزت کا دعویٰ سننے اور اس پر سزا دینے کا قانون تو ہے

مگر سیدہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک عزت کا دعویٰ سننے اور

آپ کی شان میں گستاخی کرنے والے مردودوں کو سزا دینے کا کوئی

قانون نہیں؟

اس نے پھر کہا: ”نہیں۔“

اس کے بعد حضرت والا باہر تشریف لے آئے۔ ”بغلیں جھانکنے“ کا محاورہ

بہت مشہور ہے، اور بہت عرصہ سے سن رہے تھے، مگر اس کے صحیح مصداق کا

مشاہدہ پہلی بار اس مجلس میں ہوا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کرسی پر بیٹھے واقعۃً بغلیں

جھانک رہے تھے۔

خاندانی روایات:

بعد میں حضرت والا نے مجلس احباب میں فرمایا:

”الحمد للہ میں ایسے خاندان کا فرد ہوں کہ انگریزی تسلط کے دور

میں جبکہ ایک معمولی سپاہی کا رعب آج کے صدر مملکت سے بھی

زیادہ تھا ہمارے اکابر میں سے ایک عالم نے مجلس عدالت میں کرسی

اٹھا کر انگریز جج کے سر پر دے ماری تھی۔“

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خدائی کا دعویٰ کرنے

والے ایک مردود کو اٹھا کر گڑبنا نے کی دہکتی ہوئی بھٹی میں جھونک

دیا تھا۔“

رگ جنوں:

مزید فرمایا:

”میرے دماغ میں ایک ”رگ جنوں“ ہے جو اسلام یا حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا کوئی واقعہ دیکھ کر یا ایسی کوئی بکو اس سُن کر پھٹک اٹھتی ہے، پھر اسے اس وقت تک سکون نہیں آتا جب تک کہ ایسے خبیث اور مردود کو جہنم رسید کر کے اس کے ناپاک وجود سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک نہیں کر دیا جاتا۔
یہاں بھی وہ ”ملاحظہ“ پھر دہرا لیجئے جو اوپر کے میں گزرا۔

ایک صدر مملکت کے کفریہ کلمات پر عجیب شعر:

۹ ایک جنرل صدر مملکت کے کچھ اسلامی رجحانات اور اس سلسلہ میں بعض اقدامات دیکھ کر نا تجربہ کار لوگوں نے اسے ”امیر المؤمنین“ کے خطاب سے نوازا، مگر اس نے ایک کھلے جلسہ میں مجسمہ سازی، مصوری، رقص و سرود اور عورتوں کی لپہ لپگی جیسے منکرات و فواحش کو جائز بتایا، بلکہ ان کبیرہ گناہوں کی توصیف کو بھی عین اسلام قرار دیا، اس کا یہ مضمون اخباروں میں شائع ہوا، مگر کسی سیاسی مولوی کے کان چوں تک نہ ریگی، حصول اقتدار کی توقع میں سب کی زبانوں پر مہر سکوت لگی رہی۔

ایسے لوگوں کے بارہ میں شیخ ابو علی دقاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ سَكَتَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ شَيْطَانٌ آخِذٌ

”جو حق بات کہنے سے خاموش رہا وہ گونگا شیطان ہے۔“

حضرت اقدس نے اس جنرل کی اصلاح کی زبانی اور تحریری ہر ممکن کوشش کی، اس کے قریبی حلقہ کے ذریعہ اسے اعلان توبہ کی تلقین کی، مگر جب امید قبول نہ رہی تو حضرت والا نے اسے بہت سخت خط لکھا اور اپنی تقریروں و تحریروں میں اُس پر بہت شدید نکتہ زبانی، خط میں اور عام تقریروں و تحریروں میں بھی حضرت والا بار بار اس شعر کا تکرار فرماتے رہے۔

بُت گری و قرض کی توصیف بھی ہو عین میں
یہ امیر المؤمنین ہے یا کہ ابلیس لعین

جب سیاسی مولوی حصول اقتدار سے یابوس ہو گئے تو اسی جنرل کے سخت خلاف ہو گئے جس کی تعریف میں رطب اللسان تھے، اور حضرت والا سے وہ پلنی تحریریں اور وہ شعر طلب کرنے لگے، مگر حضرت نے دینے سے انکار فرما دیا، اور ارشاد فرمایا:
”بعون اللہ تعالیٰ میری موافقت و مخالفت صرف اللہ تعالیٰ ہی

کے لئے ہوتی ہے اقتدار کے لئے نہیں۔“

یہاں بھی بک کے آخر میں مذکورہ ”ملاحظہ“ پھر دیکھ لیں۔

عید گاہ میں فوٹو گرافر:

۱۰ ایک بار ناظم آباد کی عید گاہ میں نماز سے قبل ایک فوٹو گرافر فوٹو لینے لگا حضرت والا نے اُسے منع فرمایا، وہ باز نہ آیا تو آپ کے ایک شاگرد نے اسے للکارا اس کی طرف بڑھتے ہوئے گرجدار آواز سے کہا:
”تجھے ابھی قتل کرتا ہوں“

وہ تو سر پر پاؤں رکھ کر ایسا بگڑٹ بھاگا کہ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا، شاید اپنے گھری پہنچ کر دم لیا ہو، بیوی سے کہہ رہا ہوگا:
”جان بچی لاکھوں پائے“

حالانکہ وہ بہت لحیم شحیم اور قد آور تھا اور یہ طالب علم بہت ہی نحیف اور مخقر جسم، قوت ایمانی غالب آگئی۔

نماز عید کے بعد ایک دوسرا فوٹو گرافر حضرت والا کی خدمت میں آکر کہنے لگا:
”اگر یہ فعل حرام ہے تو علماء فوٹو کیوں کھینچواتے ہیں؟ اور ان کے

فوٹو اخباروں میں کیوں شائع ہوتے ہیں؟ اگر یہ پیشہ حرام ہے تو ہمیں کیا ضرورت کہ حرام آمدنی سے اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ پالیں، اس کی بجائے ہم کوئی حلال پیشہ کیوں نہ اختیار کر لیں؟
حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

”آپ علماء کا عمل نہ دیکھیں بلکہ ان سے مسئلہ پوچھیں، کوئی عالم بھی اسے جائز نہیں کہے گا، آپ خود تحقیق کریں اگر کوئی ایک عالم بھی اسے جائز کہہ دے تو مجھے بتائیں۔“
بعد میں حضرت والا نے فرمایا:

”اس فوٹو گرافر کی باتوں سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ علماء کی مداخلت بلکہ مجالس محصیت میں شرکت کا یہ اثر ہے کہ عوام ایسے منکرات کو حلال سمجھنے لگے ہیں۔ عوام کی گمراہی اور ارتکاب منکرات کا وبال اور عذاب ایسے مولویوں پر بھی ہو گا جو اس قسم کے منکرات سے نہیں روکتے، بلکہ خود بھی شریک ہو جاتے ہیں۔“

میرے علم میں ایسے علماء بھی ہیں کہ انہوں نے تصویر کی حرمت پر مفصل و مدلل کتابیں لکھی ہیں مگر اپنی مجالس اور تقریر میں اس کی حرمت بیان نہیں کرتے، اور اس کے عذاب سے نہیں ڈراتے، بلکہ ایسی مجالس میں شریک بھی ہو جاتے ہیں جہاں تصویر لی جا رہی ہو، اس سے بڑھ کر یہ کہ کوئی فوٹو گرافر خود ان کی تصویر لے رہا ہو تو اسے منع نہیں کرتے، حتیٰ کہ فوٹو گرافر تصویر لینے کی اجازت طلب کرے تو صراحتاً یا اشارۃً اسے اجازت دے دیتے ہیں۔

تصویر کی حرمت پر ایسے عالم کی کتاب کا کیا فائدہ؟ جب کہ اس

کے عمل کو پوری دنیا دیکھ رہی ہے، اور کتاب کو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدمی دیکھتا ہے، پھر جس نے کتاب دیکھی اس پر کیا اثر ہو گا؟ وہ یہ سوچتا ہو گا کہ جب حرمت پر کتاب لکھنے والا عالم خود ہی علانیہ حرام کام کر رہا ہے تو ہم جیسے عوام کے لئے کیا حرج ہے؟ اللہ تعالیٰ ایسے علماء کو فکر آخرت عطا فرمائیں۔“

کراماتی طمانچا:

① دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار میں مشرقی پاکستان کے ایک نوجوان طالب علم پر ایک آسیب مسلط ہو گیا، اس کا مطالبہ یہ تھا:

”میں اس کا ہم سبق ہوں اسے میں بذریعہ ہوائی جہاز ڈھکا لے جاؤں گا کرایہ دارالعلوم کی طرف سے دیا جائے، وہاں جا کر ہم دونوں مولانا صاحب سے درس نظامی کی تکمیل کریں گے، اس کے بعد دونوں ایم اے کریں گے، پھر میں اپنی بہن کی شادی اس سے کروں گا۔“

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دفع آسیب کے لئے اپنی مشہور انگوٹھی اسے دی، مگر اس نے بہت گستاخانہ انداز سے انگوٹھی بہت دور پھینک دی، اور دارالعلوم سے جہاز کے کرایہ کا مطالبہ جاری رکھا۔ حضرت عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجبوراً اس کے ساتھ بغرض حفاظت ایک اور طالب علم بھی تیار کیا اور اسے دو آدمیوں کا کرایہ دارالعلوم سے بطور قرض دے دیا۔

یہ دونوں کراچی پہنچے تو اپنے ایک دوست سے ملاقات کے لئے ”دارالافتاء والارشاد“ میں آگئے، یہاں ایک کمرے میں آسیب زدہ نوجوان نے اودھم مچا دیا،

چلا کر اشعار پڑھنے لگا اور خوب اُچھلنے کودنے لگا۔ حضرت والا شور مچا کر اس کمرے کی طرف تشریف لے گئے، کمرے میں داخل ہوتے ہی آسیب حملہ کرنے کی غرض سے بہت جوش اور غضب کے ساتھ آپ کی طرف بڑھا، آپ نے اسے ایک ایسا طمانچا لگایا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا، دو تین منٹ کے بعد آنکھ کھولی اور یہ کہہ کر چلا گیا:

”میں جا رہا ہوں، آئندہ کبھی نہیں آؤں گا۔“

حاضرین اس طمانچے کی زبردست آواز سن کر حیران رہ گئے، اور یہ طمانچا ”کراماتی طمانچا“ کے نام سے مشہور ہو گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طمانچے سے ایک قطبی مرگیا تھا، ایک ہی طمانچے نے اس کا کام تمام کر دیا، اور یہاں نسبت موسویہ کے اثر سے ایک ہی طمانچے سے جن بے ہوش ہو گیا۔

حضرت والا نے دونوں کے ہوائی جہاز کے ٹکٹ واپس کروا کر رقم دارالعلوم

بجوا دی۔

طنائیں ٹوٹ گئیں خیمے ہی اُڑ گئے:

(۱۲) ایک خاتون پر آسیب کا حملہ ہوا، ایک عامل کو بلا لیا گیا، اس کے علاج سے اسے تو کیا نفع ہوتا، اُلٹا اس کی دوسری بہن پر بھی حملہ شروع ہو گیا۔ عامل صلیب پوری رات عملیات پڑھتے تھے، کئی راتیں اسی طرح رات بھر پڑھتے گزاریں مگر اثر اُلٹا۔ حتیٰ کہ اس لڑکی کے تین بھائی بھی آسیب کی لپیٹ میں آ گئے، یہ کُل پانچ بہن بھائی تھے، پورا خاندان ہی گرفتار ہو گیا۔ دفعِ آسیب کے لئے مکان میں اذانیں دینے کا سلسلہ شروع کیا گیا، شب و روز مسلسل باوازن بلند اذانوں کی آوازیں محلہ بھر

میں گونج رہی تھیں، مگر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا، پورا محلہ پریشان تھا، خاندان کے بچوں افراد پر پے پے اس قدر شدید حملے ہو رہے تھے کہ جانگاہی کی صورت نظر آ رہی تھی، بالآخر جنات کے قبیلہ کا رئیس بولا:

”اس لڑکی کے سسرال والے اسے پسند نہیں کرتے، وہ اسے رکھنا نہیں چاہتے، اور طلاق دینے میں بے عزتی سمجھتے ہیں، اس لئے انھوں نے فلاں عامل کے ذریعہ ہمیں بھیجا ہے کہ اس لڑکی کو جان سے مار دو۔ لڑکی کی ساس نے اس مقصد کے لئے فلاں عورت کو فلاں عامل کے پاس بھیجا ہے، اس عامل نے یہ کام ہمارے ذمہ لگایا ہے۔“

پھر اس رئیس جن نے اپنے قبیلہ کے ایک جن کو اس کے نام سے پکار کر اس سے پوچھا:

”بتاؤ میں صحیح کہہ رہا ہوں؟“

اس نے تصدیق کی، پھر اسی طرح رئیس نے دوسرے جن کا نام لے کر پکارا اور اس سے پوچھا، اس نے بھی تصدیق کی، اس طرح دو شہادتوں سے اپنا دعویٰ ثابت کیا، اس کے بعد بولا:

”اگر اب بھی آپ لوگوں کو اس حقیقت پر یقین نہیں آتا تو اس لڑکی کی ساس اور فلاں عورت جسے اس نے عامل کے پاس بھیجا تھا دونوں کو یہاں بلاؤ، اگر انھوں نے یہ حقیقت تسلیم نہ کی تو ہم ان پر ملٹ ہو جائیں گے اور اقرار کروا کر چھوڑیں گے۔“

یہ کہہ کر اُس لڑکی پر بہت زبردست حملہ کیا، اس کے جسم کو ایسا مڑا کہ زندگی سے مایوسی ہونے لگی۔ یہ حالت دیکھ کر لڑکی کے والد نے اپنے سہمی کو ٹیلیفون کیا

اور سارا قصہ بتا کر بڑی لجاجت سے یوں درخواست کی :

”خدا را میری بچی کو طلاق دے دو اس کی جان نہ لو۔“

سمدھی نے سمجھانے کی بہت کوشش کی اور کہا :

”جنت کی باتیں قابل اعتبار نہیں ہوتیں، یہ ہمارے درمیان

اختلاف پیدا کرنے کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں۔“

مگر لڑکی کے والد نے پریشانی کے عالم میں چند منٹ کے اندر کئی بار ٹیلیفون

کیا اور ہر بار بہت لجاجت سے یہی کہا :

”جان لیوا حملے ہو رہے ہیں، میری بچی کی جان جا رہی ہے خدا

کے لئے ہمارے حال پر رحم کھائیے، فوراً طلاق دے کر میری بچی کی جان

بچائیے۔“

سمدھی صاحب پریشان ہو کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

آسیب زدہ مکان میں تشریف لے چلنے کی درخواست کی۔ حضرت والا اس قسم کے

معاملات کی خاطر کہیں تشریف نہیں لے جاتے مگر اس قصہ میں چونکہ دونوں جانب

علماء و مشائخ کا خاندان تھا، بالخصوص سمدھی صاحب کا حضرت والا کے ساتھ

بہت گہرا تعلق تھا، اس لئے حضرت آمادہ ہو گئے۔ سمدھی صاحب اور ان کی اہلیہ

کے علاوہ اس عورت کو بھی ساتھ لیا جس کے بارہ میں جنت کا دعویٰ تھا کہ اسے

عامل کے پاس بھیجا گیا ہے، جب محل وقوع کی طرف روانہ ہوئے تو جنت کا رئیس

یولا :

”حضرت مفتی صاحب تشریف لارہے ہیں اس لئے ہم جا رہے

ہیں۔“

ان سے بہت کہا گیا :

”وہ دونوں خواتین بھی ساتھ آرہی ہیں جنہیں آپ نے بلوایا تھا،

اس لئے اب آپ ان کی آمد کا انتظار کریں اور کوئی فیصلہ کر کے جائیں۔“

مگر انھوں نے ایک نہ سنی اور وہی جملہ :

”حضرت مفتی صاحب تشریف لارہے ہیں اس لئے ہم

جا رہے ہیں۔“

کہہ کر سب چلے گئے۔

حضرت والا ان کے مکان پر پہنچے تو پانچوں مریض بالکل تندرست تھے، دیکھا

کہ کمروں کی دیواریں، کھڑکیاں اور دروازے سب تعویذوں سے بھرے پڑے ہیں،

یہ تعویذ ساری ساری رات پڑھنے والے عامل صاحب نے لگوائے تھے، معلوم ہوا

کہ کمروں کے فرش میں بھی جگہ جگہ تعویذ دفن کروائے ہیں۔

حضرت والا نے فرمایا :

”دیواروں، کھڑکیوں، دروازوں اور فرش سے سب تعویذ نکال کر

جلا ڈالو۔“

اس کے بعد اس خاندان پر آسیب کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ جنت کی اس

یورش کی دور دور تک بہت شہرت ہو گئی تھی، اس لئے بہت دور سے ایک

مشہور بزرگ عالم نے بذریعہ فون لڑکی کے خسر صاحب سے اس بارہ میں دریافت فرمایا

تو انہوں نے جواب میں کہا :

”حضرت مفتی صاحب کے تشریف لے جانے سے جنت کے

خیموں کی طنائیں ٹوٹ گئیں اور خیمے ہی اڑ گئے۔“

ٹھٹھا کا ایک عامل اور اس کے جنت :

(۱۳) ایک بار حضرت والا براستہ ٹھٹھا حیدر آباد تشریف لے جا رہے تھے،

گاڑی آپ کے ایک بے تکلف عقیدتمند کی تھی جسے وہ خود ہی چلا رہے تھے۔ ٹھٹھا کے قریب پہنچے تو انھوں نے بتایا:

”یہاں ایک عامل ہے جو جنات کو بلا کر اُن کا تصرف لوگوں کو دکھاتا رہتا ہے، مثلاً کسی جن کا نام لے کر اس سے کہا کہ فلاں چیز لاؤ تو وہ فوراً سامنے موجود نظر آتی ہے، کبھی کسی جن کا نام لے کر کہا کہ فلاں چیز لے جاؤ تو وہ فوراً غائب ہو جاتی ہے۔“

انہوں نے یہ حالات بتا کر حضرت والا سے دریافت کیا:

”حضرت ان سے ملنا اور یہ حالات دیکھنا پسند فرمائیں گے؟“

حضرت والا نے فرمایا:

”میں ایسی خرافات نہیں دیکھا کرتا۔“

مگر انھوں نے ازراہ بے تکلفی یہ حرکت کی کہ عامل کے مکان کے سامنے گاڑی روک کر کہا:

”ہم اُن کے مکان پر پہنچ گئے۔“

حضرت والا نے عامل کو بلا نے کی اجازت دے دی، وہ باہر آئے تو ان سے جنات کے تصرفات دیکھنے کی خواہش ظاہر فرمائی، انھوں نے کہا:

”ابھی کچھ دیر پہلے سب جنات یہ کہہ کر بھاگ گئے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب تشریف لا رہے ہیں اس لئے ہم جا رہے ہیں۔“

عامل سے بار بار اصرار کیا گیا کہ وہ جنات کو بلا لے، اُس نے کہا:

”وہ اتنی دور بھاگ گئے ہیں کہ وہاں تک میری آواز نہیں پہنچ سکتی۔“

ایران:

(۱۴) ایران میں حضرت والا کے ایک شاگرد و مرید عالم سے کچھ لوگوں نے درخواست کی:

”ہمارے گھر میں ایک خاتون پر آسیب ہے، اس لئے آپ ہمارے مکان میں تشریف لائیں۔“

انھوں نے معذرت پیش کرتے ہوئے کہا:

”میں آسیب کا علاج نہیں جانتا۔“

مگر وہ اصرار کر کے لے ہی گئے، انھوں نے جا کر آسیب سے اپنی بلوچی زبان میں کہا:

”مجھے معلوم نہیں کہ میری پشت پر حضرت مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم کا ہاتھ ہے۔“

یہ سنتے ہی آسیب نے غضبناک ہو کر اہل خانہ سے کہا:

”مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ میرے پاس ایسا آدمی آ رہا ہے جس کی پشت پر حضرت مفتی صاحب کا ہاتھ ہے۔“

یہ کہہ کر آسیب چلا گیا۔

”میری پشت پر اپنا دست مبارک رکھیں۔“

(۱۵) ایک بار ایک بہت عمر رسیدہ عالم نے حضرت والا سے درخواست کی:

”حضرت والا مجھے بیعت فرمائیں اور میری پشت پر اپنا ہاتھ مبارک رکھیں۔“

حضرت اقدس نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو وہ بولے:

”میں دفع آسیب کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ”القول الجمیل“ سے عملیات گھنٹوں پڑھتا ہوں۔“

ہوتا، مگر آپ کا صرف نام لے دیا جائے تو سنتے ہی آسیب بھاگ جاتا ہے۔
حضرت والا نے ارشاد فرمایا:
”اگر آپ کی نظر میں بزرگی کی یہی علامت ہے تو آپ کو کوئی گرو
بھی ایسے مل جائیں گے جو آسیب کا علاج کرتے ہیں آپ ان سے
بیعت ہو جائیں۔“

نام سنتے ہی آسیب غائب:

(۱۶) ایک بار ایک عمر رسیدہ مشہور عالم مفتی نے حضرت والا سے بذریعہ
ٹیلیفون درخواست کی:

”میری نواسی پر آسیب کا دورہ پڑا ہوا ہے، حضرت والا کو تشریف
آوری کی زحمت دینا چاہتا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ آپ ایسے کاموں
کے لئے کہیں تشریف نہیں لے جاتے، مگر میں نے اس موقع پر یہ
جرات کی ہے کہ آپ میری رعایت فرمائیں گے۔“
حضرت والا نے فرمایا:

”آپ ٹیلیفون کا رسیور اس صاحبزادی کو دیں۔“

انہوں نے پکڑا دیا، حضرت والا نے آسیب سے ذراتیزہجہ سے فرمایا:
”کیا بات ہے؟“

بس اتنی ہی سی بات سُن کر وہ چیخ چیخ کر چلانے لگا:

”سلیمان علیہ السلام کی قسم میں جا رہا ہوں۔“

یہ جملہ اس نے کئی بار دہرایا، اور چلاتا ہوا بھاگ گیا۔

حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

”اگر یہ ذرا سکون سے میری بات سُننا تو میں اسے دو کبیرہ
گناہوں سے توبہ کی تلقین کرتا، ایک کسی کو ایذا پہنچانا اور دوسرا
غیر اللہ کی قسم کھانا۔“
مگر اس نے تو کوئی بات سُنی ہی نہیں، چلاتا ہوا بھاگ گیا۔

خاران کی شہزادی کا قصہ:

(۱۷) خاران کے ایک عالم حضرت والا کے شاگرد ہیں، وہ اپنے آسیب زدہ
بھائی کو آپ کی خدمت میں لائے اور ان کی عجیب داستان سُنائی، کہنے لگے:

”میں انہیں لے کر کئی مشہور عالموں کے پاس گیا، مگر کوئی فائدہ
نہ ہوا، ایک عامل نے ان کو بجلی کے جھٹکے لگائے، اس سے بھی کوئی
فائدہ نہ ہوا (اُن کے جسم میں مختلف مقامات پر سیاہ داغ دکھا کر بتایا)
یہ سیاہ داغ بجلی لگانے سے پڑے ہیں، پھر کراچی میں ایک بہت
مشہور عامل کے پاس لایا جو بہت بڑے قبرستان میں رہتا ہے، اس
قبرستان میں بہت بڑے بڑے درخت ہیں، اُن درختوں کے ساتھ
بہت موٹی اور لمبی زنجیریں لٹک رہی ہیں، عامل نے بتایا:

”ان زنجیروں کے ساتھ جنات جکڑے ہوئے ہیں۔“

عامل نے پانچ سو روپے فیس پیشگی لے لی، پھر اپنے مہتر جنات
میں سے بعض کا نام پکار کر میرے بھائی کے جن کو گرفتار کرنے کا حکم
دیا، ادھر بھائی کے جن نے لٹکار کر کہا:

”میں خاران کی شہزادی ہوں، میرے ساتھ میری فوج ہے،

میرے مقابلہ میں کوئی نہیں آسکتا، جو چاہے مقابلہ میں نکل کر لڑ چکے۔“

یہ جَنّیہ بار بار اسی طرح للکارتی رہی، عامل کے جَنّات اس کو گرفتار نہ کر سکے، عامل نے دو تین دن زور لگانے کے بعد کہا: ”میرے جَنّات بکرا مانگتے ہیں انھیں بکرا کھلاؤ تب کام کریں گے۔“ ہم نے بکرا خرید کر دے دیا، اس کے بعد عامل نے اپنے متعدد جَنّات کو ان کے نام لے کر پکارا، اور بھائی کی جَنّیہ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، اس کے جَنّات نے ہمارے سامنے بھائی کو فضا میں اُٹا لٹکا کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھنے شروع کر دیئے، بھائی کا جسم فضا میں معلق تھا اور اس کے ہاتھ اور پیروں میں ایسی حرکات نظر آرہی تھیں جیسے انہیں باندھنے کے لئے موڑا جا رہا ہے، یہ سب کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، بھائی کی جَنّیہ چلا چلا کر پکارنے لگی: ”ہائے میں پکڑی گئی، میری فوج کہاں گئی؟“ تھوڑی دیر بعد بھائی کا جسم زمین پر آگیا، اور عامل نے یقین دلایا:

”اس کی جَنّیہ گرفتار ہو گئی ہے۔“

مگر جب ہم اپنی جائے رہائش پر پہنچے تو جَنّیہ نے پھر آدھو چا، ہم پھر عامل کے پاس گئے، اس نے کہا:

”اب اس جَنّیہ کو جان ہی سے مروائے دیتا ہوں۔“

چنانچہ اس نے اپنے متعدد جَنّات کا نام لے کر پکارا، اور انہیں حکم دیا:

”اس جَنّیہ کو جان سے مار ڈالو۔“

انھوں نے پھر بھائی کو فضا میں اُٹا لٹکا لیا، جَنّیہ پھیلنے لگی:

”ہائے میں ماری گئی، میری خارا فی فوج کہاں گئی؟ آج میری فوج میرے کسی کام نہ آئی۔“

تھوڑی دیر بعد کراہنے کی آوازیں شروع ہو گئیں، اور وہ آہستہ آہستہ مدھم مدھم ہو رہی تھیں، جیسے کوئی دم توڑ رہا ہو، بالآخر خاموشی چھا گئی، بھائی کا جسم زمین پر آگیا، اور عامل نے کہا:

”بس اب تو اسے ختم ہی کر دیا ہے، مگر کئی ہے۔“

مگر ہم اپنی جائے رہائش پر پہنچے تو پھر وہی قصہ، جَنّیہ نے پھر آدھو چا، میں عامل کے پاس گیا اور اس سے کہا:

”میرے فیس کے پانچ سو روپے اور بکرے کی قیمت کے دو سو روپے فوراً واپس کرو، ورنہ میں اخبار میں اشتہار دے کر تیرے فریب کی اشاعت کروں گا، اور میری قوم کی بہت بھاری تعداد یہاں کرلیچی میں رہتی ہے، انھیں ساتھ لے کر تیرے یہ سب درخت کٹا دوں گا جن کے ساتھ زنجیر لٹکا کر ان سے جَنّات کو مقید کرنے کا ڈھونگ چاکر مخلوق خدا کو دھوکا دے رکھا ہے، فریب دے کر لوگوں کو لوٹ رہا ہے اور حرام کھا رہا ہے۔“

عامل نے یہ پوری رقم واپس کر دی، اس کے بعد جَنّیہ نے خود کہا: ”اگر مجھ سے نجات چاہتے ہو تو اپنے استاد (حضرت اقدس ملت برکاتم) کے پاس لے چلو۔“

اس لئے میں انہیں ساتھ لایا ہوں، حاضر خدمت ہیں۔“

جب اُن کا بھائی حضرت والا کے سامنے آیا تو اس پر سخت لرزہ طاری تھا، حضرت نے وجہ دریافت فرمائی تو آسیب بولا:

”آپ سے بہت ڈر لگتا ہے“

حضرت والا نے فرمایا:

”ڈر لگتا ہے تو بھاگ جاؤ۔“

اس کے بعد وہ دو تین روز تک کراچی میں رہے آسیب کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

خط پڑھتے ہی آسیب رخصت:

(۱۸) پنجاب سے علاجِ آسیب کے لئے حضرت والا کی خدمت میں درخواست

آئی، حضرت اقدس دامت برکاتہم نے آسیب کے نام خط لکھا:

”اگر آپ براہِ راست مجھے نہیں جانتے تو خاران کی شہزادی سے

میرے بارہ میں پوچھ لیجئے“

آسیب خط پڑھنے کے بعد حاضرین سے کچھ الوداعی باتیں کر کے رخصت ہو گیا۔

خاران کی شہزادی کا قصہ اوپر رکاوٹ میں گزر چکا ہے۔

”کراماتی طمانچے کی شہرت:

(۱۹) حضرت اقدس کے صاحبزادہ مولوی حامد دارالعلوم ٹنڈوالہڑی میں استاد

تھے، وہاں ایک طالب علم پر آسیب مسلط ہو گیا، اسے علاج کے لئے دارالعلوم کے

شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لایا گیا۔

مولانا نے آسیب سے اس طالب علم پر مسلط ہونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس

نے جواب دیا:

”ہم ہندوستان میں رہتے ہیں، مجھے اپنی لڑکی کے لئے بہتر رشتہ

کی تلاش تھی، بہت کوشش کے بعد میری نظر مولوی حامد پر پڑی

تو یہ ہر لحاظ سے مجھے بہت پسند آئے، مگر ان کی اس پر آمادگی بہت

مشکل نظر آرہی تھی اس لئے اس کی یہ تدبیر خیال میں آئی کہ یہ لڑکا ان

کا دوست ہے، یہ انہیں اس شادی پر راضی کر سکتا ہے، اس لئے

ہم نے اسے پکڑا ہے جب تک یہ مولوی حامد کو شادی پر راضی

نہیں کرتا ہم اسے ہرگز نہیں چھوڑیں گے“

مولانا نے اس سے فرمایا:

”آپ براہِ راست مولوی حامد کو کیوں نہیں پکڑتے؟ جس

سے مطلب ہے اسے چھوڑ کر اس کے دوست کو کیوں پکڑا ہے؟“

آسیب نے جواب دیا:

”اس کی دو وجہیں ہیں:

ایک یہ کہ ہم اپنے داماد کو تکلیف پہنچانا نہیں چاہتے۔

دوسری وجہ یہ کہ ان کے ابا کے ایک ہی طمانچے سے ایک جن

بے ہوش ہو گیا تھا، وہ طمانچا پتھر کی طرح لگا تھا، تمام جنات میں

اس کی شہرت ہو گئی ہے، اس لئے ہم مولوی حامد کو پکڑنے سے

ڈرتے ہیں“

اس سے وہی ”کراماتی طمانچا“ مراد ہے جس کی تفصیل اوپر رکاوٹ میں گزر چکی ہے۔

حضرت والا کا رُعب جنات پر:

(۲۰) ایک آسیب خود کو صحابی بتاتا تھا، اس کی زیارت اور اس سے دُعا و تعویذ

کے لئے بہت بڑا مجمع لگنے لگا، بڑے بڑے علماء و مشائخ بھی اس کے پھندے میں

آگئے، اور اس کی بارگاہ میں حاضری دینے لگے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم کو علم ہوا تو آپ اس کی مجلس میں تشریف لے

گئے، مجمع لگا ہوا تھا، وہ اپنی صحابیت بگھار رہا تھا، مجلس میں ایک مشہور شیخ الحدیث

و مفتی اور ایک مشہور شیخ طریقت عالم بھی باادب سرنگوں بیٹھے تھے، مگر حضرت اقدس کو دیکھ کر اس کے دماغ سے خمارِ صحابیت کا فور ہو گیا پھر وہ خود ہی بہن ہو گیا۔ حاضرین مجلس یہ طرفہ دیکھ کر حیران رہ گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت اقدس امت برکاتہم کی برکت سے اس شیطان کے زرغے سے بچا لیا۔

انسان کے علاوہ جنات پر بھی حضرت والا کا اس قدر رعب آپ کے تقویٰ

کا اثر ہے۔

حضرت حکیم الامتہ قدس سرہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم پر ایک بار ہمارے حضرت اقدس کے تعلق مع اللہ کے جلال و ہیبت حق کا ایسا انکشاف ہوا کہ آپ اسے اپنی مجالس میں بیان فرماتے رہتے ہیں، اس کی تفصیل عنوان ”حضرت اقدس کا مقام عشق اکابر اولیاء اللہ کی نظر میں“ کے تحت گزر چکی ہے۔ حضرت والا کی نسبت مع اللہ اور تقویٰ کا مقام اس قدر بلند ہے کہ اس کے جلال و ہیبت کے سامنے جنات تک بھی ترساں و لرزاں ہیں۔

ہیبت حق ست این از خلق نیست

ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

”یہ گدڑی والے شخص کی ہیبت نہیں، بلکہ حق جلّ شانہ کی ہیبت ہے“

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید

ترسدا زوے جن و انس و ہر کہ دید

”جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور اس نے تقویٰ اختیار کیا اس سے چن

و انس وغیرہ ہر چیز ڈرتی ہے“

حضرت والا عمت فیوضہم میں ”نسبت موسویہ“ کا ایک سبق آموز اعجوبہ

آگے جلد ثالث میں عنوان ”واردات قلبیہ“ میں آ رہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝

تیری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجاں ہو کر
دلوں میں آگ بھر دیتی ہے آہ آتشیں تیری

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

غبارِ کس
انگشتِ دہدایت

غرم



حضرت اقدس دامت برکاتہم یوں تو ہر آنے والے کے کان میں کچھ نہ کچھ دین کی بات پہنچا کر ہی چھوڑتے ہیں، آپ کی نشست و برخاست کا ہر آن ایک مستقل سبق ہے، بلکہ آپ کی زندگی پوری کی پوری شریعت مقدسہ کی ایک جلتی جاگتی عملی تصویر ہے، لیکن جمعہ کی شام آپ تلقین و ہدایت کے لئے وقت فارغ کر دیتے ہیں، جس میں اطراف و جوانب سے کثیر تعداد میں مرد اور خواتین حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں آپ نے عام ملاقات کے لئے عصر کے بعد کا وقت متعین فرما رکھا ہے، اس وقت میں بھی طالبین دین و تشنگان محبت ہی کا مجمع ہوتا ہے، دنیوی غرض سے کوئی نہیں آتا، حضرت والا اکثر ارشاد فرماتے ہیں:

”یہاں کوئی دنیوی کام نہیں ہوتا، ہم جس مال کے تاجر ہیں اور جو سامان ہماری دوکان پر ہے بس ہم سے صرف وہی طلب کیجئے، کوئی صراف کے پاس جوئی گٹھوانے یا دل کے اسپیشلسٹ کے پاس کھرنی بنوانے چلا جائے یہ کیسی حماقت اور کتنا بڑا ظلم ہے، اس لئے مجھ سے کسی دنیوی کام کی کوئی ہرگز توقع نہ رکھے، البتہ حاجات دنیویہ کے بارہ میں دُعا کے لئے کہہ سکتے ہیں، مجھے اس سے بہت مسرت ہوتی ہے، اس لئے کہ دُعا سے مالک کی طرف توجہ میں ترقی اور محبوب سے خطاب کی لذت حاصل ہوتی ہے اور بندہ کی سفارش سے مولیٰ کی رحمت۔

علاوہ ازیں اس شخص کی دینی فہم پر بھی مسرت ہوتی ہے، کیونکہ

طریق مسنون یہی ہے، تعویذ سے مجھے مناسبت نہیں، کسی کے طلب کرنے پر اس لئے دے دیتا ہوں کہ بہت سے لوگ اسی غرض سے آتے ہیں، اس طرح اُن کے کانوں تک دین کی باتیں پہنچانے کا موقع مل جاتا ہے، دُعا، اور تعویذ کی غرض سے آنے والوں کو اسی لئے بٹھائے رکھتا ہوں، جلدی سے فارغ نہیں کر دیتا، پہلے دین کی باتیں سنیں پھر تعویذ۔

اس میں ان لوگوں کے لئے دینداری اور فکر آخرت کی دولت کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہے کہ ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حاجت برآری کا طریقہ تعویذ کی بجائے رضائے مالک ہے، جو گناہ چھوڑنے سے حاصل ہوتی ہے۔

میں نے یہ طریقہ حضرت یوسف علیہ السلام سے سیکھا ہے۔ آپ کی خدمت میں دو شخص خواب کی تعبیر دریافت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے، آپ نے پہلے انہیں دین کی تبلیغ فرمائی، بعد میں تعبیر بتائی اس سے یہ سبق ملا کہ کوئی شخص کسی دنیوی غرض سے آئے تو پہلے اسے دین کی تبلیغ کی جائے، اس کے بعد اس کی حاجت پر غور کیا جائے۔

آج کل کے معاشرہ سے بھی مجھے اپنے اس معمول میں بہت تقویت حاصل ہوئی ہے، آج کل کوئی کسی وقت بھی کسی کے پاس چلا جائے اسے کچھ کھلائے پلائے بغیر خالی واپس کرنا بہت میعوب سمجھا جاتا ہے، کچھ نہ کچھ ضرور اس کے حلق میں اتار کر ہی چھوڑیں گے۔

جب پیٹ کا غذا اور دنیوی زندگی کے سامان کا اس قدر اہتمام کیا جاتا ہے تو قلب و رُوح کی غذا اور اخروی زندگی کے سامان کا اہتمام

تو اس سے بھی بدرجہا زیادہ ہونا چاہئے، اس لئے میں ہر آنے والے کے قلب میں کچھ نہ کچھ اتارنے کی کوشش کرتا ہوں، خالی واپس کرتے ہوئے شرم آتی ہے، پہلے کچھ کھاؤ پیو، تعویذ بعد میں۔“

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی یہ مجالس کیمیائے سعادت ہیں، بالخصوص نوجوان طبقہ کے لئے تو یہ مجالس اکسیر عجیب التأثير ہیں، چند ہی روز میں اُن کے دلوں کی کاپیا پلٹ جاتی ہے، اور ایسا حیرت انگیز انقلاب آتا ہے کہ زندگی کے طور و طریق ہی بدل جاتے ہیں۔

آپ کے مواعظ و ملفوظات کی نشر و اشاعت ٹیپ ریکارڈر اور مطبوعہ کتابچوں کے ذریعہ بھی بہت کثرت سے ہو رہی ہے۔ مواعظ کی کیسٹیں اور کتابچے بیرونی ممالک میں بھی بہت بڑی تعداد میں منگوائے جا رہے ہیں، بلکہ بیرونی ممالک میں کتابچے مختلف زبانوں میں مستقل طبع ہونے لگے ہیں، ہندوستان میں طباعت کا کام بڑے وسیع پیمانہ پر جاری ہے، بنگلہ دیش میں، بنگلہ تراجے اور مغربی ممالک میں انگریزی ترجمے طبع ہو چکے ہیں، بارہ زبانوں میں مواعظ شائع ہو رہے ہیں۔ اردو، براہوی، سندھی، پشتو، تامل اور انگریزی میں مطبوعہ مواعظ کی بہت کثیر تعداد میں اشاعت ہو رہی ہے۔

عربی، فارسی، ترکی، بلوچی اور گجراتی میں تراجم کی مختلف علماء نے اجازت حاصل کر لی ہے۔ ان تراجم کے علاوہ بھی کئی مختلف زبانوں میں تراجم کا شوق عوام و خواص میں روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اس طرح ملک و بیرون ملک ہر جگہ فیض جاری ہے، جس کی بدولت بہت دور و دراز مقامات کے باشندوں میں بھی بکثرت ایسے لوگ ہیں کہ آپ کے مواعظ کی کیسٹیں سن کر یا مطبوعہ مواعظ پڑھ کر ان کی زندگیوں میں ایسا انقلاب آیا کہ انہوں نے منکرات اور بدعات سے توبہ کر لی، اور صحیح مسلمان بن گئے۔ ایسے لوگوں کی کمی نہیں کہ اُن کی سبقت زندگی کو دیکھنے والے لوگ ان میں انقلاب عظیم دیکھ کر

حیران رہ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان فیوض کو تاقیامت صدقہ جاریہ بنائیں اور ان میں مزید برکت عطا فرمائیں۔ آمین۔

تذکرہ

حضرت اقدس دامت برکاتہم وعظمتیں دوسرے مذاہب پر قطعاً کوئی رد نہیں فرماتے، اس کے باوجود بریلوی عقائد کے بہت سے لوگ آپ کے مطبوعہ موعظ پڑھ کر شرکیہ عقائد سے توبہ کر چکے ہیں۔
یہ جاذبیت حضرت اقدس کے اخلاص، تعلق مع اللہ اور دردِ دل کا اثر اور کھلی کرامت ہے۔

مرتبہ

اسلام کے فضائل اور اکابر امت و سلف صالحین کے کارنامے بیان کرنے والے مشائخ و علماء تو بہت مل جائیں گے لیکن عملی زندگی کے ہر ایک موڑ پر اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات پر پوری طرح عمل پیرا ہونے والے اور اکابر کے نقش قدم پر پوری طرح چلنے والے بہت کم ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔

گھنٹہ شہادت کے بعد اسلام کا دوسرا اور اہم رکن نماز ہے لیکن نماز کو صحیح طور پر ادا کرنے کے آداب سے عوام تو کیا خواص تک بھی ناواقف ہیں، اگر کسی کو کچھ علم ہے بھی تو عملی طور پر وہ بھی بالکل صفر ہے۔ پورے آداب کی رعایت کے ساتھ نماز ادا کرنے والا کسی بڑے سے بڑے دینی ادارہ میں بھی کوئی مشکل ہی نظر آئے گا۔

الحمد للہ! حضرت والا کے یہاں نمازوں میں بھی اتباع سنت کا وہ اہتمام کیا

جانتے ہیں جن کا بڑے بڑے مولویوں کو بھی علم نہیں ہے

کہیں نہ دیکھا کہیں نہ پایا جمال ایسا کمال ایسا دکھائے کوئی اگر ہو دعویٰ جمال ایسا کمال ایسا

اسی طرح شریعت اور اتباع سنت کی روح یعنی گناہوں سے بچنے کی تعلیم و تبلیغ سے بھی بڑے بڑے مشائخ و علماء نے کنارہ کشی اختیار کی ہوئی ہے خصوصاً وہ گناہ جو معاشرہ میں پوری طرح داخل ہو گئے ہیں جیسے ڈاڑھی کٹنا یا منڈنا، تصویر رکھنا اور کھینچوانا، گانا سننا سنانا، غیبت سننا اور کرنا، سودی لین دین، بنک اور بیمہ جیسی حرام ملازمت، ٹی وی دیکھنا اور اس کی حرام تجارت، حرام آمدنی والوں کی دعوت اور ہدیہ قبول کرنا، خلاف شرع لباس پہننا یا اپنے بچوں کو پہننا، فضول و لالچنی کام و کلام، بے پردگی، دیور، جھپٹہ، نندوئی، بہنوئی، خالہ زاد، ماموں زاد، چچا زاد، بھوپھی زاد وغیرہ سے پردہ نہ کرنا، ایصالِ ثواب کے لئے خلاف شرع و عقل طریقے اختیار کرنا، اور دوسری بدعات۔

امت کو ان گناہوں سے روکنے کو تو آج کے علماء و مشائخ نے ناجائز سمجھ رکھا ہے اور وہاں نہ یہ بنایا جاتا ہے کہ اگر ان گناہوں سے بچنے کی تبلیغ کی جائے تو عوام میں بہت بڑا انتشار پیدا ہو جائے گا، ہم سے ناراض ہو جائیں گے، تعلق ختم کر دیں گے۔ مگر یہ نہیں سوچتے ۵

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِ نظر تو مرضیِ حبانہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کریہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

اگر ایک اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا تو ساری دنیا کی ناراضی کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ کو ناراض رکھا اور پوری دنیا کو راضی رکھنے کی کوشش کی تو دنیا میں بھی ناکامی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا اور آخرت میں تو ہے ہی۔

ان گناہوں سے نہ روکنے کا اثر یہ ہو رہا ہے کہ لوگ ان گناہوں کو گناہ سمجھنے کی بجائے ثواب اور باعثِ فخر سمجھنے لگے ہیں۔ علاوہ ازیں خود ان علماء و مشائخ پر یہ اثر پڑ رہا ہے کہ ان کے گھرانے بھی ان گناہوں کے سیلاب میں بہے جا رہے ہیں۔ حضرت والا ان گناہوں سے بچنے بچانے پر اس قدر شدت درداور سوز و گداز سے بیان فرماتے ہیں کہ اکثر پہلا ہی بیان سن کر بہت سے لوگ اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ ڈاڑھی منڈانے اور بے پردگی وغیرہ جیسے منکرات اور سوئم چہلم جیسی بدعات سے تائب ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کے قلب مبارک میں امت کو فواحش و منکرات سے بچانے کا ایسا درد رکھ دیا ہے اور اس میں آپ کو ایسی امتیازی شان سے نوازا ہے کہ یہ حقیقت عوام تک زبان زد ہو گئی ہے :

”اگر کہیں کوئی کسی گناہ سے بچنے اور بچانے کی کوشش کرے گا تو تحقیق کرنے پر یہ پتا چلتا ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ حضرت والا سے تعلق ضرور ہے۔ اسی طرح جسے بھی نماز صحیح طریقہ سے ادا کرتے دیکھا گیا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ حضرت والا ہی کی تعلیم کا اثر ہے۔ رع جہاں ہوگی برکت وہ ہوگی یہیں کی“

جامعات اسلامیہ کا اصل مقصد علمی ترقی کے ساتھ عملی تربیت و تہذیبِ اخلاق بھی ہے لیکن اس پرفتن دور میں جہاں جامعات کے اساتذہ و طلبہ میں علمی منزل پایا جا رہا ہے اس سے کہیں زیادہ عملی و اخلاقی انحطاط روز افزوں ہے۔ مزید برآں یہ کہ ان اربابِ طبعات کو اس عظیم خسارہ سے بچنے کا نہ ہی احساس و فکر ہے اور نہ ہی اس کی سعی و کوشش،

بلکہ روز بروز ان کے اس عجب و پندار میں ترقی ہوتی جا رہی ہے کہ ہم علم دین کے علمبردار ہیں اور صراطِ مستقیم کی طرف گامزن ہیں۔

حضرت والا کی خدمت میں مختلف جامعات سے جو اساتذہ و طلبہ استفادہ کی غرض سے حاضر ہوتے ہیں ان پر ان کی علمی و عملی کیفیت کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہاں آنے سے قبل ان کی تمام عمر ضائع کی ہے اور انہیں علمی و عملی کمالات میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ حضرت والا کی خدمت میں حاضری کے بعد جہاں علمی ترقی کی فکر پیدا ہوتی ہے وہاں عملی کوتاہیوں کے علاج اور اصلاحِ باطن کا ایسا داعیہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے گزشتہ حالات کو دیکھنے والے اس نئے انقلاب کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں :

”یہ حضرت اقدس دامت برکاتہم و عمت فیہم پر اللہ تعالیٰ کا

خاص انعام اور آپ کی کھلی کرامت ہے۔“

بس یہاں آنے کے بعد جس پر بھی ایک بار اللہ تعالیٰ کی محبت کا رنگ چڑھ جاتا ہے کوئی دوسرا رنگ اس پر غالب آ ہی نہیں سکتا۔ مختصر یہ کہ حضرت والا کے رنگِ مجلس کا وہی نقشہ ہے جو حضرت مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامتہ قدس سرہ سے متعلق یوں بیان فرمایا ہے :

جہاں میں آج تجھ سا کوئی دریا دل نہیں ساقی

مئے گل رنگ سے سیراب ہے رئے زین ساقی

ٹلوں گا میں نہ ہرگز لاکھ ہو تو خست مگیں ساقی

کہ جوئے سب بہتر ہے وہ ملتی ہے یہیں ساقی

مٹا دیتا ہے تو دم میں غم دنیا و دین ساقی

یہاں جس کو نہیں تسکین کہیں تسکین نہیں ساقی

تزی محفل میں کیا انوار ہیں اے مرہمیں ساقی

اتر کیا زمین پر آج کیا عرش بریں ساقی
یہیں سے پاؤں گا بر نعمت دنیا و دین ساقی

کہیں کیوں جاؤں تیرے میکہ میں کیا نہیں ساقی
کیس بھٹی کی دی تو نے شراب آتشیں ساقی

کہ پیتے ہی رگوں میں بجلیاں سی بھگڑیں ساقی
زبردستی لگا دی منہ سے بول آج ساقی نے

میں کہتا ہی رہا ہاں یاں نہیں ساقی نہیں ساقی
ترسی ان بخششوں پر یا الہی جان و دل صدقے

کہ مجھ سے بدترین کو بہترین مے بہترین ساقی
کہاں سے مجھ کو پہنچایا کہاں پیر معاں تو نے

نظر میں جانیج لیتا ہے کہ کس کا ظرف کتنا ہے
مرا میخانہ اب لاہوت ہے رُوح الایں ساقی

دکھائے کوئی ایسا لکنتہ رس اور دُور ہیں ساقی
سلامت تیرا میخانہ سلامت تیرے مستانے

ہم نے حضرت والا کے رنگِ مجلس کا نقشہ قرطاس پر اتارنے کی کوشش کی

مگر ناکام ہے

گر مصوّر صورت آن دستان خواهد کشید

لیک چیراغم که نازش راجپان خواهد کشید

”اگر کوئی مصوٰر اس دلربا کی تصویر کھینچنا چاہے تو ممکن ہے لیکن

میں حیران ہوں کہ اس کے ناز کا نقشہ کیسے کھینچ سکتا ہے۔“

بس اس مجلس کی لذت بدوں دیکھے حاصل نہیں ہو سکتی ع

لطف این بادہ ندانی بخدا تا بخشی

”واللہ! تو اس شرابِ محبت کی لذت اس وقت تک نہیں سمجھ

سکتا جب تک اُسے چکھ نہیں لیتا۔“

مکتبہ اسلامیہ

حضرت والا کے مواعظ میں دین کے ہر شعبہ پر بیان ہوتا ہے، بہت سے ایسے

علمی دلائل بھی آجاتے ہیں جو بڑے بڑے علماء کے یہاں نہیں ملتے اور کتبوں کے

ذخیروں میں بھی دستیاب نہیں ہو سکتے، اس لئے آپ کے مواعظ سے اصلاحِ عمل

کے ساتھ علمی ترقی بھی حیرت انگیز ہوتی ہے۔ آپ کی مجالس میں حاضر ہونے والے

علماء محبت الہیہ و فکر آخرت کے ساتھ ایسے نایاب و کثر النذر علمی جو اہر سے بھی بہرہ ور

ہونے ہیں جو لسی دوسری جگہ نہیں ملتے۔ آپ کے مواعظ کی چند خصوصیات تحریر کی جاتی ہیں:

① محبتِ نبیہ: اللہ تعالیٰ اور حضورِ ارم علیہ السلام کی محبت آپ کے

مواضع کا محور ہے، ہر وعظ بلکہ ہر مجلس میں حاضرین کو سراپ جنت سے سراسر رہانے ہے۔

ہیں۔ محمود و محط کے درمیان کھوڑے کھوڑے وقفہ سے بار بار اور محط سے آخر میں بار بار سزا

جنتِ الہیہ کی دعا، فرمائی ہیں، بلکہ سنی وقت، جن کو ملاقات کر کے واپس آئے

ابھیسی دعا سترور دیے ہیں، مگر وہ ایریں کے بی بی میں سر کے ہیں نہ اندھوں کے

(۲) روحِ محبت۔

۱۰) اگر محبت کا رُوح ترکِ معصیت ہے، لوگو! نے نفلِ عبادت کی کثرت کو محبت کا

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ
قُمْ فَأَنذِرْ

معیار سمجھ رکھا ہے، نفس و شیطان کا دھوکا ہے، آپ قرآن و حدیث کے علاوہ عقلی دلائل اور مثالوں سے بھی حقیقت خوب ذہن نشیں فرمادیتے ہیں کہ محبت کا معیار عبادات نافذ نہیں بلکہ ترک منکرات ہے، یعنی ہر قسم کے تمام گناہوں سے بچنا۔

(۳) تعلق مع اللہ: یعنی اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق جو دنیا بھر کے تمام تعلقات پر غالب رہے۔

(۴) رد بدعات: آپ بدعات کی قباحت اس انداز سے بیان فرماتے ہیں کہ بات دلوں میں اُتر جاتی ہے۔ باپ، دادا سے بدعات میں مبتلا متعصب لوگ بھی آپ کا بیان سن کر تائب ہو جاتے ہیں اور ان پر اتنا پختہ رنگ چڑھ جاتا ہے کہ اقارب و احباب کی مخالفت اور وطن و تشنیع کا ان پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوتا، بلکہ ان حالات میں وہ بڑی جرأت کے ساتھ خوب مزے لے لے کر یہ اشعار پڑھتے ہیں

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے

مگر نظر تو مرضی حبانہ چاہئے

بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر فیصلہ

کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمین میری

(۵) ترک منکرات: آپ کے مواعظ میں گناہوں سے بچنے پر بہت زور دیا جاتا

ہے، بالخصوص وہ گناہ جو معاشرہ میں اس طرح پھیل گئے ہیں کہ اس سیلاب میں علماء و صلحا کے گھرانے بھی بہہ جا رہے ہیں، گویا کہ آج کے مسلمان بلکہ مولویوں نے بھی ان

کبیرہ گناہوں کو گناہوں کی فہرست ہی سے نکال پھینکا ہے، مثلاً دیور، جیٹھ، تندوئی،

بہنوئی، چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد وغیرہ سے پردہ نہ کرنا، ڈاڑھی منڈانا یا

کٹانا، غیر شرعی لباس پہننا، تصویر کی لعنت، ٹی وی کی لعنت اور مردہ بدعات وغیرہ

(۶) موقع و محل کی رعایت: جس وقت اور جس ماحول میں جیسے مضمون کی ضرورت

ہوتی ہے آپ اسی موقع و محل کی ضرورت کے مطابق وعظ فرماتے ہیں۔

(۷) علاج امراض: حاضرین مجلس میں جو عیوب اور جو خامیاں ہوتی ہیں بدون

طلب و بدون اطلاع اللہ تعالیٰ آپ کے قلب مبارک میں انہی کی اصلاح کا مضمون القا

فرمادیتے ہیں اور وہی مضمون آپ کی زبان مبارک سے ایسے مؤثر انداز سے کہلا دیتے ہیں کہ

حاضرین کے امراض کی اصلاح بدون بتائے ہی ہو جاتی ہے۔ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا

یہ معاملہ ہو بہو اس شعر کا مصداق ہے ۵

اے لقاء تو جو آپ ہر سوال

مشکل از تو حل شود بے قیاس و قال

”آپ سے ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے آپ سے بدوں پوچھے

ہی ہر مشکل حل ہو جاتی ہے“

حاضرین کو تو اس کا ہر وقت مشاہدہ ہو رہا ہے، دُور افتادہ حضرات کے لئے اس

کی چند مثالیں آگے باب العبر میں آ رہی ہیں۔

(۸) دردِ دل: آپ کے وعظ میں دردِ دل اور سوز و گداز کا ایسا طوفان ہوتا ہے کہ

سخت سے سخت دل بھی پگھلنے لگتا ہے اور

از دل خیزد و در دل ریزد

”دردِ دل سے اٹھ رہا ہے اور دل پر گر رہا ہے“

کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہوتا ہے ۵

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں

اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

اگر کوئی کبھی اتفاقاً آپ کی مجلس میں پہنچ جاتا ہے یا آپ کا کوئی مطبوعہ وعظ پڑھ لیتا ہے یا وعظ کی کیسٹ سن لیتا ہے تو بس گرویدہ ہی ہو جاتا ہے، گرویدہ بھی محبت کے جھوٹے دعویداروں کی طرح نہیں بلکہ اس پر ایسا پختہ رنگ چڑھ جاتا ہے کہ گناہ چھوٹنے لگتے ہیں اور زندگی میں ایک انقلاب عظیم برپا ہو جاتا ہے اور اس کا حال یہ ہو جاتا ہے ۵

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مے دل میں
اُف اُف رے ستم ہائے تری ریم گاہی
نکلا بھی نہیں تیر کہ بیٹھا مے دل میں
زخمی بھی کیا کس کو؟ سینے میں چھپے دل کو
شباباش او تیر افکن! کیا خوب نشانہ ہے
کیا جانے کس انداز سے ظالم نے نظر کی
حالت ہی دگرگوں ہے مے قلب و جگر کی
تری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجاں ہو کر
دلوں میں آگ بھردیتی ہے آہ آتشیں تیری

حضرت والا دامت برکاتہم کا رنگ مجلس چھوٹوں بڑوں، بچوں بوڑھوں، مرد و عورت سب پر ایسا اثر انداز ہوتا ہے کہ جو بھی مجلس میں پہنچتا ہے پہلی ہی حاضری میں اس کا قلب حرارت عشق سے ایسا گرم ہو جاتا ہے کہ پھر وہ جہاں بھی جاتا ہے حضرت والا ہی کے گن گانے لگتا ہے۔
ایک بالکل نو عمر ننھے منے شاعر نے حضرت اقدس کے بارہ میں اپنے تاثرات

اشعار ذیل میں پیش کئے ہیں:

میسجائے زمان
تمہیں بیٹھے جو دیکھا تو کوئی پیرمیاں دیکھا
تمہیں چلتے جو پایا تو جوانوں سے جواں دیکھا
نہیں دیکھا کوئی تم سا بہت دنیا جہاں دیکھا
تمہارے حُسن میں میں نے عجب نوری سماں دیکھا
ہزاروں دل کئے سیراب تیری مست آنکھوں نے
ترے ہی روپ میں سب نے میسجائے زماں دیکھا
جواہلِ باطل و شیطان کے دل کو بھی جلا ڈالے
تمہارے وعظ میں ہم نے وہی آتش فشاں دیکھا
توفیقِ ظاہر و باطن کا ایسا شمسِ کامل ہے
ستارے ماند پڑتے ہیں جہاں تجھ کو عیاں دیکھا
”عمر“ کے زور سے باطل پہ ستاٹا رہا ہر دم
قلم میں آپ کے سب نے وہی تابِ توان دیکھا
یہ عالم آج تو تیری محبت میں مٹا لیا
تمہی کو دل، تمہی کو جاں، تمہی کو جانِ جاں دیکھا



عام طور پر علماء و مشائخ اپنی تقاریر اور مجالس میں اعمال اور اذکار و اوراد کے فضائل ہی بیان کرنے پر قناعت کرتے ہیں اور مختلف پریشانیوں اور آفتوں کا علاج مختلف وظائف اور کچھ سورتوں کا پڑھ لینا بتا دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ

لوگ جنات بھگانے کے لئے اور مصائب و آفات سے بچنے کے لئے قرآن خوانیوں کی مجالس تو کرتے ہیں لیکن قرآن کریم کے احکام کی علانیہ بغاوت کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مصائب اور پریشانیوں کے جال میں اور زیادہ پھنستے چلے جاتے ہیں۔ مصائب اور پریشانیوں کا جو علاج اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اسے نہ اس دور کے علماء و مشائخ بیان فرماتے ہیں اور نہ عوام کی توجہ اس علاج کی طرف ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا واضح اعلان ہے کہ سکون قلب اور دنیا میں راحت و سرور صرف اُسے ہی نصیب ہوگا جو اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق گزارے گا اس کی بغاوت اور نافرمانیوں سے دور رہے گا۔

ہمارے معاشرہ میں الحاد و بے دینی اور منکرات کے پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ علماء و مشائخ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ترک کر رکھا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ علماء بنی اسرائیل پر اسی فریضہ کے ترک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی۔ قرآن و حدیث میں اس فریضہ کو ترک کرنے پر بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ محمد اللہ تعالیٰ حضرت والا کی مجالس و مواعظ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا منبع ہیں، کہیں بھی گناہوں سے بچنے کی بات ہوگی یا اس کی تبلیغ کی جائے گی تو تحقیق کے بعد ثابت ہوگا کہ وہ حضرت والا ہی کی مجلس کا اثر و ثمرہ ہے، جو گناہ معاشرہ میں اس طرح داخل ہو چکے ہیں کہ انہیں گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ امت کو ان گناہوں سے بچانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو خاص امتیاز بخشا ہے۔

جو لوگ حضرت والا کی مجالس میں شریک ہوتے ہیں اور طلبِ صادق کے ساتھ حضرت والا سے اصلاحی تعلق قائم کرتے ہیں چند ہی روز کے بعد ان کا یہ حال ہو جاتا ہے ۵ سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر یہ دیوانہ اٹا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

حضرت والا سے تعلق کے بعد تعلق مع اللہ اور تعلق فی الدین کی وہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا تعلق بھی انہیں صراطِ مستقیم سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بغاوت پر آمادہ نہیں کر سکتا، جو گناہ معاشرہ میں وباءِ عام کی صورت اختیار کر چکے ہیں جیسے بے پردگی، ڈاڑھی کٹنا یا منڈانا، تصویر رکھنا اور سوئم چہلم وغیرہ بدعات۔ ان گناہوں سے بچنے کا حضرت والا کے متعلقین میں خاص اہتمام پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بے شمار واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ کسی نے حضرت والا کی ایک دو مجلسوں میں شرکت کی یا کسی مطبوع و عطا کا مطالعہ کیا یا وعظ کی کوئی کیسٹ سنی اور اس کے دل کی دنیا میں ایک انقلابِ عظیم برپا ہو گیا۔ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے بچ کر ایک سچا پکا مسلمان بننے کا بے پناہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

ان بے شمار عبرت آموز واقعات کے پرچوں میں سے بعض پرچے حضرت والا جمعہ کی مجالس میں ”باب العبر“ کے عنوان سے پڑھ کر سنوایا کرتے ہیں اور حاضرین کو سنانے سے دو مقاصد گاہے گاہے بیان فرماتے رہتے ہیں :

۱۔ دوسروں کے واقعات سن کر ہمت بلند ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو گناہوں سے بچنے کی ہمت عطا فرمادی آخر وہ بھی ہم جیسے انسان ہیں اور اسی زمانہ میں، اسی ماحول میں، اسی معاشرہ میں رہتے ہیں جس میں ہم، پھر ہماری ہمت کیوں نہیں بلند ہوتی ؟

۲۔ جن قلوب پر اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت ہوئی ان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی جائے :

”یا اللہ! تو نے جو رحمت ان لوگوں کے دلوں پر نازل فرمائی ہے وہ رحمت ہمارے دلوں پر بھی نازل فرما، جیسے تو نے ان کی دشگیری فرما کر انہیں گناہوں سے بچنے کی ہمت عطا فرمائی ہے اسی طرح ہماری بھی

دستگیری فرما اور ہمیں بھی گناہوں سے بچنے کی ہمت عطا فرما۔

انہی مقاصد کے پیش نظر یہاں چند عبرت آموز واقعات کے پرچے نقل کئے جاتے ہیں تاکہ ان سے دور افتادہ قارئین بھی عبرت اور سبق حاصل کر سکیں۔

مبتلا اور مہربان

① اللہ تعالیٰ نے حضرت دامت برکاتہم کے فیض سے ایسے بھی بے شمار مریضوں کو شفا کا مل عطا فرمائی ہے جو عشق مجازی میں اس طرح مبتلا اور مفتون تھے کہ بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔

ایسے واقعات بجز چند معمولی شکایات کے ”باب العبر“ میں نہیں لکھے گئے یہاں صرف عمومی گناہوں سے نجات کے واقعات درج کئے گئے ہیں۔

② بطور نمونہ صرف وہ پرچے نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے جو ”باب العبر“ کی تحریر کے وقت سامنے تھے، ورنہ عبرت آموز واقعات اتنے ہیں کہ سب کو جمع کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک ماہ سے قبل خط نہ لکھنے کی پابندی کے باوجود اصلاحی ڈاک اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اصلاح طلب حالات کے فوری جواب کی ضرورت کے شدید احساس کے باوجود جواب میں بہت تاخیر ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات تو کچھ مدت تک اطلاع حالات کے پرچے دینے پر پابندی کا اعلان کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے متعلقین کو شدید انتظار کرنا پڑتا ہے۔

③ خطوط اور دستی پرچوں کے طویل مضامین سے صرف ضروری اقتباسات لئے گئے ہیں۔

④ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی کچھ مخصوص اصطلاحات ہیں، آپ کے متعلقین بھی اصلاحی ڈاک میں وہی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں، اس لئے عبرت آموز

پرچے نقل کرنے سے قبل ان اصطلاحات کی تشریح پیش کی جاتی ہے:

۱۔ ٹی بی: حضرت والا ”ٹی وی“ کو ”ٹی بی“ کہتے ہیں، اس لئے کہ ”ٹی وی“ دیکھنے کا مرض آخرت کو برباد کرنے کے علاوہ جسمانی صحت کو بھی تباہ کر دیتا ہے ”ٹی بی“ کی طرح ”ٹی وی“ کا حملہ بھی اندر ہی اندر پوشیدہ ہوتا ہے، دیکھنے والوں کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ آخرت اور جسمانی صحت کو کتنی شدت کے ساتھ تباہ کر رہا ہے، پتا جبھی چلتا ہے جب پانی سر سے گزر جاتا ہے اور زندگی کی کوئی صورت نہیں رہتی۔

۲۔ ہسپتال: اس سے ”گناہ چھڑانے کا ہسپتال“ مراد ہے، یعنی حضرت اقدس دامت برکاتہم کی ”محاسن رشد و ہدایت“ جہاں بہت پرانے اور مایوس مریض بھی صرف چند دنوں میں صحتیاب ہو جاتے ہیں، دل گناہوں سے پاک صاف ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت سے منور ہو جاتا ہے۔

۳۔ دارالجنون: اس سے حضرت والا کی ”خانقاہ“ مراد ہے، جہاں پہنچتے ہی دل و دماغ پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا جنون غالب آ جاتا ہے جو محبوب حقیقی کی محبت میں آڑے آنے والے دنیا بھر کے تمام تعلقات کو کیسر کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ یہاں پہنچ کر زبان حال تو ہر شخص اور بیشتر لوگ زبان خطاب و کتاب بھی عقل دنیا کو یوں متحدی (چیلنج) کرنے لگتے ہیں۔

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابند علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہرزخ بئیر کے ٹکڑے

۴۔ تریچہلا: یہ جملہ امراض سے نجات و اعادہ شباب کے لئے ویدک کا بہت مشہور و اکسیر نسخہ ہے جو تین پھلوں کا مرکب ہے۔ آملہ، بلیلہ، بلیلہ۔ اس لئے اسے ”تریچہلا“ کہتے ہیں۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم جلد امراض باطنہ سے نجات اور محبت اللہ کے شباب کے لئے تین اجزاء سے مرکب ایک نسخہ اکسیر ارشاد فرمایا کرتے ہیں آپ نے اس نسخہ اصلاح کا نام ”ترچہلا“ رکھا ہے۔ اس کے اجزاء یہ ہیں:

۱۔ اے اللہ! میں اقراری مجرم ہوں، باغی نہیں ہوں۔

۲۔ میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔

۳۔ آئندہ گناہوں سے حفاظت فرما۔

روزانہ رات کو سونے سے پہلے یہ نسخہ استعمال کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔

۵۔ پچھاوڑا: ڈاڑھی مونڈنے کے لئے چہرہ پر چلانے کی ”سیفٹی ریزر“

۶۔ زاردوں: چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد۔

حضرت والا خواتین کو ان سے سخت پردہ کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

آپ ان ”زاردوں“ کو ”ہمزاد“ بھی کہتے ہیں، فرماتے ہیں:

”یہ نقصان پہنچانے کے لئے ہمزاد کی طرح ہر وقت لگے لپٹے رہتے ہیں۔“

کبھی آپ ان کو ”چار تخم“ سے بھی تعبیر فرماتے ہیں۔

اسی طرح خالو، چھوچھا، نندوئی، بہنوئی اور دیور، جیٹھ سے بھی پردہ کی

بہت سخت تاکید فرماتے ہیں، اور ان کے شر سے بچانے کے لئے ان سب

کے لئے بھی بہت خطرناک اصطلاحات استعمال فرماتے ہیں۔

۷۔ بنی اسرائیل کی مچھلیاں: بے پردہ عورتیں جس طرح بنی اسرائیل کے

امتحان کے لئے ہفتہ کے دن مچھلیاں تالاب کے اوپر ظاہر ہو جاتی تھیں اسی

طرح بے پردہ عورتوں کی چہل پہل میں ایمان والوں کا امتحان ہے۔

۸۔ خوانیاں: اجتماعی قرآن خوانیوں کی مروجہ بدعات۔

اب دلوں کی کایا پلٹ دینے والے اسباقِ عبرت کے اقتباسات ملاحظہ ہوں:



① جہاں کہیں دین کی بات ہوتی میں وہاں جانے کی کوشش کرتا اس طرح سالوں سال بعد حضرت والا کے وعظ کی محفلوں میں آنے کا موقع ملا تو صرف دو ہی وعظ سن کر آنکھیں کھل گئیں، بہت سی باتیں اگرچہ کتابوں میں پڑھی تھیں لیکن دل پر ان کا اثر نہیں تھا، اب اللہ تعالیٰ نے محض اپنی شانِ رحیمی و کرمی سے مجھے حضرت والا کے قدموں میں ڈال دیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسے گناہ جن کی اہمیت صرف حضرت والا کے وعظ سے معلوم ہوئی یعنی بد نگاہی، شرعی پردہ اور دیگر منکرات سے اب بڑی حد تک اجتناب حاصل ہو گیا ہے، پہلے ٹیلیوژن پر صرف بے ضرر پروگرام دیکھا کرتا تھا اب بالکل چھوڑ دیا ہے۔

تری نظروں کے صدقے اک جہم شوق ہے دل میں

ہوا آباد دم بھر میں جو تھا ویرانہ برسوں سے

② میں بیان میں آٹھ نومہ سے آ رہا ہوں حضرت والا کی توجہ اور دعا سے یہ

گناہ چھوٹ گئے ہیں:

۱۔ بد نظری جیسے مہلک مرض سے مکمل طور پر نجات۔

۲۔ ٹی بی دیکھنے کی لعنت سے مکمل پرہیز۔

۳۔ گناہ جانا سننے سے سخت نفرت۔

۴۔ غیبت کبھی کبھار شروع ہو جاتی ہے اور خیال آ جاتا ہے تو فوراً ترک جاتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

۵۔ ڈاڑھی سنت کے مطابق رکھ لی ہے۔

۶۔ ٹخنے ڈھانکنا چھوڑ دیا ہے، اب شلواری ٹخنوں سے اوپر باندھتا ہوں۔

۷۔ پہلے تصویریں اپنے ہاتھ سے بنایا کرتا تھا اور اب تصویر دیکھی بھی نہیں جاتی، اگر کبھی کسی تصویر پر نظر پڑ جاتی ہے تو استغفار پڑھ لیتا ہوں، گھر میں جو تصویریں تھیں سب جلا ڈالیں۔

۸۔ گھر میں تین افراد ہیں، والدہ، بیوی، بہن، الحمد للہ! انہوں نے بھی ٹی بی دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔

میں نے سب سے پہلے حضرت والا کا مطبوعہ وعظ "بدعات مروجہ" پڑھا، دل میں عہد کر لیا کہ آئندہ حضرت والا کے سب مواعظ پڑھوں گا، اچانک حضرت والا کے وعظ "ترک منکرات" پر نظر پڑی، اس میں آپ نے ہدایت کے تمام دروازے کھول دیئے۔ میں نے اس سے چند قرآنی آیات مع ترجمہ یاد کر لی ہیں۔ یہ وعظ پڑھ کر دل ملاقات کے لئے بے حد بے قرار ہوا اور دل میں زیارت کی سخت تڑپ پیدا ہو گئی۔ میرے دل نے اسی وقت تصدیق کی کہ یہ عالم صاحب باعمل ہیں، ان میں جذبہ ایمانی ہے، اللہ دوست، مرد مجاہد اور نڈر انسان ہیں۔

ایک مسجد کے امام صاحب نے حضرت والا کا پتا بتایا، دل میں خیال آیا اور رب کریم سے دعا کی کہ حضرت والا پردہ پر بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا بھی سُن لی تو حضرت والا نے پردہ اور ڈاڑھی پر بیان فرمایا جو اب تک دل میں ٹیپ ہے، جب سے حضرت والا کا بیان سنا ہے اس وقت سے ایک ہفتہ کے اندر میں نے کم از کم

چالیس آدمیوں کو سنا لیا ہے۔

اب میں نے عہد کر لیا ہے کہ آئندہ باقاعدگی سے ہر جمعہ کو حضرت والا کے بیان میں حاضر ہوا کروں گا۔

میرے پاس ایسے الفاظ نہیں کہ حضرت والا کا شکریہ ادا کر سکوں بس صرف دل سے حضرت والا کے لئے یوں دعا کرتا ہوں:

"مولائے کریم! اس جیسے درویش عالم اور بھی دنیا میں پیدا فرما"

دنیا میں علما، حضرات بہت ہیں مگر اللہ تعالیٰ حضرت والا جیسا جذبہ ایمان عطا فرمائیں تاکہ لوگوں کو گناہوں سے بچائیں۔

★ ★ ★ ★ ★

ان صاحب نے عام مشہور اصطلاح کے مطابق ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کو "سنت" لکھ دیا ہے ورنہ حضرت والا کے مواعظ سننے والوں کو خوب علم ہے کہ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اس سے کم کرنا گناہ کبیرہ ہے، بلکہ علانیہ بغاوت ہونے کی وجہ سے دوسرے کبار سے بڑا کبیرہ ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم لوگ حضرت والا کے وعظ سن کر ٹی بی، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، تصاویر وغیرہ رکھنے سے توبہ کر چکے ہیں۔ میری اہلیہ حضرت والا سے بیعت ہونا چاہتی ہیں۔

حضور والا! کیا یہ آپ سے اپنے ہاتھ سے لکھ کر خط و کتابت کر سکتی ہیں؟ انہوں نے درج ذیل عبارت لکھ کر دی ہے تاکہ میں اسے اس خط میں نقل کر دوں:

"الحمد للہ! میرے شوہر تو حضرت والا کا بیان کافی سالوں سے سن رہے ہیں تقریباً چھ سات ماہ سے ہر جمعہ پابندی سے جا رہے ہیں، ان ہی سے حضرت والا کے بیان سننے کا موقع ملتا ہے۔

اس سال محرم کے موقع پر حضرت والا کا مطبوعہ وعظ ”زندگی کا گوشوارہ“ کیا گیا کیا گنوا یا پڑھا، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے گناہوں سے بچالیا اور بہت سے گناہوں سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل ہو گیا۔

پہلے تو ایسا تھا کہ میں بعض نامحرموں کے سامنے بھی آتی رہی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب میں نے ہتھیہ کر لیا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ کسی کے سامنے نہیں آؤں گی، اللہ تعالیٰ دین کے ہر معاملہ میں ثابت قدم رکھیں، آمین ثم آمین۔

حضرت والا کا بیان سننے کا اشتیاق تو مجھے بھی بہت ہے، مگر بچیاں چھوٹی ہیں اس لئے ارادہ ہی کر کے رہ جاتی ہوں۔ حضرت والا کے وعظ اور واقعات اپنے شوہر سے سن سن کر ہی مجھے حضرت والا سے عقیدت ہو گئی ہے اور اب میں تقریباً ایک ہفتہ سے خواب میں حضرت والا کو پشت کی طرف سے سایہ کی طرح دیکھ رہی ہوں، اب حال یہ ہے کہ جاگتے میں بھی وہی خواب ذہن میں رہتا ہے۔

میں چاہتی ہوں کہ حضور والا اللہ کی اس گنہگار بندہ کو بیعت فرمائیں تاکہ جو مزید لغزشیں اور کوتاہیاں ہیں وہ حضرت والا کی سرپرستی میں دور ہو جائیں، آخر میں حضرت والا سے دعاؤں کی درخواست کرتی ہوں۔“

★ ★ ★ ★ ★

اس خط میں یہ امراض طور پر قابل توجہ اور عبرت انگیز سبق آموز ہے کہ ان خاتون کے قلب میں حضرت والا کا صرف ایک ہی وعظ پڑھ کر فکر آخرت اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام اس قدر پیدا ہو جاتا ہے کہ اپنے قلم کی تحریر بھی غیر محرم کی نظر سے گزرنے کو گناہ سمجھنے لگی ہیں، اس لئے مضمون خود لکھ کر اپنے شوہر سے اس کی نقل کروا کر حضرت والا کی خدمت میں پیش کیا ہے، خود اپنے قلم کی تحریر نہیں بھیجی۔

پھر جس غیر محرم کی نظر سے اپنی تحریر کو بھی پردہ کر رہی ہیں وہ کون ہے؟ جن کی

بزرگی سے متاثر ہو کر ان کے قلب میں محبت الہیہ کا ایک سمندر موجزن ہونے لگا ہے اور وہ ان سے بیعت کی درخواست کر رہی ہیں۔

ان سے پردہ کا اتنا اہتمام ہو رہا ہے اس سے اندازہ لگایا جائے کہ دوسروں سے پردہ کا کتنا اہتمام ہو گا۔

(۵) وعظ ”شرعی پردہ“ پڑھ کر یہ خیال آیا کہ اس دنیا میں کوئی عورت کیسی ہی بے حیا اور بے پردہ ہو، اس کے دل میں ذرا بھی ایمان ہے تو اسے وعظ ”شرعی پردہ“ پڑھ کر فوراً شرعی پردہ کر لینا چاہئے۔ ”شرعی پردہ“ ایک بار پورا پڑھ لیا ہے، اب روزانہ میں اسے اپنے معمولات میں داخل کرتی ہوں، یعنی روزانہ تین یا پانچ صفحے پڑھتی ہوں، اگر حضرت والا کی اجازت ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ جاری رکھوں گی ورنہ نہیں۔ ایک مرتبہ میں اپنے بھائی سے ملنے گئی وہاں اور لوگ بھی تھے، ایک صاحبہ نے کہا:

”صرف آپ ایسا پردہ کرتی ہیں دوسرا تو کوئی نہیں کرتا بلکہ پاکستان میں آپ جیسے لوگ کسی کے پاس جائیں تو کوئی اپنے پاس آنے بھی نہیں دیتا کیونکہ مردوں کو الگ اور عورتوں کو الگ کھلانا پڑتا ہے۔“ پہلے تو میں مسکرائی پھر کہا:

”وہ لوگ موت کو بھول گئے ہیں، جب مرجائیں گے تو تپا چلے گا۔“

وہ تو ایک دم خاموش ہو گئیں منہ کو قفل لگ گیا، بہت لیکچر دینے کو دل چاہ رہا تھا مگر قفل پڑ گیا تو سوچا کہ بلا ٹی، الحمد للہ۔

(۵) ایک نوشادی شدہ دولہا نے حضرت والا کے وعظ سے متاثر ہو کر دلہن کے

سامنے ڈالھی رکھنے کا عزم ظاہر کیا، دلہن کی طرف سے مسلسل یہ اصرار رہا:

”ابھی تو شادی کو چند دن ہی گزرے ہیں چند ماہ بعد رکھ لینا۔“

وہ صاحب اسے حضرت والا کے بیان میں لائے، اس مجلس میں کوئی ارشاد ڈاڑھی سے متعلق نہ ہوا تھا، اس کے باوجود مجلس پُرفیوض کا ان کے قلب پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے گھر جا کر از خود شوہر سے کہدیا:

”ابھی سے ڈاڑھی رکھ لیجئے۔“

حضرت والا کو جب شوہر نے اس انقلاب کی اطلاع دی تو دلی دُعاؤں اور مبارکباد کے علاوہ بیوی کو سو روپے کا نوٹ ہدیہ مرحمت فرمایا۔

انہیں حضرت والا کے اس ہدیہ سے اتنی خوشی ہوئی کہ اس مبارک نوٹ کی تصویر کا چہرہ مسخ کر کے نوٹ کو بہت بڑے سائز کی نہایت خوبصورت سینری میں لگا کر فریم کروالیا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”ڈاڑھی پر بیان نہ ہونے کے باوجود دلہن کے قلب پر یہ اثر حقیقت یہاں اللہ تعالیٰ کی خاطر جمع ہونے والے قلوب کی برکت ہے۔“

جب شوہر نے نوٹ کو فریم کروا کر محفوظ رکھنے کی حضرت والا سے اجازت چاہی تو حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

”نوٹ کو کسی مصرف پر خرچ کرنے کی بجائے اس طرح ہمیشہ کے لئے مجبوس کر دینا بظاہر تو اضعاف مال ہونے کی وجہ سے ناجائز معلوم ہوتا ہے مگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ تبلیغ کا بہت مؤثر ذریعہ ہونے کی وجہ سے بہت بڑی تجارت ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھنے والوں کے لئے یہ بہت بڑا درس عبرت، باعث ہدایت اور میاں بیوی دونوں کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ ہوگا، اس سے کسی ایک کو بھی ہدایت ہوگئی تو کروڑوں سے بھی زیادہ قیمتی دولت مل گئی۔“

⑥ ایک دفعہ میری ایک رشتہ دار خاتون نے کہا:

”تمہارے خاوند اس وقت نہیں ہیں، اس لئے تم میرے لڑکے کے سامنے آجاؤ کیونکہ رشتہ داری کا معاملہ ہے۔“

میں نے جواب دیا:

”وہ تو نہیں دیکھ رہے مگر میرا اللہ تو دیکھ رہا ہے۔“

⑦ پچھلے خط میں بندہ نے چند امراض لکھے تھے، جن پر حضرت نے کفریو لگا دیا جو کیمیا تاثر ثابت ہوا۔ امراض یہ تھے:

۱۔ بد نظری اتنی کثرت سے سرزد ہونے لگی تھی کہ صحتیابی سے یابوس ہونے لگا تھا، ایک فیصد بھی نہیں بچ سکتا تھا، حضرت والا کے نسخہ سے یکدم بچا نوے بلکہ چھیا نوے فیصد صحت ہوگئی، ساتھ ہی فحش تفکرات سے بھی نجات مل گئی۔

۲۔ عیب جوئی اور غیبت، اس میں بد نظری سے بھی زیادہ ابتلا تھا، حضرت والا کے نسخہ سے بحمد اللہ نوے فیصد حفاظت ہوگئی۔

۳۔ فحش گوئی، حضرت والا کا نسخہ استعمال کرنے کے بعد الحمد للہ فحش گوئی بالکل نہیں ہوئی۔

۴۔ فضول تفکرات، حضرت والا کے نسخہ سے اس میں بھی بہت کمی آگئی ہے۔

⑧ ماشاء اللہ ہماری تین سال کی بچی جب گانے یا ڈھول کی آواز سنتی ہے تو فوراً کانوں میں انگلیاں دے لیتی ہے، کوئی کاغذ تصویر والا آجائے تو فوراً پھاڑ دیتی ہے، کوئی چچی ہمارے یہاں ناخن پالش لگا کر آجائے تو اس کو جھگا دیتی ہے اور کہتی ہے:

”اللہ تعالیٰ آگ میں ڈال دیتے ہیں۔“

اس سے چھوٹی چچی جس کی عمر دو سال ہے کسی کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھ لے تو کہتی ہے:

”گندی بچی کھڑی ہو کر پانی پیتی ہے۔“

ہم سب کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

⑨ حضرت والا سے اصلاحی تعلق کی بے شمار برکات ہیں، بدعات اور منکرات سے بچنے بچانے کی کچھ تفصیل اس سے قبل تحریر کر چکا ہوں، اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا کرم ہے کہ اس ناتواں کے ذریعہ بے شمار لوگوں کو بدعات اور منکرات سے مکمل طور پر توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور ان کی زندگیوں میں انقلابِ عظیم پیدا فرمادیا، یہ محض حضرت اقدس سے اصلاحی تعلق کی برکت ہے۔

اب مزید ایک بہت بڑی عظیم تبدیلی یہ ہوئی کہ حضرت والا کا اپنی اولاد کے نام وصیت نامہ پڑھا تو میں نے اپنے اور بھائیوں کے بچے اسکول سے نکال کر حفظِ قرآن میں لگا دیئے، ایک بارہ سال کا بچہ صرف آٹھ ماہ میں حافظ بن گیا، دوسرے بچے بھی بحمد اللہ تعالیٰ توقعات سے بہت زیادہ ذہین نکلے، ان شاء اللہ تعالیٰ رمضان تک مزید چار بچے حافظ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہوا کہ حضرت والا کی دُعاؤں سے آج ہمارا کوئی بچہ بھی اسکول میں نہیں پڑھتا۔ مکمل طور پر علومِ دینیہ پڑھانے کا پختہ ارادہ ہے، فراغت کے بعد علومِ دینیہ کی خدمت کے لئے وقف رہیں گے، کوئی دنیوی مشغلہ نہ ہوگا۔ ان بچوں کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔

⑩ میرے بہنوئی کا نہ عقیدہ صحیح تھا اور نہ عمل۔ عقیدہ یہ کہ علماء دیوبند سے سخت متنفر اور جمعہ کی نماز اکاڑی کے پیچھے پڑھتا تھا، کافی سمجھانے کی کوشش کی مگر مزاج گرم کر لیتا تھا۔

حضرت والا کے بتائے ہوئے نسخوں کا استعمال شروع کیا، ہر وقت ان کی اصلاح کے لئے دُعا کرتا تھا، گزشتہ سال اعتکاف میں بھی خوب دُعا کی، اس کے

علاوہ ان کی موجودگی میں اپنی بہن اور چھوٹے چھوٹے بھانجوں کے سامنے حضرت والا کے اوصاف اور حالات بیان کرتا رہتا تھا کہ شاید مائل ہو جائیں اور حضرت والا کے مواعظ کے رسالے خاموشی سے ان کے گھر رکھ دیتا تاکہ مطالعہ کریں۔

وعظ ”منکراتِ محرم“ پڑھنے کے بعد اللہ کے فضل سے عقیدہ کی اصلاح ہو گئی اور دیگر مواعظ کے مطالعہ کے بعد ڈاڑھی بھی رکھ لی ہے، گزشتہ جمعہ کو بیان میں خود حاضر ہوئے اور کہا:

”میں نے حضرت مفتی صاحب کو خواب میں دیکھا“

ان کے ڈاڑھی رکھنے کے بعد میں نے والدین کو اور ماموں کو مبارک باد کے خط لکھے، دو رکعت نماز بطور شکر ادا کی، اللہ نے احسان فرمادیا۔

ان کے لئے استقامت کی دُعا کی درخواست ہے۔

فجر کی نماز کے بعد اپنی مسجد میں کتاب ”انوار الرشید“ سنانے کا کافی روزے معمول ہے، اس سعی کی مقبولیت اور بہتر نتائج کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

⑪ جب کبھی گھر آنا پڑتا تو راستہ سے بڑی گھبراہٹ ہوتی، موت کا بڑا خطرہ رہتا، کیونکہ ان پہاڑی علاقوں کا راستہ بہت کمٹھن ہے، اس مرتبہ کوئی پریشانی اور خوف نہ تھا کہ گاڑیوں کا حادثہ ہو جائے گا، بس الٹ جائے گی بلکہ زبان پر ذکر جاری تھا اور وعظ ”ایمان کی کسوٹی“ میں حضرت والا کا جو یہ شعر ہے ۵

مرنے کا وقت ہے اے موت اس دم آتو بہتر ہے

نظر میں میری منظر اور دل میں میرے ڈبیر ہے

یہ شعر پڑھ کر مرنے لیتا رہا، لوگ موت سے ڈر رہے تھے مگر میں نے کہا:

”ہماری زندگی مولا کے کریم کی مرضی کے مطابق ہو تو جہاں بھی اور

جس وقت بھی موت آجائے بہتر ہی بہتر ہے“

یہ تھے حضرت والا سے اصلاحی تعلق کے ثمرات۔

اس کے علاوہ ایک اور بات یہ پیش آئی کہ راولپنڈی ویکن کے اڈے پر بہت رش تھا اور گاڑی کوئی نہ تھی لوگ دو تین گھنٹے سے لائن میں کھڑے تھے، ایک شخص نے کہا:

”آج ایسی لائن لگا کر کھڑے ہیں جس طرح سینما کے ٹکٹ کے لئے“

اس پر میں نے ان سب سے کہا:

”تم لوگوں نے اللہ کی نافرمانی میں لائن لگانا شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اس مصیبت کو مسلط کر دیا کہ لگاؤ دو دو تین تین گھنٹے لائن کبھی ایسا وقت تھا کہ گاڑیاں اگرچہ کم تھیں مگر وہ آواز لگاتے تھے اور کوئی بیٹھنے والا نہ تھا، اب بیت الخلا ہو یا اور کوئی جگہ لائن میں تین تین گھنٹے کھڑے رہو“

میرے ذہن میں اس کی اس بات کا جو جواب آیا یہ محض اللہ کا احسان و کرم اور حضرت والا کی مجلسوں کے طفیل سے ہے ورنہ بندہ ناچیز کچھ بھی نہ تھا۔

آمدہ بودم بتوبے مایہ

از در دولت شدم شاہِ زمن

”میں تیرے پاس خالی ہاتھ آیا تھا، تیرے در دولت سے زمانہ

کا بادشاہ بن گیا ہوں“

کہاں سے مجھ کو پہنچایا کہاں پیرِ مغل تو نے

مرامے خانہ اب لاہوتی روحِ الایں ساقی

(۱۲) جب کعبۃ اللہ جاتی ہوں تو بس نگاہ کعبہ پر رہتی ہے اور دُعا یہ رہتی ہے:

”یا اللہ! حضرت قبلہ مجھ سے ناراض نہ ہوں“

اللہ تعالیٰ کو دل کی تمام کیفیت معلوم ہے مگر پھر بھی یوں کہتی ہوں:

”یا اللہ! حضرت قبلہ کے مجھ سے خوش رہنے کی اس لئے دُعا کرتی

ہوں کہ حضرت قبلہ ایک تار کی طرح ہیں جو مجھے آپ تک پہنچانے کا

ذریعہ ہیں اور حضرت قبلہ کے خوش ہونے سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ

مجھ سے خوش رہیں گے“

اکثر وہاں لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں، مجھے اس سے بہت کلیف ہوتی

ہے اور اللہ کے عذاب کا خیال آتا ہے تو بہت ڈر لگتا ہے۔ میں الحمد للہ سوائے کعبۃ اللہ

کی عظمت کا نظارہ کرنے کے کوئی بات وغیرہ نہیں کرتی بس ایک ہی خواہش رہتی

ہے اور اس کے لئے یہ دُعا ہوتی ہے:

”یا اللہ! بس آپ مجھ سے راضی اور خوش ہو جائیں ناراض نہ ہوں“

مجھے پیسے کے نام سے نفرت ہونے لگی ہے بعض لوگ بار بار پیسے کا حساب

کرتے ہیں، گننے کے لئے کہتے ہیں تو اس قدر متلی ہوتی ہے کہ بتا نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ

دنیا کے مال سے نفرت اور آخرت کے لئے دولت یعنی آخرت کی کمائی کی فکر

عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ میں کسی کامل جزرِ گ کے

دستِ مبارک پر بیعت ہو جاؤں، دوستوں سے ذکر کیا تو انہوں نے حضرت جی کے

بارہ میں کہا۔ ایک ساتھی نے یہ مشورہ دیا کہ استخارہ کر لو، مگر حضرت جی کی محبت اللہ تعالیٰ

نے ایسی دے دی کہ مجھ سے استخارہ بھی نہیں کیا گیا۔

میں نے حضرت جی کے مسلسل چار وعظ سنے ہیں اور حضرت جی کے مطبوعہ وعظ

کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ وعظ ”شرعی پردہ“ اور ”ترک منکرات“ پڑھنے سے بہت سے گناہ

ترک ہو گئے اور وعظ ”حفاظتِ نظر“ سے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے گناہ سے بچنے کی

توفیق عطا فرمائی جس کو چھوڑنا میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ میں اپنی تباہی لکھی سے محبت کرتا تھا، حتیٰ کہ اس کی وجہ سے پچیس یا تیس غلین بھی لکھی ہیں مگر حضرت جی کے مواعظ کی برکت سے وہ جنونی محبت بالکل ختم ہو گئی۔

(۱۴) حضرت والا! میں نے آپ کے مختلف مواعظ پڑھے ہیں اور وقتاً فوقتاً پڑھتا رہتا ہوں بہت ہی نافع ہیں۔ تصویر کے متعلق آپ کا مضمون ماہنامہ ”البلاغ“ میں پڑھا۔ اس سے ایسا اثر ہوا کہ میں نے اپنی بہن سے تقریباً پینتیس چالیس فوٹو لے کر جلا کر رکھ کر دیئے۔ رشتہ داروں اور دوستوں کے تھے سب جلا دیئے۔

(۱۵) میں کلج میں پڑھتا ہوں، میں ۲۹ شعبان کو حضرت والا کی مجلس میں پہلی ہی بار شریک ہوا اور جنون محبت لے کر اٹھا، میں نے تقریباً تین سو تصویریں جلا دی ہیں، ڈاڑھی رکھ لی ہے اور بی بی دیکھنا، گانا سننا بھی بالکل ترک کر دیا ہے، انگریزی لباس کو بھی خیر باد کہہ دیا۔ حضرت والا سے اپنی پوری اصلاح کرانا چاہتا ہوں، میرے لئے دعا فرما دیجئے، اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

(۱۶) ایک نوجوان ریلوے لائن پر اپنے خیالات میں مگن چلا جا رہا تھا کہ اچانک اسے ”دارالافتاء والارشاد“ کی مسجد کا مینار نظر آیا اور دل میں کشش سی پیدا ہوئی، کبھی جی میں آتا تو نماز بھی پڑھ لیا کرتا تھا، سوچا آج بھی اس مسجد میں ایک نماز ادا کروں۔ مسجد پہنچا تو حضرت والا کا بیان ہو رہا تھا، بیان سننا تھا کہ اندر کی دنیا بیل گئی، پلاسٹک کے مجسم کھلونوں کی دکان تھی، سب کھلونے اپنے ہاتھ سے توڑ کر جلا ڈالے، اور کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا مگر عشق مولیٰ کو کسی چیز کی کوئی پروا نہیں ہے

عشق آمد لا ابالی فالتوا

”عشق کو کوئی پروا نہیں اس کی چوٹ سے بچو۔“

ایک ریڈیو حضرت والا کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا،

”میں اسے بھی توڑ کر جلا نے ہی لگا تھا مگر خیال ہوا کہ پہلے حضرت

والا سے دریافت کر لوں، اب جیسے ارشاد ہو“

حضرت والا نے ان کی تطہیب خاطر سے ریڈیو ان سے بہت زیادہ قیمت میں خرید کر ایک ایسے شخص کو عنایت فرما دیا جس پر یہ اعتماد تھا کہ وہ غلط استعمال نہیں کرے گا۔

(۱۷) میں چالیس سال سے بد نظری کی لعنت میں مبتلا تھا، وعظ ”حفاظت نظر“ سن کر تائب ہو گیا ہوں۔

(۱۸) ایک شخص نے حضرت والا کی خدمت میں یوں درخواست پیش کی،

”میں بد نظری کا بہت کہنہ مریض تھا، وعظ ”حفاظت نظر“ سنا تو

اللہ تعالیٰ نے اس مریض کو مہلک مرض سے مجھے شفا، کلی عطا فرمائی،

اس لئے میں بطور شکرانہ یہ وعظ چھاپ کر مفت تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔“

چنانچہ حضرت والا کی اجازت کے بعد یہ وعظ پہلی بار انہوں نے ہی شائع کیا۔

(۱۹) ایک خاتون ایک مشہور بزرگ سے بیعت تھیں، ان کے وصال کے بعد

ایک دوسرے بہت مشہور بزرگ سے بیعت ہوئیں جو ترتیب سلسلہ کے لحاظ سے

حضرت والا سے بھی اوپر کے طبقہ کے تھے، مگر شرعی پردہ کی آخر تک توفیق نصیب

نہ ہوئی اور گھر میں دو عدد دٹی وی کی ڈبل لعنت موجود، حتیٰ کہ یہ بزرگ بھی انتقال

فرما گئے۔

اب انہوں نے حضرت والا کی طرف رجوع کیا تو ایسی متاثر ہوئیں کہ بیعت

ہوتے ہی مکمل شرعی پردہ کر لیا، اور بیٹی توڑ کر پھینک دیئے۔

(۲۰) مذکورہ خاتون کے شوہر کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے، جن دو مشہور بزرگوں کا

ذکر اوپر گزرا یہ ان دونوں سے یکے بعد دیگرے بیعت ہوئے مگر گھر میں بے پردگی اور

ٹی وی جیسے کبار کے علاوہ ڈارٹی برائے نام، بحمد اللہ تعالیٰ حضرت والا سے بیعت ہوتے ہی سب کبار سے تائب ہو گئے، ڈارٹی بھی پوری رکھ لی۔

یہ بہت اونچے طبقہ کے افسر ہیں، محکمہ کی طرف سے ڈارٹی چھوٹی کرنے پر اصرار کیا گیا حتیٰ کہ معطل کرنے کی دھمکی دی گئی، انہوں نے جواب میں کہا: ”ملازمت تو جاسکتی ہے مگر ڈارٹی نہیں جاسکتی“

بفضل اللہ تعالیٰ حضرت والا کی صحبت کی برکت سے ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

(۲۱) ایک خاتون نے حضرت والا کا وعظ سن کر اپنے شوہر سے کہا:

”معلوم نہیں حضرت والا کس دنیا میں رہتے ہیں۔“

شوہر نے یہ بات حضرت والا تک پہنچا دی۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”ان سے کہہ دیں ۷

میں دن رات جنت میں رہتا ہوں گویا

مرے باغِ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

میں گو کہنے کو اے ہمد امی دنیا میں ہوں لیکن

جہاں رہتا ہوں میں وہ اور ہی ہے سرزمینِ میری“

(۲۲) ایک مولوی صاحب کی اپنی بیوی سے سالوں سے کشیدگی چلی آرہی تھی،

نزاع اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی صورت دیکھنے کے روادار نہ تھے، نوبت طلاق تک پہنچنے والی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی۔

مولوی صاحب حضرت والا سے بیعت ہیں، حضرت والا کی اجازت سے بیوی

کو بھی ساتھ لے آئے۔ مجلس وعظ کی برکت سے دونوں کی نفرت و عداوت محبت سے بدل گئی، کشیدگی نام کو بھی نہ رہی۔ محبت کی کیفیت ہو گئی کہ وہ یوں کہتے ہیں:

”گویا ہماری شادی ابھی ہوئی ہے“

(۲۳) مذکور مولوی صاحب کے ایک دوست مولوی صاحب بھی اپنی بیوی

سے سخت نالاں تھے، انہوں نے جب یہ ماجرا سنا تو حضرت والا سے اجازت لے کر

پنجاب روانہ ہو گئے، بہت طویل اور انتہائی کٹھن سفر طے کرتے ہوئے رات کو گھر

پہنچے، دوسرے ہی دن بیوی بچوں کو لے کر واپس روانہ ہو گئے، بیوی کو حضرت والا

سے بیعت کرایا، ان میں بھی محبت و آشتی کی وہی کیفیت پیدا ہو گئی۔

(۲۴) ایک خاتون نے بدعات و رسوم باطلہ سے متعلق حضرت والا کا وعظ سنا

تو اس قدر متاثر ہوئیں کہ مرنے سے پہلے اپنی سب اولاد کو جمع کر کے یہ وصیت کی:

”خبردار! میرے مرنے کے بعد مروجہ رسوم میں سے کسی قسم کی

کوئی رسم نہ کی جائے۔“

سب نے ان کے رو بہ واسطہ طرح وعدہ کیا:

”آپ بالکل مطمئن رہیں ہم آپ کی وصیت پر پوری طرح عمل

کریں گے، کوئی رسم نہیں ہونے دیں گے۔“

خاتون نے کہا:

”مجھے تمہارے وعدہ پر اعتماد نہیں، تم ضرور کچھ نہ کچھ کرو گے، اس

لئے ٹیپ ریکارڈ رلاؤ، اس میں میری یہ وصیت بھرو۔“

اولاد نے ہر چند یقین دلانے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانیں، ٹیپ ریکارڈ رن گوا

کر اس میں وصیت بھری گئی تو سکون ملا۔

(۲۵) میں بہت ہی بدکار تھی، حضرت والا کی نظرِ کرم نے مجھے جہنم سے بچا لیا،

میں نے سب گناہ یکسر چھوڑ دیئے ہیں، سب سے توبہ کر لی ہے، شرعی پردہ مکمل طور پر

کرایا ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ جو لوگ میرے کردار کو جانتے ہیں وہ میرا بہت مذاق اڑائیں گے، مگر مجھے کسی کی کوئی پروا نہیں، میں نے اپنے خالو سے پردہ کیا تو میری والدہ بہت سخت ناراض ہوئیں۔ میں نے کہا:

”میں تو اب بغیر پردہ کے زندہ ہی نہیں رہ سکتی۔“

میں نے اپنے بہنوئی سے پردہ کیا تو والدہ نے مجھے بہت ہی ڈانٹا اور بہت ہی سخت ناراض ہوئیں۔ میں نے کہا:

”میں نے جب پردہ کر ہی لیا ہے تو مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی

سے کروں اور کسی سے نہ کروں، میں تو ہر غیر محرم سے پردہ کروں گی خواہ

وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہو۔“

حضرت والا کے وعظ ”شرعی پردہ“ میں پڑھا ہے کہ کبھی کسی غیر محرم مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو آواز میں بتکلف ایسی خشکی اور سختی پیدا کر لیں گویا کہ کوئی چڑیل بول رہی ہے، اس لئے اب میں چڑیل جیسی آواز بنانے کی مشق کر رہی ہوں، چند دنوں کے بعد اپنے گھر والوں کو سنا کر تصدیق کراؤں گی کہ غیر محرم سے بات کرنے کے لئے یہ آواز صحیح ہے یا نہیں۔

میں نے وصیت نامہ لکھ کر اس کی کاپیاں سب رشتہ داروں میں تقسیم کر دی ہیں، وصیت نامہ میں یہ مضمون لکھا ہے:

”میرے مرنے کے بعد سوئم وغیرہ جیسی مروجہ رسموں سے کوئی

رسم ہرگز نہ کی جائے۔ ایصالِ ثواب، غسل اور کفن دفن غرضیکہ ہر

کام سنت کے مطابق کیا جائے۔“

(۳۶) حضرت جی! میں تو بھیڑیا تھا بھیڑیا۔ حضرت جی کا مجھ پر بہت بڑا احسان

ہے کہ بھیڑیے کو انسان بنا دیا۔

(۲۷) پنجاب کے ایک مشہور عالم جو ایک مشہور جامعہ کے مہتمم ہیں حضرت والا کی خدمت میں ایک ماہ کے لئے حاضر ہوئے، چند ہی روز بعد بہت لجاجت سے عرض کیا:

”حضرت والا! اللہ مجھے معاف فرمادیں، میں حضرت والا کی بہت

غیبتیں کرتا رہا ہوں، غلط فہمیوں کا شکار رہا، حقیقت یہاں آکر کھلی

حضرت والا نے فرمایا: ”طلبِ عفو سے قبل ہی سب معاف ہے۔“

پھر مزید احسان یہ کہ بہت دُعاؤں سے بھی نوازا۔

(۲۸) حضرت اقدس کی بارگاہ میں پہنچنے سے پہلے بندہ کی یہ کیفیت تھی کہ لوگوں میں ”دیندار“، ”حضرت صاحب“، ”مولانا صاحب“ ایسے القاب سے مشہور ہونے کے باوجود بعض ایسے گناہوں میں ابتدا تھا جن کے گناہ ہونے کا احساس بھی قلب میں نہ تھا، مثلاً رمضان المبارک میں ختم قرآن کے بعد اجرت وصول کرتا، شادی غمی کی خود ساختہ رسموں میں بے دھڑک شریک ہوتا اور دل میں کبھی خیال تک بھی نہ گزرتا کہ یہ کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہا ہوں۔ حضرت والا کی خدمت میں حاضری کے بعد ان گناہوں کو گناہ سمجھنے اور ان سے تائب ہونے کی توفیق ملی۔

امسال ایک مشہور دینی مرکز میں قرآن سنانے کا اتفاق ہوا، ختم قرآن کے موقع پر مسجد کے منتظمین حضرات نے کچھ ”خدمت“ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، لیکن بندہ نے دو لوگ الفاظ میں معذرت کر دی۔ وہ مُصر رہے اور بالآخر مجبور کیا کہ کم از کم آپ جوتوں کا ایک جوڑا قبول کر لیں، ہم ایک عمدہ قسم کا جوتا دینا چاہتے ہیں۔ میں نے اس سے بھی صاف انکار کر دیا، لیکن وہ مجھے بے خبری میں جوتوں کی ایک دوکان پر لے گئے، وہ اندر جا کر جوتا پسند کرنے لگے، میں آنکھ بچا کر بھاگ کھڑا ہوا، پیدل چلتے چلتے کہیں رات کے بارہ بجے اپنی قیام گاہ پر پہنچا۔

دوسرے دن ایک دوست کے ہاتھ ان کے نام یہ تحریر بھیج دی:

”میری اس روش سے آپ حضرت کی دل شکنی ہوئی ہوگی لیکن میرا کیا قصور؟ میں کسی کی دل شکنی کے خوف سے اپنی دین شکنی نہیں کر سکتا۔“

یہ سب حضرت والا کی نظر کرم کا صدقہ ہے۔

(۲۹) آج میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا، آج صبح فون پر اپنی عزیزہ کو جو گلشن اقبال میں رہتی ہیں، حضرت والا کی تعلیم فرمودہ دعا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فُجَاءَةِ الْخَيْرِ وَالْعُودُ بِكَ مِنْ فُجَاءَةِ الشَّرِّ.

”یا اللہ! میں تجھ سے نعمت غیر متوقعہ کا سوال کرتا ہوں اور آفت

ناگہانی سے پناہ مانگتا ہوں۔“

لکھوار رہا تھا اور ساتھ ہی اس کو یہ شعر پڑھوار رہا تھا جو حضرت والا خاص کیف کے ساتھ پڑھتے ہیں:

سن میرے نالے سن میرے نالے اپنا بنالے اپنا بنالے

اسی دوران اس عزیزہ کو حضرت والا کی یہ ہدایت بھی بتا رہا تھا کہ دو گناہ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی کھلی بغاوت کہا جاتا ہے:

۱۔ مردوں میں ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا۔

۲۔ عورتوں میں شریعت کے مطابق پردہ نہ کرنا۔

اچانک اسی ٹیلیفون کے درمیان ایک خاتون کی آواز آئی:

”میں ناظم آباد سے بول رہی ہوں، میں نے آپ کی پوری رقت

آمیز نصیحت سنی، میں نے اب تک برقع تو کیا دوپٹا بھی سر پر نہ

رکھا تھا، اب ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ مکمل پردہ کروں گی، مجھے

اس کے متعلق کتابیں بھی پہنچا دیجئے۔“

انہوں نے اپنا نام، شوہر کا نام، فون نمبر اور مکمل پتہ مجھے لکھوا دیا۔

میں حیران رہ گیا کہ گلشن اقبال فون کر رہا ہوں اور رب العزت ناظم آباد کی خاتون سے لائن ملا کر اسے ہدایت دے رہے ہیں۔

حضرت والا! اب تو میں اس یقین پر پہنچ گیا ہوں کہ یہ سب کچھ حضرت والا کے خلوص اور رب العزت کی توفیق کی برکت ہے کہ وہ اپنے بندوں کی کن کن ذرائع سے اصلاح فرما رہے ہیں۔

آخر میں حضرت والا سے درخواست ہے کہ مجھے یہ ضرور مشورہ فرمادیں کہ کون کون سی کتابیں اور رسالے ان خاتون کے لئے مفید ہوں گے؟

★ ★ ★ ★ ★

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ”ابو الرشید“ اور اپنے مواعظ بطور ہدیہ بھجوا دیئے۔ چند روز کے بعد اطلاع آئی کہ انہوں نے مکمل طور پر شرعی پردہ کر لیا ہے اور تہجد کی بھی پابند ہو گئی ہیں، جبکہ پہلے سر پر دوپٹا بھی نہیں رکھتی تھیں اور فرض نماز بھی نہیں پڑھتی تھیں۔

(۳۰) پچھلے جمعہ حضرت والا کی مجلس میں حاضر تھا، چونکہ حضرت حکیم الامتہ قدس سرہ کے ملفوظات کی کافی کتابیں پڑھ چکا ہوں اس لئے حضرت والا کی مجلس میں حاضر ہوا تو بہت مزا آیا، یوں لگا کہ حکیم الامتہ کا وعظ سن رہا ہوں۔ گھر آکر حضرت والا کے مواعظ کی کئی کتابیں پڑھیں، ”شرعی پردہ“ اور ”ترک منکرات“ والے کتابچے پڑھے، اب دل بے چین ہے کہ حضرت والا سے بیعت ہو جاؤں۔

آج کے پُر آشوب وقت میں حضرت والا کی باطنی تربیت حاصل ہو جائے تو خوش قسمتی ہے، اللہ تعالیٰ سے پُر امید ہوتے ہوئے حضرت والا کے حکم کا منتظر ہوں۔

(۳۱) حضورِ ارب کریم کا شکر عظیم ہے جس نے آپ سے اصلاحی تعلق نصیب فرمایا، گناہوں کا علم عطا فرمایا، بہت سے گناہوں سے بچایا اور جس میں مبتلا ہیں اس سے بچنے کی فکر میں ہر وقت لگے ہوئے ہیں۔

حضرت والا! اس سال کے آخر میں جب تک کہ سورج غروب ہو رہا تھا اس وقت غور و فکر میں تھا کہ بیعت ہونے کے بعد رب کریم کی کیسی دستگیری ہوئی۔ عرض ہے کہ جن گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے بچالیا ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

- ① بدنظری ② ٹی بی ③ ریڈیو
- ④ گانے ⑤ اخبار ⑥ رسائل
- ⑦ فضول کام و کلام ⑧ رسم و رواج ⑨ فضول ملاقاتیں
- ⑩ دوستوں کی دعوتیں جہاں گناہ کا ڈر تھا۔
- ⑪ سودی کاروبار سے بچنے کی فکر اور تنگ و دو۔
- اللہ تعالیٰ تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بچالیں۔
- اور نیک کام ہو اللہ تعالیٰ کی دستگیری سے ہو رہے ہیں وہ یہ ہیں:
- ① نماز کی پابندی و فکر ② ذکر و اذکار
- ③ فکر ہے کہ مالک ناراض نہ ہو جائے ④ شکر نعمت
- ⑤ کوئی غفلت ہو جائے تو فوراً توبہ و استغفار
- ⑥ سنت کے مطابق صورت و شکل و لباس
- ⑦ احسن الفتاویٰ ⑧ انوار الرشید ⑨ تلاوت قرآن
- ⑩ مناجات مقبول ⑪ مراقبہ ⑫ محاسبہ
- ⑬ سورۃ المؤمنون کے پہلے رکوع اور سورۃ الفرقان کے آخری رکوع پر غور

(۳۲) حضرت والا کے مواعظ کا مطالعہ

(۳۳) ہسپتال میں جمعہ اور دو تین دن مزید حاضری

(۳۴) زکوٰۃ ⑤ صدقات ⑥ قربانی وغیرہ

یہ سب حضرت والا کی دُعاؤں اور تعلق کا اثر ہے، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔ رَحْمَنُ اِنْ سَبَّ بِرِثَابِ قَدَمِ رُكْبَتَيْنِ اَوْ قَبُولِ فَرَاثَيْنِ كَيُنْكَهَ نَفْسُ وَ شَيْطَانِ كَيْ دُصُّوْكَ كَا ذُرِّ رَهْتَا هَيْ اَوْ خِيَالِ پید ہوتا ہے کہ آیا قبول ہے یا یکہ کا سبب بن جائے گا۔

خط ختم کرنے سے پہلے بندہ ہر قسم کی بے ادبی اور کوتاہی کی معافی کا اتر حد طالب ہے، اور نیا سال شروع ہوا ہے اس لئے خصوصی دُعاؤں کا طالب ہوں کہ کریم ہر قسم کے ظاہری و باطنی گناہوں سے نجات عطا فرمائیں۔ شوقِ وطن اور غلبہ شوقِ لقاء عطا فرمائیں اور بندہ کے تمام گھر کے افراد کو اور جو اس دنیا سے گزر چکے ہیں ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ بندہ کو اللہ تعالیٰ صحیح معنی میں اپنا بندہ بنالیں، سورۃ المؤمنون والفرقان کی طرح۔

(۳۲) ایک مولوی صاحب نے ”دارالافتاء والارشاد“ میں حضرت والا کی خدمت میں تمرینِ افتاء و تربیتِ باطن کی غرض سے ایک سال قیام کیا، اسی زمانہ تربیت میں کراچی کے ایک مدرسہ دینیہ میں جلسہ ہوا، جس میں اکابر علماء کے علاوہ ایک مشہور شیخ طریقت بھی تھے، بلکہ صدر جلسہ وہی تھے، جلسہ گاہ میں فوٹو گراف بھی آگئے یا بلا لئے گئے اور وہ اپنے کام میں مشغول ہو گئے، بڑے بڑے علماء و مشائخ خاموش رہے مگر یہ نوعمر طالب علم اصلاحِ منکر کے لئے کھڑے ہو گئے اور بڑے سے بڑے ذی اثر و وجاہت و شہرت کی کوئی پروا نہ کی، آخر حضرت اقدس کے تربیت یافتہ تھے، منکر کو کیسے برداشت کر سکتے؟ اور تعلق مع اللہ پر کوئی دوسرا تعلق اور وجاہت و شہرت

کیسے غالب آسکتی تھی؟ دینی ادارہ میں، علماء و مشائخ کی مجلس میں علانیہ تصویر کشی کی لعنت پر کوئی حضرت والا کا شاگرد ہو کر کیسے صبر کر سکتا ہے؟

(۳۲) اصلاح منکرات سے متعلق حضرت اقدس کے ملفوظات کی مسلسل تبلیغ جاری ہے جس کے اثر سے بہت سے علماء و طلبہ نے اپنے گھروں میں شرعی پردہ کرنے کا عزم مصمم ظاہر کیا، انہوں نے کہا:

”آج تک علماء کے طرز عمل سے ہم یہی سمجھتے رہے کہ ایسے مسائل صرف پڑھنے پڑھانے تک محدود ہیں، عملی زندگی میں ان کا کوئی حصہ نہیں، ہم نے آج تک ترک منکرات کی تبلیغ کرنے والا کوئی عالم نہیں دیکھا“

(۳۳) ایک بار ایک مسجد کے خطیب صاحب نے اپنی کسی مشغولیت کی وجہ سے اپنی مسجد میں نماز جمعہ پڑھانے کے لئے بندہ سے فرمائش کی۔ بندہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت والا کی خصوصی توجہات اور دعاؤں کی برکت سے اصلاح منکرات پر بیان کیا۔ سامعین میں سے دو نے دوران بیان ہی بھری مسجد میں کھڑے ہو کر ڈاٹھی منڈانے سے توبہ کا اعلان کیا اور آئندہ پوری ایک مشت ڈاٹھی رکھنے کا وعدہ کیا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ اس وعظ سے متاثر ہو کر اور بھی بہت سے لوگوں نے ڈاٹھیاں رکھ لی ہیں، خواص و عوام کہہ رہے تھے:

”ہم نے اصلاح منکرات پر ایسا وعظ آج تک کبھی نہیں سنا، اس سے پہلے کبھی کسی عالم کو ترک منکرات پر وعظ کہتے نہ سنا نہ دیکھا“

یہ حضرت والا کی نظر اکیسیر کیمیا تاثیر کا کرشمہ ہے کہ میرے مردہ دل میں روحِ محبت پھونک دی، مزید توجہات قلبیہ اور خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۳۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کی چند روزہ صحبت کی برکت سے اصلاح

منکرات کا درد عطا فرمایا ہے۔

ہمارے مدرسہ میں بہت بڑا عظیم الشان جلسہ تھا، بندہ جلسہ گاہ کی طرف جا رہا تھا، قریب پہنچا تو وہاں کچھ شیطانی کارندے (فوٹو گرافر) نظر آئے، بندہ وہیں سے واپس اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ گیا، جلسہ میں شریک نہیں ہوا، اُسی وقت مہتمم صاحب کو اس منکر کی اصلاح کے بارہ میں پچھ لکھ بھیجا، مگر انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی اور بروقت اصلاح منکر کا فرض انجام نہ دیا۔

جلسہ ختم ہونے کے بعد بندہ نے مہتمم صاحب سے خلوت میں ملاقات کی اور انہیں اصلاح منکرات سے متعلق خوب تبلیغ کی۔ مہتمم صاحب بہت نادام ہوئے اور وہیں اس گناہ کبیرہ سے توبہ و استغفار کیا۔ بندہ نے کہا:

”قانونِ شریعت یہ ہے کہ علانیہ گناہ سے توبہ بھی علانیہ ہونا ضروری

ہے، اس لئے یہاں آپ کی توبہ و استغفار ہرگز کافی نہیں، آپ توبہ کا اعلان کریں“

چنانچہ مہتمم صاحب نے بوقت نماز جمعہ بہت بڑے مجمع میں اس گناہ کبیرہ و جرم عظیم سے توبہ کا اعلان کیا، الحمد للہ علی ذلک۔

(۳۵) ہمارے گاؤں میں لوگ جمعہ پڑھتے تھے، جب بندہ دارالافتاء والا رشاد سے فارغ ہو کر اپنے گاؤں گیا تو بروز جمعہ بعد نماز فجر مسجد میں وعظ کیا اور لوگوں کو تفصیل سے سمجھایا کہ گاؤں میں جمعہ جائز نہیں، الحمد للہ! لوگ سمجھ گئے۔

جب دوسرے علماء کو پتا چلا تو وہ بندہ کے پاس آئے اور اس بارہ میں بحث کرنے لگے، مگر حضرت والا کی دُعا و فیضِ صحبت سے بندہ نے از روئے دلائل سب کو الجواب کر دیا۔

بندہ نے کہا:

”دنیا کا کوئی عالم اگر مذہبِ خفی میں گاؤں میں جمعہ کا جواز کرسی

کتاب سے ثابت کر دے تو میں پڑھنا شروع کر دوں گا۔“

ان علماء میں سے کسی کو دوبارہ بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

اس کے بعد صرف اس مقصد کے لئے بندہ کے ایک استاذ بندہ کے پاس

تشریف لائے، مجلس میں بندہ کے کچھ دوسرے اساتذہ بڑے علماء بھی موجود تھے،

استاذ صاحب نے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کے مصالح بیان فرمائے۔ بندہ نے جواب دیا:

”اگر کسی کتاب میں دکھادیں تو میں تسلیم کر لوں گا۔“

سب نے بالاتفاق کہا:

”کتابوں میں تو عدم جواز ہی ہے مگر پڑھنے میں مصالح ہیں۔“

بندہ نے کہا:

”حضرت حکیم الامتہ قدس سرہ کا ارشاد ہے:

”مسائل کے سامنے مصالح کو مصالح کی طرح پیس ڈالو، مصالح کو

جتنا زیادہ پیسا جائے گا اتنا ہی سالن زیادہ لذیذ بنے گا۔“

سب اساتذہ نے جمعہ پڑھنے پر بہت زور دیا اور کہا:

”ہم استاذ ہونے کی حیثیت سے آپ کے گاؤں جا کر جمعہ شروع

کرائیں گے۔“

بندہ نے کہا:

”آپ حضرات تو میرے صرف استاذ ہی ہیں اور حضرت ... صاحب

تو میرے استاذ ہونے کے علاوہ میرے پیر بھی ہیں اگر خدا نخواستہ گاؤں

میں جمعہ پڑھنے پر وہ بھی مجھے مجبور کریں تو میں بیعت توڑ دوں گا اور اگر

میرے والد صاحب مجبور کریں تو گھر چھوڑ دوں گا، کیونکہ گاؤں میں جمعہ

پڑھنا محصیت ہے اور شرعی اصول یہ ہے:

لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوقِ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔

”خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔“

اس کے بعد سب خاموش ہو گئے، یہ صرف حضرت والا کے فیض اور دعاؤں

کا ثمرہ ہے ورنہ کیا میں اور کیا میری بساط، کیا میرا علم اور کیا میری ہمت، کیا پدی کیا

پدی کا شوربا۔ ہدایات، توجہات اور دعاؤں کا سخت محتاج ہوں۔

(۳۷) بندہ نے تقریباً ذی قعدہ کے مہینے سے ہسپتال میں داخلہ لیا ہے اور ہر

جمعہ کو دو دوا لینے حاضر ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تین چار ہفتے ہوئے

ہیں سات سال کے پرانے مریض کو خداوند تعالیٰ نے مکمل شفا عطا فرمائی ہے۔

محترم المقام! اگر امراض کی فہرست لکھوں تو کئی صفحات میں بھی سمانہ سکے گی

اس لئے چند بڑے بڑے امراض کا نام لکھتا ہوں۔

۱۔ بد نظری بالکل ختم ہو گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور وہی مثال قائم

ہو چکی ہے جو حضرت والا کے وعظ ”حفاظتِ نظر“ میں تحریر ہے، وہ یہ ہے:

”بچے کی آنکھ کی طرف انگلی بڑھائی جائے تو آنکھ خود بخود بند

ہو جاتی ہے۔“

الحمد للہ اسی طرح اچانک اگر کسی عورت پر نگاہ پڑتی ہے تو آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔

۲۔ دل سے غیر کی محبت بالکل ختم ہو چکی ہے، اس کی ایک مثال یہ کہ میرا ایک

معشوق تھا جس کے ساتھ بات کئے بغیر وقت ہی نہیں گزرتا تھا، اب

تین ہفتے بعد اس کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے اور وہ ملاقات بھی ایسی کہ ضرر

ہاتھ ملایا اور چہرہ کو بالکل نہیں دیکھا، اور ہاتھ بھی اس انداز سے ملایا کہ

ان شاء اللہ تعالیٰ وہ زندگی بھر دوبارہ ہاتھ نہیں ملائے گا۔

۳۔ اگر کسی کتاب کا مطالعہ کرتا تو کچھ پڑھ کر بس غلط افکار میں مبتلا ہو جاتا تھا اس کی بجائے ڈائجسٹ اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیتا تھا لیکن اب الحمد للہ یہ مرض بھی ختم ہو گیا ہے، کتابیں پڑھتا ہوں، مجھ میں آتا ہے کہ کیا پڑھ رہا ہوں ڈائجسٹوں کی بجائے روزانہ ایک آدھ گھنٹہ حضرت والا کے مواعظ کی کتابیں پڑھتا ہوں اور بالکل یہ مشغلہ بن گیا ہے۔

۴۔ جھوٹ، غیبت، چغل خوری اور فضول بکواس ایسا عظیم مشغلہ تھا کہ اس کے بغیر محفل گرم نہیں ہوتی تھی، شیاطین دوستوں کو جھوٹی باتیں سنا سنا کر ہنسنا تھا، اب ان سے اس قدر بیزار ہو چکا ہوں کہ وہ مجھے بالکل دیوانہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں:

”یہ پاگل ہو گیا ہے، صوفی ہو گیا ہے، یہ ہو گیا ہے، وہ ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ“

ایسے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں لیکن بندہ کو کوئی فکر ہی نہیں ہوتی، یہ شعر ہر وقت زبان پر آتا ہے ۵

عرفی تو میندیش ز غوغائے رقیبان

آواز سگان کم نکستد رزق گدارا

حضرت والا کی ارشاد فرمودہ یہ دعا:

اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى طَاعَتِكَ .

ہر وقت پڑھتا ہوں، ساتھ ساتھ حضرت والا کی بتائی ہوئی یہ دعا بھی پڑھتا ہوں:

اللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِيْ قَلْبِيْ رَجَائَكَ وَاَقْطَعْ رَجَائِيْ عَمَّنْ

سِوَاكَ حَتّٰى لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ .

مجلس میں حاضری کی استدایوں ہوتی کہ میرے دوسا تھی تھے بڑے نیک

حضرت والا کی مجلس میں آیا کرتے تھے، حضرت والا کے بارہ میں ہر وقت جب ملاقات ہوتی تھی تذکرہ کیا کرتے تھے، مجھے ایک دن فکر ہوا:

”تو اتنا خبیث ہے کہ دنیا کے درندے بھی تجھ سے پناہ مانگتے

ہیں اور یہ تیرے ساتھی ان کا کیا حال ہے“

پس معمولی سی نیت کر کے ایک جمعہ کو ہسپتال میں آیا، اس دن تو کچھ اثر

ظاہر نہ ہوا اس لئے کہ دل بہت کالا تھا اور کافی زنگ پڑھا ہوا تھا، لیکن حضرت والا

کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا، ہر جمعہ کے دن ایسی حالت ہوتی تھی:

”بڑا بے قرار ہوتا تھا کہ کب معشوق کے پہلو میں پہنچوں گا“

قصہ مختصر اب تو دل چاہتا ہے:

”میں سر رکھوں اور حضرت والا اس پر پاؤں مبارک رکھتے جائیں“

آخر میں حضرت والا سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کو قائم

رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی ضرور درباری بنوں گا، اور

ہسپتال میں مکمل داخلہ لوں گا۔

حضرت والا کے لئے دل سے جو دعائیں نکلتی ہیں میں ان کا اظہار تحریر میں

ہرگز نہیں کر سکتا۔

والسلام

غاک پا

یکے از مریضہائے ہسپتال

دارالافتاء والارشاد

(۳۸) میں عید الاضحیٰ سے دو ہفتے قبل سے حضرت والا کے بڑے ہسپتال میں

متواتر ہر جمعہ کو آتا ہوں، مجھے ہر جمعہ کو ہسپتال سے نئی تازہ دوا مل جاتی ہے۔ بس

میرے رب کریم نے حضرت والا کی ذات اقدس کو ہمارے لئے مفت کی علاج گاہ بنایا ہے جس سے ہم روز بروز صحت یاب ہوتے جا رہے ہیں، بے حیائی، بے پردگی، ٹی بی، وی سی آر، گناہوں کے غار، سب کی جڑیں کٹ رہی ہیں۔
مجھے لوگ کہتے ہیں:

”تم جو پردہ کی باتیں کرتے ہو اور بے پردگی پر تنبیہ کرتے ہو یہ چھوٹے نکلتے ہیں، بڑے نکلتے نہیں ہیں۔“
میں کہتا ہوں:

”یہ چھوٹے نکلتے ہیں تو قرآن کریم سے سورہ نور اور سورہ احزاب نکال دو۔“

میں جو محنت کر رہا ہوں یہ سب حضرت والا کا فیض ہے، رب کریم اس کا حضرت والا کو اجر دے گا، حضرت والا نے پوری زندگی علم دین پر صرف فرمائی ہے، محنت آپ نے کی اور اب ہم بالکل تیار پھل حاصل کرتے ہیں اور مزے سے کھاتے جا رہے ہیں۔

حضرت! آپ کی علاج گاہ سے میرے مندرجہ ذیل امراض ختم ہو گئے ہیں:

”غیبت، بد نظری، گانے کبھی کبھی سنتا تھا، ٹی بی کبھی کبھی دکھتا تھا، اب اللہ کے فضل سے ان منکرات سے بالکل پاک ہوں۔“

اب مجھے اگر کوئی زہریلا دعوت دیتا ہے کہ آج ٹی بی میں فلاں ڈراما آئے گا، تو میں کہتا ہوں:

”بھائی مجھے ٹی بی سے شرم آتی ہے، ٹی بی کے زہریلے جراثیم سے مجھے بھی ٹی بی لگ جائے گی، کیا تم مجھے ٹی بی لگانا چاہتے ہو؟“
بس پھر وہ مجھ سے دوبارہ نہیں کہتا۔

حضرت والا! میں نے آپ کے باہر والے بورڈ کا نام تبدیل کر دیا ہے، میں نے اپنے دل میں اس کا یہ نام رکھ لیا ہے:

روحانی علاج گاہ، باب العبر

گناہ چھڑانے کی خاص علاج گاہ، بڑا ہسپتال

اسپیشلسٹ خاص۔ حضرت ڈاکٹر مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم (۳۹) تقریباً تین برس سے کبھی کبھی اور چھ مہینے سے بلاناغہ حضرت والا کی بابرکت مجلس میں حاضر ہوتا ہوں حضرت مرشدنا صاحب مظلہم کا ادنیٰ سا غلام ہوں اور خاندانی رشتہ بھی ہے۔

آج خط لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے مرشد کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہوا ہے کہ میں زندگی کے آخری سانس تک گانے بجانے کی لعنت چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو اور تصویر کی لعنت خواہ کسی کی ہو ہرگز ہرگز نہ تو خود نہ کسی بچہ کو لانے دوں گا، نہ ایسے گھروں میں رشتہ کسی بچہ یا بچی کا کروں گا جن کے ہاں یہ لعنتیں ہوں گی اور نہ کسی بچے یا بچی کو اسکول کے دروازہ تک بھی جانے دوں گا۔
اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تین بیٹوں دو بیٹیوں کے رشتے میری خواہش کے مطابق ہوئے لیکن ماحول نے ایسی تباہی مچا دی کہ دوسرے سب رشتہ دار مثلاً بیٹوں کے سالے سالیان ان کے سسر ساس وغیرہ رشتہ دار اور میرے اپنے ہی بہت سے رشتہ دار میری راہ میں رکاوٹ بننے شروع ہو گئے، شرعی پردہ بھی درہم برہم ہونے لگا اور دوسری رسومات بھی چوری چھپے ہونے لگیں۔

ایک طرف میں اکیلا دوسری طرف رشتہ داروں کا ٹولا۔ کوئی کہتا ہے:

”دادا پردادا کی ساری رسمیں ختم کرنے والا یہ کہاں سے آگیا؟“

کوئی کہتا ہے:

”ارے فلاں مولوی، فلاں حافظ کے گھر ٹیلیوژن ہے، یہ ایسی

سخت پابندیاں لگاتا ہے۔“

میرے آقا! دل میں جو تکلیف ہوتی ہے چیر بھاڑ کر کس کو دکھاؤں اللہ تعالیٰ کے حضور رونے کے علاوہ میں اور کیا کیا کرتا رہا۔ کافی دنوں تک حضرت . . . صاحب کی مجلس میں سب گھر والوں کو لے جاتا رہا لیکن بات نہ بنی۔

ایک دن حضرت والا کے ہاں جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اسی سوچ و فکر میں بیٹھا تھا:

”اے میرے اللہ! اب میں کونسی تدبیر کروں؟ کیا کروں؟

میرے بس سے کام باہر ہوتا جا رہا ہے، میرے اللہ! اگر آپ میری مدد نہیں فرمائیں گے تو میں تباہ ہی ہو جاؤں گا؟“

تھوڑی دیر سوچنے پر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال:

”آج ہی سب گھر والوں کو حضرت والا کی مجلس میں لاؤں۔“

بس فوراً گھر گیا اور کہا:

”میرے پیارے بیٹو بیٹیو! کیا آج حضرت مفتی صاحب کا بیان

سننے کے لئے حضرت مفتی صاحب کے ہاں میرے ساتھ چلو گے؟“

سب نے خوشی سے کہا:

”ہاں ابا! ضرور ضرور چلیں گے۔“

میں نے کہا:

”اچھا پھر تیاری کرو، عصر کی نماز وہاں پر پڑھنا ہے۔“

سب لوگ آگئے، اللہ تعالیٰ کو میری لاج رکھنا تھی، حضرت والا کے دل میں

اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ آج گانے بجانے، تصویر کی لعنت اور شرعی پردہ پر

بیان ہو، ایک خاتون کے خط کا حوالہ بیان فرما کر حضرت والا نے یوں بیان شروع فرمایا:

”میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کی بات نہیں کرتا اس

دور کی ایک خاتون میرا مطبوع و عطر ”زندگی کا گوشوارہ“ پڑھ کر مجلس میں

آئے بغیر توبہ کر لیتی ہے تو آنے والیاں نہیں کر سکتیں؟“

میرے آقا! آپ بیان فرما رہے تھے اور میں دل ہی دل میں اتنا خوش ہو رہا تھا

کہ ایک سانس میں کئی کئی بار یوں دل میں کہتا تھا:

”اے اللہ! اے اللہ! تیرا کس زبان سے شکرا ادا کروں، تو نے تو

آج مجھ پر مہربانیوں کی بارش ہی برسا دی۔“

بلکہ کئی دن تک چلتے پھرتے بھی یہی وظیفہ بنا رہا کیونکہ میرے آقا! جب

میں عشاء کے بعد گھر گیا تو میری بہو بیٹیاں توبہ کر چکی تھیں، چھوٹے چھوٹے دیوڑوں

سے بھی پردہ کئے ہوئے تھیں، بس رنگ بدلا ہوا تھا۔ جس رنگ کے لئے میں

برسوں کو کششیں کرتا رہا وہ کام اللہ تعالیٰ نے آپ سے چند منٹوں میں کروا دیا، اور

اس رنگ میں اضافہ ہی ہو رہا ہے، برکت ہی ہو رہی ہے۔

اب میری تینوں بہوئیں اور ایک میری بچی جس کی عمر گیارہ برس دس مہینے

ہے، بار بار کہتی ہیں:

”ابا! بہت ہی دل چاہتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب سے

اصلاحی تعلق قائم کر لیں۔“

میں یوں ٹالتا رہتا ہوں:

”مہرید مہرے کی مانند ہوتا ہے، مرید بن کر اپنی مرضی سے کوئی

رم خوشی غمی کی نہیں کر سکتی، اگر ایسا کیا تو پھر رشتہ ٹوٹ جاتا ہے،

اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں، خوب سوچ لو“

لیکن یہ کہتی ہیں:

”ہم تو سب کچھ قربان کر چکے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ آخری سانس تک نبھائیں گے“

انہوں نے آج مجھے خط لکھنے پر مجبور کر دیا، یہ کہتی ہیں:

”ہمیں تو اتنی محبت ہو گئی ہے کہ پیر کے دن بھی مجلس میں ہم کو حصہ مل جائے تو بڑی خوشی ہوگی“

میں نے ان سے آج وعدہ کر لیا کہ آج ان شاء اللہ تعالیٰ بعد نماز ظہر

حضرت جی کی خدمت میں خط پیش کر دوں گا۔

★ ★ ★ ★ ★

اس تحریر میں جہاں ایک بزرگ کی مجلس سے ناکام لوٹنے کا ذکر ہے وہاں اصل تحریر میں ایک بہت بڑے بزرگ کا نام تھا، جو عمر، منصب، شہرت ہر لحاظ سے حضرت والا سے بہت بڑے ہیں، علاوہ ازیں سلسلہ کی ترتیب کے لحاظ سے بھی حضرت والا سے اوپر کے طبقہ میں ہیں۔

(۲۰) بہت عرصہ کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے حالات لکھنے کی توفیق عطا فرمائی

حرم الحرام میں بغرض شادی گاؤں گیا تھا اور یہیں ارادہ تھا کہ سب سے پہلا خط حضرت والا کی خدمت اقدس میں لکھوں گا لیکن موقع نہ ملا۔ کچھ دنوں تک دائیں ہاتھ میں زخم رہا، پھر گاؤں کے کام کا ج بھی ایسے تھے کہ دن میں کھیتوں پر اور رات کو تھکے ماندے ہوتے۔ پھر بھی لگن یہی تھی کہ حالات کا خط لکھوں، لیکن آج کل پڑھنا رہا۔

پھر واپسی میں دن کم رہ گئے تھے تو خیال ہوا کہ کراچی میں جا کر حالات عرض کر دوں گا۔ یہاں پر بھی ڈیڑھ ماہ ہونے کو ہے کہ اس کی توفیق نہ ہوئی۔ بڑی دُعاؤں و

التجاؤں کے بعد آج یہ توفیق نصیب ہوئی ہے، اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر و احسان ہے، اتنے دن ہونے پر بہت ندامت اور سخت افسوس ہوا تو اللہ سے اس گناہ کی معافی مانگنا شروع کی جس کی وجہ سے یہ توفیق سلب ہو گئی تھی اور ساتھ ساتھ اخلاص میں بھی فرق آ گیا تھا، وعظ ”حقوق القرآن“ اور ”نسۃ اکسیر“ پڑھنے سے اس کا تدارک ہو گیا۔

حضرت والا کے اقوال و افعال سب سبق آموز ہیں لیکن حالات پر آسانی سے عمل ہو جاتا ہے اور یاد بھی رہتے ہیں، انہی میں سے ایک واقعہ اللہ تعالیٰ نے برکت یاد دلایا، وہ یہ ہے:

”حضرت والا نے دارالافتاء کی تعمیر مکمل ہونے اور نئے مکان میں

منتقل ہونے کی خوشی کے موقع پر اپنے قلب مبارک کو ملک الموت

کے استقبال اور اسے ”خوش آمدید“ کہنے کے لئے مستعد پایا تھا“

یہ واقعہ اس وقت یاد آیا جب مجھ پر شادی کی خوشی بہت زیادہ غالب ہو گئی اور پھر اوّل ملاقات میں اسی حال میں یہ کیفیت آئی:

”اتنی خوشی میں موت کا فرشتہ آجائے تو چلنے کے لئے تیار ہو ۹

بحمد اللہ دنیا کی فانی خوشی کی بجائے آخرت کی ابدی خوشیوں کے لئے

تمنا پیدا ہوئی“

کیفیت ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ کا بار بار شکر ادا کیا۔

”انوار الرشید“ میں جب رفیقہ حیات کے لئے دُعا پڑھی اسی وقت دو

رکعت نماز پڑھ کر تنہائی کے عالم میں دُعا مانگی تھی، اس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا

اور اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اہلبیت عطا فرمادی۔ جب اس کو انتہائی فرمانبرداری

پایا تو دو رکعت نماز پڑھ کر اس نعمت کے عطیہ پر شکر ادا کیا اور اب تک شکر نعمت کا

معمول ہے، اس کے ساتھ یہ دُعا بھی کرتا ہوں:
”اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو اپنی مرضیات کے مطابق زندگی گزارنے

کی توفیق عطا فرمائیں۔“

حضرت والا سے بھی دُعا کی درخواست ہے کہ ہم دونوں اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے بن جائیں۔ والدہ صاحبہ کو علاج کی غرض سے کراچی لے آیا ہوں اور اہلیہ کو والد صاحب کی خدمت کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ اہلیہ کی محبت بعض وقت دل و دماغ پر مسلط ہو جاتی ہے میں اس کے اختیاری یا غیر اختیاری ہونے میں فرق نہیں کر سکتا، سوچتا ہوں کہ محبت تو صرف اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہئے۔ دُعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت سب سے زیادہ عطا فرمائیں۔

گاؤں میں دو ماہ کے عرصہ کے دوران ہر جمعہ کے دن مجلس میں حاضری کا استحضار رہتا تھا، بعض اوقات حضرت والا اتنے یاد آتے تھے کہ آنکھیں تر اور دل ٹپ جاتا تھا۔ وہاں سے واپسی پر یہ ارادہ کیا کہ کراچی پہنچ کر سب سے پہلی حاضری حضرت والا کی خدمت میں ہوگی، دوسرے رشتہ داروں سے بعد میں ملاقات کروں گا۔

سفر پر روانگی کے بعد کی دُعا:

اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا هَذَا السَّفَرَ پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ نے یوں مدد فرمائی:
”اس میں دنیا سے آخرت کی طرف سفر کی نیت کرو، کیونکہ اصل

سفر یہی ہے اور اصل منزل آخرت ہے۔“

یہ سب کچھ حضرت والا کا فیض ہے ورنہ ”کیا پدی کیا پدی کا شوربا“

دُعا و اصلاح کا سخت محتاج ہوں۔

کریں حضرت شیخ جو میری اصلاح

جزا اس کی اللہ دے ان کو بھاری

سلامت رہے ان کا سایہ مریوں پر
جدائی نہ ان سے کبھی ہو ہماری

★ ★ ★ ★ ★

اس تحریر میں حضرت اقدس دامت برکاتہم کے تعلق مع اللہ میں اعلیٰ مقام کے جس قصہ کی طرف اشارہ ہے، اس کی تفصیل عنوان ”جواہر الرشید“ کے باب میں ہے۔
(۲۱) بندہ نے اپنے گھر میں پردہ شرعی کا مکمل انتظام کر لیا ہے اور اپنے رشتہ داروں کو اس کی اطلاع کر کے ان سے بھی اس پر عمل کی درخواست کر دی ہے۔ الحمد للہ اس دفعہ جو گھر گیا تو ایک ہمشیرہ صاحبہ نے تو مکمل طور پر کار بند ہونے کا وعدہ کیا ہے اور دوسری ہمشیرہ گن نے اتنا عمل تو شروع کر دیا ہے کہ ہماری طرف سے جو رشتہ دار ہیں چچا زاد ماموں زاد، خالہ زاد، بھوپھی زاد وغیرہ ان سے مکمل پردہ کر لیا ہے البتہ شوہروں کے رشتہ داروں سے مکمل پردہ کرنے میں کچھ مشکلات ذکر کرتی ہیں۔ تاہم اتنا اہتمام کرنے لگی ہیں کہ حتی الوسع ان سے ہم کام ہونے سے بچیں۔

محترمہ والدہ صاحبہ نے مکمل پردہ کر لیا ہے البتہ بسا اوقات کسی رشتہ دار کے گھر کسی مجبوری سے جانا ہو تو وہ رشتہ دار مرد باوجودیکہ ہم نے ان کو منع کر دیا ہے مگر بھیر بھی وہ دلج کے مطابق خیریت دریافت کر لیتے ہیں جس پر والدہ صاحبہ محقر جواب عرض کر دیتی ہیں، تاہم حتی الوسع یہ کوشش کرتی ہیں کہ ایسے وقت جائیں کہ کوئی مرد اس گھر میں نہ ہو۔
حضرت والا کی خدمت میں سب کے لئے ثابت قدمی اور مکمل طور پر اتباعِ شریعت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(۲۲) الحمد للہ لگنا ہوں کا صفایا ہو رہا ہے، اور اب تو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہمت دی ہے کہ اپنے قریب سے قریب عزیز اور گہرے سے گہرے دوست کے یہاں بھی کسی تقریب میں شرکت سے معذرت کر دیتا ہوں، انہیں یہ بتا کر:

”بھائی فلاں فلاں گناہ کے کام تو ضرور ہوں گے اور گناہ کو دیکھنا بھی گناہ ہے۔“

میں حضرت والا کے لئے دُعا کرتا رہتا ہوں اور ان شاء اللہ کرتا رہوں گا، دن بھر اللہ تعالیٰ کثرت سے استغفار کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ بے پردگی کے لئے گھر میں اور عزیز و اقارب میں اور جہاں بھی موقع ملتا ہے اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ ضرور کہلوادیتے ہیں۔

(۳۳) آپ کی دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم کیا کہ گناہوں کا تو کوڑا ہی کر دیا۔ الحمد للہ میری جتنی نمازیں قضا ہوئی تھیں وہ کل مکمل ہو گئیں، گھر کا ماحول بھی کیسے بدل گیا ہے ہر چھوٹے سے چھوٹے کام کو قرآن و سنت کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے تب عمل کیا جاتا ہے گھر میں اتنا سکون ہے کہ کیا بتاؤں! شرعی پردہ بھی ہے مگر تکلیف کبھی نہیں ہوئی، اسی ماحول ہی کی بدولت میرے بھائی کے بچے بھی اثر لیے بغیر نہ رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کروں کم ہے بچے جب بھی کہیں سے گانے کی آواز سنتے ہیں تو کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں اور استغفار پڑھتے ہیں، اسی طرح جب تصویر اور بے پردہ عورتوں کو دیکھتے ہیں۔

انھوں نے اپنی اسکول کی کتابوں میں جتنی تصویریں تھیں ان کے چہرے مٹا دیئے ہیں۔ میرے لئے اور ان کے لئے خصوصی دُعا فرمائی اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین پر استقامت عطا فرمائیں اللہُمَّ قَامِئِينَ۔

(۳۴) وعظ ”ترک منکرات“ حصہ اول ختم ہونے والا ہے اور ”انوار الرشید“ تقریباً نصف تک مطالعہ کر چکا ہوں، ان دونوں کے مطالعہ سے مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و کرم ہوا کہ گناہ چھوٹ گئے، مثلاً:

۱۔ اخبار پڑھنے سے توبہ کر لی ہے اور توبہ کے بعد سے آج تک کبھی بھی اخبار

نہیں پڑھا۔

۲۔ بازار بلا ضرورت جانے سے توبہ کر لی ہے، کام کے بغیر بازار نہیں جاتا۔
۳۔ سب سے بڑا اور مہلک مرض بد نظری جو کافی عرصہ سے تھا اس سے بھی توبہ کر لی ہے، عمداً نظر کو غلط جگہ استعمال کرنے سے بہت احتیاط کرتا ہوں۔
(۳۵) حضرت والا نے زیادہ گفتگو کا جو علاج ارشاد فرمایا تھا اس کے استعمال سے الحمد للہ اس مرتبہ مزید افاقہ ہوا اور مسلسل افاقہ ہو رہا ہے۔
مکتوب ۷ میں غصہ کا علاج ارشاد فرمایا تھا اسے بار بار استعمال کرنے سے الحمد للہ بہت نفع ہوا۔

(۳۶) بندہ عاجز کو حضرت والا کے نسخوں کو استعمال کرنے اور حضرت کی دُعاؤں کے صدقہ بہت فائدہ ہوا ہے، اللہ کے فضل سے تقریباً تشریف صد گناہ چھوٹ گئے ہیں، اگر کوئی گناہ ہو بھی جاتا ہے تو فوراً توبہ ہو جاتی ہے ایک منٹ بھی ایسے گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔

(۳۷) میرے شوہر رائے و نڈ تبلیغی اجتماع میں تشریف لے جا رہے ہیں نہ چاہتے ہوئے بھی مجھ پر حیدر آباد جانا پڑ رہا ہے، ویسے ہی گھر گھر کی اس ٹی بی نے اچھے اچھے دین دار گھرانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

میرے اوپر تو اللہ جل شانہ کا بہت بڑا کرم ہے اور حضرت اقدس کی مشفقانہ عنایت کا ثمرہ ہے بس کیفیت کچھ اس طرح ہے ۵

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر

یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

اللہ تعالیٰ شکر گزار بندوں میں شمار فرمائے اور ہمیشہ ان عزائم پر ثابت قدم رکھے آمین ثم آمین۔

گو حضرت والا سے یہ شعر میں نے خود نہیں سنا مگر جب میرے شوہر نے بتایا اسی وقت سے دل کی گہرائیوں میں اُتر گیا۔

مگر بچیوں کی طرف سے فکر مند ہوں کہ بچہ تو بہت جلد اثر قبول کر لیتا ہے، ابھی تو رب کریم کی عنایت ہے کہ بڑی بچی ساڑھے تین سال کی ہے ہماری ایک عزیزہ کے گھر گئی جو کہ ان کے والد کی محرم عزیزہ ہیں وہ اسے چھوڑ کر نماز کے لئے چلے گئے ان کے جانے پر کسی بچہ نے ٹی بی کھول دیا، بچی اندر نہیں گئی اور کہنے لگی:

”پہلے ٹی بی بند کریں پھر اندر آؤں گی، اللہ تعالیٰ مجھے آگ میں

ڈال دیں گے۔“

اللہ تعالیٰ سے دُعا، فرمائیں کہ ان بچیوں کو دین کی اعلیٰ سے اعلیٰ سمجھ عطا، فرمائیں گھر کے ماحول سے علیحدہ ہونے پر بھی ہم سب کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

(۳۸) حضرت والا سے اصلاحی خط و کتابت کا سلسلہ قائم کئے ہوئے آج پورے سوا دو ماہ ہو گئے ہیں، اُس وقت سے اب تک اللہ تعالیٰ نے میری خوب حفاظت فرمائی ہے۔ اس طویل عرصہ میں میں نے ایک مرتبہ بھی اُس گناہ کا ارتکاب نہیں کیا جس کے لئے نسخہ لیا گیا تھا۔

میں حضرت والا کے مواعظ جو کہ کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں اُن کو اکثر اوقات دل لگا کر مطالعہ کرتا ہوں جس سے میرے قلب پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اکثر اوقات مراقبہ میں مشغول رہتا ہوں، جس کا مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا ہے۔

(۳۹) مجھے اس بڑے ہسپتال میں آتے ہوئے تقریباً سات جمعہ ہو چکے ہیں، اس عرصہ میں مجھے اس مختصر سی زندگی کا اصل روپ نظر آنے لگا ہے، اگر اسی طرح حضرت والا کے ہسپتال میں آتا رہتا تو نہ جانے کیا کیا ابھی اور نظر آنا باقی ہے۔ اب میری

زندگی میں پہلے کے مقابلہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے، حضرت والا کے ہسپتال میں آنے سے پہلے میں ان گناہوں میں مبتلا تھا۔

ٹی بی، بڑی ٹی بی (سینا)، اسٹیج ڈرامے، غیر محرم عورتوں اور اس فانی دنیا کی حیا سوز نگینیوں کو دیکھنا۔

اب تقریباً سارے گناہ چھوٹ گئے ہیں لیکن جھوٹ اور غیبت یہ دونوں گناہ کبھی کبھی ہو جاتے ہیں۔ اللہ سے امید ہے کہ یہ گناہ بھی بہت جلد چھوٹ جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت والا سے گزارش ہے کہ آپ بھی میرے حق میں دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے بقایا گناہ بھی مجھ سے چھڑا دیں۔

(۴۰) ”انوار الرشید“ پڑھنے کا معمول الحمد للہ پہلے بھی تھا مگر دن میں کسی وقت، اب کچھ عرصہ سے بعد نماز عشاء، وقت مقرر کیا ہے، خوب مزے لے کر پڑھتا ہوں، خیال تو ہوتا ہے کہ دو چار صفحات پڑھ کر سو جاؤں گا مگر بیسیوں صفحات پڑھ جاتا ہوں، جب سے عشاء کے بعد ”انوار الرشید“ کا معمول رکھا ہے الحمد للہ تہجد کی نماز کے وقت آنکھ بغیر کسی الارام کے کھل جاتی ہے، قبل اس کے بندہ کئی طائف پڑھ کر سوتا تھا کہ سحر کے وقت آنکھ کھل جائے مگر مشکل سے فجر کی نماز سے دس پندرہ منٹ قبل اُٹھ پاتا تھا۔ ”انوار الرشید“ بندہ کے لئے تو قلب کا سکون بن چکی ہے۔ الحمد للہ۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور میرے شیخ حضرت والا کی دُعاؤں کا صدقہ ہے۔

(۴۱) الحمد للہ تعلیم ”انوار الرشید“ بدعاؤں بزرگوار تا ص ۱۹۵ پہنچ گئی ہے تمام

احباب سامعین اسی طرح حسب معمول سابق بامداد امت استفادہ کر رہے ہیں جس کے نتیجے میں بمرتبہ و کرمہ زندگیوں میں ایسی تبدیلی آئی ہے جو پہلے کبھی نہ آئی تھی، چنانچہ حضرت والا کی صحبت مبارکہ میں رہ کر استفادہ تامہ کرنے کا تو تقریباً سب ہی نے

عزم کیا ہے، نیز مجموعی طور پر ایسے نکرات سے بچنے کا عزم مصمم ہو گیا ہے جو عموماً ہم میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً فوٹولینا، اسباب ازار کرنا، غیبت، گھروں میں شرعی پردہ سے بے اعتنائی، عبادات میں کاہلی و سستی وغیرہ۔ اور ایسی عبادات کی توفیق ملی ہے جو کبھی میسر نہ تھی مثلاً تہجد، تلاوت کلام مجید، تسبیحات مسنونہ، نوافل کا شوق وغیرہ ذلک۔

یہ سب کچھ اللہ رب العزت نے لطیف حضرت والا مرحمت فرمایا، اس لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مع تمام رفقاء و احباب کے بطور صدقہ جاریہ قبول فرما کر استقامت عطا فرمائیں۔

۵۲) میں ”الریاض“ سعودی عرب میں ملازم ہوں، حضرت والا کے وعظ پڑھتا ہوں اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیتا ہوں، میں بہت ہی سخت گناہوں میں مبتلا تھا، حضرت والا کے وعظ کی کتابوں سے میرے سب گناہ چھوٹ گئے، میرے کئی دوست غلط راستہ سے سیدھے راستہ پر آ گئے ہیں، ڈاڑھیاں چھوڑ دی ہیں، بد نظری، غیبت، غصہ وغیرہ وغیرہ سے کب کے دست بردار ہو گئے ہیں اور پوچھتے رہتے ہیں کہ حضرت صاحب کا کوئی نیا وعظ نہیں آیا؟ اُن کے دلوں میں حضرت والا کی زیارت کا شوق مچل رہا ہے، یہ لوگ بہت سخت بریلوی تھے مگر اب ہر وقت بریلویوں کے طور طریقوں پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور ہر وقت پچھلے گناہوں کی معافی مانگتے رہتے ہیں۔

۵۳) مجھ سے بڑا بھائی ”الریاض“ میں ڈرائیور ہے، گانے بجانے کا شروع ہی سے مشتاق تھا، مجلس بنا لیتا اور پنجابی ماہیے اور غزلیں گاتا۔ اب اس نے انڈیا سے اسپیشل باجا منگوا لیا تھا، میں خط کے ذریعہ اس کو سمجھا تا رہا مگر وہی حالت۔ اس کے پاس سے آنے والے بتاتے کہ وہ رات کو وی سی آر دیکھتا رہتا ہے۔

میں نے حضرت والا کے کچھ مواعظ ارسال کر دیئے، ان کو پڑھ کر وہ کچھ متاثر ہوا اور لکھا:

”میں نے موسیقی سے توبہ کر لی ہے اور اب نماز اور تلاوت کا پابند ہوں۔“

پھر میں نے اسے وعظ ”حفاظت نظر“ ارسال کیا تو اس کے جواب میں اس نے لکھا:

”اب تک تو میں سمجھتا رہا کہ نماز، روزہ ہی کافی ہے اور بس یہی بزرگی ہے، لیکن حضرت مفتی صاحب کا وعظ ”حفاظت نظر“ پڑھا تو پتا چلا کہ ابھی تک میں دھوکے میں ہوں، میں نے نماز ہی کو کافی سمجھ کر پڑھنا شروع کیا مگر نظر بد میں شدید مبتلا تھا، اب اتنا ڈر لگا کہ مارکیٹ ہی جانا چھوڑ دیا، جبکہ اسپیشل اسی وجہ سے جاتا تھا کہ نظر بد کروں، اب تو دفعۃً بھول کر بھی نگاہ پڑ جائے تو فوراً حضرت کا وعظ یاد آ جاتا ہے اور تصور کر لیتا ہوں کہ یہ پاخانے کے ٹوکے چل رہے ہیں۔“

۵۴) حضرت والا کے وعظ کے رسالے پڑھنے سے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ آئندہ تمام زندگی شریعت کے مطابق گزاروں گا۔ وعظ ”شرعی پردہ“ پڑھنے کے بعد یہ عزم کیا کہ آئندہ غیر محرم عورتوں سے ملنا جلنا اور باتیں کرنا بھی چھوڑ دوں گا۔

۳۰ دسمبر بروز منگل میں مدرسہ سے اپنے گھر آیا۔ گھر جانے سے قبل اپنی دکان پر بھائی صاحب کے پاس گیا اور انھیں شرعی پردہ کے متعلق مسئلہ سمجھایا، ان سے کہا:

”آپ پہلے گھر جائیں اور اپنی بیوی کو یہ مسئلہ سمجھادیں میں بعد میں گھر جاؤں گا۔“

چنانچہ وہ اس بات پر تیار ہو گئے اور گھر جا کر مسئلہ سمجھایا تو اُن کی بیوی نے کہا: ”ٹھیک ہے یہ زندگی عارضی ہے اگر بے پردگی کی حالت میں موت آجائے تو اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گی، میرا آج سے شرعی پڑ ہے۔“

۵۵ حضرت والا کی صحبتِ بابرکت میں حاضری کے بعد میں نے ان گناہوں

سے توبہ کر لی ہے:

۱۔ ڈاڑھی نہ رکھنے کے برابر تھی، حضرت والا کی پہلی ہی مجلس میں میں نے عہد کر لیا کہ اب ڈاڑھی نہیں کٹاؤں گا۔ ربِّ کریم کی لاکھ لاکھ مہربانی اور حضرت والا کی مجلس کی برکت سے اب ڈاڑھی کٹوانے کا خیال تک نہیں آتا۔ ربِّ کریم مجھے اور تمام مسلمانوں کو دین پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

۲۔ نماز پابندی سے باجماعت نہیں پڑھتا تھا، اب اللہ کے فضل سے، شیخ کی برکت سے باجماعت نماز پڑھنے کا عادی ہو گیا ہوں۔ قضا، نمازیں، تراویح ہر نماز کے ساتھ پڑھتا ہوں، محرم سے تہجد کی نماز بھی پڑھتا ہوں۔

۳۔ بد نظری سے ربِّ کریم نے پناہ دے دی ہے، اس دور میں سب سے بڑا اور قوم کو تباہ کرنے والا گناہ بد نظری ہے جس سے بے حساب گناہ ہو جاتے ہیں حضرت والا کی برکت سے اس سے محفوظ ہو گیا ہوں۔

۴۔ اخبار بینی، ٹیلی ویژن فلم وغیرہ اور گانا سننے سے بھی توبہ کر لی ہے۔ ربِّ کریم سب مسلمانوں کو ان گناہوں سے محفوظ رکھیں۔

۵۔ قرآن کریم باقاعدگی سے صبح کی نماز کے بعد پڑھتا ہوں جس سے پہلے شروع تھا، پہلے صرف رمضان سے پہلے پڑھتا تھا وہ بھی تراویح کے لئے، اب باقاعدگی سے سوا پارہ روزانہ پڑھتا ہوں۔

اسی طرح کئی بہت بڑے گناہوں مثلاً غیبت، حسد بغض اور کبر وغیرہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں، کسی حد تک کامیاب بھی ہوا ہوں، حضرت والا سے گزارش ہے کہ ان گناہوں سے بچنے کے لئے نسخہ عنایت فرمائیں۔

۵۶ الحمد للہ! مجھے جو معمولات دیئے گئے تھے بہت پابندی سے ادا کرتا ہوں، جب سے حضرت والا کی صحبت ملی ہے سب گناہوں سے توبہ کر لی ہے، اللہ تعالیٰ کی دستگیری سے اور حضرت والا کے ہسپتال کا مصالحہ لگنے سے یہ گناہ بالکل چھوٹ گئے ہیں:

- | | | |
|---------------------|-----------------------------|------------------------------|
| ۱ فلم دیکھنا | ۲ ٹی بی | ۳ وی سی آر |
| ۴ گانے وغیرہ | ۵ تصویر وغیرہ | ۶ شراب |
| ۷ چرس | ۸ سگریٹ نوشی | ۹ نسوار |
| ۱۰ زنا | ۱۱ چوری | ۱۲ ڈاڑھی کٹانا |
| ۱۳ ٹخنے ڈھانکنا | ۱۴ غیبت کرنا اور سننا | ۱۵ جھوٹ بولنا |
| ۱۶ زیادہ باتیں کرنا | ۱۷ غلط قسم کی کتابیں دیکھنا | ۱۸ دوست نامشیطانوں سے ملاقات |

ان سب چیزوں سے توبہ کر لی ہے۔

اور حضرت والا کی دعا سے اپنے لڑکے کا ختنہ خاموشی سے کر دیا۔ ماں، باپ، بیوی سب خلاف تھے مگر اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی، ورنہ ماں باپ نے طے کر رکھا تھا کہ لوگوں کو جمع کرنا، کھانے کی دعوت کرنا، ڈھول، گانا، ناچ، رقص وغیرہ یہ سب کچھ کریں گے مگر میں نے کچھ بھی نہیں ہونے دیا۔

اللہ کی قسم آپ کے لئے دل سے دعائیں نکل رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت تک زندہ رکھے تاکہ ہم اسی طرح مستفید ہوتے رہیں اور اللہ تعالیٰ آپ سے اسی طرح کام لیتا رہے، آمین۔

۵۷) حضرت جی! آپ کے زیر سایہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے گناہوں پر دائم ہونے کی توفیق عطا فرمائی، اللہ کے فضل سے اور آپ کی دعا کے صدقہ سے آپ کے نسخے استعمال کرنے پر اللہ تعالیٰ نے کافی صحت یاب بنادیا ہے۔

اس سے پہلے میرے دل میں غیر کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی لیکن اب بفضلہ تعالیٰ نجات حاصل ہو گئی ہے، اس کا اندازہ مجھے اس بات سے ہوا ہے کہ جس ہم جماعت کی محبت میں دیوانہ بنا ہوا تھا، ہر وقت ذہن پر اس کا خیال رہتا تھا، اب اس کا خیال جلتا رہا۔ وہ اب چھٹی پر گیا ہے، میں نے اپنے دل میں جھانکا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کیمہ گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے کافی حد تک نجات دے دی ہے مثلاً۔ غیبت، گالی گلوچ، جھوٹ وغیرہ اب کسی کی کوئی بات اس کے پیچھے ہونے لگے تو فوراً خیال آتا ہے کہ یہ غیبت ہوگی، بس خاموش ہو جاتا ہوں۔ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نجات کاملہ عطا فرمائیں۔

۵۸) حضرت والا کی خدمت میں حاضری اور خاص طور سے جمعہ کی مبارک مجلس کی برکت سے ٹی بی کی لعنت سے نجات مل گئی۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ ٹی بی دیکھ رہے ہیں نماز کا وقت ہو گیا اٹھ کر چلے گئے واپس آکر پھر بیٹھ گئے، مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اب ایسا نہیں ہوتا، اکثر نمازیں ٹی بی کے خیالات آتے رہتے تھے مگر اب خیالات سے بھی نجات مل گئی۔

لوگ کہتے ہیں:

”مفتی صاحب نے تجھے پاگل بنا دیا ہے تو ہمیں پاگل بنا رہا

ہے۔“

مگر مجھے اپنا یہ پاگل پن بہت عزیز ہے۔

کوئی بھی رشتہ دار آتا ہے تو مجھے ٹی بی والے کمرے میں بلایا جاتا ہے مگر میں نہیں جاتا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت والا کی دعا سے بد نظری سے بھی حفاظت ہو گئی۔

تصویر سے اس قدر نفرت ہو گئی کہ نوٹوں کو تصویر کی مخالف سمت سے گنتا ہوں۔

۵۹) حضرت محترم! میں عرصہ تین چار ماہ سے آپ کے حالات اور مواعظ سے خاص طور پر جمعہ کے دن کے وعظ سے اپنے ماموں کے توسط سے متعارف ہو رہی ہوں۔ محترم! میں آپ کے مواعظ پڑھ کر بہت متاثر ہوئی ہوں خاص طور پر ”ترک منکرات“، ”شرعی پردہ“ اور ”زندگی کا گوشوارہ“ پڑھ کر میری زندگی میں بہت بڑا انقلاب آ گیا ہے۔

ایک مسلمان گھرانے میں تربیت ہونے کے باوجود دین کے بارہ میں اتنی قیمتی باتیں نہ کبھی گوش گزار ہوئی ہیں اور نہ ہی کبھی ان باتوں کا تذکرہ ہوا، الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت والا کے غائبانہ تعارف اور آپ کے مواعظ پڑھنے کے بعد میرے اندر اس تھوڑے سے عرصہ میں بہت تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں مثلاً:

- ۱۔ شرعی پردہ خاص طور پر قریبی رشتہ داروں سے۔
- ۲۔ منکر آخرت۔
- ۳۔ ترک منکرات، ہر قسم کے گناہوں سے نجات۔

حضرت والا! ایسے برے ماحول اور بے دین معاشرہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے سے جو خاص رحمت مجھ پر فرمائی ہے اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں اور حضرت والا کے لئے دعائیں کرتی ہوں۔

ترک منکرات اور قریبی رشتہ داروں سے شرعی پردہ کرنے کے بعد مجھے اپنے خاندان سے بہت ہی تکلیف اٹھانی پڑی، لیکن یہ میرے رب کریم کا کرم اور حضرت والا کی دینی محنت کا ثمرہ ہے کہ مجھے مالک کی رضا کے مقابلہ میں کسی کی ناراضی کی کوئی پروا نہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کی عمر مبارک دراز فرمائیں اور صحت و عافیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت لیتے رہیں۔

(۶۰) میں بہت عرصہ تک دوسروں کی غیبت کرتی اور سنتی رہی ہوں ہمیشہ رشتہ داروں کی آمد و رفت رتی ہے، جو بھی آتا بس کسی نہ کسی کی غیبت شروع ہو جاتی ہر وقت غیبت کا بازار گرم رہتا تھا۔ اب جب سے میں حضرت والا کے وعظ میں آنے لگی اور غیبت سے متعلق وعظ سنا تو مجھے فکر لاحق ہو گئی کہ میں کتنے بڑے گناہ میں مبتلا رہی۔ اس فکر کی وجہ سے میری راتوں کی نیند اڑ گئی، اب میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ کبھی بھی کسی کی غیبت نہ کروں گی اور نہ ہی سنوں گی۔

(۶۱) ہم دونوں بھائیوں نے قریب تر رشتہ داروں کی شادی اور غمی کی جاہلانہ رسوم میں شریک ہونا چھوڑ دیا ہے۔ شادی کی تقریبات کی عجیب رسمیں ہیں ہمثلاً: نیوتا، بھات، سمٹھونی، گانٹھ منانا، گانٹھ ڈالنا، بارات میں کاروں کا جلوس، عورتوں اور مردوں کا بے محابا اختلاط، شادی کی تصویریں، ویڈیو فلمیں، کیا کیا عرض کروں ایسی واہیات رسوم میں شریک نہ ہونے سے حقوق قربات اور حقوق والدین کا شور طعن و تشنیع اور بائیکاٹ۔

حضرت والا سے تعلق کے بعد اللہ تعالیٰ نے قلب میں اتنی ہمت عطا فرمادی ہے کہ ہم ان منکرات و بدعات سے دور رہتے ہیں۔ فلہذا الحمد للہ علی ذلک۔ آئندہ جمعہ کو سکے بھانجی کی شادی ہے، ہم نے تمام جاہلانہ رسوم سے اجتناب

کرنے کا عزم ظاہر کیا تو اس پر والدین اور دوسرے تمام اقارب سخت ناراض ہیں، والدین تو بہت ہی سخت ناراض ہیں اور فرماتے ہیں:

”ان رسوم کے نہ کرنے سے دنیا ہنسے گی، تم پر ہمارے حقوق ہیں اس لئے تمہیں شریک ہونا پڑے گا ورنہ ہم سمجھیں گے کہ دونوں بیٹے ہمارے لئے مر گئے ہیں“

بندہ نے عرض کیا:

”اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے کسی کا حکم قابل تسلیم و پیروی نہیں۔ شادی، موت و دیگر جملہ احکام میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کام کرنے کا ایک طریقہ بتائیں اور برادری و قوم دوسرے طریقہ سے، تو طریقہ اسلام کو چھوڑ کر دوسرے طریقہ کی پیروی کرنا حرام اور شرک ہے، لہذا بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول نہیں لے سکتا۔“

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے

مذمت نظر تو مرضی حبانہ چاہئے

بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر فیصلہ

کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے۔“

حضرت والا سے دعاء استقامت کی درخواست ہے۔

(۶۲) الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم اور احسان اور حضرت والا کی دُعاؤں کی برکت

سے اللہ تعالیٰ نے میری صورت مسلمانوں جیسی بنائی۔ حضرت والا! آپ سے اتنے تھوڑے سے عرصہ میں مجھ میں جو تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔ نہ جانے آپ کے وعظوں میں رب قدوس نے کیا تاثیر رکھی ہے کہ جو بات کرتے ہیں

وہ دل میں اترتی محسوس ہوتی ہے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں، دل چاہتا ہے کہ ہر وقت حضرت والا کا چہرہ مبارک ہی دیکھتا رہوں، اللہ کرے کہ ہمیشہ یہ آنکھیں آپ ہی کی طرف دیکھیں۔ آمین

(۶۳) میری عمر دس سال ہے، حضرت والا کی توجہ اور دعا کی برکت سے میں نے اپنے چچا زاد، خالہ زاد اور دوسرے قریبی غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ کر لیا ہے اس پر خاندان کے مردوں اور عورتوں نے سخت اعتراض کیا اور دھمکی دی :
”پورا خاندان تم سے کٹ جائے گا۔“

میں نے ان کے جواب میں بڑے جوش سے یہ اشعار پڑھ دیئے :

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے

مدّ نظر تو مرضی حبانہ چاہئے

بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ

کیا کیا تو کرنا چاہئے کس کیا نہ چاہئے

(۶۴) ہمارے ہاں کوئی موت ہو جائے تو بہت واہیات رسمیں ہوتی ہیں، بندہ گھر گیا تو حضرت والا کی دعا، توجہ کی برکت سے کسی ناجائز رسم میں شریک نہیں ہوا، جب چچا زاد بھائیوں کے ہاں تعزیت کے لئے گیا تو تھوڑی سی دیر ان کے پاس بیٹھا، پھر وضو کر کے الگ کمرے میں تلاوت شروع کر دی، تلاوت سے فارغ ہوا تو سو گیا، پھر ظہر کی نماز کے بعد تلاوت کی، عصر کی نماز پڑھ کر سب لوگوں کو جمع کیا، الگ کمرے میں خواتین کو بھی میں نے اُن سے کہا :

”جب کوئی شخص دنیوی کوئی کام بھی کرنا چاہتا ہے تو وہ ماہر

فن رہبر اختیار کرتا ہے، اسی طرح دین پر چلنے کے لئے بھی ماہر رہبر

کی ضرورت ہے، میں نے دین کے ایک بہت بڑے ماہر کو رہبر

بنالیا ہے، اب جیسے وہ فرماتے ہیں میں ویسے ہی کرتا ہوں، لہذا کسی خلاف شریعت کام میں شرکت ہرگز نہیں کروں گا۔“
پھر ایسے تین مواقع سامنے آئے، بحمد اللہ تعالیٰ میں شریک نہیں ہوا، ہر موقع میں حضرت والا کی دعا، توجہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی مدد نصرت و دستگیری ساتھ رہی۔

(۶۵) بندہ نے عید الفطر کے بعد بجانب خانہ حضرت والا کے مواعظ کا ایک سیٹ ارسال کیا تھا، جس کے وصول کے بعد گھر سے خط آیا، والد صاحب نے لکھا :
”ہم نے یہ مواعظ پڑھنے کے بعد قریبی اسکول میں برائے مطالعہ ماسٹر حضرات کو دے دیئے۔ ہیڈ ماسٹر پر تو اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے اسی وقت سے ڈاڑھی رکھ لی اور دوسرے ماسٹروں نے بھی یہ عہد کیا کہ ہم آئندہ کبھی ڈاڑھی نہیں منڈائیں گے اور اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزاریں گے۔“

مواعظ بڑا عجیب اثر رکھتے ہیں، انسان پڑھتے ہی بے چین ہو جاتا ہے اور ترک منکرات کے عزم پر مجبور ہو جاتا ہے۔
والدہ صاحبہ کے بارہ میں لکھا ہے :

”حضرت والا کے فرمائے ہوئے معمولات کو پابندی اور بڑے شوق سے ادا کر رہی ہیں۔“

آخر میں اپنے لئے اور سب متعلقین کے لئے ادعیہ صالحہ کی درخواست لکھی ہے۔

ذاتی حالات :

بحمد اللہ تعالیٰ بندہ کا حال بہرکت صحبت مبارکہ روز بروز بہتر ہوتا جا رہا ہے،

جس کی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے :

۱۔ حُب جاہ کا پہلے یہ حال تھا کہ اپنی تعریف کے سماع سے قلب میں ایک خاص گونہ خوشی کے ساتھ اپنے کو بالکمال سمجھتا تھا، اب یہ حالت ہے کہ کوئی جتنی بھی تعریف کرے اس کا دل بالکل اثر نہیں ہوتا، فوراً حضرت والا کا فرمایا ہوا نسخہ ذہن میں آجاتا ہے :

”یہ مخلوق کا حسن ظن ہے اور اگر کوئی وصف محمود ہے بھی تو وہ

محض مالک کا کرم اور بلا استحقاق اس کی عطا ہے، جب چاہے سلب فرمائے“

البتہ کسی سے اپنی مذمت کے سماع سے کافی انقباض ہو جاتا ہے، جو سوچنے سے آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے، طالب علاج ہوں۔

۲۔ قلب ہمیشہ مسرور رہتا ہے، بالخصوص جبکہ حضرت اقدس کے چہرہ انور پر نظر ہوتا ہے۔

(۹۶) میرا بھتیجا پنجاب سے ملنے کے لئے آیا ہوا ہے جس کی عمر تقریباً گیارہ سال ہے، اس نے پہلی ہی مرتبہ جمعہ کے دن حضرت والا کا وعظ سنا تو دل پر ایسا اثر ہوا کہ گھر جا کر اپنی کاپی پر مندرجہ ذیل عبارتیں لکھیں جو اس نے دوران وعظ حضرت والا سے سنی تھیں :

۱۔ ”دیوث“ اس بے غیرت کو کہتے ہیں جو اپنی بیوی کو شرعی پردہ نہ کروائے۔

۲۔ ڈاڑھی منڈانے یا کٹانے والے کی مثال ایسی ہے جیسے مرغ اپنی کلنی کاٹ

لے تو مرغی معلوم ہوتا ہے یہی حال انسان کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مرد

بنایا تو تم مرد ہی رہو عورتیں کیوں بنتے ہو ؟

مندرجہ بالا تحریر کے متعلق جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے پوچھا :

”یہ کس لئے لکھا ہے ؟“

کہنے لگے :

”گھر جا کر اپنی امی کو سناؤں گا اور کہوں گا :

”میری پیاری امی ! آپ کی وجہ سے میں اور ابا دیوث بنے

ہوئے ہیں، اللہ کے لئے پردہ کر لو تاکہ ہم دیوثی کی لعنت سے بچ جائیں“

الحمد للہ ! والد صاحب کی تو پوری ڈاڑھی ہے، ویسے وہاں جا کر

مرغ کی مثال بھی بتاؤں گا“

میں نے مندرجہ بالا الفاظ سن کر بچہ کو شاباش دی اور اللہ تعالیٰ سے دُعا

کی کہ یا اللہ ! تیرا شکر ہے کہ حضرت والا کے وعظ کا اثر اس بچہ پر ہوا ہے، اس کی والدہ کے لئے بھی اس کی کوشش کو قبول فرمائے۔

حضرت والا سے بھی درخواست ہے کہ اس بچہ کی استقامت اور اس کی والدہ کی ہدایت کے لئے دُعا فرمائیں۔

(۹۷) الحمد للہ ! اللہ کا بڑا احسان ہے اور حضرت والا کی دُعا کی برکت ہے کہ

حالات بہت بہتر ہوتے جا رہے ہیں، کثرت سے گناہوں کا صفایا ہو رہا ہے۔

دو عدد ڈبی بی ہم نے خریدے تھے، ان میں سے ایک تو جلا دیا ہے اور دوسرے

کو توڑ کر رکھ دیا ہے تاکہ جب سرکاری لوگ بے حیائی اور بے غیرتی کا ٹیکس وصول

کرنے آئیں گے تو ان کے سامنے اسے جلا دیا جائے۔

میرے نسبتی بھائی نے اپنے نکاح میں شرکت کی دعوت دی اور کہنے لگے :

”میرے نکاح میں ناچ گانا کچھ بھی نہیں ہوگا“

میں نے کہا :

”آپ کے لئے کچھ بھی نہیں ہوگا لیکن میرے لئے بہت کچھ

ہوگا، سب سے بڑا گناہ بے پردگی کا اور تصویر کھینچوانے کا“
تو کہتے ہیں:

”جنہیں ہم نے بچپن سے دیکھا، ساتھ رہے، اب انہیں سے
پردہ“

میں نے کہا:

”اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے، قرآن کریم کھول کر دیکھ لو“

گھر کے تمام افراد، عزیز رشتہ دار اور سسرال والے سب ناراض ہیں،
جب میں نے گھر کو بے حیائی اور بے غیرتی کے اڈے یعنی ٹی بی سے نجات دلائی تو
میری ماں نے کہا:

”تجھے قرآن کی قسم ہے اگر میرے مرنے کے بعد میری صورت

دیکھے“

اور ساتھ ہی یہ بھی کہتی ہیں:

”گھر میں دیوار کٹھی کر لے اور اپنا کھانا پکانا بھی الگ کر لے“

الحمد للہ! قلب پر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں ہوا حالانکہ ماں کے ساتھ بڑی محبت

ہے۔

(۶۸) ایک خاص بات یہ ہوئی کہ بعض گناہوں کے اسباب و ذرائع اور مواقع
کی موجودگی کے باوجود حضرت والا کی دُعا، اور حضرت حق تعالیٰ کی رحمت کی دُشگیری ایسی
شامل حال رہی کہ محفوظ رہا، یہ امتحان تقریباً دس روز جاری رہا، مگر اس میں جو حیرت انگیز
بات تھی وہ یہ تھی:

”حضرت والا کی تمام شفقتوں اور پورے جاہ و جلال کی صورت

میں اللہ تعالیٰ کی رحمت میری نگران رہی، حضرت والا کے مقدس اور

حسین چہرہ کے نقوش، حضرت والا کا انداز گفتگو اور بعض مواعظ کے
خاص جملے گویا بس ازبر ہو گئے تھے۔

اگرچہ اختتام امتحان کے بعد یہ کیفیت ختم ہو گئی ہے مگر جب تک رہی میری
محافظ رہی، آخر میں دُعا کی درخواست پیش کرتا ہوں۔

(۶۹) میں نے جب حضرت والا کی پہلی مجلس وعظ میں شرکت کی اس میں
حضرت والا نے شرعی پردہ اور ڈاڑھی کی شرعی اہمیت سے متعلق وعظ فرمایا، اس
وقت تک میرے شوہر ڈاڑھی نہیں رکھتے تھے، وعظ سن کر میں نے گھر آکر ان سے
کہا:

”میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ڈاڑھی رکھ لیں تاکہ آپ کی صورت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت جیسی نظر آئے“

میرے شوہر نے میری بات مان لی اور انہوں نے ڈاڑھی رکھ لی، میں ان کی
ڈاڑھی دیکھ دیکھ کر اور یہ سوچ کر بے انتہاء خوش ہوتی ہوں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
صورت مبارکہ ہے۔ میرا ایک لڑکا ڈاکٹر بن چکا ہے اس نے تو حضرت والا کی صحبت
کی برکت سے شروع ہی سے ڈاڑھی رکھی ہوئی ہے، اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
اور حضرت والا کے فیض سے دوسرے لڑکے نے بھی ڈاڑھی رکھ لی ہے جو ڈاکٹری کے
آخری سال میں پڑھتا ہے۔

مجھے یہ بالکل معلوم نہیں تھا کہ اسلام میں ڈاڑھی رکھنے کی اتنی اہمیت ہے۔
اور نہ ہی پردہ کا حکم معلوم تھا، میں بس برقع اوڑھتی تھی، غیروں سے پردہ کرتی تھی،
رشتہ داروں سے نہیں کرتی تھی، اب میں نے سب سے پردہ کر لیا ہے۔

یہ سب حضرت والا کے مواعظ پڑھنے اور سننے کا فیض ہے، اللہ تعالیٰ حضرت والا
کی عمر میں صحت و عافیت کے ساتھ برکت عطا فرمائیں، امت کی ہدایت کا خوب

خوب کام لیں اور ان فیوض کو تا قیامت صدقہ جاریہ بنائیں، آمین۔

۷۰) حضرت والا کی برکت سے گناہ چھوٹ رہے ہیں، مزید یہ فائدہ ہوا کہ اس سال رمضان المبارک میں میں نے جہاں تراویح پڑھائی ہیں وہاں میں نے پہلے ہی نے کہہ دیا تھا :

”تراویح کی اجرت نہیں لوں گا۔“

مسجد والے پہلی ہی رات مجھے کچھ رقم دیتے ہوئے کہنے لگے :

”تراویح کے پیسے تو آخر میں ہوتے ہیں، یہ تراویح کے نہیں، یہ

ویسے ہی آپ قبول فرمائیں۔“

حالانکہ میں پہلے بہت لالچی تھا، سو روپے بھی نہیں چھوڑا تھا، صرف حضرت والا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے استقامت عطا فرمائی کہ ان کے بہت اصرار کے باوجود میں نے کچھ بھی نہیں لیا۔ الحمد للہ! میرے دل میں ذرا بھی لالچ پیدا نہیں ہوا۔ جن رشتہ داروں سے میں نے اپنی بیوی کو پردہ کروا دیا ہے وہ تو ناراض ہو گئے ہیں، یہاں تک کہ ہمارے گھر آنا بھی چھوڑ دیا ہے، البتہ میرے چھوٹے بھائی میری غیر موجودگی میں میری بیوی سے بار بار یوں کہتے رہے :

”بھائی صاحب آپ کو پردہ کروائیں گے لیکن ہم سے پردہ نہیں

کرنا۔“

اس طرح وہ میری بیوی کو بہت سمجھاتے رہے، اس میں میرے سر صاحب بھی شامل تھے۔

میری بیوی نے مجھے ساری باتیں بتادی ہیں اور میرے بھائیوں سے پردہ کر رہی ہیں۔

علاوہ ازیں میرے والدین بھی پردہ کی مخالفت کر رہے ہیں، حالانکہ میرے

والد صاحب عالم ہیں، ان سب کی مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی دستگیری اور حضرت والا کی برکت سے میری بیوی پردہ کی پابندی پر قائم ہیں۔ دعا و استقامت کی درخواست ہے۔

۷۱) میں روزانہ رات کو سوتے وقت ترپھلا کی خوراک لے کر سوتی ہوں :

۱۔ اے اللہ! میں اقرار می مجرم ہوں۔

۲۔ میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔

۳۔ آئندہ گناہوں سے حفاظت فرما۔

وہ گناہ جو چھوٹ گئے ہیں :

۱۔ شادی سے پہلے میں پردہ تو کرتی تھی مگر شرعی پردہ نہیں کرتی تھی، حضرت

سے اصلاحی تعلق قائم ہونے کے بعد میں نے شرعی پردہ کر لیا ہے، تمام زادوں، نندوئیوں، جیٹھوں اور دیوروں وغیرہ سے مکمل پردہ کر لیا ہے۔

۲۔ پہلے میں ٹی بی دیکھتی تھی مگر اب میں نے ٹی بی دیکھنے سے توبہ کر لی ہے، اب اگر اس کی آواز بھی کانوں میں آتی ہے تو دل دہل جاتا ہے۔

۳۔ فوٹو گرافی سے بچتی ہوں اگر کہیں فوٹو گرافی ہوتی ہے تو میں اس جگہ سے ہٹ جاتی ہوں۔

۴۔ وی سی آر جیسی لعنت سے مکمل توبہ کر لی ہے۔

۵۔ گانے بجانے وغیرہ کی آواز تک سے سخت نفرت ہو گئی ہے۔

۶۔ غیبت سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرتی ہوں، اور یہ بھی کوشش کرتی ہوں کہ کسی کی غیبت سنوں بھی نہیں۔

۷۔ میں ہر ممکن کوشش کرتی ہوں کہ گناہوں سے بچوں جب کوئی گناہ کا کام سامنے آتا ہے تو دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور اب تو گناہوں کے

تصور سے بھی ختم آتی ہے۔

۸۔ جب کسی کو گناہ کا کام کرتے ہوئے دیکھتی ہوں تو دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف

پیدا ہوتا ہے اور استغفار پڑھتی ہوں۔

۹۔ میں نے سالگرہ میں جانا چھوڑ دیا ہے۔

۱۰۔ مہندی وغیرہ کی رسموں میں نہیں جاتی ہوں۔

۱۱۔ محرم کے کچھڑے، کوٹھے، گیارھویں، شبِ براءت کا حلوا، کھانا وغیرہ نہیں

کھاتی اور نہ ہی وہاں جاتی ہوں۔

وہ گناہ جو نہیں چھوٹے ہیں:

۱۔ حضرت والا! مجھے اخبار پڑھنے کی عادت ہے اس کو کس طرح ختم کروں؟

۲۔ غیبت سے ہر ممکن پرہیز کرتی ہوں مگر کبھی کبھی کسی کی غیبت ہو ہی جاتی ہے،

اس سے کیسے پرہیز کروں؟ نسخہ تحریر فرمادیں۔

۳۔ میرے پاس ایک کتاب ایسی ہے جس میں عورتیں کپڑے پہنے ہوئے ہیں

میں نے خود سے کپڑے پہننے کے لئے رکھی ہوئی ہے اور ان عورتوں کے

منہ پر ٹیپ لگا دیا ہے جس سے ان کا چہرہ نظر نہیں آ رہا ہے کیا میں اس

کتاب کو اپنے پاس رکھ سکتی ہوں؟ اس کا کیا طریقہ ہے؟

حضرت والا! آپ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔

۴۔ میرے ایک بھائی سعودیہ میں ہیں ان کو میں نے حضرت والا کے

مواعظ دیئے تھے، ان پر اتنا اثر پڑا کہ پہلے انہوں نے ایک خط میں لکھا تھا:

”میں نے وہ گناہ چھوڑ دیئے جن کے چھوٹنے کی امید ہی نہ تھی،

مثلاً: فام، تاش وغیرہ“

اب کچھ دن پہلے ایک خط آیا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے:

”میں نے اب ڈاڑھی رکھ لی ہے“

وہ ہر خط میں حضرت والا کی خدمت میں سلام اور دُعا کی درخواست لکھتے

رہتے ہیں۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کم فرمایا ہے کہ حضرت والا سے تعلق کی بدولت زندگی میں

بہت ساری تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

۱۔ توکل علی اللہ میں اضافہ ہوا ہے۔

۲۔ والدین اور عزیز واقارب کی محبت میں اضافہ ہوا ہے۔

۳۔ تہجد اور اشراق کی نماز کا اہتمام ہونے لگا ہے۔

۴۔ تہجد میں قرآن کریم کی تلاوت کا حضرت والا سے تعلق کے بعد ہی اہتمام ہوا ہے۔

۵۔ نظر کی حفاظت مکمل طور پر ہونے لگی ہے۔

۶۔ پردہ شرعی کی پابندی بلکہ گھر میں والدہ صاحبہ اور ہمیشہ گن نے بھی پردہ شرعی کی

پابندی شروع کر دی ہے۔

۷۔ شادی وغیرہ تقریبات کی رسوم سے بالکلیہ پرہیز کی توفیق مل گئی۔

رمضان المبارک سے قبل میرے ایک بھائی اور ایک ہمیشہ کی شادی ہوئی جس

میں ناچیز بھی شامل ہوا۔ الحمد للہ دونوں شادیاں علاقہ کی کئی ایک رسوم سے محفوظ

رہیں، جس کو میں اللہ تعالیٰ کا انعام اور حضرت والا سے تعلق کی برکت سمجھتا ہوں۔ کئی

لوگوں نے برا بھلا کہا مگر الحمد للہ ہمارے والدین اور بھائی بہنوں نے پروا نہیں کی۔

اس معاملہ میں میرے لئے فکر کی جو بات تھی وہ یہ تھی کہ ہمارے گھر کی خواتین

نے تو بات مان لی اور شرعی پردہ کی پابندی شروع کر دی لیکن بھائی صاحب کی اہلیہ

جو آئیں گی تو ان کا طرز عمل معلوم نہیں کیا ہوگا؟ مگر الحمد للہ! ہوا یہ کہ پہلے ہی دن

انہوں نے بھائی صاحب کی بات مان لی اور گھر کے غیر محرموں سے گھونگھٹ کے

ذریعہ پردہ کا اہتمام شروع کر دیا، جس سے کسی حد تک تو اطمینان ہوا مگر یہ فکر باقی تھی کہ آیا یہ لڑکی اپنے رشتہ داروں یعنی اپنے بہنوئیوں وغیرہ سے بھی پردہ کرے گی یا کہ نہیں؟ کیونکہ نکاح کی تقریب میں بندہ نے دیکھا تھا کہ والد بھائی، ماموں کی موجودگی کے باوجود گھر میں لڑکی سے دستخط کرانے کے لئے ڈیوٹی بہنوئی کی تھی۔ نیز شادی کے بعد یہ بھی سننے میں آیا:

”لڑکی کے والدین نے بہنوئیوں کو یقین دلایا ہے کہ اگر میرے

بھائی صاحب نے ایسی کوئی پابندی لگائی تو وہ اس کا بائیکاٹ کر دیں گے۔“

پروگرام یہ تھا کہ شادی کے بعد میرے بھائی صاحب مع اہلیہ اپنے سسرال کے ساتھ ملائیشیا چلے جائیں گے، کیونکہ لڑکی اور اس کے والدین ملائیشیا میں رہتے ہیں۔

پردہ کرنے کی پاداش میں بائیکاٹ سے ملائیشیا جانا بھی منسوخ ہو جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا کہ بھائی صاحب نے ان باتوں کی پروا کئے بغیر بیوی کو اس کے بہنوئیوں سے پردہ کروا دیا اور انھوں نے بھی بخوشی اس پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ لڑکی کی بہنوں نے اس بات کو کافی محسوس کیا مگر اس کی پروا انہیں کی گئی۔ اور ملائیشیا جانے کے پروگرام میں بھی کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔

حضرت والا کی خدمت اقدس میں خصوصی دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔

(۴۷) ہماری بچی دو سال دو ماہ کی ہو گئی ہے، ہم ٹیکسی پر جا رہے تھے، ڈرائیور نے گانا لگا دیا، میں اس کو بہتر انداز سے سمجھانے کے لئے الفاظ میں سوچنے لگا، بچی فوراً چلا کر بولی:

”گانا سننا حرام ہے۔“

ہم سب کے لئے استقامت و ترقی کی خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۴۵) میں نے حضرت والا کی خدمت میں غلبہ شہوت کی شکایت لکھی تھی:

حضرت والا نے جو نسخہ تحریر فرمایا تھا اس کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی، حضرت والا کی دعاؤں کی بدولت ہی بہت تخفیف ہو گئی، جب سے حضرت کو خط لکھا ہے شہوت کا دورہ نہیں پڑا، اس دو ماہ کے عرصہ میں صرف ایک بار ذرا سی شدت ہوئی تھی، یہ صرف حضرت والا کی توجہ و دعا کی برکت ہے، مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۴۶) ایک مولوی صاحب گزشتہ سال عمرہ کے لئے گئے، پھر چھپ کر وہیں

رہ گئے اور حج کر کے واپس آئے، اس سال پھر انہوں نے مجھے لکھا:

”عمرہ کے لئے جانے کا ارادہ ہے، حج کر کے واپس آؤں گا۔“

میں نے ان کو لکھا:

”ہمارے حضرت تو کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی وہاں خلاف قانون

نہیں ٹھہرتے اس کو ناجائز فرماتے ہیں، ایک بار مدیر نے خود کہا:

”آپ ایک ہفتہ خلاف قانون ٹھہر جائیں اس کے بعد میں مزید

ایک ہفتہ ویزا بڑھا دوں گا۔“

حضرت والا نے مدیر کو کہلا بھیجا:

”میں خلاف قانون ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہروں گا۔“

حالانکہ بعض عوارض کی وجہ سے وہاں ٹھہرنے کی سخت ضرورت

تھی، اس کے باوجود مدیر کو یہ جواب دیا:

میرے اس خط کے جواب میں مولوی صاحب نے لکھا:

”آپ کے خط میں حضرت صاحب کے ملفوظات پڑھتے ہی

مجھ پر سخت گریہ طاری ہو گیا، انتہائی ندامت کے عالم میں اپنے استاذ صاحب سے رجوع کیا، انہوں نے تسلی دی اور فرمایا:

”ہم اسی لئے توبہ ہیں کہ قرآن و سنت کا صحیح اتباع نہیں کرتے، اگر ہم صحیح طور پر قرآن و سنت کے متبع ہوتے تو ہم انتہائی مطمئن ہوتے۔“

”میں اس پر رورہا تھا کہ اس دور میں علماء حق ناپید ہو رہے ہیں، آج کل کا عالم حق بات کہنے سے ڈرتا ہے، کاش کہیں بیس سال پہلے حضرت صاحب جیسے حق پرست عالم دین سے علمی و عملی استفادہ کرتا تو اب کامیاب ہوتا، اللہ تعالیٰ مجھے آج ہی سے دین پر استقامت و مضبوطی عطا فرمائیں۔“

(۷۷) ایک دوست مجھے حضرت والا کے بیان میں لائے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت والا کا پہلا ہی وعظ سن کر یہ اثر ہوا:

۱۔ ڈاڑھی منڈوانا چھوڑ دیا۔

۲۔ جتنی بھی تصویریں گھر میں تھیں سب جلا ڈالیں۔

۳۔ ٹی وی دیکھنے سے توبہ کر لی۔

ایک ماہ سے روزانہ عصر کے بعد بیان میں حاضر ہوتا ہوں، اپنی مزید اصلاح کے لئے بیعت ہونا چاہتا ہوں، تاکہ پوری زندگی شریعت کے مطابق گزار سکوں، کچھ معلوم نہیں کب موت آجائے۔

(۷۸) گھر والوں میں شرعی پردہ کرنے کی ہمت پیدا ہوئی، اُن کا کہنا ہے:

”اب میں ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت والا کی دعاؤں کے طفیل آلو اور بھالو اور سب زادوں سے پردہ کروں گی، جب تک زندگی ہے اپنی اور اپنے بچوں کی زندگی کا ایک ایک لمحہ حضرت والا کے

مشورہ سے گزاروں گی۔“ دارالنجون کی چوکھٹ کبھی نہیں چھوڑوں گی، خواہ اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینا پڑی بخوشی دوں گی۔“

حضرت والا! یہ ان کا جذبہ ہے، آپ ان کے لئے توجہ خاص اور دعا فرمائیں۔ (۷۹) میرے بڑے بھائی مجھے ایک شادی میں لے گئے، وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ پوری بارات کی ویڈیو فلم بن رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے فوراً میرے دل میں حضرت والا کے ارشاد جو ”ابو الزناد الشیخ“ میں درج ہیں ڈالے اور حضرت والا کا یہ قصہ:

”حضرت والا ایک بارات سے واپس تشریف لے آئے تھے

جہاں فوٹو بن رہے تھے۔“

میں نے اپنے بڑے بھائی سے کہا:

”میں گھر واپس جا رہا ہوں۔“

بڑے بھائی نے پوچھا: ————— ”کیوں؟“

میں نے کہا:

”یہاں فلم بن رہی ہے۔“

انہوں نے کہا:

”دنیا والوں کے ساتھ رہ کر دنیا والوں کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔“

دوسرے برادری والوں نے کہا:

”اگر فلم بن رہی ہے تو اس میں آپ کا کیا نقصان؟“

میں نے کہا:

”جس محفل میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے چھوٹیں، اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی، اور میرے اندر یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے جہنم میں جاؤں۔“

ان لوگوں نے کہا:

”جو مولوی نکاح پڑھا رہا ہے وہ تو اعتراض نہیں کر رہا ہے تم بہت بڑے مولوی کے بچے آگئے۔“

میں نے کہا:

”یہ مولوی چند بیسویں کی خاطر اس گناہ میں شریک ہے، اگر یہ آپ لوگوں کو منع کرتا ہے تو اس کے تین سو روپے مارے جاتے ہیں اس لئے خاموش ہے۔“

حضرت والا میری چھ بچیاں ہیں، میری باتیں سن کر میری برادری والوں اور بڑے بھائی نے کہا:

”آپ کی بچیوں کا رشتہ ہونا مشکل ہے۔“

میں نے کہا:

”مجھے میرے اللہ پر توکل ہے۔“

یہ سب کچھ حضرت والا کی صحبت اکسیر اور دعاؤں کی برکت ہے، مزید توجہ اور دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۸۰) بندہ ناچیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت والا سے بیعت کا شرف بخشا جس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ آج اس سعادت کو حاصل کئے ہوئے ایک ماہ اور چار دن اوپر گزر چکے ہیں، جب اس ماہ مبارک پر نظر ڈالتا ہوں تو گزشتہ پوری زندگی سے اس کا پلاڑ بھاری نظر آتا ہے، اور بھاری کیوں نہ نظر آئے؟ آخر حضرت والا کی بے پناہ محبت کا اثر عیاں ہونا ہی ہے اس ماہ مبارک میں خاص تبدیلیاں حسب ذیل ہوئی ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم یہ کہ عرصہ سے تہجد کا شوق اور ارمان تھا لیکن شیطان

لعین اس خاص وقت میں بہت گہری نیند سلا دیتا تھا، اب میرے مولیٰ کے کرم اور حضرت والا کی نظر کی کیا اثر سے تقریباً بیس دن سے نماز تہجد پڑھتا ہوں اور حضرت والا کی بتائی ہوئی دعائیں یاد کرتا ہوں اور پڑھتا ہوں۔

۲۔ غیبت کی بیماری جو ہمارے معاشرہ میں عام ہے اور ظلم یہ کہ اس کو گناہ تک نہیں سمجھا جاتا اسے سننے کی اور کرنے کی بُری عادت تھی جس کو اب عام محفل سے دور رہ کر اللہ کے فضل و کرم سے صرف اپنے کام سے کام میں مشغول ہو کر ختم کر دیا ہے۔

۳۔ خلافِ شریعت یا ظاہری گناہ کی باتوں کو دیکھ کر حالت عجیب ہو جاتی ہے یعنی برداشت کی قوت نہیں رہتی، فوراً فارغ ہوتے ہی اُن صاحب کے سامنے بیان کر دیتا ہوں۔

۴۔ حفاظتِ نظر کے سلسلہ میں تو اب مولیٰ کا کرم اتنا ہے کہ نظر اٹھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایک عجیب لذت محسوس ہوتی ہے۔

۵۔ میری اہلیہ جمعہ کے دن جمعہ بازار کی خریداری کیا کرتی تھیں۔ انہیں اس بے پردگی کی لعنت سے آگاہ کیا۔ الحمد للہ! بات سمجھ میں آگئی پچھلے ایک ماہ سے جمعہ بازار نہیں گئیں اور اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے بھی اس گناہ سے بچا لیا۔

(۸۱) حسب ارشاد حضرت اقدس بندہ نے خواتین میں وعظ ”ترک منکرات“ و ”شرعی پردہ“ کی تعلیم شروع کی اور خود یہ معاملہ رکھا کہ خوش آمدید کہنے اور تعویذ کے لئے آنے والیوں سے بھی بلا پردہ گفتگو نہیں کی، جس سے الحمد للہ! بہت نفع ہوا کئی خواتین کو بہرکت حضرت والا قریبی رشتہ داروں سے بھی پردہ کرنا نصیب ہو گیا، حتیٰ کہ ہمارے رشتہ دار ایک بہت بڑے عالم جو سلسلہ نقشبندیہ کے معروف پیر بھی ہیں ان سے

بھی خواتین نے پردہ کرنا شروع کر دیا، جبکہ قبل ازیں اس کا احساس بھی نہیں تھا، انہی پر صاحب کو پردہ سے متعلق حضرت والا کے بیان کی ایک کیسٹ بندہ نے سنائی جس سے اسی وقت ان کا رنگ بالکل فق ہو گیا، بعد میں انہوں نے وہاں رکھی ہوئی ”انوار الرشید“ خود اٹھا کر اس کا مطالعہ شروع کیا اور حضرت سے متعلق تفصیلات پوچھنے لگے۔

دور دور سے علماء کرام خود آکر حضرت والا کے مواعظ بندہ سے لے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو بھی حضرت اقدس کے لئے بطور صدقہ حباری قبول فرمائیں۔

والدہ محترمہ نے فرمایا:

”حضرت والا سے اصلاحی تعلق کے بعد میری زندگی ہی بدل گئی ہے۔ معاصی سے اجتناب، شوق عبادات اور فکر آخرت کی دولت نصیب ہو گئی ہے، آج تک معمولات میں ایک روز بھی ناغہ نہیں ہوا، اور ادیں اگر زیادتی کا بھی فرمایا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بشوق پوسے کرتی رہوں گی۔“

مجھے بٹھا کر حضرت والا کے مواعظ کا ترجمہ بہت شوق سے سنتی ہیں سلام منوں کے ساتھ دُعاؤں کی درخواست کر رہی ہیں۔

(۸۲) یہاں کے بہت سے دیوبندی علماء بدعات و رسوم میں اس درجہ ملوث ہیں کہ ان مسائل میں دیوبندی اور بریلوی نزاع صرف ایک لفظی نزاع بن گیا ہے، عمل میں سب ایک ہو گئے ہیں، ہر قسم کی بدعات بلا حجاب کر رہے ہیں، بالخصوص کسی کے مرنے پر جو رسوم ہوتی ہیں، پوری برادری کو جمع کر کے دھوم دھام کی دھوئیں اڑانا وغیرہ۔ طرفہ یہ کہ یہ دیوبندی علماء ہیں بلکہ دیوبندیت کے بڑے نمائندے اور

تقریروں میں بریلویوں کے خلاف بولنے والے مگر عمل یہ ہے۔

جو حضرات ان کے خلاف ہیں، بحمد اللہ تعالیٰ یہ سب حضرات وہ ہیں جو حضرت والا کے ملنے والے اور معتقدین ہیں، مواعظ بھی دیکھتے ہیں۔

(۸۳) حضرت والا کے مواعظ و ملفوظات پڑھنے کا موقع ملا جس سے بہت زیادہ فائدہ ہوا اور بہت سے گناہ چھوٹ گئے ہیں جن کی فہرست یہ ہے:

۱۔ ناجائز اور حرام شہوت رانی۔

۲۔ بے ریش لڑکوں سے بدکاری جیسا مہلک مرض۔

۳۔ بہت سی فائز نمازوں اور روزوں کی قضاء۔

۴۔ والدین کے پیسے چرانا۔

۵۔ فضول گوئی کا مشغلہ۔

۶۔ جھوٹ بولنے کی عادت۔

۷۔ غیبت کرنا اور سننا۔

۸۔ شادی وغیرہ کی ناجائز مجالس میں جانا۔

۹۔ تصویر۔ یہاں تک کہ گھر میں کوئی تصویر نہیں رہنے دیتا، خواہ وہ دوا کی بوتل پر ہو یا اور کہیں ہو۔

۱۰۔ بلا ضرورت انگریزی الفاظ بولنا۔

۱۱۔ والدین کی نافرمانی۔

۱۲۔ استاذوں کی محبت دل میں پیدا ہوئی اور پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے وقت کا بخیل بنا دیا۔

آخر میں حضرت والا نے خصوصی دُعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔

(۸۴) حضرت والا نے ”دارالافتاء والارشاد“ میں میرا نکاح پڑھایا تھا، اس کی برکت

اللہ تعالیٰ نے بہت سے گناہوں سے بچالیا۔ شادی میں بہت سے منکرات کا عام رواج ہے، مثلاً ڈھول بجے، گانا بجا، کھلے طور پر تصویر کشی کرنا، مہندی لگانا، آگ کے گولے ہوا میں چھوڑنا وغیرہ۔ عید الاضحیٰ کے تیسرے دن شادی قرار پائی۔ عید پر مجھے تقریر کا موقع دیا گیا، میں نے ان تمام منکرات سے روکا، الحمد للہ! حضرت والا کے ولولہ انگیز بیانوں کے اثر سے ایسا وعظ ہوا کہ لوگ رک گئے۔ پھر میں نے ان تمام لوگوں سے یہ وعدہ لیا:

”آئندہ یہ کام نہیں کریں گے۔“

جتنے لوگ عید پڑھنے آئے تھے سب نے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے یہ وعدہ کیا:

”یہ جتنے بُرے کام ہماری شادیوں میں عرصہ دراز سے ہوتے آئے

ہیں آئندہ ہمیشہ کے لئے ہم ان کو بند کرتے ہیں، اگر آئندہ ایسا کوئی کام

گاؤں کے کسی فرد نے کیا تو اس سے سب قطع تعلق کریں گے۔“

الحمد للہ! میری شادی میں کوئی غلط کام نہیں ہوا، یہ صرف حضرت والا کے

نکاح پڑھانے کی برکت ہے۔

اس کے چند روز بعد ایک بریلوی مولوی جس کی گاؤں میں بہت شہرت تھی وہ

آیا، میری عدم موجودگی میں لوگوں سے کہنے لگا:

”خوشی کے موقع میں سب کچھ جائز ہے۔“

اور میرے بارہ میں کہنے لگا:

”یہ خراب ہو گیا ہے، اسے کراچی کے مفتی رشید احمد نے

خراب کیا ہے۔“

میں حیران رہ گیا کہ اس بدعتی سے دُعا و سلام بھی نہیں ہے اسے اس کا

کیسے علم ہو گیا کہ یہ وہاں بیان سنتا رہا ہے۔ الحمد للہ! دل میں خوشی ہوئی کہ میری

خرابی کی نسبت حضرت والا کی طرف کی۔

(۸۵) میں ایم بی بی ایس سال دوم کا طالب علم ہوں۔ حضرت اقدس سے تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں، اس سے پہلے زندگی میں کوئی خاص نظم و ضبط نہیں رہا جب جوش چڑھتا تو نوافل و اذکار کی کثرت کی طرف توجہ جاتی مگر گناہوں کے چھوڑنے کی طرف اتنا دھیان نہ ہوتا۔

الحمد للہ! حضرت اقدس کے مواعظ کا مطالعہ کیا۔ زندگی کے حقائق واضح ہوئے۔ اللہ کی توفیق اور فضل سے ڈارھی منڈانا ترک کر دیا ہے۔ ٹی بی دیکھنا چھوڑ دیا ہے، بد نظری چھوڑ دی ہے اور دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام حرام کاموں سے نجات عطا فرمائے۔ حضرت اقدس سے دُعا کی درخواست ہے۔

(۸۶) میں کچھ عرصہ سے حضرت والا کے مواعظ پڑھتی ہوں جن میں سے ایک وعظ ”شرعی پردہ“ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی، ٹی بی دیکھنا چھوڑ دیا، حالانکہ میں پورے محلہ میں شوق سے ٹی بی دیکھتی تھی، میری وجہ سے تمام بہن بھائی اور والدین نے ٹی بی دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔

دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مزید گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ میں حضرت والا کی مجلس وعظ میں حاضر نہیں ہو پاتی اس لئے کہ ساتھ آنے والا کوئی محرم نہیں۔

(۸۷) حضرت والا سے بیعت ہونے کے بعد جو تبدیلیاں ہوئی ہیں عرض خدمت ہیں:

۱۔ اب تک جو گناہ ہوئے ہیں ان سے توبہ اور معافی مانگنے کی اکثر و بیشتر توفیق۔

۲۔ غیبت سے بچنے کی فکر اور اس میں کامیابی۔

۳۔ بد نظری سے کُل طور پر شفا یابی۔

۴۔ ٹی بی دیکھنا بالکل بند۔

۵۔ ریڈیو پر گانا بجانا سنا بالکل بند۔

۶۔ فوٹو کھنچوانے سے احتراز۔

۷۔ ٹخنے سے اوپر پا جامہ رکھنے کی فکر اور اس کی احتیاط۔

۸۔ کوٹ پینٹ کا استعمال ترک۔

۹۔ سر کے بال مشین سے برابر کٹوانا۔

۱۰۔ قضا، عمری، دیویم کی روزانہ ادا کرنا۔

۱۱۔ نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی فکر اور پابندی۔

۱۲۔ نماز تہجد کی پابندی۔

۱۳۔ نمازِ اَوَّابین کی ادائیگی۔

۱۴۔ معمولاتِ یومیہ جو بتلائے گئے ہیں اُن کی پابندی۔

(۸۸) میں سو فی صد گناہوں میں مبتلا تھا، اب حضرت والا کی صحبت اور دُعاؤں کی برکات کا کرشمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پچانوے فی صد گناہوں سے بچ چکا ہوں، پانچ فی صد میں کبھی غفلت کی وجہ سے غیبت ہو جاتی ہے لیکن بعد میں فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے فوراً معافی طلب کرتا ہوں، اور جس کی غیبت مجھ سے ہوئی ہے اس سے بھی حضرت والا کی بتلائی ہوئی تدبیر سے معاف کر لیتا ہوں، کتنا کرم ہے مجھ پر میرے اللہ کا کہ حضرت والا کا وعظ سننے سے ایک ہفتہ پہلے ہی سے ڈاڑھی کٹوانا بند کر دیا، اپنے مالک کی طرف سے یوں ہدایت پائی:

”اب تم میرے ایک خاص بندہ کے پاس میرے فضل سے جانے والے ہو پہلے ہی سے تیاری کر لو ڈاڑھی کٹانا بند کرو۔“

(۸۹) میرے آقا! مجھے اللہ جل جلالہ نے آپ کی برکت سے بہت سے

گناہوں سے بچا لیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ایک لڑکی سے محبت تھی مگر اب تو صرف اپنے محبوب حقیقی سے ہے۔

۲۔ ٹی بی سے میرے محبوب نے حضرت والا کی برکت سے بالکل ہی بچا لیا ہے۔

۳۔ بد نظری سے بھی بچا لیا۔

۴۔ شادیوں میں جانا چھوڑ دیا ہے۔

۵۔ غیبت کرنے اور سننے سے بھی بچا لیا ہے۔

۶۔ جھوٹ سے بھی بچا لیا ہے۔

یہ سب کچھ حضرت والا کی نظرِ کرم اور اللہ جل جلالہ کی توفیق سے نصیب ہوا ہے۔

(۹۰) اللہ تعالیٰ تبلیغ والوں پر اپنی کھربوں بلکہ بے حساب رحمتیں برسائے جنہوں

نے مجھے حضرت والا کے دروازہ تک پہنچا کر مجھے نئی زندگی بخشی۔

حضرت والا! میں تبلیغ والوں کی بہت مخالفت کرتا تھا، ان کی بات سنا

ہی نہ تھا، اگر کبھی سُن لی تو مذاق اڑاتا اور انہیں وہابی کہتا تھا، اور خود دین پر تو کیا

چلتا نماز بھی نہیں پڑھتا تھا اور بدعتی بڑے اونچے درجہ کا تھا، اللہ تعالیٰ مجھے

معاف فرمائیں، چونکہ ہم ایک ساتھ ہی رہتے تھے اس لئے وہ مجھے کچھ نہ کچھ ضرور

سناتے رہتے، اس طرح ان سے دوستی ہو گئی۔

کچھ دنوں بعد ایک بھائی نے کہا:

”جمعہ کو میں ناظم آباد ایک بہت بڑے بزرگ کا بیان سننے

جاتا ہوں اگر خواہش ہو تو تم بھی چلو۔“

چونکہ دوستی اچھی تھی اس لئے انکار نہ کر سکا اور ان کے ساتھ حضرت والا

کی خدمت میں پہنچا، آپ کا بیان سنا جو دل میں اُترتا چلا گیا، جب حضرت والا

نے ارشاد فرمایا،

”لوگ اس دھوکے میں ہیں کہ گناہ چھوٹتے نہیں تو ڈاڑھی کیوں رکھیں؟
اُن لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ
جان بوجھ کر گناہ کرے، لہذا اگر وہ کہے،

”گناہ چھوٹتے نہیں تو اسلام ہی چھوڑ دیں“
یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟

چونکہ میں بھی اسی دھوکے میں تھا اس لئے بہت شرمندہ ہوا، پھر جب آپ
نے فرمایا:

”ڈاڑھی منڈانا ایسا گناہ ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ لگا رہتا
ہے، سوتے بھی جاگتے بھی، نماز میں بھی، ہر جگہ اور ہر وقت یہ ساتھ
ساتھ ہے۔“

تو مجھے بہت ڈر لگا اور میں نے پکا ارادہ کر لیا:

”ان شاء اللہ اس ہر وقت کے گناہ کو چھوڑ دوں گا۔“

جہاز پر واپس آ کر میں نے نبوی کے قانون کے مطابق ڈاڑھی رکھنے کی درخواست
لکھ کر اپنے افسر کو دے دی، وہ درخواست لے کر کپتان کے پاس گیا، کپتان نے ڈاڑھی
رکھنے کی اجازت نہ دی۔ چونکہ میرا افسر شیعہ تھا اس لئے وہ بہت خوش واپس آیا اور
میں بہت ہی پریشان ہوا۔ میں نے اپنے ساتھی سے مشورہ کیا انہوں نے کہا:

”اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو اللہ پر بھروسہ کر کے ڈاڑھی رکھ لو۔“

میں نے پھر پکا ارادہ کر لیا:

”ان شاء اللہ ڈاڑھی نہیں کٹاؤں گا اگر ضرورت پڑی تو گلا کٹا

دوں گا۔“

کچھ دنوں بعد میرا سامنا اسی شیعہ افسر سے ہوا تو اس نے کہا:

”تم نے شیواتنی زیادہ بڑھالی ہے، جاؤ اسے صاف کر کے

مجھے دکھاؤ۔“

میں نے جواب دیا:

”یہ میں نے سنت رسول رکھی ہے، شیو نہیں بڑھائی، اور اس

کو میں نے بڑھانے کے لئے رکھا ہے، کٹانے کے لئے نہیں۔“

اس شیعہ افسر نے فوراً کپتان تک بات پہنچائی اور مجھ پر مقدمہ بنا کر اسی وقت
جہاز کے ایک چھوٹے سے کمرے میں بند کر کے تالا لگا کر باہر دوپہرے دار بٹھادیئے۔

تقریباً پندرہ بیس دن میں جہاز کی جیل میں رہا، اس دوران ایک طرف مجھے
دھکیاں دی جاتیں:

”تجھے گولی مار دیں گے یا نوکری سے نکال دیں گے یا کئی سال

جیل میں پڑے رہو گے۔“

اور دوسری طرف ایسے افسروں کو میرے پاس بھیجتے جو نماز وغیرہ پڑھتے تھے،
وہ افسر میرے ساتھ بڑی ہمدردی ظاہر کرتے اور مختلف قسم کے دلائل دیتے اور
کہتے:

”اگر تم جیل میں چلے گئے یا تمہیں کچھ ہو گیا تو رشتہ داروں اور

والدین کے حقوق پورے نہیں کر سکو گے، اس طرح تم سنت پوری

کرنے میں فرائض کو چھوڑنے والے ہو گے۔“

ایک افسر نے تو بڑے دعویٰ سے کہا:

”اس حرکت سے تم دین کو نقصان پہنچا رہے ہو۔“

اس کی اس بات سے میں بہت پریشان ہوا، اس پریشانی کا اظہار میں نے

ساتھی سے کیا جو بڑی شکل سے مجھ سے ملاقات میں کامیاب ہو گیا تھا۔
ساتھی نے کہا:

”اللہ پر بھروسہ کرو، یہ سب شیطان کا چکر ہے اور بے شک
شیطان کا چکر بہت ہی کمزور ہے، میں تیری تسلی کے لئے حضرت والا
سے مسئلہ پوچھ لوں گا، اگر حضرت والا کا حکم ہوا کہ کٹا دو تو کٹا دینا۔“
کچھ دنوں بعد جب مجھے نیوی کی جیل میں منتقل کر دیا گیا تو وہ ساتھی وہاں بھی
پہنچ گیا اور اس نے مجھے ”دارالافتاء“ کا فتویٰ دکھایا اور یہ خوشخبری بھی سنائی،
”حضرت والا نے تیرے لئے دعا فرمائی ہے۔“

جس سے میری ساری پریشانی جاتی رہی اور ایسا دل سکون نصیب ہوا جو کہ
الفاظ میں بیان ہو ہی نہیں سکتا وہ تو صرف میرا دل ہی جانتا ہے، بس ایسا سکون
قلب نہ زندگی میں پہلے کبھی ملا تھا اور نہ ہی اس کے بعد آج تک ملا، میں تو سمجھتا
ہوں کہ میری زندگی کے بہترین دن وہ ہیں جو اس جیل کی چھوٹی سی کوٹھڑی میں گزرے
ہیں۔

فتویٰ پڑھ کر خوشی سے میرے آنسو بہ پڑے اور میں خوب رویا کہ مزا آگیا۔
وہ افسر جو طرح طرح کے دلائل دے کر مجھے شکوک میں ڈالتے تھے اور تنگ
کر رہے تھے اُن کے خلاف تو یہ فتویٰ ایک زبردست ہتھیار ثابت ہوا، بس جو ہی
وہ لوگ مجھے تنگ کرنے آتے ہیں اُن کو فتویٰ دکھاتا جس سے وہ بالکل خاموشی سے
بھینگی بلی کی طرح واپس چلے جاتے۔ پھر تقریباً ایک مہینہ اور پندرہ بیس دن کے
بعد مجھے اچانک رہا کر دیا گیا، میں بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ہوا؟ وہ مقدمے کہاں
گئے؟ اور اس بڑے مقدمہ (کورٹ مارشل) کا کیا بنا؟ جس کی تیاریاں بڑے زور
سے ہو رہی تھیں، اسی حیرانی میں تھا کہ کچھ دیر بعد حکم ہوا:

”نور! ہی بلوچستان کے ضلع گوادر جانا ہے۔“

مجھے اسی دن گوادر پہنچا دیا گیا۔

سات آٹھ مہینے کے بعد گوادر سے پھر کراچی آگیا ہوں، اب اللہ کا کرم ہے
کہ کوئی پابندی نہیں ہے۔ اب تو آزادی سے حضرت والا کے ہسپتال میں حاضر ہوتا
ہوں اور دوائے لے کر آتا ہوں، جس سے طبیعت بہت سنبھل گئی ہے۔
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چند گنا ہوں سے چھٹکارا مل گیا ہے جو کہ ناممکن
نظر آتا تھا، مثلاً:

۱۔ بد نظری سے بچنے کی اللہ تعالیٰ نے ہمت عطا فرمائی۔

۲۔ ٹی بی سے نفرت ہو گئی۔

۳۔ سگریٹ چھوٹ گئے۔

۴۔ زیادہ کپڑے رکھنے کا شوق ختم ہو گیا، اب تو صرف تین جوڑے استعمال
کرتا ہوں باقی سب صدقہ کر دیئے۔

۵۔ پچھلے دنوں جب میں چھٹی لے کر پنجاب گیا تو سالی صاحبہ نے مجھے اپنے
ساتھ چارپائی پر بیٹھنے کو کہا، میرے انکار پر کہنے لگی:

”بہت بدل گئے ہو، پہلے تو ایسا کرنے کی تجھ میں ہمت نہ تھی۔“

میں نے جواب دیا:

”اب نہیں بدلا پہلے بدلا ہوا تھا، اب تو دوبارہ فطرت کی

طرف آنے کی کوشش کر رہا ہوں۔“

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس سے جان چھوٹ گئی۔

★ ★ ★ ★ ★

دارالافتاء سے جاری فرمودہ فتویٰ کی نقل آئندہ صفحہ پر ہے۔

الجواب باسم ملہم الصواب

”ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا حرام ہے اور اس کا ثبوت ہے کہ ایسے شخص کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ سے بغض اور نفرت و عداوت ہے۔“

لہذا نبوی کے جن کپتان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ سے نفرت کا مظاہرہ کیا ہے اس کا ایمان سخت خطرہ میں ہے، اس پر فرض ہے کہ مسلمان قیدی کو فوراً رہا کرے اس سے معافی مانگے، ایمان سوز جرم عظیم سے توبہ کا اعلان کرے اور احتیاطاً تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح بھی کرے۔

اگر کپتان توبہ کا اعلان نہیں کرتا تو حکومت پر فرض ہے کہ اس دشمن اسلام زندیق کو کھلے میدان میں برسرِ عام قتل کروا کر اللہ کی زمین کو اس کے باغی مردود کے ناپاک وجود سے پاک کر دے۔

اگر حکومت یہ فرض ادا کرنے میں سہل انگاری سے کام لے تو ایسی بے دین حکومت کو مسلمانوں پر حکمرانی کا کوئی حق نہیں، دنیا و آخرت میں اسلام دشمنی کے انجامِ بد اور ذلت و رسوائی کا انتظار کرے۔“



۱۴۰۸ - ۳ - ۱۱

نمبر ۲۰۹۲۵

۹۱) حضرت اقدس دامت برکاتہم کے مواعظ پڑھنے سے محترمہ بھابھی صاحبہ پر اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا کہ کسی سہیلی کی تقریب میں رسم و رواج ہوں تو وہاں نہیں

جائیں، اس لئے سہیلیاں ناراض ہیں۔

ایک دن والدہ محترمہ نے بہت سخت باتیں کہیں لیکن ان سے ذرہ بھر ناراض نہیں ہوئیں، بلکہ ہمیشہ ان کا ادب و احترام اور خدمت کرتی ہیں۔ شوہر کی بھی بہت خدمت اور احترام و اتباع کرتی ہیں۔

دوسرے لوگوں کا بھی احترام کرتی ہیں، بہت اخلاق سے پیش آتی ہیں، کوئی کیسی ہی سخت بات کہہ دے اس سے بھی اخلاق سے پیش آتی ہیں۔ رسم و رواج پر گھروالے، شوہر یا اور لوگ تنگ کریں تو کہتی ہیں:

”مجھے آپ کی پروا نہیں، جس طرح حضرت والا فرمائیں گے ویسے کروں گی۔“

بھائی جان نے بتایا:

”تمہاری بھابی اتنی نیک ہو گئی ہے کہ مجھے اس سے بہت شرم آتی ہے، رات کو جب کام سے واپس آتا ہوں تو میری خدمت کر کے تہجد پڑھنے لگ جاتی ہے۔“

۹۲) گرامی قدر! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ پاک آپ کو تادیر عافیت سے رکھے۔

آپ کے مواعظ جو شائع ہوئے ہیں خصوصی طور پر اس دور کی شدید ترین ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ راقم الحروف کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ترک منکرات حصہ اول سے اقتباس شائع کرایا، اور اس کو خصوصی طور پر تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں بھی تقسیم کرایا، جس کو ہر مکتبہ فکر کے افراد نے نہ صرف نظر استحسان دیکھا بلکہ ایسی کیفیت ہوئی جیسے اب تک آنکھیں بند تھیں اور اب کھل گئیں۔ تبلیغی جماعت کے سرکردہ حضرات نے اس امر کی تصدیق کی کہ ترک منکرات

کے سلسلہ میں آپ کی رہنمائی بڑی مفید ثابت ہوئی۔

اب جماعت سے تعلق رکھنے والے خطیبوں نے جمعہ کے روز مساجد میں ترک منکرات پر بیان کرنا شروع کر دیا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا عین کرم ہے کہ اس دور میں جب مغربی فکر و نظر نے نگاہوں کو خیرہ کر رکھا ہے آپ انتہائی ہمت و حوصلہ سے اپنا چراغ جلا رہے ہیں۔
آپ کی صحت و عافیت کے لئے دُعا گو

.....

★ ★ ★ ★ ★

بیکایک کھل گئیں آنکھیں جب اس دربار میں آئے
اُٹھے پردے ہٹیں تاریکیاں الواریں آئے

ہزاروں دل کئے سیراب تیری مست آنکھوں نے
ترے ہی روپ میں سب نے سچائے زباں دیکھا

زاہدوں کو بھی شریکِ بزمِ رنداں کر دیا
سینکڑوں کو خستہ رز نے مسماں کر دیا

(۹۳) حضرت والا نے بندہ میں جس مرض کی تشخیص فرمائی تھی اُس وقت مجھے اس کا قطعاً کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا، بہت غور و خوض کے بعد بھی اس مرض کا کوئی ادنیٰ سا شائبہ تک بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ معہذا محض اصولِ اعتماد و انقیاد کے تحت حضرت والا کا عطا فرمودہ نسخہ استعمال کرنا شروع کر دیا اور ہدایت کی پابندی کا اہتمام کیا۔ اب ایک سال گزرنے کے بعد حقیقت منکشف ہوئی کہ واقعہ وہ مہلک مرض میرے قلب کی گہرائیوں میں پوشیدہ تھا، جسے حضرت والا کی نگاہ دور رس نے بھانپ لیا اور نسخہٴ اکسیرِ کیمیا تاثیر عطا فرما کر دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچا لیا۔

فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایہ امت پر قائم و دائم رکھیں تاکہ میری طرح بحرِ معاصی میں غرق اور نفس و شیطان کے شکنجہ میں گرفتار لوگوں کی دشگیری و نجات کا سلسلہ جاری بلکہ روز افزوں ترقی پذیر رہے۔ آمین

(۹۴) ”انوار الرشید“ کے مطالعہ سے بہت فائدہ ہو رہا ہے، جو عمل پہلے مشکل معلوم ہوتا تھا اب آسان لگتا ہے، خاص طور پر حضرت والا کی اس عادتِ مبارکہ سے بہت نفع ہوا کہ کسی شخص کی طرف سے جو بھی تکلیف پہنچتی ہے فوراً اسی وقت اسے معاف فرما دیتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے لئے دُعا بھی کرتے ہیں۔ اس سے دوسروں کو معاف کرنے کا طریقہ معلوم ہوا۔ اللہ اکبر! دل سے معاف بھی کریں اور ساتھ ہی اس کے لئے دُعا بھی۔

اس کے علاوہ بھی شریعت کے مطابق عمل کرنے کی روزمرہ کی بہت سی باتیں اس کتاب سے معلوم ہوئیں اور یہ سبق ملا کہ عمل کیسے کیا جاتا ہے۔

سب بچے بہت شوق سے پڑھتے ہیں، اس کی برکت سے ٹی بی کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ حضور والا کے حکم کے مطابق میں نے تو بیعت ہوتے ہی ٹی بی دیکھنا بالکل ترک کر دیا تھا، بچوں کو بھی منع کرتا تھا لیکن کامیابی نہیں ہوتی تھی جس کی وجہ سے پریشان رہا۔ الحمد للہ! اب بچوں نے خود ہی حضرت والا کے مواعظ کی کتابیں اور کیسٹ سن سن کر چھوڑ دیا ہے۔

(۹۵) حضرت والا کے مواعظ خصوصاً ”شرعی پردہ“ نے میرے دل کی حالت بدل دی، اس سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ پورے محلہ میں ٹی بی کی شوقین میں تھی، گھر میں سب کو شوق سے ٹی بی دکھاتی تھی اور پورے ڈرامے کی سیریز پہلے ہی بتا دیتی، لیکن وعظ ”شرعی پردہ“ اور آپ کے دوسرے مواعظ نے یکسر میری حالت

بدل ڈالی، اب تین چار ہفتے ہوئے ہیں گھر میں ٹی بی بند ہے، سب گھر والے گناہوں سے بچ گئے ہیں۔

اس لئے حضرت والا سے گزارش ہے کہ میرے لئے کوئی راستہ نکالیں تاکہ میں آپ ہی سے اصلاحی تعلق قائم کروں۔

(۹۶) میں اپنے بھائی کے ساتھ بمبئی ایئر پورٹ پر اترتی، حیدرآباد سے سب رشتہ دار ایئر پورٹ پر آئے ہوئے تھے کہنے لگے: ”برقع اتارو“

میں خاموش رہی، کوئی جواب نہ دیا، گھر پہنچنے پر نہیں کہنے لگیں:

”تم تھوڑے دنوں کے لئے آئی ہو، کچھ دن ہنسی خوشی سے مل کر رہیں، بہنوئیوں کے سامنے آؤ، انھوں نے تمہارے پردہ کو بہت بُرا مانا ہے، اگر تم ان کے سامنے نہیں آؤ گی تو پھر وہ ہمیں بھی تمہارے پاس نہیں آنے دیں گے۔“

میں نے کہا:

”اللہ کے حکم کے خلاف کرنا اور بھی زیادہ بُری بات ہے۔“

الحمد للہ! میں کسی کے سامنے نہیں گئی، پھر میں نے اپنی والدہ سے کہہ دیا:

”مجھے کسی غیر محرم مرد کے سامنے نہ بلائیں، مجھے کسی کے ناراض

ہونے کی کوئی پروا نہیں، البتہ آخرت کی فکر رہتی ہے، مجھے اپنے

حال پر چھوڑ دیجئے۔“

الحمد للہ! اللہ کا فضل اور حضرت والا کی دعا، ساتھ تھی کہ بات ان کی سمجھ

میں آگئی، پھر کسی کے سامنے نہیں بلایا، اللہ کرے کہ یہاں جب تک قیام ہے، بدعت، بے پردگی اور ہر گناہ سے محفوظ رہوں، حضرت والا سے خصوصی دعا کی درخواست۔

حیدرآباد پہنچنے تک رات کے ساڑھے دس بج گئے، اس کے بعد کھانا کھایا، پھر قرآن شریف، بہشتی زیور اور مناجات مقبول پڑھ کر محاسبہ کر کے رات کے بارہ بجے سوئی۔

ایئر پورٹ پر گیارہ گھنٹے ٹھہرنا پڑا، تمام لوگ ہندو نظر آرہے تھے، برقع میں صرف ایک میں تھی، اس حالت میں ایئر پورٹ پر نمازیں پڑھنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی، اللہ کے فضل سے سب نمازیں بغیر کسی جھجک کے ادا کیں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ غفریب میری والدہ اور بہنیں جہانگیر پیروں کی درگاہ پر جانے والی ہیں، میں نے کہا:

”یہ بہت بڑا گناہ ہے، اللہ سے معافی مانگیں اور وہی پیسہ

یہیں خیرات کر دیں۔“

انہوں نے کہا:

”نہیں، ہم نے منت مان لی تھی، وہ پوری کرنا ہے۔“

ان شاء اللہ تعالیٰ میں ہرگز نہیں جاؤں گی۔ حضرت والا سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۹۷) کسی کو رات دن گناہوں کی سائیکل چلاتے دیکھا

کسی کو ہر وقت نظارہ بازی سے ٹوٹی پٹکتے دیکھا

متہجد کو بھی بے تحاشا گناہوں پر چھپتے دیکھا

مولویوں کو عوام کے ہاتھوں بکری بنتے دیکھا

کسی مولوی کو گنت ہوں سے نہ روکتے دیکھا

بس ایک حضرت والا کو گناہوں سے بچاتے دیکھا

گناہوں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائے۔

۹۸) اللہ رب العزت امت پر حضرت والا کا سایہ قائم رکھیں، صحت و عافیت کے ساتھ خدمات دین میں روز افزوں ترقی عطا فرمائیں۔ اس نالائق بندی کے دل میں بھی اس کی اہمیت اتار دیں، حضرت والا کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بنائیں، اپنی سی کوشش کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائیں، قبول فرمائیں، اپنی محبت کی لذت عطا فرمائیں۔

دل تو چاہتا ہے کہ گناہوں سے بچنے کی جو ٹوٹی پھوٹی توفیق ملی ہے بس اسی کا ذکر کرتی رہوں کہ حضرت والا کی برکت سے میرے اللہ کا مجھ پر اس قدر فضل ہوا الحمد للہ۔ مگر ضرورت اس کی ہے کہ اپنی نالائقیوں ہی حضرت والا کی خدمت میں عرض کروں تاکہ مزید اپنی اصلاح کروں :

۱۔ بچنے کی کوشش کے باوجود کبھی کبھار غیبت سننے میں آجاتی ہے، اکثر تو حضرت والا کا نسخہ استعمال کرتی ہوں، یوں کہہ دیتی ہوں۔
”ہم بھی تو ایسے ہی ہیں“

مگر کبھی نہیں بھی کہہ پاتی، اس کا علاج فرمائیں، جزاکم اللہ تعالیٰ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سب ٹوٹی پھوٹی نیکیاں پاس ہی نہ رہیں، بحمد اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لئے دعا و مغفرت کا معمول ہے۔

۲۔ بعض اوقات ایسی بات بھی کر جاتی ہوں جس میں نہ دنیا کا فائدہ نہ آخرت کا، بعد میں بہت افسوس ہوتا ہے، نسخہ ارشاد فرمائیں، جزاکم اللہ تعالیٰ۔
۳۔ کبھی باتوں میں اپنے کسی نیک عمل کا بھی تذکرہ ہو جاتا ہے، مثلاً :
”صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے کیونکہ نماز بھی پڑھنی ہوتی ہے“

حالانکہ اس بات کا لوگوں سے کیا واسطہ، ویسے تو بحمد اللہ تعالیٰ لوگوں سے ملاقات بہت کم رکھنے کی توفیق ملی ہوئی ہے، مگر جہاں بریک ہٹی گاڑی نے اپنی فضا پھر کھڑی۔

۴۔ ہوس۔ رب کریم نے اپنے فضل سے سب کچھ بہت زیادہ دیا ہے، پھر بھی آئندہ کے لئے کچھ تدبیر کرنے کی فکر، حالانکہ یہ تدبیر بھی مالک کے حکم ہی سے مؤثر ہوگی، یہ جانتے بوجھتے اُس کام کو خواہ مخواہ اپنے اوپر سوار کرنا، بات شاید یہی ہے کہ حضرت والا کا نسخہ چاہئے۔

جب حضرت والا کی طرف سے کسی بات پر تنبیہ ہوتی ہے تو بہت ہی مسرت ہوتی ہے، بہت ہی خوشی اور اطمینان ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت اس نعمت کی قدر کرنے، زندگی کے آخری سانس تک اس کی اہمیت دل میں رکھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں، قبول فرمائیں، آسان فرمائیں، ہمت بلند فرمائیں، دین کی لذت عطا فرمائیں۔

۵۔ موت کا استحضار کم ہوتا ہے۔ سوچتی ہوں کہ مرنے کے بعد ان سب بہن بھائیوں بچپوں کو چھوڑنا تو پڑے گا ہی، دل چاہے یا نہ چاہے۔ اللہ رب العزت اس وقت ان کی محبت دل میں نہ رکھیں، خالص اپنا دھیان نصیب فرمائیں، نیک اعمال کی توفیق دیں۔

۶۔ بڑائی کا خیال بھی کبھی کبھی آجاتا ہے۔ اس کی علامت یہ سمجھ میں آئی :
”کوئی کچھ مشورہ دے تو برا محسوس ہوتا ہے“
مگر ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے۔

۷۔ زیادہ باتیں کرنے کا علاج یہ سوچتی ہوں :
”اپنی تھوڑی سی کھجانی کرنی چاہئے، ایک دو وقت کھانا نہ کھاؤں یا مسلسل روزے رکھوں“

مگر گھر کے سارے کام مجھے ہی انجام دینے پڑتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ حد سے زیادہ تھکنے یا کمزوری کی وجہ سے کچھ اور ہی نقصان ہو جائے، مثلاً غصہ ہی زیادہ

آنے لگے۔ یہ تو میرا ناقص ترین خیال ہے، نسخہ تو حضرت والا ہی تجویز فرمائیں گے۔

معمولات کی فہرست:

- ۱۔ روزانہ ڈیڑھ دن کی قضاء نمازیں پڑھتی ہوں۔
- ۲۔ مہینے میں دس قضاء روزے رکھتی ہوں۔
- ۳۔ تلاوت تین پاؤ۔
- ۴۔ مناجات مقبول ایک منزل۔
- ۵۔ چھ تسبیحات صبح وشام۔
- ۶۔ بہشتی زیور کے ہر حصہ سے دس مسائل، کُل پچاس مسائل روزانہ سمجھنے کی کوشش۔

۷۔ ”حکایات صحابہ“ سے ایک واقعہ۔

۸۔ ”فضائل قرآن“ سے ایک حدیث۔

۹۔ ”فضائل ذکر“ سے ایک حدیث۔

۱۰۔ ”انوار الرشید“ سے ”توکل“ کا ایک واقعہ۔

۱۱۔ ”انوار الرشید“ سے ”دین پر استقامت“ کا ایک واقعہ۔

۱۲۔ ”انوار الرشید“ سے ”استغناء“ کا ایک واقعہ۔

۱۳۔ وعظ ”ترک منکرات“ سے ایک واقعہ۔

۱۴۔ دوسرے مواظپ میں سے بھی کوئی ایک، جتنا ہو سکے۔

دُعا فرمائیں کہ جس پاک ذات نے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی وہ اسے

اس طرح دل میں اتار دیں کہ عمل کی توفیق ہو جائے اور کام بن جائے۔ آمین۔

میری بیٹی..... جو کہ چار سال کی ہے مجھ سے کہتی ہے:

”امی آپ نے ٹی وی پر نظر کیوں ڈال؟“

میں نے کہا:

”غلطی ہو گئی اب نہیں کروں گی۔“

حضرت والا کی دُعاؤں کی برکت سے اس کا جواب سن کر بڑی خوشی ہوئی،

دل چاہا کہ آپ کو بھی بتاؤں، کہتی ہیں:

”پھر یہ اتنی ساری کتابیں رکھنے کا کیا فائدہ؟ اگر یہ کرنا ہے تو

پھر کریں ورنہ جو شادی کا رڈ آئے اسے پھاڑ دیں، پھر آپ کو جنت

ملے گی۔“

اور بھی ایسی باتیں کہ مجھے سبق سکھا رہی ہیں، دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان

دونوں بچیوں کو اور مجھے بھی ظاہری و باطنی غنا عطا فرمائیں، دنیا و آخرت سنوار

دیں، آمین۔

★ ★ ★ ★ ★

یہ خاتون دینی لحاظ سے بہت ہی برے حالات میں مبتلا تھیں، اب بھی

بے دین ماحول میں رہائش ہے، حتیٰ کہ شوہر کو بھی دین کی کوئی فکر نہیں، ٹی وی کا

عاشق۔

اس خاتون نے صرف چند ماہ پیشتر حضرت والا سے اصلاحی تعلق قائم کیا،

اور اتنی قلیل مدت میں ایسی حیرت انگیز ترقی کی کہ ان کی تحریر بالائیں مندرجہ حالات

قابل رشک ہیں۔ یہ ٹی وی سے بہت دور رہتی ہیں، کبھی مجبوراً شوہر کے کمرے میں

جانا پڑتا ہے جس میں، ٹی وی رکھا ہوا ہے۔ ایک بار اندر گئیں تو اچانک ٹی وی پر نظر

پڑ گئی، جس پر ان کی چار سالہ بچی نے انہیں نصیحت کی جس کی تفصیل اوپر ان کی تحریر میں

مذکور ہے۔

۹۹) الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضرت والا کی دُعاؤں کی برکت

سے میں نے بہت سے گناہ چھوڑ دیے ہیں، مثلاً: بد نظری، ٹی بی، جھوٹ، غیبت، حسد، بغض، فضول خرچی وغیرہ منکرات۔

یہ سب میرے رب کریم کا کرم ہے کہ مجھ جیسے نالائق اور گنہگار بندہ کو حضرت والا کے ہسپتال کا پتا بنا دیا، ورنہ ایسے بُرے ماحول و معاشرہ میں نہ جانے میرا کیا حال ہوتا۔ الحمد للہ! حضرت والا سے قلبی لگاؤ کی وجہ سے جس گناہ کا خیال آتا ہے فوراً آپ کا خوبصورت چہرہ نظروں میں آجاتا ہے اور آپ مسکراتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، میں گھر میں رہوں یا بازار میں ہر وقت حضرت والا کی باتیں کانوں میں گونجتی رہتی ہیں۔ نفس و شیطان دھوکے میں ڈالنے کی بہت کوشش کرتے ہیں لیکن فوراً اللہ تعالیٰ کی دستگیری ہو جاتی ہے، یہ سب حضرت والا کی مجلس کی برکت اور دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔ الحمد للہ! میری صورت بھی مسلمانوں جیسی بن گئی ہے اور مجھے امید ہو چلی ہے کہ حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کر سکوں گا، اللہ تعالیٰ مقدر فرمائیں۔ آمین۔

(۱۰۰) ہم رنگون برما جیسے دُور افتادہ مقام میں رہتے ہیں، اس قدر مسافت بعید اور حکومت برما کی طرف سے دینی کتابوں پر سخت پابندی کے باوجود حضرت والا کے مواعظ کی کیسٹیں اور کتابچے مختلف ذرائع سے یہاں پہنچتے رہتے ہیں، لوگ خوب فیضیاب ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت اثر ہو رہا ہے۔ وعظ ”ترک منکرات“ تو یہاں اتنا مقبول ہوا کہ ایک بھائی نے پہلے حصہ کی فی جلد تیس روپے اور دوسرے حصہ کی فی جلد چالیس روپے کے حساب سے فوٹو کاپیاں کروا کر علماء، ائمہ و مساجد ذمہ دار حضرات، اساتذہ وغیرہم کو تقسیم کیں۔

(۱۰۱) ایک بار مسلسل دماغی محنت کی وجہ سے حضرت والا کی صحت بہت گر گئی اس لئے ایک ہفتہ کراچی سے تقریباً پینتالیس کلومیٹر دور ایک بلغم میں گزارا، مگر عیادت

دینیہ میں انہماک کا یہ عالم کہ کام بھی ساتھ لے گئے اور وہاں یکسوئی کی وجہ سے کئی گنا زیادہ کام نمٹا دیا۔

باغ کے مالک کی طرف سے جو شخص حضرت والا کی خدمت کے لئے متعین تھا وہ حضرت والا کی اصطلاح کے مطابق ”صافی“ تھا، ڈاڑھی منڈواتا تھا، ان کی مخلصانہ خدمت کی وجہ سے حضرت والا کے قلب میں ان کی اصلاح کے لئے ایک ٹرپ پیدا ہو گئی۔ ایک دن نماز عصر پڑھ کر بیٹھے، وہ بھی ساتھ تھے، ان کا نام ”گلاب“ تھا، حضرت والا کو سخت افسوس تھا کہ ایک ہفتہ گزر گیا مگر ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، اس لئے ارشاد فرمایا:

”مجھے تو گلاب سے محبت ہو گئی ہے، دل چاہتا ہے کہ ان کی صورت بھی ہماری صورت جیسی بن جائے۔“
یہ سنتے ہی باغ کے مالک بولے:
”یہ تو پہلے ہی سے اعلان کر چکے ہیں کہ آئندہ ڈاڑھی پر کبھی پھاؤڑا نہیں چلے گا۔“

دو تین ماہ بعد حضرت والا نے فرمایا:
”اُنھیں اُس صورت میں بھی دیکھا تھا دل چاہتا ہے کہ اب اس صورت میں بھی دیکھا جائے۔“
چنانچہ صرف انہیں دیکھنے پھر وہیں پینتالیس کلومیٹر دور تشریف لے گئے، وہ حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا:

”گلاب کو دیکھ کر دل گلاب کی طرح کھل گیا، بہت ہی مسرت ہوئی، سبحان اللہ! کتنی پیاری صورت ہے! پیاری کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت ہے۔“

(۱۲) ماموں کی بیٹی گھر آئی تھی، میں نے کہلوادیا:

”مجھ سے پردہ کرو!“

اس نے انکار کیا تو میں ایک ہفتہ سے بھی زائد دنوں تک گھر نہیں گیا، ماموں نے کہا:

”یہ دیوانہ ہے۔“

مجھے اس جملہ سے بہت مسرت ہوئی۔

ہمارا جامعہ مروج چندہ سے چل رہا ہے، میرا کوئی اور ذریعہ آمدن نہیں، تو کیا تنخواہ لے لیا کروں یا نہیں؟

”مواعظ“ لوگوں کو حسب شرائط دے رہا ہوں، الحمد للہ! ایک ٹکڑا مودودیت سے تائب ہو گئے ہیں، چار افراد نے ڈارٹھی رکھ لی ہے، مجھے بھی اس دعا کی توفیق ہو گئی:

”یا اللہ! تیری وہ رحمت جو ان لوگوں کے دلوں پر نازل ہوئی

میں بھی اس کا طلبگار ہوں۔“

یہاں بعض لوگ اردو نہیں سمجھتے خصوصاً افغانستانی جو ہمارے جامعہ میں بکثرت ہیں، میرا ارادہ ہے کہ وعظ ”ترک منکرات“ کا پشتو ترجمہ کر کے شائع کر دوں اگر حضرت اجازت مرحمت فرمائیں۔

(۱۳) ناجائز محبت نہیں چھوٹ رہی تھی، میں نے حضرت والا کے بتائے

ہوئے نسخہ پر پابندی سے عمل شروع کیا تو بحمد اللہ تعالیٰ جس مرض سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی اس میں بہت کمی ہو گئی، تقریباً چالیس فیصد علاج ہو گیا ہے اور الحمد للہ! تیزی سے افاقہ ہو رہا ہے۔

میں حضرت والا کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کے نسخوں نے

میری زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا، اور مجھے دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچالیا۔ علاوہ ازیں میرے اندر بد نظری کا مرض بھی بہت زیادہ تھا، الحمد للہ! حضرت والا کی مجلس میں مسلسل حاضری کا اثر یہ ہوا کہ میں نے بد نظری سے توبہ کر لی ہے، شہر سے گزرتے ہوئے بالکل کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا، اور امر دلوں کی طرف بھی نہیں دیکھتا، اگرچہ میں خود امر دہوں۔

گانے سننے سے بھی توبہ کر لی ہے، کبھی بس میں سوار ہونا پڑتا ہے تو راستہ میں وہ لوگ گانے لگا دیتے ہیں، ان کو بند کرنے کے بارہ میں کہو تب بھی دو تین منٹ بند کر کے پھر چالو کر دیتے ہیں۔ اس وقت بہت دل چاہتا ہے کہ چلو ابھی سن لو کوئی بات نہیں، مگر پھر بھی ہمت کر کے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتا ہوں۔

(۱۴) ہم سب گھروالوں نے مل کر یہ معاہدہ کیا ہے:

”جو بھی ہم میں سے کسی کی غیبت کرے دوسرے اس کے کان کھینچیں۔“

حتیٰ کہ میں نے اپنی بیوی سے بھی کہہ دیا:

”میں غیبت کروں تو آپ میرے کان کھینچیں۔“

بچوں نے از خود ہی یہ فیصلہ بھی کیا ہے:

”آئندہ کبھی ٹی بی نہیں دیکھیں گے۔“

یہ سب کچھ حضرت والا کی مجلس میں حاضری کی برکت ہے، مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

حضرت والا دامت برکاتہم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

شوہر غیبت کرے تو بیوی اس کے کان نہ کھینچے بلکہ شوہر سے باادب یوں عرض کرے:

”ایسے موقع پر آپ نے مجھے کان کھینچنے کا فرمایا ہے مگر آپ تو

میرے سردار ہیں اس لئے میں آپ سے ایسی گستاخی نہیں کر سکتی؛
آپ چاہیں تو خود ہی اپنے کان کھینچ لیں۔“

(۱۵) میں آٹھ سال سے ایک لڑکی کے عشق میں گرفتار تھا، ہر وقت اسی کے خیالات دل و دماغ پر مسلط رہتے تھے، خوش قسمتی سے کل عصر کے بعد حضرت والا کی مجلس وعظ میں پہنچ گیا، بس میرا علاج ہو گیا، اس کا خیال دل سے بالکل محو ہو گیا، برسوں کا پُرانا مرض جو لا علاج نظر آ رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی برکت سے اس سے نجات عطا فرمائی۔

آنا تکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

”وہ لوگ جو ایک نظر سے خاک کو کیمیا بنا دیتے ہیں۔“

کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہوا۔

(۱۶) ایک عورت میرے پیچھے پڑ گئی تھی، میں بھی مکمل طور پر مائل بلکہ گھائل ہو چکا تھا، حضرت والا کی مجلس میں پہنچا تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ سارا بیان مجھ ہی پر پڑ رہا ہے، وہیں صدقِ دل سے توبہ کی، اور حضرت والا کے لئے دل سے دعائیں نکلیں، اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایہ امت پر قائم رکھیں۔

(۱۷) بعض ایسے سخت امراض جن سے خلاصی حاصل کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا تھا اور بہت سے علاج کر کے عاجز آچکا تھا، ان سے بھی حضرت والا کے مواعظ سننے سے بہت جلد نجات مل گئی، یہ سب کچھ حضرت والا کی نظر کیمیا انزکا فیض ہے۔

(۱۸) بندہ نے بد نظری کی شکایت لکھی تھی، خط لکھتے ہی مرض میں غیر معمولی افاقہ محسوس ہونے لگا، پھر حضرت والا کا عطا فرمودہ نسخہ استعمال کیا تو اس کہ نہ مرض سے مکمل طور پر سونے کی صد نجات مل گئی۔ مزید استقامت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

یہ حضرت والا کی دعاؤں کی برکت اور حضرت والا کی کرامت ہے کہ مرض کی صرف اطلاع دینے سے ہی اسی فی صد علاج ہو جاتا ہے۔

یہ صرف بندہ ہی کا تجربہ نہیں بلکہ اس کرامت کی عام شہرت ہے اللہ تعالیٰ حضرت والا کے فیض سے امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔

(۱۹) حضرت والا ہمارے گھریانی مسجد سے آتا ہے، بندہ اس سے ایک قطرہ بھی نہیں چاکتا، ایک دن بندہ اپنے کام میں مصروف تھا پائس لگی تو اپنے چھوٹے بھائی سے پانی منگوایا، ابھی صرف دو گھونٹ ہی پئے تھے کہ میں نے اس سے پوچھا:

”پانی کہاں کا ہے؟“

اس نے کہا:

”مسجد سے لایا تھا۔“

مجھے الحمد للہ! اسی وقت قے آنے لگی، اسی وقت جا کر حلق میں انگلیاں ڈال ڈال کرتے کر دی، حتیٰ کہ سینہ میں درد ہونے لگا، توبہ واستغفار بھی بہت کیا۔ حضرت اس کا تدارک اور علاج ارشاد فرمائیں۔

(۲۰) والد صاحب تقریباً دو سال سے ایک مسجد کی تعمیر کروا رہے ہیں، مجھے کئی بار خط میں حکم فرمایا:

”مسجد کے لئے چندہ کرو۔“

ایک مولوی صاحب میرے دوست ہیں میں نے ان سے کہا، انہوں نے کہا:

”بغیر رسید کوئی چندہ نہیں دیتا آپ رسید بک چھپوائیں، میں

اپنے سیٹھ سے چندہ دلوں گا۔“

میں نے رسید کی چھو کر ایک رسید تک ان کو دے دی، انہوں نے چندہ کروادیا۔ بعد میں حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اس طرح چندہ مانگنا حرام ہے، سب رسید کی جلدیں اور

جن لوگوں سے چندہ لیا ہے ان کو قوم واپس کریں۔“

میں نے سب رسید کی جلدیں اور جن لوگوں سے چندہ لیا تھا اُن کو واپس کر دیا۔ مجھے یقین ہے کہ والد صاحب بہت سخت ناراض ہوں گے، مگر بحمد اللہ تعالیٰ حضرت والا کے فیض صحبت اور دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا خوف اور اس سے بچنے کی فکر غالب ہے۔

۱۱۱) حضرت والا سے تعلق قائم کرنے سے پہلے سہ ماہی امتحان میں اپنے درجہ میں چہارم نمبر پر تھا، انعامی نمبر نہیں ملا، اب ششماہی امتحان میں اپنے پورے درجہ میں اول نمبر پر کامیابی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور دنیا کے انعام سے بھی نوازا ہے الحمد للہ!

علاوہ ازیں تعلق کے بعد سے نماز باجماعت مع تکبیرہ اولیٰ مل رہی ہے ایک نماز میں بھی ناغہ نہیں ہوا۔

ایک ہفتہ میں قرآن مجید ختم ہو جاتا ہے۔
فضول باتوں سے بھی کافی حد تک اجتناب ہو چکا ہے۔
غیبت سے مکمل چھٹکارا حاصل ہو گیا ہے۔
یہ سب حضرت والا سے تعلق کی برکت ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

یہ حقیقت بہت مشہور اور عام زبان زد ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے حضرت اقدس سے اصلاحی تعلق رکھنے والے طلبہ امتحان میں اول نمبر

آ رہے ہیں، جن طلبہ کو امتحان میں کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوتی تھی وہ حضرت والا سے تعلق کے بعد اول نمبر حاصل کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ بہت سے طلبہ حضرت والا کی خدمت میں بیعت کی درخواست پیش کرتے ہیں تو اس میں آپ کی طرف رجوع کا باعث یہی لکھتے ہیں:

”آپ سے تعلق رکھنے والے طلبہ امتحان میں اول نمبر آتے ہیں“

اگرچہ بیعت ہونے میں یہ نیت صحیح نہیں مگر اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں۔ حضرت والا کے فیوض و برکات سے طلبہ کی علمی استعداد میں حیرت انگیز ترقی اوپر کے پرچہ سے واضح ہے، یہاں بطور مثال صرف ایک طالب علم کا پرچہ نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۱۱۲) ماشاء اللہ! میری چار سالہ بچی..... حضرت اقدس کے وعظ کو بہت غور سے سنتی ہے، میں تو پچھلے جمعہ حاضر نہ ہو سکی تھی مگر بچی رو رو کر اپنے والد صاحب کے ساتھ چلی گئی، جب واپس آئی تو میں نے پوچھا: ”حضرت والا نے کیا فرمایا؟“
تو کہنے لگی:

”آج حضرت نے جو مسئلہ بتایا تھا، وہ ہاتھ باندھنے کا طریقہ

تھا، عورتوں کو بتایا ہے کہ انگلیاں بالکل بند کر کے رکھیں۔“

جب میں نے ان کے والد صاحب سے معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ واقعی وہی بتایا تھا۔

ایک بار پردہ کے بارہ میں حضرت اقدس بیان فرما رہے تھے تو مجھ سے آکر کہنے لگی:

”آپ مجھے بتائیں میرے محرم کون ہیں اور نامحرم کون؟ میں پردہ

کروں گی، حضرت والا نے فرمایا ہے کہ نامحرم سے پردہ کیا کرو۔“

(۱۱۲) میرے بھائی صاحب نے ملائیشیا میں مقیم ایک خاندان میں شادی کی ہے اور انہی کے ساتھ ملائیشیا چلے گئے ہیں، وہاں بہت زیادہ بے پردگی ہے، حتیٰ کہ گھروں کے سامنے چار دیواریاں بھی نہیں، چونکہ بھائی صاحب نے حضرت والا کے فیض سے پردہ شرعی کا انتظام یہیں کر لیا تھا اس لئے پہلے سے ہی سنتیں آتا تھا کہ اس معاملہ میں انہیں پریشانیاں درپیش ہوں گی۔

اب ان کا خط آیا ہے، انہوں نے جو تحریر کیا ہے وہ حضرت والا کی خدمت میں نقل کرتا ہوں تاکہ حضرت والا خصوصیت کے ساتھ ان کے لئے دُعا فرمائیں۔
”یہاں پردیس میں مجھے پردہ کرنے کی وجہ سے کچھ مشکلات کا سامنا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ جیسا دیس ویسا بھیس کے مصداق پر عمل کرو، یہ پردہ وغیرہ پاکستان میں جا کر کریں گے۔“

میں ان کے معیار پر پورا نہیں اُتر رہا ہوں، اور میرے اللہ کا لطف و کرم شامل حال رہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے معیار کچھ بھی نہیں اتروں گا، خواہ اس کے لئے مجھے کتنی ہی بڑی قربانی دینی پڑے۔“

(۱۱۳) حضرت اقدس کی دُعا و توجہ کے فیض سے بحمد اللہ تعالیٰ یہاں آکر اساتذہ کرام سے یہ بات طے ہو گئی کہ آئندہ کے لئے جامعہ کا نظام حضرت اقدس دامت برکاتہم کے فرمودہ اصولوں کے تحت ہی رہے گا۔ بطور کلیہ یہ کہ کمیت کی بجائے کیفیت ملحوظ رہے گی۔

بعض ارکان جو بعض اُمور مثلاً خصوصی چندہ کے ترک اور صدقہ و عطیہ میں تفریق وغیرہ پر اس لئے راضی نہیں ہو رہے تھے کہ اس کے بغیر جامعہ کیسے چل سکے گا، اب بحمد اللہ تعالیٰ ان کی سمجھ میں بات آگئی ہے۔

گھر میں مکمل شرعی پردہ اور غیبت پر پابندی کا عملی حال دیکھ کر انہیں خوشی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ کرم بھی حضرت اقدس ہی کی برکت سے ہے، میرے علم میں پورے علاقہ میں ایک عالم بھی ایسا نہیں جس کے گھر میں شرعی پردہ ہو۔
مواعظ کا سلسلہ و تعلیم بھی شروع کیا ہے، نیز جو بھی ملاقات کے لئے آتا ہے حسبِ حال اس کو کچھ نہ کچھ ملفوظات و مواعظ کے مضامین ضرور سناتا ہوں۔
حضرت والا سے ادعیۂ ثبات و استقامت کی درخواست ہے۔

(۱۱۵) میں ایک عرصہ سے حضرت والا کے جمعہ کے بیان میں حاضر ہوتا ہوں، میرا اصلاحی تعلق ایک دوسرے بزرگ سے ہے، ہمارے گھرانے کی صورت تو ماشاء اللہ! مسلمانوں جیسی ہے، یعنی ہم چھ بھائی اور والد صاحب تمام باشرع ہیں لیکن پردہ کا مسئلہ حضرت والا کے بیان میں آنے سے معلوم ہوا، اس سے پہلے اسے اہمیت نہیں دیتے تھے، والد صاحب بھی اگرچہ دین دار لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن پردہ کی اہمیت سے ناواقف تھے، ویسے تو پردہ تھا لیکن غیروں سے اپنوں سے پردہ نہیں تھا، جہاں حضرت والا کے ارشاد کے مطابق شیطان زیادہ حملہ کرتا ہے۔
میں نے ہمت باندھ کر والد صاحب کے سامنے یہ بات رکھی مگر ان کی سمجھ میں نہ آئی تو میں نے حضرت والا کے وعظ ”شرعی پردہ“ کے حوالہ سے کہا:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے پردہ کیا ہے اور ایک

نابینا صحابی سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اماں جان کو پردہ کرنے کا حکم دیا ہے، تو ہم کہاں سے متقی بن گئے۔“

بات ان کی سمجھ میں آگئی، اس کے بعد مزید بات چچا زاد، ماموں زاد وغیرہ سے پردہ کے بارے میں کی۔

الحمد للہ! حضرت والا کے فیض اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہم نے گھر میں

شرعی پردہ کا اہتمام کر لیا ہے، حالانکہ میں اپنی بیوی، والدہ اور بھانجیوں کو اب تک آپ کے بیان میں نہیں لاسکا، انہیں آپ کے وعظ ”شرعی پردہ“ اور ”ترک منکرات“ کی کتابیں سنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل و دماغ میں بات ڈال دی۔

اللہ کا یہ کرم حضرت والا ہی کا فیض ہے، دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائیں۔

(۱۱۶) سولہ سال کے ایک نوجوان کو اس کے والد اور چچا حضرت والا کی خدمت میں لے کر آئے اور یہ شکایتیں بیان کرنے لگے:

”اس لڑکے کا دماغ خراب ہو گیا ہے، جب سے آپ کا وعظ سننے لگا ہے رشتہ دار اور محلہ کی تمام عورتوں سے حتیٰ کہ خالہ اور بہنوں سے بھی پردہ کرنے لگا ہے، اس کی وجہ سے ہم اپنے تمام خاندان سے کٹ کر رہ گئے ہیں۔“

حضرت والا نے اس لڑکے سے دریافت فرمایا:

”کیا واقعہ آپ خالہ اور بہنوں سے بھی دور رہتے ہیں۔“

اس نے جواب دیا:

”خالہ حقیقی نہیں ہیں ”بنائی ہوئی“ ہیں اور بہنیں ”چچا زاد“ ہیں۔“

★ ★ ★ ★ ★

بظاہر یہ واقعہ معمولی نظر آتا ہے مگر حقیقت اس زمانہ میں یہ بہت بڑا جہاد ہے، اس جہاد کی عظمت کا اندازہ امور ذیل پر غور کرنے سے کیا جاسکتا ہے:

۱۔ لڑکے کی عمر سولہ سال ہے، اس عمر میں غیر محرم لڑکوں اور لڑکیوں کا آپس میں اختلاط، بلکہ آپس میں دل لگی اور ہنسی مذاق ایسی عام وبا ہے جس سے آج

کے علماء و صلحاء کے گھرانے بھی محفوظ نہیں رہے۔

۲۔ لڑکے کا خاندان، محلہ اور دوست، پورا ماحول انتہائی بے دین اور بے حیا۔

۳۔ ہم عمر نوجوان چچا زاد لڑکیاں اختلاط اور ہنسی مذاق کی خواہش مند ہیں۔

۴۔ دونوں طرف کے والدین بھی اس اختلاط اور دل لگی کے خواہاں ہیں، بلکہ عدم اختلاط پر نالاں ہیں۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت کی بدولت ایسے اختلاط

سے بچنا جہاد اکبر ہے، لوگ ایسے شخص کو پاگل کہتے ہیں۔

عشق کو دھن ہے کہ چل کر اس کو ڈھونڈ

لوگ کہتے ہیں کہ سودا ہو گیا

آپ کی دھن ہے کہ سودا ہو گیا

ہائے کیا جانے مجھے کیا ہو گیا

(۱۱۷) میرے ایک پیارے ”مسلمان“ دوست نے حضرت والا کے مواعظ کی

ایک کتاب پڑھنے کو دی، اللہ تعالیٰ میرے اس دوست کے درجات بلند کرے

جس نے مجھ پر یہ احسان عظیم کیا، اس کتاب کو پڑھنے کے بعد حضرت والا سے

ملنے کی خواہش پیدا ہوئی، جس کی تکمیل کے لئے جمعہ کو آپ کی مجلس وعظ میں حاضر

ہوا کرتا ہوں۔ یہاں حاضری دینے سے یہ فیض حاصل ہوا ہے کہ الحمد للہ! اب

میں اپنے آپ کو ”مسلمان“ کہہ سکتا ہوں۔ تیس سال کی عمر بے دینی میں گزری،

اللہ تعالیٰ محض اپنے کرم سے معاف فرمائے۔ حضرت والا سے التجا ہے کہ میرے

حق میں دُعا فرمائیں کہ میری گزشتہ غلطیوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں اور مکمل مسلمان

بنادیں۔ آمین۔

حضرت والا کے مشورہ سے تبلیغ دین کے لئے کچھ کام کرنا چاہتا ہوں، اپنی

ناقص عقل کے مطابق مندرجہ ذیل امور پر سوچنا شروع کر دیا ہے اور کوشش بھی کر رہا ہوں، کیونکہ آپ اپنے وعظ میں ان دونوں باتوں پر زیادہ زور دیتے ہیں،

۱۔ پہلے میرا بہت وسیع کاروبار تھا جس میں لاکھوں روپے لوگوں سے سود پر لے کر لگائے ہوئے تھے، لوگوں کی نظریں دنیوی لحاظ سے بہت ترقی کر رہا تھا، قیمتی گاڑی، پیسے کی ریل پیل، دنیوی لحاظ سے کسی چیز کی کمی نہیں تھی، کمی تھی تو صرف ایک چیز کی کہ سکون بالکل نہیں تھا، جتنا کماتا تھا اتنا ہی کم محسوس کرتا تھا، کمائی میں برکت تھی ہی نہیں، راتوں کو نیند نہیں آتی تھی، خواب آور گولیوں کا سہارا لینا شروع کر دیا تھا۔

آج میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ بظاہر عیش و عشرت میں غرق لوگ ایسی ہی زندگی کو کامیاب زندگی کہتے ہیں، اور ہمارے سیدھے سادے مسلمان بھائی ان کی ظاہری عیش و آرام کی زندگی کو دیکھ کر ان کو خوش نصیب اور اپنے آپ کو بد نصیب سمجھتے ہیں، تو قبلہ محترم! آپ ایسے لوگوں کے لئے بد نصیب ہی رہنے کی دعا فرمائیں، خدا نخواستہ میرے مسلمان بھائی دنیوی لحاظ سے خوش نصیب ہو گئے تو اس خوش نصیبی کے پیچھے چھپا ہوا مکروہ چہرہ دیکھ کر موت کی خواہش کرنے لگیں گے۔

قبلہ محترم! جب سے میں نے گناہوں سے توبہ کی ہے اور سود پر لی ہوئی رقم کو واپس کر کے کاروبار کو محدود کیا ہے، دنیوی عیش و عشرت کی زندگی کو خیر باد کہا ہے، پنج وقتہ نماز باجماعت قائم کی اور نماز کے اوقات میں کاروبار کو مکمل بند کیا تاکہ میرے ساتھ کام کرنے والے افراد بھی نماز ادا کر سکیں تو خدا گواہ ہے آج میں نہایت سکون اور آرام کی زندگی گزار رہا ہوں، گہری نیند سوتا ہوں، تھوڑی آمدنی میں زیادہ برکت ہے، دولت مند رہنے کی خواہش

ختم ہو گئی ہے، محدود کاروبار میں اتنی زیادہ برکت ہے کہ اس کی آمدنی کا ایک حصہ دینی کاموں کے لئے وقف کر دیا ہے۔

سود پر حاصل کی ہوئی رقم کا کچھ قرض ابھی ادا کرنا باقی ہے، میرے اللہ تعالیٰ جلدی ادا کروادیں گے، پھر مزید رقم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بخش کر دیں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہم سب مسلمانوں کے لئے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دکھاوے اور ریاکاری سے محفوظ رکھیں اور ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو۔

۲۔ حضرت والا کے وعظ سے حاصل کردہ روشنی کو اپنے کاروباری مرکز سے جہاں میں سارا دن پیبلک ڈیلنگ کرتا ہوں لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہوں، جس کا طریقہ کار مندرجہ ذیل ہے، جو غلط بھی ہو سکتا ہے اس کے لئے حضرت والا کی سرپرستی اور رہنمائی کی ضرورت ہے، کہیں ثواب سمجھ کر لاعلمی کی وجہ سے غلط راستہ پر نہ چلا جاؤں۔

۱۔ جن لوگوں میں تھوڑی بہت دین کی طلب ہے، سب سے پہلے تو ان لوگوں کو حضرت والا کے مواعظ کی کتابیں پڑھنے کو دیتا ہوں، پھر یہ لوگ آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں تو جمعہ کے دن عصر کے بعد وعظ میں اپنے ساتھ لے کر آتا ہوں، ان میں سے کچھ احباب اب پابندی سے حاضری دیتے ہیں، دین کے احکام پر خود بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے ہیں، جس سے نمازیوں کی مقدراتیں اضافہ ہوا ہے۔

ایک صاحب نے تو یہاں تک کہا:

”حضرت مفتی رشید احمد صاحب نے تو ہمارے اس

علاقہ میں دینی انقلاب برپا کر دیا ہے، گھر میں جاؤ تو دینی بات دوکان پر آؤ تو دینی بات ہو رہی ہے، یہیں بھی ان کے مواظ کی کتابیں پڑھنے کو دیں۔

جمعہ کے دن حضرت والا کے ہاں سے جو کتابیں حاصل کرتا ہوں وہ ان احباب میں تقسیم کر دیتا ہوں جو کہ ناکافی ہوتی ہیں اس لئے سو سیٹ خرید کر ایسے لوگوں میں مفت تقسیم کرنے کا ارادہ ہے، دعا، فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ پورا کرادیں اور قبول فرمائیں۔ آمین۔

۲۔ بچوں میں نماز کا شوق پیدا کرنے کے لئے نماز کی حاضری بک ترتیب دی ہے۔ جو بچے چالیس دن تک پنج وقتہ نماز باجماعت پڑھیں گے اور مکمل نماز سیکھیں گے اور علاقہ میں موجود مدرسہ میں داخلہ لیں گے ان کا امتحان لیا جائے گا، جو بچے اول دوم اور سوم آئیں گے انہیں انعامات دیئے جائیں گے۔

بچوں کے لئے کس قسم کے انعامات مفید ثابت ہوں گے؟ اس کے لئے بھی حضرت والا کے مشورہ پر عمل کروں گا۔

نماز کے اوقات میں دوکان بند کرنے سے ذاتی طور پر جو برکتیں حاصل ہوئی ہیں ان کے علاوہ ارد گرد کے بچے کافی شوق سے نماز کے لئے تیار ہو کر آجاتے ہیں، دوکان پر خریداروں کے رش کی وجہ سے بعض اوقات نماز کا وقت یاد نہیں رہتا تو یہ بچے فوراً اگر یاد دہانی کراتے ہیں، جس سے انتہائی روحانی خوشی ہوتی ہے۔

بچوں کا یہ شوق دیکھ کر مندرجہ بالا پروگرام ترتیب دینے کا خیال اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈال دیا۔

انعام کے مستحق بچوں میں اگر کوئی بچہ مکمل دینی تعلیم حاصل کرنا چاہے گا اور اس کے پاس مالی وسائل کی کمی ہوگی تو اس کی تعلیم کا تمام خرچ مع اسلامی لباس اس وقت تک میرے ذمہ ہوگا جب تک وہ تعلیم سے فارغ نہ ہو جائے یا اپنے پیروں پر کھڑا نہ ہو جائے۔

بچوں کو بے دینی کے ماحول سے نکالنے کے کون سے طریقے اختیار کئے جائیں؟ اس کے لئے آپ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

ہمارے اندر جو خامیاں ہیں ان کو ہم کس طرح دور کریں؟ اس کے لئے آپ کی رہنمائی اور شفقت کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ آپ کو میری مدد کی طرف ضرور متوجہ فرمائیں گے۔

(۱۱۸) الحمد للہ! حضرت والا کی دعاؤں کی برکت سے اپنی سی ٹوٹی پھوٹی کوشش میں لگی ہوئی ہوں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ معمولات یہ ہیں:

- ۱۔ مہینے میں دس قضا، روزے۔
- ۲۔ روزانہ ڈیڑھ دن کی قضا، نمازیں۔
- ۳۔ نماز فجر کے بعد چھ تسبیحات۔
- ۴۔ ”بہشتی زیور“ سے پچاس مسائل روزانہ، ٹوٹی پھوٹی سمجھنے کی کوشش۔
- ۵۔ نماز مغرب کے بعد چھ تسبیحات۔
- ۶۔ ”انوار الرشید“ سے روزانہ یہ مضامین پڑھتی ہوں:

- ۱۔ ”محبت شیخ“ ایک صفحہ۔
- ۲۔ ”آتش عشق“ ایک صفحہ۔
- ۳۔ ”استغناء“ ایک واقعہ۔

۳۔ ”دین پر استقامت“ ایک واقعہ۔

۵۔ ”توکل“ ایک واقعہ۔

۶۔ شروع سے سلسلہ وار ایک صفحہ روزانہ۔

۷۔ ”حکایات صحابہ“ سے روزانہ :

۱۔ ”دین کی خاطر تکلیفیں اٹھانے کا باب“ ایک واقعہ۔

۲۔ سلسلہ وار، ایک واقعہ۔

۸۔ ”فضائل قرآن“ ایک حدیث۔

۹۔ ”فضائل ذکر“ ایک حدیث۔

۱۰۔ تلاوت، آدھا پارہ۔

۱۱۔ مناجات مقبول، ایک منزل۔

۱۲۔ گھر ملو کام کاج کے اوقات میں مواعظ پر نظر ڈالتی رہتی ہوں، کبھی پورا وعظ ختم کر لیا ورنہ دوسرے دن۔

حضرت والا نے تصویر والے مقام سے بچنے کا جو نسخہ ارشاد فرمایا وہ استعمال کیا کہ اپنی امی کے گھر سے نیچے بھائی کے گھر آگئی، امی سے کہا :

”یہاں جب میرے آنے جیسا ماحول ہوگا تب آجاؤں گی۔“

حضرت ! ایسی بات لکھتے ہوئے ڈر لگتا ہے، کہاں میرے جیسی نالائق

لڑکی، کہاں ایسی اونچی باتیں۔

اس وقت دل کے اندر سے آواز آرہی تھی کہ سب حضرت کی دعاؤں کی

برکت ہے۔

اپنے شوہر کے قریبی رشتہ داروں اور اپنی امی کو مواعظ دیتی رہتی ہوں۔



حضرت والا کے فیض سے اس خاتون کا اللہ کے رشتہ پر ماں کے رشتہ کو قربان کر دینا جہاد اکبر ہے۔

علاوہ ازیں بچوں کو بھی خود ہی سنبھالتی ہیں اور گھر کے سب کام بھی تنہا خود ہی کرتی ہیں۔

روزانہ پچاس مسائل صرف سرسری نظر سے نہیں دیکھتیں بلکہ خوب غور سے سمجھ کر پڑھتی ہیں، کہیں کوئی غلطی رہ جاتا ہے تو حضرت والا سے دریافت کرتی ہیں۔ دوسرے مندرجہ بالا معمولات کی طویل فہرست الگ۔

اس خاتون کی یہ ہمت حیرت انگیز اور دوسروں کے لئے سبق آموز ہے۔

(۱۱۹) میں نے حضرت اقدس کی ہدایات کے مطابق وہ نسخہ جو مجھے بتایا گیا تھا

استعمال کیا۔ الحمد للہ! میں نے اسے روحانی و جسمانی امراض کے لئے بہت مفید پایا،

خاص طور پر جس مرض کے لئے نسخہ دیا گیا تھا، الحمد للہ! اس کی پوری طرح اصلاح

ہو گئی ہے۔

اب اللہ کے فضل سے بازار جانا ہی بہت ناگوار ہو گیا ہے اور اگر کبھی بازار

جانا ہی پڑے تو جب بنی اسرائیل کی مچھلی پر نظر پڑتی ہے فوراً دل میں خیال آتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ابتلا ہے، فوراً استغفار کرتا ہوں۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدے ہوئے ہیں، مثلاً :

۱۔ تین، چار ماہ سے میں نے ان معمولات کی پابندی ترک کر دی تھی جو مجھے

بتائے گئے تھے، الحمد للہ! نسخہ استعمال کرنے کے بعد اب میں نے دوبارہ

ان وظائف اور معمولات کی پابندی شروع کر دی ہے۔

۲۔ جامعہ میں دل کو چین اور سکون نصیب ہوا، اور الحمد للہ! اب دل لگی سے

سبق پڑھتا ہوں، تکرار اور مطالعہ شوق سے کرتا ہوں۔

۳۔ ایک عظیم فائدہ یہ ہوا کہ اعمال کے اندر بے حد مزہ آنے لگا ہے، نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوت کرتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ منہ میں دودھ کا چھنٹہ جاری ہو گیا ہے۔

ان تمام انعامات کو دیکھ کر دل سے حضرت والا کے لئے دُعا کرتا ہوں: ”یا اللہ! حضرت والا کو حیاتِ طویل عطا فرما کر دین کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرما۔ آمین، اور ہمارے لئے ذریعہ ہدایت بنا دے، آمین، اور ہمیں حضرت والا کے لئے صدقہ جاریہ بنا دے تا قیامت، آمین۔“

حضرت والا سے دُعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے دین پر استقامت عطا فرمائیں، آمین۔

(۱۲۰) میری بچی جس کی عمر ساڑھے چار سال ہے اس کی طبیعت بہت خراب تھی، عورتیں عیادت کے لئے آئیں، تو انہوں نے کہا: ”اے کسی ڈاکٹر کو دکھائیں۔“

بچی نے فوراً جواب دیا:

”مخلوق سے کیا مانگنا، اللہ سے مانگئے، کیا دوا میں شفاء ہے، اللہ تعالیٰ ٹھیک کرتے ہیں، میں تو دو رکعت نماز پڑھ کر دُعا مانگتی ہوں، اور میرے ابو اور امی بھی دو رکعت نماز پڑھ کر دُعا مانگتے ہیں۔“

یہ سب حضرت والا کی توجہ اور دُعا کی برکات ہیں۔

(۱۲۱) محلہ کے بچوں کو سمجھا تا رہتا ہوں، الحمد للہ! بچوں نے ٹی بی وغیرہ دیکھنا بہت کم کر دیا ہے۔ ایک بچہ تقریباً چار پانچ سال کا ہے اس کے والد نے کہا: ”ڈرامہ آرہا ہے تو دیکھ لے تو پانچ روپے دوں گا۔“

اس نے جواب دیا:

”میں پانچ روپے میں جہنم نہیں خرید سکتا۔“

ایک بچہ اور تقریباً بارہ سال کا بندہ کے پاس قرآن پڑھتا ہے، اس نے الحمد للہ! ٹی بی دیکھنا بالکل چھوڑ دیا ہے، گھر میں منع کرتا تو کوئی مٹا کہتا، کوئی صوفی کہتا۔ اس نے ایک دن گھر والوں کی غیر موجودگی میں ٹی بی خراب کر دیا تاکہ کچھ دن تو جہنم سے بچ جائیں۔

حضرت والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۱۲۲) بندہ کو حضرت اقدس سے بیعت ہوئے چار ماہ اور تین یوم ہو گئے ہیں، اس مدتِ معظمہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سارے کبار اور صغار گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، مثلاً:

۱۔ غیر محارم سے تعلقات قطع کر دیئے ہیں۔

۲۔ اخبار، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر اور ہر قسم کی تصویروں سے دل میں نفرت شدید پیدا ہو گئی ہے۔

۳۔ غیبت سے قطعی پرہیز کر رہا ہوں اور حتی الامکان اس بات کی کوشش کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔

آج کل میں ایک عجیب صورتِ حال سے دوچار ہوں، میرا ایک چچا زاد فارغ التحصیل عالم بن گیا ہے اور چار چچا ہیں ان سب کا کہنا یہ ہے:

”آپ پرفتنی صاحب نے جادو کر دیا ہے اور آپ کو خراب کر دیا ہے، آپ ان کے مواعظ اور مجالس سے تعلق کاٹ کر الگ ہو جائیں، اور جمعہ کی تقریر میں آپ پر درہ اور ڈاڑھی کے موضوع پر بیان نہ کیا کریں، یہ موضوع چھوڑ دیں ورنہ لوگ نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے، اگر آپ اس طرح نہیں کریں گے تو ہم آپ پر تعویذ کریں گے اور آپ

اُن سے بالکل متفر ہو جائیں گے۔

میں نے سب باتوں کے جواب میں کہا ہے

سارا جہاں ناراض ہو پروانہ چاہئے

مَدِّ نظر تو مرضی حَبَّانہ چاہئے

بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر فیصلہ

کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

آخر میں دُعا کی درخواست ہے۔

(۳۲۷) مصارف کے لئے بالکل کچھ بھی نہیں تھا، لیکن بندہ نے عزم کر لیا:

”حضرت والا کے ارشاد کو نہیں توڑا جاسکتا اس کے مقابلہ

میں اپنے ہر کام اور ہر ضرورت کو چھوڑا جاسکتا ہے۔“

حضرت والا کے ارشاد پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بالکل

غائبانہ حاجت روائی فرمائی اور ایسی ایسی جگہوں سے دستگیری فرمائی کہ بندہ کو وہم

و گمان بھی نہیں تھا۔

حضرت والا سے دُعاؤں کی بہت لجاجت کے ساتھ درخواست ہے۔

(۳۲۸) میرے اللہ کے کرم اور حضرت والا کی خصوصی محبت اور دُعا کی برکت

سے بندہ کے گھر کا ماحول بہت عجیب ہے۔ اہلیہ محبت، اطاعت، بھرتی اور خدمت

میں اپنی مثال آپ ہیں، ان کی خدمت کی یہ حالت ہے کہ شام بچہ کی ولادت

ہوئی، صبح سے کام کرنا شروع کر دیا، کپڑے دھونا، کھانا پکانا، بندہ کے جوتے

صاف کرنا، یعنی ہر چھوٹا بڑا کام۔

اللہ تعالیٰ نے بہت عطاء فرمایا ہے مگر بندہ کا کوئی کام کسی اور سے نہیں کرتا۔

حضرت والا سے ان کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے، یا اللہ!

شکر نعمت عطاء فرما دیجئے، آمین۔

(۳۲۹) کہیں سے گانے کی یا باجے وغیرہ کی آواز آتی ہے تو دونوں بچیاں

کانوں میں انگلیاں دے کر بیٹھ جاتی ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس کی مجلس میں

شرکت کے لئے وگین پر سوار تھے، وگین میں ٹیپ بج رہا تھا، بچوں نے کانوں میں

انگلیاں دے لیں، جب لوگوں نے دیکھا کہ بچیاں کانوں کو بند کئے ہوئے ہیں تو

ڈرائیور سے کہا:

”شرم کرو بچیاں کانوں کو انگلیوں سے بند کئے ہوئے ہیں۔“

آخر اس نے ٹیپ بند کر دیا۔

بڑی بچی کی عمر ساڑھے چار سال ہے اور چھوٹی کی تقریباً تین سال۔

(۳۳۰) ایک جمعہ کو حضرت والا کے وعظ میں حاضری دی، اس کا ایسا اثر ہوا کہ

اللہ کے کرم سے ابھی تک کوئی جمعہ کا ناغہ نہیں ہوا، پہلے یہ حال تھا کہ کبھی نماز

پڑھ لی اور کبھی نہیں۔ اب اللہ کی مہربانی اور حضرت والا کی دُعاؤں سے نماز باجماعت

پانچ وقت کی ادا کرتا ہوں۔ اور گھر میں بیوی اور بچے بھی پابندی سے نماز ادا کرتے

ہیں۔ تمام گناہوں سے توبہ کر لی ہے، آئندہ بھی گناہوں سے بچنے کی دُعا، اللہ

تعالیٰ سے کرتا رہتا ہوں۔

گھر میں سے تمام کھلونے جو کہ گڑیوں اور جانوروں کی شکلوں میں تھے ختم

کر دیئے۔

حضرت والا کے ایک وعظ میں یہ سنا کہ بچوں کو اسکول کی تعلیم نہ دلائی جائے

اللہ تعالیٰ نے یہ بات دل میں ڈال دی۔ بچہ پہلی جماعت اور بچی دوسری جماعت

پڑھ رہی تھی، ان دونوں کو اسکول سے نکال کر مدرسہ اسلامیہ میں بھیج دیا ہے۔

گانا سننا اور ٹی بی دیکھنا بالکل چھوڑ دیا ہے اور یہی حال تمام گھر کا بھی ہے۔

اب شب براءت آئی تو اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ خیال ڈالا،
”لوگ تو حلوے پکا کر شب براءت مناتے ہیں، اس کی بجائے
مجھے یہ کرنا چاہئے کہ گھر میں جتنی تصویریں ہیں جلائی جائیں۔“

۱۲ شعبان کو مغرب کی اذان سے پہلے گھر میں جتنے بھی فوٹو موجود تھے اپنی
شادی کے، بچوں کے، ماں باپ کے، تمام جلا دیئے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں۔
ڈاڑھی کے بارہ میں خیال ہوا کہ رمضان میں رکھوں گا، پھر یہ خیال آیا کہ
رمضان تک تو شیطان مہلت مانگ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فوراً دل میں یہ خیال
ڈال دیا کہ ابھی سے رکھو تو اللہ کا نام لے کر شروع کر دی اور اللہ کے فضل و کرم سے
اب ڈاڑھی اپنی منزل کی طرف جارہی ہے۔

(۱۲۷) مرض عشق جس سے چھسکارے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی الحمد للہ!
ثم الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کے عطا کئے ہوئے نسخہ پر استقامت
سے عمل اور حضرت والا کی دُعاؤں کی برکت سے سو فیصد نجات عطا فرمادی۔
میں کراچی سے گھر آتے وقت یہی پکا عزم کر کے آیا تھا کہ شرعی پردہ کا پورا
پورا اہتمام کروں اور کرواؤں گا۔ گھر پہنچنے پر شیطان نے بہت کچھ بہکایا کہ عورتوں
سے مصافحہ کرنے میں کیا حرج ہے؟ اتنے دنوں کے بعد باہر سے آئے ہو، لیکن
الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمت عطا ہو گئی۔

کوئی عورت جب ملنے کے لئے سامنے آتی میں راستہ بدل کر کہیں اور چلا
جاتا، شروع شروع میں نا تجربہ کاری کی وجہ سے دو تین عورتوں نے پکڑ لیا، لیکن ان
کو ایسا سبق دیا کہ یاد رکھیں گی، بالکل نفرت کا اظہار کیا جس کی وجہ سے وہ ہتی پھرتی
ہیں کہ اسے اپنے رشتہ داروں سے بھی نفرت ہو گئی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرا راستہ نکال دیا وہ یہ کہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ کو

یہ مسئلہ سمجھا دیا، ان کو تسلی ہو گئی تو اب جو عورت مجھے ملنے آتی والدہ صاحبہ پہلے
ہی سے اسے منع فرمادیتیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس گناہ سے نجات
عطا فرمائی۔

حضرت اقدس سے دُعا، استقامت کی درخواست ہے۔

(۱۳۸) محض ببرکت حضرت اقدس اتنی تھوڑی سی مدت میں اللہ تعالیٰ نے
ایسے بڑے کام لے لئے جو بظاہر بہت مشکل تھے، مثلاً:
۱۔ مروج چندہ کا ترک۔

۲۔ موقع ختم قرآن پر مروجہ بدعات اور اجتماعی دُعا، بالجہر کے التزام وغیرہ کا
خاتمہ۔

۳۔ عوام تک میں بھی شرعی پردہ کا کافی حد تک اہتمام۔

چنانچہ ترک چندہ کے نتیجہ میں حال ہی میں اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہوا کہ ہر سال
رمضان شروع ہوتے ہی قرب و حوار کی دکانوں سے طلبہ کے لئے شکر اور شربت
وغیرہ لیا جاتا تھا، امسال میں نے منتظمہ سے کہا:

”کسی سے بھی کوئی چیز طلب نہ کی جائے، خود سے کوئی چیز
آگئی تو استغناء کے ساتھ قبول کی جائے، ورنہ صبر کر کے اللہ تعالیٰ
سے طلب کی جائے۔“

ہوایہ کہ گزشتہ سالوں کی بنسبت اس سال بہت ہی زیادہ اور بہت بہتر
اللہ تعالیٰ نے اس طرح انتظام فرمایا کہ لوگوں نے شربت کی بوتلوں کی بیٹیاں بہت
وافر مقدار میں خود جامعہ میں پہنچائیں۔ آخر رمضان تک کسی قسم کی کوئی تنگی نہ ہوئی۔
اور پردہ کے بارہ میں تو صرف رسالہ ”شرعی پردہ“ کے چند مضامین سننے
سے ایک بہت بڑے عالم پر جو ہم سے کچھ فاصلہ پر ایک بہت بڑے جامعہ میں

مدرس اعلیٰ ہیں اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے یہاں سے واپسی پر اپنی بستی کے معزز لوگوں کو جمع کر کے یہ شرط لگائی:

”آئندہ اگر تمام اہل بستی شرعی پردہ کا اہتمام کریں گے تو فیہنا ورنہ اپنے جامعہ کے لئے کوئی دوسرا مدرس تلاش کریں میں خدمت سے معذور ہوں“

چنانچہ سب نے یہ عہد کیا کہ آئندہ مکمل طور پر پردہ کا اہتمام کریں گے۔ اس عالم نے پہلی بار بالواسطہ حضرت اقدس کا وعظ سنا ہے جس پر یہ

اثر ہوا

جرعہ خاک آمیز چوں مجنون کند

صاف گرباشد ندانم چون کند

”خاک آمیز ایک گھونٹ جب مجنون بنا دیتا ہے تو اگر وہ صاف ہو تو معلوم نہیں کیا کرشمہ دکھائے“

حضرت والا سے دعاء استقامت و ثبات کی درخواست ہے۔

(۱۲۹) الحمد للہ! پہلے تو میں نے خود ٹی بی دیکھنا ترک کیا، بعد میں پچھلے خط میں بچوں کے لئے دعاء کی درخواست کی تھی، اللہ تعالیٰ نے وہ بھی جلد ہی سن لی۔ حضرت والا کی توجہ اور دعاء کا یہ اثر ہوا کہ ہم سب نے یعنی میں، اہلیہ اور سب بچوں نے مل کر ٹی بی کی ایک ایک رگ کو پہلے سب نے اپنے ہاتھوں سے کاٹا، تاکہ اس نیک کام میں ہم سب پورا گھرا نا شامل ہو جائے۔ پھر میں نے اور میرے دس سال کے بچے نے دونوں رنگین بتوں کو کوڑے کے ڈھیر پر رکھ کر ہتھوڑی سے پاش پاش کر دیا۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم اور حضرت والا کی توجہ خاص اور دعاء کا اثر

تھا کہ بت فروشی کی بجائے اللہ تعالیٰ نے بت شکن بنا دیا، اس طرح ڈیل ٹی بی سے جان چھوٹ گئی۔

دُعا فرمائی کہ جو گناہ مجھ سے اور میری وجہ سے سب دیکھنے والوں سے ہوئے اور میرے نامہ اعمال میں لکھے گئے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مجھے اور ان سب دیکھنے والوں کو بھی معاف فرمادیں اور آئندہ ہر قسم اور ہر طرح کے گناہوں سے بچائیں۔

الحمد للہ! بیس ہزار کے ٹی بی کا بیس لمحہ بھی افسوس نہیں ہوا بلکہ دل میں ندامت ہی محسوس کی۔

(۱۳۰) بندہ نے ابھی گاؤں سے آتے ہوئے ایک قصبہ میں چند بار جمعہ پڑھایا حضرت والا کے مواعظ شریفہ کا مطالعہ کر کے سنا دیا کرتا تھا۔ پھر ایک جمعہ کے وعظ میں ڈاڑھی کے وجوب پر حضرت والا کے ملفوظات طیبہ سنائے اور غیر اختیاری طور پر مجھے رونا آ گیا کہ میرے اللہ کی بغاوت کیوں نہیں چھوڑتے؟ اسی مجلس سے علاقہ کے خان صاحب کھڑے ہوئے اور اعلان کیا:

”آج سے میں ڈاڑھی منڈانے سے توبہ کرتا ہوں“

اسی وقت ایک اسکول ماسٹر صاحب نے بھی کھڑے ہو کر توبہ کا اعلان کیا۔

پھر ایک ہفتہ بعد دوسرے جمعہ کو گیا تو خوشی سے مچل گیا کہ بعد میں مزید سات آدمیوں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور اس قدر خوشی ہوئی کہ زندگی بھر کبھی بھی ایسی خوشی نہیں ہوئی، قریب تھا کہ اس نعمت پر وجد میں آجاتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری فرمائی اور حضرت مرشد پاک کی برکت و فکر و تڑپ کی وجہ سے ان کو ہدایت ملی۔

حضرت اقدس سے عرض ہے کہ اولاً میرے لئے پھر خصوصاً ان نوادیوں کے لئے خصوصی طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت نصیب فرمائیں۔
(۱۳۱) ابھی حال ہی میں حضرت والا مدظلہم کی محبت کے خیالات میں گم تھا کہ اچانک ذہن میں ایک عجیب سوال پیدا ہوا:

”آیا مجھے حضرت والا سے واقعی محبت بھی ہے یا صرف محبت

کادم بھرتا ہوں، اگر واقعی محبت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟“

اس خیال کے آنے کے بعد طبیعت میں عجیب بے چینی پیدا ہو گئی اور رات کے ڈھائی بج جانے کے باوجود بھی نیند کا کچھ اثر نہ تھا۔ طبیعت سنبھلنے پر اور غور و فکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ذہن میں جواب ڈالا جس کی وجہ سے طبیعت میں فوراً سکون پیدا ہو گیا اور نیند بھی آگئی۔ جواب یہ آیا:

”میں نے حضرت والا سے تعلق کیوں جوڑا تھا؟ اگر تعلق صرف

اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے جوڑا تھا تو اس

مالک و خالق کی نافرمانی سے توبہ کر کے آئندہ کے لئے بچنے کا عزم کیا

یا نہیں؟ اگر توبہ کر کے آئندہ کے لئے اس کی نافرمانی سے بچنے کا

عہد کر لیا ہے تو محبت کا دعویٰ درست ہے ورنہ اس دعویٰ کی

حقیقت صرف اور صرف یہ ہے۔

ہم فراقِ یار میں گھل گھل کے ہاتھی ہو گئے

اتنے گھلے اتنے گھلے رستم کے ساتھی ہو گئے

اس کے بعد میں نے قلم اٹھایا اور اسی وقت اُن گناہوں کو لکھنے بیٹھ گیا

جن سے الحمد للہ توبہ کی توفیق ہو گئی، ان میں وہ گناہ بھی ہیں کہ جن کو کبھی چھوڑنے

کا تصور بھی نہیں آیا تھا، اور وہ گناہ بھی ہیں کہ جن کے گناہ ہونے کا کبھی خیال بھی

نہ آیا تھا۔

محض حضرت والا کی خصوصی نظرِ کرم و محبت کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے ان گناہوں سے توبہ کی توفیق ہوئی ہے۔

جن گناہوں سے توبہ کر کے آئندہ کے لئے بچنے کا عزم و عہد کیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ بد نظری کی لعنت۔

۲۔ غیر ضروری دوستی کا مہلک مرض۔

۳۔ اخبار اور غیر ضروری رسائل کا مطالعہ۔

۴۔ خود کو افضل اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا۔

۵۔ مہلک مرضِ غیبت۔

۶۔ فخر اور بڑائی جیسی خواہش۔

۷۔ زیادہ بولنا اور زیادہ ہنسنا۔

۸۔ بلا ضرورت بازار جانا۔

۹۔ بنک سے ہر قسم کا تعلق۔

۱۰۔ جا بجا غصہ جاری کرنا۔

۱۱۔ بغیر جماعت نماز پڑھنا۔

۱۲۔ قرآن شریف نہ پڑھنا۔

۱۳۔ جھوٹ اور حیلہ بازی۔

۱۴۔ تصویر کی لعنت، سابقہ تصاویر جلا کر رکھ کر دیں۔

۱۵۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔

۱۶۔ مسجد میں لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بیٹھنا۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کی چھوٹی چھوٹی نعمتوں کی ناقدری۔

۱۸۔ بچپن میں جس کسی کو بھی کوئی تکلیف پہنچائی تھی ان سب سے زبانی یا تحریری معافی مانگی، اور آئندہ کے لئے توبہ کر لی۔

۱۹۔ بچپن میں جس کسی کی کوئی چیز بھی چوری کی تھی اسے نہ صرف چوری کی ہوئی چیز واپس کی بلکہ مزید کافی رقم بھی دی۔

۲۰۔ شیطان ہاؤس (سینا گھر)، ایمان بگاڑا (امام باڑا) اور دفتر قادیان (مسجد کے قریب بنا ہوا بیت الخلاء) وغیرہ کا پتہ بتانے سے بھی توبہ کر لی۔

اللہ تعالیٰ کی ان نافرمانیوں سے توبہ کرنے کے بعد اب میری کیفیت یہ ہے میں دن رات جنت میں رہتا ہوں گویا مرے باغ دل کی وہ گل کاریاں ہیں

۱۳۱) حضرت والا! میں نے ”احسن الفتاویٰ“ کی تیسری جلد پڑھی جس میں

حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے:

”رمضان میں تراویح سنانے پر حافظ صاحب اور سامع کو قہر یا

ہدیہ کے نام پر کوئی چیز دینا بالکل منع ہے۔“

جب میں نے میضمون پڑھا تو میں نے ”احسن الفتاویٰ“ کا یہ مسئلہ اپنے علاقہ

کی مسجد کی انتظامیہ کو پڑھنے کے لئے کہا۔ انتظامیہ نے پڑھنے کے بعد کہا:

”ہدیہ دینے کی رسم بہت پرانی ہو چکی ہے، لہذا اس فتویٰ کے

مطابق عمل کرنا بہت مشکل ہے۔“

پھر میں نے اپنے تبلیغی بھائیوں سے مشورہ کیا اور اُن سے کہا:

”مسجد میں حافظ کو تراویح سنانے پر کسی نام سے بھی اور کسی طریقہ

سے بھی دینا جائز نہیں۔“

پھر ہم تبلیغی جماعت والوں نے مسجد کی انتظامیہ سے کہا:

”اگر آپ اس فتویٰ کے مطابق عمل نہیں کرتے تو ہم تراویح

مکی مسجد میں یا پھر نیوٹاؤن میں جا کر ادا کریں گے، کیونکہ ہم مسجد میں

انتشار پیدا کرنا نہیں چاہتے۔“

مسجد کی انتظامیہ اور حافظ صاحب کے درمیان کچھ بات ہوئی جس پر

حافظ صاحب اور انتظامیہ نے ۲۸ شعبان کو مسجد میں یوں اعلان کیا:

”آئندہ کوئی صاحب امام اور حافظ کو کسی قسم کا نذرانہ وغیرہ

بالکل نہ دیں کیونکہ یہ جائز نہیں ہے اور چندہ وغیرہ بھی نہ دیں۔“

اس اعلان سے الحمد للہ! بڑی مسرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور

حضرت والا کی برکت سے ہماری مسجد سے یہ بُرائی ختم ہوئی۔

حضرت والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے۔

۱۳۳) کراچی آتے ہوئے آخری جمعہ میں بیان کر رہا تھا اس میں ضمناً اُم المؤمنین

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت و پاکیزگی کی بات کی تو ایک تفسیر باز

مشہور بیرونی جو سید پیڑھی کہلاتا ہے بھری مسجد میں فوراً کھڑا ہوا اور یہ کفر بکا:

”وہ پاک نہیں تھیں۔“

لوگوں نے اولاً تو کچھ نہیں کہا اس لئے کہ وہ اہل ثروت سے ہے لیکن یہ کفر

سن کر میرا دماغ چکر اُگیا اور بے ساختہ منبر سے اُتر کر پوری قوت سے زوردار طمانچا

رسید کیا۔ اللہ کی مدد سے وہ طمانچا ایسا لگا کہ چہرہ سے خون بہنے لگا اور کچھ دیر بعد

بے ہوش ہو گیا۔ لوگوں نے بچا لیا ورنہ اصل جہنم کر دیتا۔ اسی وقت اس کی

برادری کو پتا چلا تو اس کے بیٹے وغیرہ سب برادری والے آگئے لیکن لوگوں نے

مجھے حراست میں لے لیا کہ وہ نقصان نہ پہنچائیں۔ اس کا سالہ انسپکٹر آگے بڑھا

اور غصہ سے کہا:

”مولانا! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر بھی کھائے مگر
طمانچا کسی کو نہ مارا، آپ نے ہمارے خاندان کی ذلت کر دی ہے۔
میں نے کہا:

”انسپکٹر صاحب! اگر میں اس بھری مجلس میں اٹھ کر ہوں کتیری
ماں بدکار ہے تو تیری کیا حالت ہوگی؟
اس پر وہ لاجواب ہو کر کہنے لگا:

”آپ نے کبھی دوسرے فرقہ باطلہ مرزائی وغیرہ کو بھی مارا ہے۔
میں نے کہا:

”میں نے آج تک مرزائی وغیرہ دیکھا بھی نہیں ہے، اگر شوق
ہے تو مرزائی کو لاؤ، اگر وہ میرے سامنے کچھ بکواس کرے تو پھر آپ
مشاہدہ کر لیں کہ اس کا کیا حشر ہوگا؟“

اللہ تعالیٰ کہہ مدد سے وہ لاجواب ہو کر چلے گئے، جاتے وقت کہا:

”مولوی صاحب سے مسجد سے باہر نیٹ لیں گے۔“

میں نے بھی صلوٰۃ توبہ زندگی کی آخری نماز سمجھ کر پڑھ لی، مگر اللہ تعالیٰ نے
دستگیری فرمائی کہ تمام علاقہ کے لوگوں نے متفق ہو کر مجھے ہاتھوں میں اٹھالیا اور
اس پورے خاندان سے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا، اور پھر بہت سے لوگ میرے
ارد گرد ہو کر مجھے بس اسٹاپ پر رخصت کرنے آئے۔

الحمد للہ! حضرت والا کے فیض و برکت اور توجہ سے ایک بڑا فائدہ ان
لوگوں کو یہ ہوا کہ وہاں رافضیوں کے بارہ میں بولنا اور ان کے عقائد سے آگاہ کرنا
بہت مشکل تھا اس لئے وہاں کے سادہ لوح مسلمان ان سے متنفذ نہیں تھے،
اب الحمد للہ! وہاں کے رافضی مسلمانوں سے ممتاز ہو چکے ہیں، مسلمان ان سے

واقف ہو گئے ہیں اور اپنے دشمن کو پہچان گئے ہیں۔

آخر میں حضرت والا سے درخواست ہے کہ بندہ کے لئے خصوصی دُعا فرمائیں
کہ اللہ تعالیٰ استقامت فی الدین نصیب فرمائیں۔

(۳۳) میں ابھی گھر سے آ رہا ہوں! الحمد للہ! حضرت اقدس سے تعلق کی بدولت
اس مرتبہ بہت سے ان گناہوں سے بچنے کی سعادت نصیب ہوئی جن سے بچنا ہم
محال سمجھتے تھے اور یوں کہتے تھے:

”بھلا یہاں بھی کوئی ان گناہوں کو چھوڑ سکتا ہے۔“

گزشتہ سالوں کا تجربہ بھی اسی کا شاہد تھا لیکن میں نے ”انوار الرشید“ اور مواظکا
مطالعہ بدستور جاری رکھا تو اللہ تعالیٰ نے ہمت عطا فرمادی۔

الحمد للہ! بے پردگی سے بچا رہا، بالکل تو نہیں لیکن گزشتہ سالوں کے مقابلہ
میں بہت زیادہ اہتمام رہا، میں نے اس میں کسی کی ناراضی کی کوئی پروا نہیں کی۔

ایک مرتبہ گھر والے مہر ہوئے کہ بھائی کو اس کے میکے سے ساتھ لے آؤ،
میں نے صاف انکار کر دیا، سب کہہ رہے تھے:

”اچھا پڑھ کر آئے ہو، والدین کا کہا بھی نہیں مانتے۔“

میں نے کہا:

”اللہ رب العزت کے حکم کے سامنے والدین کے حکم کی کوئی
حیثیت نہیں۔“

جب سب کچھ نہ کچھ کہنے لگے تو میں نے کہا:

”جب ہم لوگ علم پر عمل نہیں کرتے تو آپ لوگ کہتے ہیں:

”جب تمہارا یہ حال ہے تو ہمارا تو ہو گا ہی۔“

اور جب عمل کرتے ہیں تو آپ ناراض ہوتے ہیں۔“

اس پر سب خاموش ہو گئے، پھر میں نے ان سے کہا:
”میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جنہوں نے پوری عمر اپنی
بھائیوں کو نہیں دیکھا۔“

اس پر سب کو بہت تعجب ہوا، والدہ صاحبہ بولیں:
”ایسی زندگی کامزا ہی کیا؟“

میں نے کہا:

”اگر اس زندگی کی لذت آپ کو آجائے تو معلوم ہو جائے کہ

اس کے سامنے دنیا کی لذت کی کیا حیثیت ہے۔“

ان باتوں سے الحمد للہ! ان لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

اسی طرح قرآن خوانیوں کے بارہ میں بڑی مشکلات پیش آئیں لیکن
الحمد للہ! گھر رہنے کے اس پورے عرصہ میں کسی قرآن خوانی میں نہیں گیا۔

حضرت والا سے دُعا و ہمت و استقامت کی درخواست ہے۔

(۱۳۵) بندہ نے تین ماہ قبل حضرت والا سے اصلاحی تعلق قائم کیا تھا، اس

سے پہلے خط میں جو میں نے غصہ اور گالی سے بچنے کے لئے نسخہ طلب کیا تھا وہ

نہایت مفید رہا، اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان گناہوں سے بچنے کی توفیق

عطا فرمائی۔

رمضان المبارک میں اپنے گاؤں میں تھا وہاں اللہ تعالیٰ نے بندہ ناچیز

سے اپنے دین کا جو کام لیا اس میں درس قرآن بھی تھا۔ درس میں ترک منکرات

خصوصاً شرعی پردہ اور ڈاڑھی پر بہت زور دیا، بار بار کہنے سننے سے لوگ مانوس

ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان بڑے گناہوں سے توبہ کی توفیق عطا فرمائی۔

ہمارے گاؤں میں رواج تھا کہ عید کے دن سب عورتیں اور مرد ایک

دوسرے سے ملتے اور ہاتھ ملاتے۔ یہ رواج بہت زور پکڑ گیا تھا، لوگ اسے گناہ
ہی نہیں سمجھ رہے تھے، اس سال بحمد اللہ تعالیٰ کوئی کسی کے گھر نہیں گیا اور نہ ہی
مصافحہ کیا۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت والا کی دُعا و توجہ کی برکت ہے۔
ایک دن ہمارے گاؤں میں تبلیغی جماعت آئی جس میں امیر صاحب کے
سوا باقی سب نابالغ تھے، جب میں معمول کے مطابق درس کے لئے بیٹھا تو گاؤں
والوں میں سے چار افراد نے آکر میرے کان میں کہا:

”آج ڈاڑھی کا مسئلہ ضرور بیان کریں کیونکہ یہ سارے نابالغ ہیں“

جب میں نے حضرت والا کے الفاظ میں مسئلہ بیان کیا تو رات کو تراویح
کے بعد جماعت کے امیر صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے:

”آپ کا تعلق حضرت مفتی صاحب سے ہے؟“

میں نے فخر سے کہا: ————— ”جی“

امیر صاحب نے حضرت والا کی بہت تعریف کی اور کراچی آنے پر حضرت والا
سے بیعت ہونے کا عزم ظاہر کیا اور کہا:

”میرے پاس حضرت مفتی صاحب کے مواعظ ہیں، جب

کبھی میں پریشان ہوتا ہوں یہ مواعظ پڑھتا ہوں ان سے سرور

پیدا ہو جاتا ہے“



اس تحریر میں ”نابالغ“ سے ”ریش تراش“ لوگ مراد ہیں۔ محرر نے یہ اصطلاح

حضرت والا ہی سے لی ہے، حضرت والا اس اصطلاح کی دو وجوہ بیان فرماتے

ہیں:

۱۔ ڈاڑھی مردانہ علامات میں سے ہے، اس لئے بالغ مرد کو بطبعاً مرغوب ہے، جو ڈاڑھی نہیں رکھتا وہ طبعاً نابالغ ہے۔

میں ان کی رعایت کرتے ہوئے انہیں ”نابالغ“ کہتے ہیں، ورنہ اصطلاح شریعت میں ڈاڑھی منڈانے بلکہ کٹانے والے کو بھی ”مختث“ کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسا ”بیخڑا“ جو حقیقت مرد ہو مگر نسوانیت کی طرف طبعی میلان کی وجہ سے عورتوں سے تشبہ کرتا ہو۔

۲۔ ڈاڑھی منڈانا بہت سخت گناہ ہے، اور گناہ کرنے سے دنیا و آخرت دونوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے، جسے اپنے نفع و نقصان کی خبر نہ ہو وہ عقلاً نابالغ ہے، یعنی اس کا جسم تو بالغ ہو گیا مگر عقل نابالغ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے والوں کی عقل نابالغ ہے اور طبع نسوانی۔

(۳۶۱) الحمد للہ! حضرت اقدس سے تعلق کی بدولت دن بدن حالات اچھے ہوتے جا رہے ہیں، اللہ رب العزۃ اپنی نافرمانی کی ظلمت سے کال کر اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرما رہے ہیں۔ بندہ جب اپنی ماضی بعید اور ماضی قریب کے ساتھ اپنے حال کا موازنہ کرتا ہے تو اپنی زندگی میں انقلاب عظیم نظر آتا ہے اور دل سے بے ساختہ ”الحمد للہ“ نکلتا ہے۔ مستقبل اس سے بھی زیادہ روشن نظر آتا ہے۔ گزشتہ جمعہ کو حضرت اقدس نے بندہ کی طرف متوجہ ہو کر نام دریافت فرمایا تو اس ایک توجہ سے بندہ پر اتنا عجیب اثر پڑا اور ایسا فائدہ ہوا کہ گزشتہ چار سال کے مقابلہ میں یہ غالب نظر آتا ہے، پہلے تو میرے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور دل ٹھٹھکنے لگا، جب ذرا ہوش سنبھالا تو محسوس کیا ع

اب اور یہی ہے کوئی جہاں میرا

الحمد للہ! اس ایک نظر سے غیر اللہ کی محبت چھٹ چھٹ کر دل نے کھل گئی، گناہوں سے نفرت پیدا ہو گئی، اللہ رب العزت کی عظمت دل میں جاگزیں ہو گئی، مجھے لذت قرآن اور حلاوت قرآن اسی دن سے محسوس ہونے لگی اور نہ جانے اس عجیب کیمیا تاثر نظر سے زندگی کے کس کس پہلو میں انقلاب آیا، عقل حیران و ششدر ہے کہ یہ نظر بھی کیا چیز؟ ابھی تک دل میں اس کی لذت محسوس ہو رہی ہے نہ جانے کس نظر سے حضرت والا نے دیکھا تھا ابھی تک دل میں تاثر نظر محسوس ہوتی ہے کیا جانے کس انداز سے حضرت نے نظر کی حالت ہی دگرگوں ہے مرے قلب و جگر کی تری نظروں کے صدقے اک ہجوم شوق ہے دل میں ہوا آباد دم بھر میں جو تھا ویرانہ برسوں سے

(۳۶۲) میں کسی ضرورت سے باہر بازار وغیرہ جاتا ہوں تو الحمد للہ! اپنی نگاہ نیچی رکھتا ہوں۔ کہیں اچانک کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے یا ویسے ہی محسوس ہو کہ آواز عورتوں کا گروہ آ رہا ہے یا کوئی گناہ کا کام ہو رہا ہے تو فوراً دل میں حضرت اقدس کا تصور آ جاتا ہے، بلکہ بسا اوقات چند لمحوں کے لئے ایسا تصور چھا جاتا ہے کہ گویا میں حضرت اقدس کی صورت میں ہو کر چل رہا ہوں، کسی آوارہ عورت یا گناہ کی طرف نظر اٹھانے کی طرف ادنیٰ سی توجہ بھی نہیں رہتی، ایسی حالت ہو جاتی ہے جس کا میں الفاظ میں اظہار نہیں کر سکتا، اتنی لذت آتی ہے کہ جیسے مستی میں اڑا جا رہا ہوں، اکثر یہ شعر زبان پر آ جاتا ہے ۵

زندگی پر لطف پانی گر چہ دل میں غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

یہ تصور اچانک غیر اختیاری طور پر آ جاتا ہے۔

الحمد للہ! میرا روزانہ کام معمول ہے کہ سورہ یس ایک بار، سورہ فاتحہ ایک بار، سورہ اخلاص تین بار پڑھ کر حضرت مرشد پاک کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں کہ شاید میرے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میری نجات فرمادیں۔
آخر میں حضرت اقدس سے نہایت لجاجت سے عرض ہے کہ میرے لئے بارگاہِ الہی سے خصوصی دُعا فرمائیں کہ مولائے کریم مجھے اپنا اتنا عشق نصیب فرمادیں کہ لوگ دیوانہ سمجھنے لگیں۔

(۱۳۸) بندہ صرف چار مجلسوں میں حاضری دینے کے بعد حضرت والا کا دیوانہ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت والا کے وعظوں نے تودل کی دنیایی بدل ڈالی۔ اللہ کی محبت کے جوش اور ولولے پیدا ہو گئے۔ تری نظروں کے صدقے اک ہجوم شوق ہے دل میں ہوا آباد دم بھریں جو تھا ویرانہ برسوں سے اب حالات یہ ہو گئے ہیں۔

سارا جہاں ناراض ہو پروانہ چاہئے
میدِ نظر تو مرضی جانانہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کریہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

حضرت والا! میں نے اپنی زندگی کو مکمل طور پر شریعت کے مطابق بنانے کا عہد کر لیا ہے، جان دے دوں گا لیکن اللہ کی نافرمانی کے قریب بھی نہیں پھٹکوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جوانوں سے بدتر زندگی گزارنے کے بعد حضرت والا کی مجلس کا اثر یہ ہوا کہ

تمام ظاہری گناہوں سے بچی اور سچی توبہ کر لی جن سے بچنا بہت مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا تھا۔ باطنی امراض کا علاج تو حضرت والا ہی کریں گے، ظاہری گناہ جن سے توبہ کر لی ہے ان کی فہرست درج ذیل ہے:

- ۱۔ ڈارھی کٹانے اور منڈانے سے مکمل توبہ۔
- ۲۔ شراب نوشی سے مکمل توبہ۔
- ۳۔ جو بازی سے مکمل توبہ۔
- ۴۔ زنا کاری سے مکمل توبہ۔
- ۵۔ بد نظری جیسا گناہ جس سے برادری کے ساتھ رہ کر بچ جانا ناممکن ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی بدولت اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی۔
- ۶۔ پانچ وقت باجماعت نماز کا اہتمام۔
- ۷۔ گھر میں بیوی کو شریعت کے مطابق پردہ کرانے کی کوشش۔
- ۸۔ ٹی بی کو خراب کر کے الگ رکھ دیا۔
- ۹۔ گھر سے تمام جاندار تصویروں اور مجسموں کو پھاڑ کر گھر کو پاک کر لیا۔
- ۱۰۔ تمام بے دین دوستوں کو پہلے دین کی دعوت دی اور پھر الگ ہو کر کنارہ کشی اختیار کر لی۔

حضرت والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پاک زندگی پر قائم دائم رکھے۔

یہ پرچہ اس وقت کے حالات کا ہے جب مجھے حضرت والا کی مجلس میں حاضری کا چار بار شرف ملا تھا، الحمد للہ! اب چھ ماہ گزر گئے ہیں بلا ناغہ حضرت والا کے وعظ میں شرکت اور چہرہ انور کی زیارت باقاعدگی سے کرتا ہوں۔ حضرت والا سے گزارش ہے کہ حضرت مجھے بیعت فرمائیں اور میری باطنی بیماریوں کا علاج فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ امت کی اصلاح کے لئے حضرت والا کا سایہ صحت و تندرستی کے ساتھ ہمیشہ قائم رکھے اور آپ کے فیوض و برکات کا سلسلہ تاقیامت قائم و دائم رکھے۔ آمین

★ ★ ★ ★ ★

تحریر مذکور میں امور ذیل خاص طور پر قابل توجہ ہیں:

۱۔ اس شخص کی زندگی میں حضرت والا کی مجلس بابرکت میں صرف چار بار حاضری سے ایسا انقلاب عظیم آگیا کہ ظاہری گناہ سب چھوٹ گئے اور باطنی امراض کے علاج کی فکر دل میں پیدا ہو گئی۔

۲۔ قلب میں دینی بصیرت اتنی پیدا ہو گئی کہ زندگی میں دفعۃً اس قدر انقلاب عظیم کا مشاہدہ کرنے، زنا و شراب جیسے فواحش سے نجات پانے اور حضرت والا کے گرویدہ ہو جانے کے باوجود بیعت کی درخواست پیش کرنے میں جلدی نہیں کی بلکہ چھ ماہ تک مسلسل بلا ناغہ حاضری کے بعد یہ درخواست پیش کی ہے، جبکہ عام لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جہاں پہنچے فوراً بیعت کی درخواست، یہ کم فہمی ہے۔

اصول یہ ہے کہ پہلے کچھ مدت مجلس میں حاضری کا سلسلہ رکھا جائے جب اطمینان کامل اور مناسبت تامہ حاصل ہو جائے تو بیعت کی درخواست کی جائے۔

عوام تو کیا اس زمانہ کے مشائخ بھی اس اصول پر عمل نہیں کرتے، بس جو پہنچا فوراً بیعت کر لیا۔ ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم کے یہاں ایسی بے اصولی نہیں، مدت تک پرکھنے کے بعد بیعت فرماتے ہیں۔

۳۔ حضرت والا کے فیض سے ان کے دل میں یہ حقیقت منکشف ہو گئی ہے

کہ بیعت سے مقصد اوراد و وظائف نہیں بلکہ قلب و قالب کے تمام گناہوں سے پاک و صاف ہو کر ظاہر و باطن اور زندگی کا ہر شعبہ شریعت کے مطابق بنانا مقصود ہے۔

(۱۳۹) ہماری خالہ صاحبہ میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ کے گھر آئیں، جب میرے بھائی صاحب نے انھیں میرے متعلق بتایا کہ وہ بھی قریب ہے۔ تو جواب ملا: ”وہ اپنے خالو اور خالہ زاد نیران کے دامادوں کے سامنے نہیں آتی، اس کے شوہر نے اتنا سخت پردہ کروا رکھا ہے کہ رشتہ داری کو بھی ختم کر دیا“

بھائی نے اس کا تذکرہ مجھ سے آکر کیا، میرے رب کریم نے مجھ سے جہتہ جو بات نکلائی وہ ان کی عطا و دستگیری ہے۔ میں نے بھائی صاحب سے کہا: ”میرا جواب بھی ان تک پہنچا دیں، بلکہ اس لمبے چوٹے خاندان میں جو بھی میرے متعلق اس قسم کے خیالات رکھے سب کو بتا دیں کہ میں اتنی بہادر نہیں ہوں کہ پانی کے بلبلے کی مانند زندگی میں اپنے مالک کو ناراض کر دوں اور ان دنیا والوں کو راضی کروں جو میری اصل اور کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی میں کسی بھی کام نہیں آسکتے ان سے کہہ دیں کہ وہ یا کوئی اور رشتہ دار ملتا ہے تو ملے نہیں ملتا تو کوئی پروا نہیں۔“

یہ بھی بتا دیں کہ گناہ کا سب سے پہلا حملہ عقل پر ہوتا ہے۔ دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل سچ رہا ہے ماہ خوبیاں کے لئے دربار دل رہا یہ سوال کہ پردہ شوہر نے کروایا ہے تو یہ غلط ہے، پردہ

فکرِ آخرت کی وجہ سے کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ سب کو فکرِ آخرت عطا فرمائیں۔

حضرت والا سے دین پر مضبوطی سے قائم رہنے اور استقامت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اگر حضرت اقدس اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم صرف تبلیغِ دین کی خاطر حضرت اقدس کے مواعظ دوسروں تک پہنچانے کے لئے ٹیپ ریکارڈر بغیر ریڈیو کے خرید لیں۔

(۱۴۰) بحمد اللہ تعالیٰ بندہ کے حالات ٹھیک ہوتے جا رہے ہیں جن گناہوں کو چھوڑنا ناممکن اور محال معلوم ہوتا تھا ان میں سے بہت سے توجہ ہی ساعات میں چھوٹ گئے اور بقیہ سے چند ایام میں نجات مل گئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ علاوہ ازیں دلی سکون و اطمینان اور کسی کارِ خیر کو کرنے پر انشراحِ صدق و قلب کی دولت اور نعمت محض حضرت والا کی توجہ سے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔ فاشکر لہ علیٰ نوالہ۔

(۱۴۱) حضرت والا کی دعاؤں، برکت اور آپ کے بیان میں سات ماہ سے ہر جمعہ کو بلا ناغہ حاضری سے بڑا فائدہ ہوا، کئی ایسے گناہوں کا پتا چلا جو گمان میں بھی نہ تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان سے بچنے کی توفیق بھی عطا فرمائی۔ چودہ سال برابر تبلیغی جماعت میں جانا ہوتا رہا مگر بدمستی سے وہیں کا وہیں رہا بلکہ جوڑ باقی رکھنے کے لئے کئی گناہ بھی کرنے پڑے۔

الحمد للہ! بی بی اور ریڈیو تو شروع ہی سے گھر میں نہیں ہیں، حضرت والا کی صحبت میں حاضری کے بعد جن گناہوں سے بڑی حد تک نجات ہوئی وہ یہ ہیں:

۱۔ آج کل شادی بیاہ کی تقریبات اور دعوتیں منکرات اور خرافات سے خالی نہیں ہوتیں اس لئے میں نے ان میں جانا بند کر دیا۔

۲۔ مختلف قسم کی خوانیوں میں جانا بلکہ ان کی مٹھائی لینا بھی بند کر دیا۔

۳۔ جن بہن بھائی اور رشتہ داروں کے گھروں میں ٹی بی ہے ان کے یہاں بلا سخت ضرورت جانا بند کر دیا۔

۴۔ جھوٹ کی عادت بہت کم ہو گئی، اللہ تعالیٰ پورے طور سے بچالے۔

۵۔ غیبت کی عادت چھوٹ گئی مگر کبھی کبھار ہو ہی جاتی ہے۔

۶۔ نظروں کی حفاظت کی فکر بڑھ گئی، فائدہ ہو رہا ہے۔

۷۔ نماز میں جماعت کی پابندی کی فکر بڑھ گئی۔

۸۔ نماز میں مزا آنے لگا ہے۔

حضرت والا کے مواعظ کی کتابوں اور ”انوار الرشید“ میں سے روزانہ تھوڑا تھوڑا پڑھتا ہوں، ان کتابوں میں ایسی باتیں ہیں جن کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ پر توکل اور فکرِ آخرت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت والا سے بیعت کا شوق اس لئے پیدا ہو گیا ہے کہ فکرِ آخرت غالب آجائے اور اللہ کی محبت پیدا ہو جائے جس کی بدولت دنیا میں اللہ کی نافرمانی اور گناہ سے بچنا نصیب ہو جائے۔

بیعت کے لئے پہلے پرچہ لکھ کر دیا تھا کئی دنوں کے بعد دوبارہ یاد دلایا تھا، اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ سات خط ہو جانے کے بعد یاد دلائیں! لہذا اب یاد دل رہا ہوں۔

(۱۴۲) عید کے دن میری اہلیہ بیٹی قربانی کا گوشت بنا رہی تھی، میرے چچا زاد اور چھوٹی زاد ملنے آئے، اہلیہ نے ان سے پردہ کیا تو پھر بھی زاد نے کہا:

”میں اس کا دو ٹپا سر سے اتار کر منہ ننگا کرتا ہوں۔“

اہلیہ نے ڈانٹ کر کہا:

”خبردار! اگر قریب آنے کی کوشش کی تو تیری ٹانگیں کاٹ کر اسی گوشت کے ساتھ پکاؤں گی۔“

وہ تو یہ سن کر بھاگے، گھر جا کر بھوپھی صاحبہ کو بتایا:

”..... کی بیوی نے عید کے دن ہماری بے عزتی کی ہے۔“

بھوپھی صاحبہ نے آکر مجھ پر سخت اعتراض کیا تو میری زبان سے بے اختیار

یہ شعر نکلا۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے

مردِ نظر تو مرضیِ حسانہ چاہئے

(۳۶۸) حضرت والا کے عطا فرمودہ نسخوں کے استعمال سے الحمد للہ بہت نفع

ہو رہا ہے۔

گزشتہ عرصہ کے جواب میں حضرت والا نے جو نسخہ تحریر فرمایا اس کا ایسا اثر ہوا کہ دماغ میں گھس کر دل میں اتر گیا، عجیب بات یہ کہ اطلاعِ حال کی متعین تاریخ سے ایک ہفتہ پہلے ہی ذہن کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئیں۔

اس سے یہ حقیقت سمجھ میں آئی:

”جس طرح کتابیں پڑھ کر کوئی ڈاکٹر یا انجینئر یا حکیم نہیں بن سکتا،

اسی طرح دین کی کتابیں پڑھنے سے کوئی عالم نہیں بن سکتا، اس

کے لئے شیخِ کامل کی رہبری انتہائی ضروری ہے۔“

الحمد للہ! مالک کی دستگیری اور حضرت والا کی نظر و دعا کا اثر اس طرح ہوا

کہ مجلس میں چند بار کی حاضری سے یہ گناہ چھوٹ گئے:

۱۔ سب سے پہلا کام ”پھاوڑا“ چلانا بالکل بند، حالانکہ ابھی شادی کو صرف

چند ماہ ہوئے ہیں۔ یہ بہت ہی مشکل مرحلہ تھا، الحمد للہ! مالک کی دستگیری

اور حضرت والا کی نظر اور دعا، اور مجلس کی برکت سے بہت آسان ہو گیا۔

۲۔ دوسرا کام اپنی بیوی کو تمام نامحرموں سے پردہ کرا دیا جو کہ پہلے کام سے بھی

زیادہ مشکل تھا۔ اپنے بھائیوں سے، ان کے ”زادوں“ سے، اپنے بہنوئوں

سے، ان کے بہنوئی سے، اپنے سگے بھانجے سے، ان کے خالو سے۔

اس کے لئے یہ کام کیا کہ بیوی کو بھی حضرت والا کی جمعہ کی مجلس میں

ساتھ لانے لگا۔ الحمد للہ! بات اللہ نے ان کے دل میں بھی بٹھادی۔

۳۔ ٹی بی دیکھنا چھوڑ دیا، نہ صرف یہ کہ چھوڑ دیا بلکہ دو عدد ٹی بی جو اپنی

ملکیت میں تھے ان میں سے ایک جلا دیا دوسرا توڑ پھوڑ کر حکومت کے

کارندوں کے لئے رکھ چھوڑا ہے کہ جب آئیں گے تو ان کے سامنے

جلایا جائے گا، حالانکہ ٹی بی کے معاملہ میں میں اس حد تک آگے تھا کہ

کھانا بھی ٹی بی کے سامنے پیٹھ کر کھاتا تھا۔

۴۔ تمام تقریبات میں جانے سے توبہ کر لی، یہاں تک کہ جب بڑی سالی کی

منگنی میں بہت زور دے کر بلایا گیا تو بھی نہ خود گیا نہ اپنی بیوی کو بھیجا،

حالانکہ قوی امکان تھا کہ اس کی وجہ سے وہ اپنی لڑکی کی طرف سے خلع

لینے کا مقدمہ داخل کر دیں گے، مگر الحمد للہ! مالک کی دستگیری اور

حضرت والا کی دعاؤں اور مجلس کی برکت سے بیوی سے جب بات کی گئی

تو اس نے صاف جواب دے دیا:

”آپ لوگ اپنا کام کریں میں اپنے گھر بہت خوش ہوں۔“

۵۔ دوستوں میں آنا جانا کم کر دیا ہے، حالانکہ پہلے ان کے گھروں میں ان کی

بیوی کے ساتھ ان کی موجودگی میں ناش کھیل کر تے تھے۔

۶۔ بد نظری سے توبہ، جب کہ پہلے کچھ نہ پوچھیں کہ ہاتھ اور آنکھیں کیسے چلتی تھیں۔

الحمد للہ! حضرت والا کی برکت سے اب یہ حال ہے کہ جہاں ملازمت اختیار کی ہے وہاں تین لڑکیاں کام کرتی ہیں، مجھے وہاں سات ماہ ہو گئے ہیں لیکن آج تک کسی کو صورت سے نہیں جانتا جب کہ تمام معاملات دفتر سے متعلق ہیں، ایک ہی جگہ نشست، ایک ہی راستہ آنے جانے کا۔

۷۔ کہیں غیبت کا ہلکا سا بھی شبہ ہو فوراً توبہ۔

۸۔ تمام گناہوں سے توبہ اور کثرت سے استغفار۔

تبلیغی بھائیوں نے بے حد اصرار کیا:

”نکلیں، نکلیں، ایک چلہ، چار مہینے یا چالیس دن یا دس دن، نہیں تو تین ہی دن نکل کر دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے“

میں نے جواب دیا:

”مجھے حضرت والا کی صرف تین ہی مجالسوں میں چلہ لگانے سے

دیکھنے کیا ہو گیا ہے۔“

شوق کو دھن ہے کہ چل کر اس کو ڈھونڈ

لوگ کہتے ہیں کہ سودا ہو گیا

آپ کی دھن ہے کہ سودا ہو گیا

ہائے کیا جانے مجھے کیا ہو گیا۔“

الحمد للہ! حضرت والا کی تمام ہدایات کو دوسروں تک پہنچانے کا معمول ہے۔

حضرت والا سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا میں فنایت عطا فرمائیں۔

(۳۳۷) بحمد اللہ تعالیٰ حضرت والا کے فیض سے بندہ کے حالات ٹھیک ہو رہے ہیں، گناہ تقریباً چھوٹ گئے ہیں، مزید دعا کی درخواست ہے۔ بندہ اکثر کچھ متفکر اور اداس رہتا ہے، اگر عشق و محبت کا کوئی شعر مل جاتا ہے تو دل اس کو بے اختیار حضرت والا پر چسپاں کرتا ہے، مثلاً حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر: کیا جانے کس انداز سے ظالم نے نظر کی حالت ہی دگرگوں ہے ہرے قلب جگر کی

حضرت والا کے اسم مبارک پر نظر پڑتی ہے تو ایک دم طبیعت پریشان ہو جاتی ہے اور ادا سی چھا جاتی ہے، اس وقت محبت کے ظلم و ستم کا کوئی شعر قلب میں آ جاتا ہے تو قلب اسے حضرت والا پر چسپاں کر لیتا ہے۔

ایک بار امتحان کے ایام میں بندہ نے رات کو مطالعہ کے لئے کتاب اٹھائی تو تقریباً ایک منٹ تک کوئی حرف یا نقش نظر نہیں آ رہا تھا، بلکہ حضرت والا کی تصویریں ہی نظر آ رہی تھیں۔

★ ★ ★ ★ ★

مذکورہ حالات کے بارہ میں حضرت والا کا ارشاد:

”یہ کیفیات ہیں جو مقصود نہیں، مقصود اصلاح ہے، اگر ایسی کیفیات کے ساتھ گناہ چھوٹ رہے ہوں اور فکر آخرت میں ترقی ہو رہی ہو تو یہ محمود ہیں، من جانب اللہ تائید غیبی اور تحصیل مقصود و تکمیل اصلاح کا ذریعہ ہیں، اور اگر آخرت سے ایسی غفلت ہو کہ گناہوں میں کمی نہ ہو رہی ہو تو محض کیفیات فضول ہیں بلکہ کینفس و تلبیس ابلیس

ہونے کی وجہ سے مہلک ہیں۔

جذبات ہی پہ اپنے نہ مجذوب شاد رہ

جذبات بیچ ہیں جو مرتب عمل نہ ہو

کتنے ہی خوشنما ہوں فریب نظر سمجھ

جھوٹے ہیں پھول بعد کو پیدا جو پھل نہ ہو

کتاب میں نقوش کی بجائے تصاویر نظر آنا دیکھنے والے کی قوتِ متخیلہ کا

تصرف ہے۔“

(۳۷۵) میں نے حضرت والا کا وعظ ”شرعی پردہ“ پڑھا، اس کا مجھ پر بہت اثر

ہوا اور اس نے میرے اندر بہت ہمت پیدا کر دی ہے، چنانچہ میں نے پندرہ روز

پیشتر مکمل شرعی پردہ کا اہتمام شروع کیا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس میں کامیاب

فرمائیں۔

دنیا والوں کی ناراضی تو بہت معمولی چیز ہے میں تو اپنے گھر والوں کی بھی

کسی شرعی کام میں مداخلت پسند نہیں کرتی، میرے تمام بہنوئی اور تمام رشتہ کے

بھائی سب پردہ کرنے سے ناراض ہیں، پورا گھر نا سخت ناراض ہے، مگر اللہ

تعالیٰ کی ناراضی کے مقابلہ میں ان کی ناراضی کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

سب سے بڑھ کر میرے مجازی خدا میرے شرعی پردہ سے بہت ناراض ہیں

محض ناراض ہی نہیں بلکہ ان کا رویہ مجھ سے بہت خراب ہو گیا ہے، عرصہ پندرہ

دن سے انہوں نے مجھ سے بات چیت تک بند کر رکھی ہے، شوہر کا کہنا ہے:

”جب شرعی پردہ ترک کرو گی اس وقت بات کروں گا، اگر

تم نے پردہ کرنا نہ چھوڑا تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں، اس کی ذمہ دار

تم خود ہو گی۔“

میں نے شرعی پردہ کے لئے اپنے آپ کو پوری طرح تیار کر لیا ہے، اس

سے پیدا ہونے والے ہر قسم کے حالات کے مقابلہ کے لئے مکمل طور پر تیار ہوں،

اگر حضرت والا نے مشورہ دیا کہ شوہر کو چھوڑ دو تو اس کے لئے بھی میں تیار ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے شرعی پردہ کی توفیق دی ہے تو وہی آسانیاں دینے والا ہے۔

حضرت والا کے وعظ کے یہ شعر میرے اندر بہت ہمت پیدا کرتے ہیں۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے

مد نظر تو مرضی حبانانہ چاہئے

بس اس نظر سے دیکھ کر تو کریہ فیصلہ

کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۳۷۶) میں نے حضرت والا سے بیعت کی درخواست کی تھی، حضرت والا نے

فرمایا تھا:

”اپنے حالات لکھ کر دیں۔“

تعمیل حکم میں حالات کا پرچہ پیش خدمت ہے۔

میری عمر ستائیس برس ہے، ابھی شادی نہیں کی، ایک پرائیویٹ فرم میں

ملازم ہوں۔

ہمارے محلہ کی مسجد کے خطیب صاحب حضرت والا سے بیعت ہیں۔ ان

کے وعظ سے مجھ پر گہرا اثر ہوا، میں الحمد للہ! پکا نمازی بن گیا، ڈاڑھی بھی رکھ لی،

پینٹ قمیص بھی پہننا چھوڑ دیا، اس سلسلہ میں مجھے بہت باتیں برداشت کرنا

پڑیں، پھر مجھے اپنی اصلاح کی مزید فکر ہوئی۔ کسی مرشدِ کامل کی تلاش میں رہا، ساٹھے

دس ماہ سے ہر جمعہ حضرت والا کا وعظ پابندی سے سن رہا ہوں، الحمد للہ! مجھے آپ

کے وعظوں سے بہت فیض حاصل ہوا اور آپ سے خصوصی مناسبت پیدا ہو گئی۔

جو تبدیلیاں ہوئی ہیں عرض خدمت ہیں:

- ۱۔ بد نظری سے مکمل طور پر شفا یابی۔
- ۲۔ غیبت سننے اور کرنے سے احتیاط اور اس میں نوے فیصد کامیابی۔
- ۳۔ فوٹو کھینچوانے سے مکمل احتیاط۔
- ۴۔ ٹی بی دیکھنا بالکل بند۔
- ۵۔ ریڈیو پر گانا بجانا اور سننا بالکل بند۔
- ۶۔ ٹخنے کے اوپر شلوار رکھنے کی فکر اور احتیاط۔
- ۷۔ کسی بھی قسم کی قرآن خوانی میں جانے سے پرہیز۔
- ۸۔ تفریحی مقامات پر جانے سے احتیاط۔
- ۹۔ ہر قسم کی غلط اور خرافات والی دعوتوں میں جانے سے پرہیز۔
- ۱۰۔ رسالے اور ڈائجسٹ پڑھنے پر مکمل پابندی۔

اب مجھے شریعت کی پابندی اور آخرت کی فکر ہے، حضرت والا! میں آپ سے اس سلسلہ میں نہایت عاجزی اور انکساری سے التجا کرتا ہوں کہ آپ مجھے بیعت فرمائیں، تاکہ میری دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔

(۱۲۴) جب میں شروع شروع میں حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ”انوار الرشید“ کا مطالعہ کیا، ”دین پر استقامت“ کے باب میں میں نے یہ

مسئلہ پڑھا:

”اگر مقام دعوت پر پہنچنے سے قبل معلوم ہو گیا کہ وہاں پر کوئی

گناہ ہوگا تو اس دعوت میں جانا جائز نہیں اور اگر جانے کے بعد معلوم

ہوا تو وہاں بیٹھنا جائز نہیں اٹھ کر چلے جانا فرض ہے، خواہ یہ شخص علی ہو یا عالم اور مقتدی ہو۔

انہی دنوں میں میرے والد صاحب نے مجھے ایک تقریب میں شرکت کے لئے بہت مجبور کیا، کیونکہ وہ میرے ماموں زاد بھائی کی شادی کی تقریب تھی۔ میں نے والد صاحب سے کہا:

”میں کسی حالت میں بھی نہیں جاؤں گا، اگر آپ مجھے لوگوں سے اٹھوا کر بھی لے جانا چاہیں گے تو میں یہ دُعا کروں گا،

”یا اللہ! تو مجھے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اپنے پاس بلا لے۔“

جب تک معلوم نہ تھا تو اور بات تھی اب جب معلوم ہو گیا ہے تو اب یہ کام نہیں ہوگا۔

اپنی اس حالت کے مطابق میں نے ایک خواب دیکھا ہے:

”میرے والد صاحب مجھ سے بہت سخت ناراض ہیں میں

نے اس کی وجہ اپنے بھائی سے پوچھی تو انہوں نے بتایا:

”تم نے تقریبات میں جانا چھوڑ دیا ہے۔“

پھر والد صاحب نے مجھ سے کہا:

”تمہاری وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے کہ میں بہت سخت

بیمار رہنے لگا ہوں، اگر اب بھی تم نے بات نہ مانی تو میں خودکشی

کروں گا۔“

میں نے ان سے کہا:

”جاؤں گا تو میں پھر بھی نہیں، میں اپنے اللہ کو ناراض نہیں

کر سکتا، مجھے مرنا ہے اور اللہ کو جواب دینا ہے، ہاں میں دُعا

کروں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ کام نہ کرنے دیں اور ہدایت عطا فرمائیں۔

لیکن پھر بھی والد صاحب نے مجھ سے کئی بار یہ کہا: ”دیکھو میں خود کشتی کر لوں گا۔“

میں نے ان سے کہا:

”اگر آپ نے ایسا کیا تو مجھے اللہ سے امید ہے کہ اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں آئے گی، کیونکہ یہ جو کچھ بھی میں کر رہا ہوں اسی کے حکم کے مطابق کر رہا ہوں۔“

حضرت والا سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت

عطا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کو اعظم عطا فرمائیں، صحت و عافیت کاملہ کے ساتھ آپ کا سایہ قائم رکھیں اور آپ کے فیوض و برکات کو قیامت تک جاری رکھیں۔ آمین۔

(۱۳۸) حضرت والا کی مجلس میں حاضری دینے والے ایک صاحب کی صحبت سے ماشاء اللہ! مجھے دینی فہم حاصل ہوا، حضرت والا کے مواعظ پڑھنے کا معمول ہے ان سے بہت فائدہ ہوا، اب یہاں تک جذبہ پیدا ہو گیا ہے کہ کلج سے بہت سخت نفرت ہو گئی ہے، بس یہ دھن ہے کہ کسی دینی مدرسہ میں داخل ہو جاؤں۔ اب تک گھر والوں کو میرے باطنی انقلاب کا علم نہیں تھا، اب جب چھٹی ختم ہوئی کلج کھل گیا، ایک دو دن گزر گئے تو گھر والے بیدار ہوئے، مجھ سے پوچھا، میں نے فیصلہ

سنادیا:

”اب کلج میں پڑھنے کو دل نہیں چاہتا، دینی مدرسہ میں پڑھوں گا۔“

یہ فیصلہ گھر والوں پر بجلی بن کر گرا، انہوں نے شدید مخالفت شروع کر دی حتیٰ کہ فیصلہ سنادیا:

”اگر کلج میں پڑھنا ہے تو گھر میں رہو ورنہ یہاں سے نکل جاؤ۔“

میں نکلنے پر تیار ہو گیا تو وہ اپنے اس فیصلہ سے پھر گئے اور دوسرے حربے شروع کر دیئے، پابندی لگا دی کہ بلا اجازت کہیں نہیں جاسکتے اور کہا:

”اس پاگل کے پاس ہرگز نہیں جاسکتے جس نے تم کو پاگل بنادیا۔“

مجھ پر پرا لگا دیا ہے، بڑے بھائی جو کہ نماز پڑھنے نہیں آتے تھے، اب صرف پہرے کی خاطر مسجد میں آتے ہیں اور مجھے پکڑ کر لے جاتے ہیں، ایک دن تو کمرے میں بند کر دیا، جماعت کے لئے بھی نہ جانے دیا، مجبوراً گھر ہی میں نماز پڑھ لی۔

مشیر بھی بہت ہیں، مشورہ دیتے رہتے ہیں:

”کلج جاؤ، گھر والوں کی بات مان لو۔“

میں کہتا ہوں:

”اب مان لی تو ہمیشہ رونا پڑے گا، یہ تو کھلی ہوئی بات ہے کہ

کلج جا کر اپنے دین کو بچانا محال ہے۔“

حضرت والا دوا و دعا سے میری رہبری فرمائیں۔

★ ★ ★ ★ ★

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی صحبت و مواعظ میں ایسی تاثیر رکھی ہے کہ طلبہ کی کثیر تعداد والدین کی طرف سے سخت سے سخت پابندیوں اور بڑی سے بڑی سزاؤں کے باوجود اسکولوں کالجوں سے بھاگ بھاگ کر مدارس دینیہ میں داخل ہو رہے ہیں حالانکہ حضرت والا خطاب خاص یا عام میں کبھی بھی اسکول کالج کی تعلیم سے منع نہیں فرماتے، اشارۃً و کنایۃً بھی کبھی اس قسم کی کوئی بات نہیں فرماتے جو اسکول

کالج سے نفرت کا باعث ہو، محض فیض صحبت ہی سے یہ حال ہو جاتا ہے۔

سنجھل کر اے خرد اس دل کو پابندِ علاق کر

یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

(۱۴۹) میری عمر چودہ سال ہے، اسکول میں آٹھویں کلاس کا طالب علم ہوں۔

ایک صاحب سے حضرت والا کی باتیں سن کر بہت متاثر ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کے فیض سے کئی گنا ہوں سے بچا لیا ہے۔ والد صاحب ٹی بی دیکھنے پر بہت مجبور کرتے ہیں، میں انکار کرتا ہوں تو کھیچ کر ٹی بی کے سامنے لے جاتے ہیں، میں منہ اور سر زمین پر رکھ دیتا ہوں تاکہ ٹی بی پر نظر نہ پڑے تو وہ میرے سر پر تھپڑ لگا لگا کر کہتے ہیں:

”اٹھاؤ سر، دیکھو ٹی بی“

اس کے باوجود میں سر نہیں اٹھاتا۔

(۱۵۰) ایک چار سالہ بچہ کے والدین دینی رجحان نہیں رکھتے، اس کے باوجود یہ کمسن بچہ حضرت والا کی صرف چند روزہ صحبت سے اس قدر متاثر ہوا ہے کہ دیکھنے والے حیران ہیں، اس کی ہر اداء محبت الہیہ میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے، اس وقت بطور نمونہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱۔ مسجد میں صفِ اول میں امام کے پیچھے کھڑا ہونے پر اصرار کرتا ہے، ہٹانے سے روتا ہے، سمجھا سمجھا کر بہت مشکل سے ہٹایا جاتا ہے۔

۲۔ اسکول سے بہت نفرت۔ کہتا ہے:

”میں اسکول میں ہرگز نہیں پڑھوں گا، عالم اور مفتی بنوں گا۔“

۳۔ ٹی بی سے سخت نفرت۔ ایک بار ٹی بی کے قریب اٹالیٹ گیا، پاؤں ٹی بی کی طرف، اسکرین کے بالکل قریب۔ بچوں نے کہا:

”بہت ہی مزیدار پروگرام آرہے ہیں، جلدی اٹھو دیکھو۔“

کہنے لگا:

”میں تمہاری سہیلیوں کو پاؤں دکھا رہا ہوں۔“

۴۔ خالہ زاد بہن کی شادی کی تقریب میں والدہ نے زبردستی پینٹ شرٹ پہنا دیا، بچہ بہت رویا، زمین پر مٹی میں لوٹ پوٹ۔ لوگوں نے کہا:

”دیکھو! تمہارے کیسے اچھے کپڑے مٹی میں خراب ہو رہے ہیں۔“

کہنے لگا:

”میں ان کپڑوں کو مٹی سے خوب لت پت کروں گا، پھر

قیچی سے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گندے نالے میں پھینک

دوں گا۔“

۵۔ ماموں نے گود میں لے لیا، کھڑے ہو گئے اور کہا:

”ہم دونوں اسی حالت میں فوٹو کھینچواتے ہیں۔“

یہ سنتے ہی جیسے بچہ پر بجلی گر گئی، ایسا چلایا اور اس قدر زور سے تڑپا کہ اسی لمحہ ماموں کے ہاتھوں سے زمین پر آ پڑا اور فوراً اٹھ کر بہت تیزی سے بھاگ گیا۔

(۱۵۱) حضرت! انتہائی پُر مسرت زندگی گزر رہی ہے۔ والدہ صاحبہ ٹی بی

جلانے پر اتنی ناراض کہ یوں کہتی ہیں:

”بروز قیامت تجھے دودھ نہیں بخشوں گی۔“

میں نے کہا:

”اماں! یہ تو میرا تھا، میں نے ضائع نہیں کیا بلکہ اس کے

عوض بہت بڑا ذخیرہ مالک نے جمع کرا دیا ہے۔“

ساس اور دوسرے اقارب بیوی کو پردہ کرانے اور تقریبات میں نہ لے جانے پر بڑے ناراض ہیں، ساس کہتی ہیں:

”پاگل ہو گیا ہے، عقل سٹھیا گئی۔“

اور جو بڑے نسبتی بھائی ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا، ایک سے بڑھ کر ایک۔

الحمد للہ! قلب پر کسی کا کوئی اثر نہیں۔

حضرت! ابھی پچھلے دنوں جہاں ہم ملازم ہیں وہاں ایک کام کی بات چلی، ہم نے نقشہ وغیرہ دیکھا تو اس میں ہر فلیٹ میں ایک ٹی بی کا پوائنٹ بھی تھا، فوراً ہی خطرہ کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی، فوراً ہی حضرت والا کی طرف رجوع کیا، حضرت نے تفصیل معلوم کرنے کے بعد کام کرنے سے منع فرما دیا، ساتھ یہ بھی فرمایا:

”اگر وہ ٹی بی کے پوائنٹ کسی دوسرے سے کرائیں تو بجلی کا کام کرنے کی اجازت ہے۔“

حضرت! تمام کام پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) روپے سے اوپر کا تھا، مگر اللہ تعالیٰ کی دستگیری اور حضرت والا کی دُعاؤں کی برکت سے قلب پر (۵۰۰۰۰) برابر بھی اثر نہیں پڑا۔

کمپنی والوں نے بہت اصرار کیا مگر میں انکار پر قائم رہا حالانکہ میں اس کمپنی میں ملازم ہوں، دوسرے لوگوں نے بھی بہت کہا:

”تم دیکھو گے تھوڑا ہی، یہ تو بجلی کے کام سے تعلق رکھتا ہے۔“

الحمد للہ! کسی کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ جب کمپنی کے مالک سے بات ہوئی تو میں نے صاف کہہ دیا:

”بجلی کا تمام کام کریں گے لیکن ٹی وی پوائنٹ نہیں بنائیں گے۔“

حضرت! اللہ تعالیٰ کا احسان ہے مجھ پر اور حضرت والا کی دُعاؤں شامل حال ہیں، کمپنی کے ڈائریکٹر نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگے:

”ٹھیک ہے، آپ ٹی وی پوائنٹ چھوڑ دیں، باقی پوری بلڈنگ کا بجلی کا کام آپ کریں۔“

اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا، ساتھ ہی نظر حضرت والا ہی کی طرف رہی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا سے اصلاحی تعلق جوڑ کر یہ ہمت عطا فرمائی، اس پر اس مالک کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

حضرت! فہم دین کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔

(۱۵۲) حضرت والا سے بیعت ہوئے سات ماہ گزر گئے ہیں، اس قلیل مگر نہایت مبارک مدت میں رب کریم نے ظاہری و باطنی گناہوں سے جس قدر سرعت سے شفا عطا فرمائی ہے یہ اس کا فضل اور اپنے مرشد کی صحبت کا اثر ہے۔ بیعت سے قبل بہت مہلک امراض جسم و رُوح کی رگ رگ میں سرایت کر گئے تھے اور شیطان کے وساوس خون میں شامل ہو کر وریدوں و شریانوں میں جاری و ساری تھے۔ بدغلی، بدکاری، سیاہ کاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس بندۂ ناتواں کو حضرت والا جیسے طبیب حاذق اور قلب کے اسپیشلسٹ کی طرف رہنمائی فرمائی جو بغیر کسی آلہ اور ساز و سامان کے صرف چند معظم کلمات کے ذریعہ جسم اور دل کی گہرائیوں سے گناہوں کا مہلک زہر اور خرد دین سے بھی نظر نہ آنے والے جراثیم نکال کر دل کو دھو کر ایسے آئینہ کی طرح صاف و شفاف بنا دیتا ہے جس میں صرف اور صرف محبوب حقیقی ہی کے خیالات و تصورات نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی برکت سے میرے سفینۂ زندگی کو گناہوں کے

سمندر میں غرق ہوتے ہوئے بچا لیا، میرے دل کو غلیظ و پلید خیالات سے پاک کر کے محبوبِ حقیقی کے تصور سے منور فرما دیا ع

آفرین بردست و بر بازوئے تو

”تیرے ہاتھ اور بازو پر آفسریں“

اب حال یہ ہے کہ ہر قسم کی بدکاریوں کے علاوہ ٹی بی، ریڈیو، ٹیپ، پکارڈ اور اخبار وغیرہ کے مطالعہ سے بھی توبہ کر لی ہے، حضرت والا کی برکت سے مہلک امراض سے شفا یاب ہو گیا ہوں، الحمد للہ!

(۱۵۳) والدہ کے گھر قرآن خوانی کے دن جانے سے انکار کیا تو ان کی سخت دل شکنی ہوئی، کیونکہ وہ خاص بندی کے جانے کے دن مقرر کی گئی تھی، ان کا کہنا تھا:

”بہت لوگوں سے مل لوگی، سب پوچھتے ہیں“

میں نے استحضار کیا:

”ان کی ملاقات و مجلس و معیت بہتر ہے یا ہمارے پیارے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ و صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اور حضرت جی، امی جی کی؟“

آخر ربِ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس و معیت والا کام کروا دیا اور اپنی والدہ اور سب کے لئے ہدایت کی دعا، کی توفیق عطا فرمادی۔ یہ محض میرے رب کریم کا کرم اور حضرت والا کا فیض ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

اس تحریر میں ”امی جی“ سے مراد ”پیرانی صاحبہ“ ہیں۔

یہ خاتون سارے خاندان اور پورے ماحول میں صرف تنہا دین دار ہیں،

پورا خاندان اور ماحول فکرِ آخرت سے بالکل خالی، شوہر بھی دین سے کوسوں دور اس کے باوجود ان میں اس قدر استقامت و ہمت کہ سب تعلقات ایک مالک کے تعلقات پر قربان ہے

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر

یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

یہ حضرت والا کی مجلسِ رشد و ہدایت کا فیض ہے جو دلوں میں عشقِ الہی کی آگ بھردیتی ہے

تری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجال ہو کر

دلوں میں آگ بھردیتی ہے آہ آتشیں تیری

(۱۵۴) بیعت ہونے کے بعد میری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور

حضرت والا کی برکت سے انقلابِ عظیم آگیا ہے، میں پہلے ان گناہوں میں مبتلا تھا:

① ڈاڑھی منڈانا ② تاش کھیلنا ③ ایس کھیلنا

④ انگریزی لباس پہننا ⑤ زندگی کا بیمہ کروانا ⑥ بانڈ کی خرید و فروخت

⑦ سودی لین دین ⑧ تصویریں کھینچنا اور کھچوانا ⑨ ٹی وی دیکھنا

⑩ وی سی آر دیکھنا ⑪ سینما دیکھنا ⑫ گانے سننا

⑬ غیبت کرنا اور سننا ⑭ بے حساب جھوٹ بولنا ⑮ فحش باتیں اور طنز کرنا

⑯ سگریٹ پینا ⑰ نماز نہ پڑھنا ⑱ تلاوت کبھی نہ کرنا

⑲ ذکر و فکر کبھی نہ کرنا، آخرت سے مکمل غفلت۔

اب حالات یہ ہیں:

۱۔ کبھی ٹی وی پر اتفاقاً نظر پڑ جاتی ہے تو توبہ کر لیتا ہوں۔

۲۔ پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرتا ہوں۔

۳۔ قضاء نمازیں پڑھ رہا ہوں۔

۴۔ قضاء روزے رکھ رہا ہوں۔

۵۔ صبح اٹھ کر اِنِّ فِی خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ

الْمِيعَادَ ۝ پڑھتا ہوں۔

۶۔ کلام پاک کی تلاوت بلاناغہ۔

۷۔ مناجات مقبول روزانہ۔

۸۔ روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ۔

۹۔ گھر والوں کو نرمی سے تبلیغ۔

ان میں سے کوئی کام چھوٹتا نہیں ہے، زندگی بہت پرسکون گزر رہی ہے۔

یہ سب کچھ حضرت والا ہی کی بدولت ہوا ہے، حضرت والا نے جو احسانات مجھ

محتاج پر فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت والا کو ان کی جزاء خیر عطا فرمائیں۔

(۱۵۵) میری شادی کی تاریخ میں صرف ایک ہفتہ رہ گیا ہے، میرا منگیترا

حاجی عثمان کا معتقد ہے، میں نے جب حضرت والا کا یہ ارشاد سنا،

”حاجی عثمان اور اس کے مریدین و معتقدین بہت سخت گمراہ

ہیں“

میں نے اسی وقت اس رشتہ سے انکار کر دیا، میرے والدین بہت سخت

ناراض ہوئے، حتیٰ کہ والد صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا:

”میں کبھی بھی تیری صورت تک بھی نہیں دیکھوں گا“

میں نے جواب دیا:

”اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا پر مقدم ہے۔“

سدا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے

مگر نظر تو مرضی حبانہ چاہئے

بس اس نظر سے دیکھ کر تو کریہ فیصلہ

کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے“

حضرت والا نے مجھے بچالیا، اس پر میں حضرت والا کا شکر ادا نہیں کر سکتی

بہت سوچتی ہوں کہ حضرت والا کا شکر کیسے ادا کروں؟ مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں

آ رہی، اللہ تعالیٰ حضرت والا کو بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائیں، آمین۔

★ ★ ★ ★ ★

ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ یہ لڑکی اب تک صرف دو بار حضرت والا کے وعظ میں حاضر ہوئی ہے،

بیعت کے بارہ میں اس کی درخواست ابھی تک قبول نہیں کی گئی۔

۲۔ اس زمانہ میں لڑکیوں کے لئے مناسب رشتہ نہ ملنے کی مشکلات اور

پریشانیاں بہت عام ہیں۔

۳۔ مناسب رشتہ مل جانے کے بعد جانبین کی ایک دوسرے کی طرف طبعی

رغبت۔

۴۔ شادی کی تاریخ جتنی قریب ہوتی جاتی ہے اس رغبت اور امنگوں میں ہر

لمحہ غیر معمولی اضافہ و ترقی ہوتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ ایک ہفتہ قبل کا زمانہ تو

بے پناہ جذبات کا دور ہے۔

۵۔ طے شدہ رشتہ توڑنے کے بعد دوسرا مناسب رشتہ نہ ملنے اور عمر بھر طرح طرح

کے مصائب میں مبتلا رہنے کا سخت خطرہ۔

۶۔ دوسرا رشتہ نہ ملنے کی صورت میں والدین کی ناراضی اور طعن و تشنیع میں اضافہ

کے علاوہ مشکلات میں عدم تعاون کا خطرہ۔

۷۔ پہلے سسرال والوں کی طرف سے شامت اور پورے خاندان کی نظر میں انتہائی خفت کا خوف۔

ان کوائف میں لڑکی کا اس قدر جہادِ عظیم حضرت والا دامت برکاتہم کی کھلی کرامت ہے، دو ہی بار کی حاضری نے اس لڑکی کے دل میں محبتِ الہیہ کی ایسی آگ بھردی جس نے دنیا بھر کے تعلقات اور خطرات و مصائب کو خاکِ تر کر کے رکھ دیا۔

اے سوختہ جاں بھونک دیا کیا مرے دل میں

ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

(۱۵۶) میں کوئی دینی کتاب پڑھتی اور پھر دیندار لوگوں کے حالات دیکھتی تو بہت غصہ آتا اور سوچتی:

”شاید یہ باتیں کتابوں کی حد تک ہی محدود ہیں“

جب میں اس بارہ میں کچھ کہتی تو سب مجھے یہ قوف بناتے اور کہتے:

”کیا سب دیندار لوگ غلط کرتے ہیں“

مجھے بھی ڈر لگتا کہ کہیں میں ہی غلطی پر نہ ہوں، اللہ سے دُعا مانگتی:

”اگر میں غلطی پر ہوں تو مجھے ہدایت دے اور اگر میں صحیح راستہ

پر ہوں تو مجھے ایسی صحبت عطا فرمادے“

ڈیڑھ سال تک حضرت صاحب دامت برکاتہم کے وعظ میں جاتی رہی، ایک رات یہ دُعا مانگتے مانگتے سو گئی،

”یا اللہ! جس بزرگ سے اصلاحی تعلق قائم کرنا میرے لئے

بہتر ہو اس کے ساتھ اصلاحی تعلق کروا دیجئے“

خواب میں حضرت والا کی طرف ہدایت دی گئی، حضرت والا کے وعظ میں

بہت ہی ہمت آگئی ہے، دین پر عمل کرنا پہلے سے بہت ہی آسان ہو گیا ہے اب مجھے اللہ کے سوا کسی سے ڈر نہیں لگتا، علم دین حاصل کرنے کا شوق اور شدید ہو گیا ہے، تحصیلِ علم اور دینی مجالس کے سوا اور کہیں دنیا میں دلچسپی نہیں رہی، علم کے شوق اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ سینہ پھٹ جائے گا۔

آخر میں حضرت والا سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت، خلوص، عاجزی، علم، عمل اور خدمتِ دین کی ہمت عطا فرمائے اور کبر، عجب، ریا اور دوسرے اخلاقِ ذمیمہ سے بچائے، میرا ذہن تیز کر دے، مجھے، میرے والدین اور سب گھر والوں کو شریعت کا پابند بنادے۔

(۱۵۷) بندہ نے جو امراض لکھے تھے بحمد اللہ تعالیٰ ان سے حضرت والا کے ارشادِ فرمودہ نسخے استعمال کرنے سے مکمل صحت ہو گئی۔

الحمد للہ! جب ”انوار الرشید“ کا مطالعہ کرتا ہوں تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

(۱۵۸) میں حضرت والا کے وعظ میں دوبار حاضر ہوئی ہوں جس سے فکرِ آخرت پیدا ہو گئی، اب میں حضرت والا سے اصلاحی تعلق قائم کرنا چاہتی ہوں، اس کی اجازت اور اس بارہ میں ہدایات ارشاد فرما کر رہبری فرمائیں۔

میرے والدین مجھے حج یا عمرہ کے لئے لے جانا چاہتے ہیں، مگر میں نے انکار کر دیا ہے، اس لئے کہ مجھ پر حج فرض نہیں ہے، اور حج کے لئے پہلے نوکھونا پڑے گا، پھر وہاں بھی بے پردگی سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ میں نفلِ عبادت کے لئے حرام کام کرنا جائز نہیں سمجھتی، اس میں ثواب کی بجائے عذاب ہے، کیا میرا یہ خیال صحیح ہے؟

(۱۵۹) زندہ بارہ سال سے ایک بہت بڑے کبرہ گناہ میں مبتلا تھا، اسے چھوڑنا ناممکن نظر آتا تھا، بار بار چھوڑنے کی فکر و ہمت کی لیکن ناکام رہا، وہ حضرت والا سے تعلق کے بعد خود بخود چھوٹ گیا ہے، الحمد للہ! ثم الحمد للہ! ثم الحمد للہ! اب اس کی طرف کوئی رغبت نہیں ہوتی، یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے۔

بد نظری سے بھی الحمد للہ! نجات ہو گئی ہے، کوئی عورت سامنے آ جائے تو اس کی طرف توجہ نہیں جاتی، دل اس کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ مرض غیبت سے بھی بحمد اللہ تعالیٰ فائدہ ہو رہا ہے۔ غیبت کرتے وقت تنبیہ ہو جاتا ہے تو فوراً دل گھبرا جاتا ہے اور میں خاموش ہو جاتا ہوں۔

حضرت والا کی دعاؤں کی ضرورت ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت والا کی دعا، و توجہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائیں گے اور مجھے تمام گناہوں سے نجات عطا فرمائیں گے۔

(۱۶۰) جب سے حضرت والا سے بیعت ہوا ہوں اس مبارک مدت میں رب کریم جل شانہ نے بہت سے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، یہ محض اللہ جل شانہ کا فضل اور حضرت مرشد کی صحبت کا اثر ہے۔

بیعت سے قبل میں عورتوں کے ساتھ مل جل کر رہتا تھا اور بے ریش لڑکوں سے ملاپ وغیرہ رکھتا تھا، میں بہت سخت گناہوں میں گھرا ہوا تھا، اب حضرت والا کی صحبت اور اللہ تعالیٰ شانہ کے فضل و کرم سے صحت یاب ہوں۔

حضرت والا سے بیعت ہونے سے پہلے امتحان میں اکثر فیل ہوا کرتا تھا، اب اعلیٰ نمبروں پر پاس ہوتا ہوں۔

علاوہ ازیں ہر وقت دل و جان کی پریشانی رہتی تھی، اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دل کو مژور حاصل ہے۔

میں نے حضرت والا کا وعظ ”شرعی پردہ“ اپنے ایک ساتھی کو دیا، اس نے پڑھنے کے بعد اپنی بھانجیوں کے سامنے جانا چھوڑ دیا ہے۔ اور حضرت والا کی مجلس میں حاضر ہونے لگا ہے۔

(۳۹۱) میں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں علماء و اولیاء کے حالات پڑھتی تھی، بادشاہوں کے سامنے ان کی جرأت، بادشاہوں کا ان کے دربار میں حاضر ہونا، ان کی شان کا بادشاہوں سے بلند ہونا پڑھ کر اس کی عملی تصویر دیکھنے کے لئے میں تڑپ جاتی تھی، ایسی باتیں سن کر لوگ کہتے تھے، ”ہم تو بس تصویر ہی کی دنیا میں ہیں، ایسے لوگ تو پہلے ہوتے تھے، آج کل تو زمانہ دوسرا ہے۔“

ماشاء اللہ! حضرت والا کے حالات پڑھ کر اور سن کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ میرے ذہن میں اسلام کا جو تصور تھا آج بھی اس کی عملی تصویر موجود ہے۔

حضرت والا سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کے بعد بہت ہمت آگئی ہے، رات کو سونے سے پہلے محاسبہ کرتی ہوں، سارے دن کا جائزہ لیتی ہوں کہ کہیں کوئی کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف تو نہیں کیا کسی پر زیادتی تو نہیں کی، دل میں تکبر تو نہیں آگیا، تقویٰ میں کتنا اضافہ ہوا۔ اس سے بہت سی عادتیں سدھ گئی ہیں۔ مراقبہ صرف اللہ کی محبت کا کرتی ہوں، موت کا دھیان کرتی ہوں یا قبر کے عذاب کو سوچتی ہوں تو اتنا اثر نہیں ہوتا، صرف اللہ کی محبت کا مراقبہ کرنے سے دل پر بہت ہی اثر پڑتا ہے۔

حضرت والا کے مواعظ پڑھ کر اور سن کر ایک ایک بات پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔

حضرت والا کے مواعظ سے شوق وطن آخرت پیدا ہو گیا ہے، بہت شوق

ہو رہا ہے کہ بہت جلد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبانِ خدا سے ملاقات ہو۔ روزانہ اپنی شاگردوں کو ”انوار الرشید“ اور آپ کے مواعظ پڑھ کر سناتی ہوں۔

”انوار الرشید“ تیسری مرتبہ شروع کی ہے۔

بہشتی زیور کے مسائل بھی پڑھتی ہوں۔

”انوار الرشید“ میں لکھی ہوئی ہدایت کے مطابق مجھے صرف دو قسم کے لوگوں سے ملنا پسند ہے، ایک تو جن سے مجھے دینی فائدہ پہنچے، دوسرے وہ لوگ جن کو مجھ سے دینی فائدہ پہنچے، کسی کے پاس بیٹھتی ہوں اگر وہ دین کی باتیں کرتی ہے تو ٹھیک ورنہ اٹھ کر چلی جاتی ہوں، اس سے بہت ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں تکبر نہ ہو، اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ اس کا فیصلہ تو حضرت والا ہی فرمائیں گے، اگر تکبر ہے تو نسخہ ارشاد فرمائیں۔

★ ★ ★ ★ ★

مذکورہ حالات ایک نو عمر لڑکی کے ہیں، جس کے والدین اور خاندان کو دین

سے لگاؤ نہیں۔

(۱۶۲) جامعہ کے وہ اہل ثروت ارکان جن کو محض بغرض چندہ رکن بنایا گیا تھا ان کی رکنیت کو سب اساتذہ کے اتفاق سے مکمل طور پر ختم کر کے رسالہ ”صیانتہ العلماء عن الذل عند الاغنیاء“ سے وہ تمام شرائط جو حضرت والا نے مولوی احتشام الحق صاحب کے خط کے جواب میں تحریر فرمائی ہیں نقل کر کے ارکان شوریٰ کو سنائی گئیں، سب نے بالاتفاق قبول کر لیں تو ان شرائط کو بطور دستور محفوظ کر لیا ہے، اس سے قبل حالات کے پیش نظر رسالہ مذکورہ بعض کو بالاستیعاب سنا دیا تھا اور بعض کو مطالعہ کے لئے دے دیا تھا۔

(۱۶۳) حضرت والا میں مریض محبت تھا، تقریباً چار سال سے یہ مرض میرے جسم کے ہر رگ و ریشہ میں بیوست ہو چکا تھا، اب حضرت اقدس کے عنایت کئے ہوئے نسخہ پر مسلسل عمل کرنے سے میں مکمل طور پر صحت یاب ہو چکا ہوں، الحمد للہ!

(۱۶۴) حضرت والا کے ارشادات بذریعہ کیسٹ اور مطبوعہ مواعظ اور زبانی گھر والوں کو سنانا شروع کئے تو بحمد اللہ تعالیٰ سب سے پہلے والدہ صاحبہ نے شرعی پردہ کر لیا، پھر ہمشیرہ نے بالغ ہونے سے پہلے ہی، پھر بھانج نے بھی شرعی پردہ کر لیا۔ والدہ صاحبہ ایک عزیزہ سے ملنے گئیں تو حضرت والا کے وعظ کی دو کیسٹیں بھی سنانے کے لئے ساتھ لے گئیں، خاندان کی سب خواتین نے وعظ سنا، بحمد اللہ تعالیٰ اس سے متاثر ہو کر اسی وقت سب نے شرعی پردہ کے اہتمام کا فیصلہ کر لیا چنانچہ میں والدہ صاحبہ کو لینے گیا تو سب خواتین نے مجھ سے پردہ کیا جو پہلے رشتہ داری کی وجہ سے مجھ سے پردہ نہیں کرتی تھیں حتیٰ کہ ایک ایسی عمر رسیدہ خاتون نے بھی پردہ کیا جس کی عمر ساٹھ سال سے بھی زیادہ ہے اور اس سے بہت قریب کا رشتہ بھی ہے۔

(۱۶۵) میری شادی کے موقع پر میری پھوپھی زاد بہن مجھے نوٹوں کے ہار پہنانے کے لئے آگے بڑھی، میں نے فوراً اسی وقت سب کے سامنے ہار پہننے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

ایک چچا زاد بہن مجھے ہدیہ پیش کرنے لگی، میں نے اس سے بھی ہدیہ لینے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

خسر صاحب نے جہیز میں بہت قیمتی ٹی بی بھی دیا، مجھے علم ہوا تو میں بہت ناراض ہوا اور والد صاحب سے کہا،

”میں ٹی بی کو اپنے کمرے میں ہرگز نہیں رکھوں گا۔“

والد صاحب نے مجھے بہت سمجھایا:

”دیکھو بیٹا! تمہارے خسر نے اتنا قیمتی ٹی بی بھیجا ہے، تم بے شک اس کو مت دیکھنا، صرف رکھ لو اپنے کمرے میں تاکہ تمہارا کمرہ کوئی دیکھنے آئے تو اس کو پتا چلے کہ تمہارے خسر نے اتنا قیمتی ٹی بی بھی بھیجا ہے۔“

میں نے والد صاحب کو جواب میں کہا:

”میں دوسروں کو تو ٹی بی سے روکتا پھرتا ہوں، متنفر کرتا ہوں اور خود اپنے کمرے میں ٹی بی رکھوں، یہ میری دینی غیرت کبھی گوارا نہیں کر سکتی۔“

والد صاحب مجبور ہو گئے اور ٹی بی گھر کے ایک کونے میں بند چھپا ڈارا، یہ شادی سے پہلے کا قصہ ہے، شادی ہوئی تو پہلی رات ہی میں نے بیوی کو سمجھایا اور ٹی بی نہ دیکھنے کا وعدہ لے لیا، الحمد للہ!

پھر میں نے ٹی بی خسر صاحب کو واپس بھیجنے کی تحریک چلائی، والد صاحب اور بڑے بھائی میری اس بات پر بہت ناراض ہوئے اور والد صاحب نے مجھے ایک لقب دیا، میرے بھائیوں سے کہنے لگے:

”دیکھو تو یہ کیسا زہریلا مولوی بن گیا ہے۔“

میں نے دعائیں شروع کر دیں، تین چار روز کے بعد میں نے پھر بات اٹھائی، اللہ کی شان کہ اتنے میں ان کی سوچ بالکل پلٹ گئی تھی، انہوں نے میرے ٹی بی کے واپسی کے مطالبہ کی تائید کی، والد صاحب نے خوشی خوشی کہا:

”اپنے خسر سے کہو کہ آج ہی ٹی بی اٹھالے۔“

اس طرح حضرت میں نے پندرہ ہزار رو سو پچاس روپے کی مالیت کا ٹی بی واپس کر دیا۔

بعض ایسے افراد نے ہدایا دیئے جن کی آمدنی حرام کی تھی، میں نے قبول نہیں کئے۔ اس طرح میں نے تقریباً انیس ہزار روپے کی مالیت کی چیزیں واپس کر دیں۔ حضرت! یہ میرے اللہ کا فضل ہے اور حضرت کی دعاؤں اور صحبت کی برکت ہے۔

حضرت! آخر میں دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ زندگی کے ہر موڑ پر گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہر وقت اپنا دھیان نصیب فرمائیں اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائیں، آمین۔

(۶۶) میرا لڑکا پاکستان گیا تھا، خوش قسمتی سے آپ کی مجلس وعظ میں پہنچ گیا، بہت متاثر ہوا، جس کے نتیجے میں وہ آپ کے وعظ کی کتابیں بنگلہ دیش لے آیا، میں نے ان کتابوں کو کئی کئی بار پڑھا، اس کے بعد کچھ گھروں میں زبانی تبلیغ کرتا رہا اور جس کا شوق زیادہ دیکھا اس کو پڑھنے کو بھی کتابیں دیں۔

اس کے بعد میرا شوق جنون کی حد تک پہنچ گیا، آپ کے وعظ کی جدید کتابیں صدیقی ٹرسٹ سے منگوائیں، ان کو پڑھ کر بھی وہی عمل رہا جو اوپر لکھ چکا ہوں۔

دل چاہتا ہے کہ قریب سے نہیں تو دور ہی سے آپ کے تصور کو دل میں لئے ہر وقت آپ کے وعظ کے نئے نئے کتابچے پڑھتا رہوں اور اپنی سیاہ کالیں پر روتا رہوں، ساری عمر ان چیزوں کی ضرورت نہیں سمجھی، اب آپ کے ایک ہی آپریشن نے میری دنیا ہی بدل ڈالی۔

آپ کے وعظ کی کتابوں کی تشنگی ہر وقت چاہتا ہوں، آپ کی معلومات کا

تو غائبانہ مرید ہو چکا ہوں آپ کا بذریعہ خط مرید ہونا چاہتا ہوں، اللہ نے توفیق دی تو ان شاء اللہ تعالیٰ زندگی میں دیدار بھی کر لوں گا۔

کیا بتاؤں دل چاہتا ہے کہ پر لگ جائیں اور زیادہ سے زیادہ آپ کی صحبت اٹھاؤں۔

(۱۶۵) میں حفظ قرآن کا طالب علم ہوں، مدرسہ میں ایک طالب علم نے مجھے حضرت والا کا وعظ ”شرعی پردہ“ دیا، میں نے پڑھا تو مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ حضرت والا کی مجلس وعظ میں حاضری کا شوق پیدا ہو گیا، اور پہلی ہی حاضری میں یہ حال ہو گیا۔
اُف اُف رتے تم ہائے تری نیم نگاہی
نکلا بھی نہیں تیر کی بیٹھا مرے دل میں

تقریباً ہر جمعہ کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں، میں نے پہلا ہی بیان سننے کے بعد بھاجوں کے سامنے جانا چھوڑ دیا، میرے بھائی اس بات پر بہت ناراض ہوئے، کہنے لگے:

”آج کل کون پردہ کرتا ہے؟“

اس کے بعد میں پنجاب اپنے گاؤں میں والدین سے ملنے گیا تو وہاں بھی پردہ کی سخت پابندی کی، میری پھوپھی کی لڑکی تقریباً تین سال بعد اسلام آباد سے سرگودھا ہمارے گھر آئی ہوئی تھی، اس نے مجھ سے ملنے کی بہت کوشش کی لیکن میں نے سب کو سمجھا دیا:

”میں شریعت کے مطابق کسی بھی نامحرم عورت سے نہیں ملوں گا
اگر کسی نے میرے خلاف قدم اٹھایا تو ہو سکتا ہے کہ میں آپ سب کو
چھوڑ کر چلا جاؤں۔“

ایک دن عصر سے پہلے میں کمرے میں بیٹھا ہوا تھا، میری امی نے کہا:

”پھوپھی کی لڑکی آئی ہوئی ہے اس سے تو مل لو ورنہ ناراض ہو جائے گی، کتنے عرصہ کے بعد ہمارے گھر آئی ہے۔“

میں نے جواب میں کہا:

”امی جان! اگر اس کام سے آپ بھی ناراض ہو جائیں تو مجھے کوئی پروا نہیں۔“

یہ کہہ کر میں مسجد چلا گیا۔

میں واپس کراچی پہنچا تو پنجاب سے خالہ کی لڑکیوں کا خط آیا:
”ہم سے کیوں نہیں مل کر گئے؟ کیا ہم بہنیں نہیں؟ بھلا بہنوں
سے بھی کوئی پردہ کرتا ہے؟“

میں نے جواب میں لکھا:

”آپ نامحرم ہیں اس لئے آپ پر مجھ سے پردہ فرض ہے، میں
آپ سے نہیں مل سکتا۔“

بڑے بھائی کی ساس نے مجھ سے ملنے کی کوشش کی تو میں نے اسے پیغام بھجوایا:

”پردہ میں رہ کر مجھ سے بات کریں۔“

اس نے کہا:

”میں تو تیری ماں جیسی ہوں، مجھے تجھ سے پردہ کیوں ہے؟“
میں نے جواب دیا:

”ٹھیک ہے آپ میری ماں جیسی ہیں، میں آپ کی قدر کرتا
ہوں، لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو وہاں پر اللہ تعالیٰ ہی کو راضی
رکھوں گا، خواہ آپ سب ہی ناراض ہو جائیں۔“

حضرت والا کی مجلس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے گانے بجانے سے بھی مکمل نجات دے دی ہے۔

ہر جاندار کی تصویر سے پرہیز کر رہا ہوں، یہاں تک کہ میں نے اپنا کارڈ بھی جلا دیا ہے۔

میرے قصے تو اور بھی بہت ہیں، مختصر تحریر کر دیئے ہیں، دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر صبر و استقامت عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ میرے اس ساتھی کے درجات بلند فرمائیں جس نے مجھ پر یہ احسان کیا۔

آخر میں درخواست ہے کہ بندہ کو بیعت فرمائیں تاکہ میری مکمل اصلاح ہو جائے عین نوازش ہوگی۔

(۱۶۸) ایک ساتھی سے حضرت والا کا وعظ ”علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟“ موصول ہوا، پڑھ کر دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا، لہذا میں حضرت والا سے اصلاحی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ بندہ ناچیز کو روحانی بیماریوں سے نجات دلائے۔

حضرت والا کے دوسرے مواعظ پڑھنے کا بھی بے حد شوق ہے، امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی مل جائیں گے۔

(۱۶۹) ٹی بی کو توڑ کر کیمیاڑی سمندر میں پھینک آیا ہوں، ساتھ ایک دوست کو بھی لے گیا تھا، وہ بھی اپنا ٹی بی توڑ کر سمندر میں پھینک آیا۔

(۱۷۰) میری عمر چودہ سال ہے، حضرت والا کے وعظ کا میرے دل پر ایسا اثر ہوا کہ میں اب اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا، کوئی چاہے گناہ کرنے پر کتنا ہی اصرار کرے میں نہیں کرتا، میری دادی مجھے کہتی ہے:

”مجھے شادی ہال میں چھوڑ کر آؤ۔“

میں جواب دیتا ہوں:

”میں خود گناہ کی مجلس میں نہیں جاتا تو آپ کو وہاں پہنچانے

کیوں جاؤں؟“

اگر وہیں کسی نامحرم سے بات کرتی ہے تو میں وعظ ”شرعی پردہ“ کی ہدایت

کے مطابق کہتا ہوں: ”سختی سے بات کیا کرو۔“

بہنوں سے کہتا ہوں: ”فون بھی نہیں اٹھایا کریں۔“

امی کو تقریباً ایک ہفتہ سے روزانہ شرعی پردہ کا کہتا ہوں مگر وہ یہی کہتی ہیں

کہ ان شاء اللہ کر لوں گی۔

ہم اور چچا ساتھ رہتے ہیں، چچی کی آوازیں آتی رہتی ہیں، اگر ہاتھ فارغ ہوتے

ہیں تو میں انگلیاں کانوں میں ڈال لیتا ہوں تاکہ کان میں نامحرم کی آواز نہ پڑے۔

حضرت والا کے وعظ ”شرعی پردہ“ میں لکھا ہے:

”بلا ضرورت نامحرم کی آواز سننا جائز نہیں۔“

اس لئے میں ایسا کرتا ہوں۔

میں اپنی نانی اور چچو بھی وغیرہ کے گھر بھی دعوت میں نہیں جاتا، اس لئے کہ

وہاں نامحرم عورتیں ہوتی ہیں۔

میں نے جن لوگوں کی غیبت وغیرہ کی تھی ان سب سے معافی مانگی، سب

نے خوش ہو کر معاف کر دیا۔

دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت نصیب فرمائیں، سب گناہوں

سے بچائیں، ریا کاری اور کبر و عجب سے بچائیں، اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنے کی

توفیق عطا فرمائیں، میرے والدین کو شریعت کا پابند بنادیں۔

(۱۷۱) میں راجستھان کے مشہور گانے بجانے والوں کے ایک خاندان سے

تعلق رکھتا ہوں۔ میرے آباء و اجداد ہندوستان میں راجہ مہاراجاؤں کو گناہ بھانا سکھاتے تھے، آج بھی بڑی بڑی کوٹھیوں بنگلوں میں جا کر گانے بجانے کی تعلیم دیتے ہیں۔

حضرت والا اسی نسبت سے میں قوال کرتا ہوں، ایک جگہ مرید بھی ہوا جس کی نسبت سے لوگ مجھے ”تاجی“ کہتے ہیں، لیکن مرید ہونے کے بعد بھی میرے اندر کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی، بقول حضرت والا :

”بغیر بھاپ کے گاڑی نہیں چلتی، اللہ والوں کی تربی اور

اللہ تعالیٰ کی دستگیری کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔“

اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی، میرے بھانجے نے حضرت والا کے وعظ پڑھنے کو دیئے، وعظوں کا پڑھنا تھا کہ دل کے تالے کھل گئے۔ میں ہر جمعہ کو کورنگی سے ”دارالافتاء والارشاد“ آنے لگا، حضرت والا کے فیض و برکت سے کئی امراض ظاہرہ و باطنہ سے نجات ملی، حضرت والا کے وعظ قدم قدم پر رہی فرماتے ہیں۔

قوالی چھوڑنے سے میرے ساتھیوں کے علاوہ میرے والدین بھی سخت ناراض ہیں، مجھے قصے کہانیاں اور من گھڑت کہانوں سے بہکا کر دوبارہ اس راہ پر لگانا چاہتے ہیں، کہتے ہیں :

”قوالی اور نعت خوانی کو بزرگان دین نے سنا اور دین پھیلایا، جن

میں معین الدین چشتی، جتہ اللہ علیہ سرفہرست ہیں۔“

مگر میں اب کسی صورت بھی اس طرف نہیں جاسکتا، اللہ تعالیٰ استقامت

عطا فرمائیں۔

میں نے جب سے حضرت والا کی مجلس میں آنا شروع کیا ہے تمام گناہوں

سے توبہ کر لی ہے جن میں سرفہرست یہ گناہ ہیں :

۱۔ ساتھیوں اور والدین کی سخت ناراضی اور مخالفت کے باوجود قوالی نہ کرنے کا فیصلہ۔

۲۔ عقائد شرکیہ و بدعات، نذر و نیاز اور ہندوانہ رسم و رواج میں میری پوری قوم گھری ہوئی ہے، میں نے ان سب سے توبہ کر لی ہے۔

۳۔ تصویر کشی بالکل بند، اب تصویر کشی کی بجائے تصویر کشی کرتا ہوں۔

۴۔ ٹی بی سے سخت نفرت۔

یہ سب کچھ حضرت والا کی برکت سے ہوا، حضرت والا میں نے سینکڑوں پیر دیکھے ہیں مگر یہ

نہ چلا پر نہ چلا مجھ پر کسی کا جادو

تیری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو

(۱۴۲) حضرت جی ! میں دفتر میں لوگوں کو آپ کے مواعظ دیتا ہوں، الحمد للہ !

ایک شیعہ لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، اب وہ پانچ وقت کی نماز باجماعت اسلامی طریقہ سے پڑھتا ہے، ڈاڑھی بھی رکھ لی ہے، سنتوں کی پابندی کرتا ہے۔

حضرت جی ! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو دین پر استقامت اور مزید ترقی عطا فرمائیں۔

(۱۴۳) حضرت والا سے بیعت ہونے کے بعد گناہوں سے نفرت بڑھ گئی ہے

جن گھروں میں علی الاعلان گناہ ہوتے ہیں مثلاً ٹی بی، وی سی آر اور تصویر وغیرہ ان میں جانے کو دل نہیں چاہتا، دنیا کی باتوں میں جی نہیں لگتا۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم اور حضرت والا کی برکت ہے ورنہ تو میں کیا چیز ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ہے کہ اس نے مجھے حضور والا جیسے مصلح سے ملا دیا۔

حضرت کے بتائے ہوئے نسخہ پر عمل کر کے اخبار دیکھنا بند کر دیا ہے اور

لُبی سے بچنے والے نسخہ پر عمل کرنے کی بدولت لُبی سے نفرت پیدا ہو گئی ہے۔
حضرت والا سے تعلق قائم کرنے کے بعد شریعت پر عمل کرنے کا جوش بڑھ گیا ہے، دل چاہتا ہے کہ خود بھی تمام گناہوں سے پاک ہو جاؤں اور خاندان والے بھی، خود عمل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی کہتا ہوں۔

میں نے گھر میں اپنی خالائوں کو حضور والا کے مواعظ پڑھنے کے لئے دیئے، ایک خالہ نے گناہوں کے ترک کرنے اور شرعی پردہ کا اہتمام کرنے کا تہیہ کیا ہے، حضور والا ان کے لئے دُعا فرمائیں۔

(۱۴۴) دل میں یہ شوق پیدا ہو گیا ہے کہ حضرت والا کی طرح میں بھی اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ اللہ کے لئے دیا کروں۔ یہ صرف حضرت والا کی صحبت و دُعا کی برکت ہے ورنہ کہاں یہ ناچیز اور کہاں حضرت والا، آج کل عام ماحول میں ایسا کرنا بہت مشکل ہے، لیکن اس ناچیز پر حضرت والا کی مجلس میں مصالحہ لگنے کا اثر ہے۔

میرے ہمزلف بہت ہی نیک ہیں تبلیغی جماعت میں ایک سال کے لئے باہر بھی جا چکے ہیں، ویسے بھی انہوں نے زیادہ وقت تبلیغی کام میں اور کم وقت دنیا کے کام میں لگا رکھا ہے مگر ان کے گھر میں پردہ نہیں۔

میں نے سوچا کہ میں ان کو نسخہ کی میا دوں جواب تک کسی نے ان کو وضاحت سے نہیں بتایا ہوگا، اگرچہ وہ فضائل تو بہت جانتے ہیں لیکن پردہ جیسا اہم حکم جو مالک حقیقی کی طرف سے ہے اس سے غافل ہیں، میں نے اس بارہ میں ان کو ایک مفصل خط لکھا ہے اور وعظ ”ترک منکرات“ اور ”شرعی پردہ“ بھیجے ہیں، حضرت والا ان کے لئے ہدایت کی دُعا فرمائیں۔

عہ حضرت اقدس اس زمانہ میں تیسرا حصہ نکالتے تھے، بعد میں یہ معمول بنایا کہ مصارف ضروریہ سے زائد کُل کا کُل فی سبیل اللہ ادا دیتے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اس سے پہلے میں نے اپنی بہن اور بہنوئی کو وعظ ”ترک منکرات“ اور ”شرعی پردہ“ بھیجے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اتنا کرم فرمایا کہ بہن نے اپنے تمام دیوروں اور زادوں کے علاوہ ستر سالہ ماموں سے بھی پردہ کر لیا جو عمر کے لحاظ سے بزرگ ہونے کے علاوہ صوفی بھی ہیں۔ ماموں نے مجھے شکایت لکھی، میں نے بہن کو لکھا:

”ماموں سے پردہ نہیں۔“

بہن نے جواب میں لکھا:

”یہ ہمارے حقیقی ماموں نہیں، والدہ کے چچا زاد ہیں۔“

تو میری سمجھ میں بھی بات آگئی۔

بہن نے کئی لڑکیوں کو وعظ ”شرعی پردہ“ سنا سنا کر پردہ کی اہمیت کا احساس دلایا اور انہوں نے شرعی پردہ کر لیا۔

آج کل اسکولوں میں سالانہ امتحانوں کی تیاریاں ہو رہی ہیں، میرے چھوٹے بچے نے مجھے اپنی عارضی ٹسٹ والے پرچے دکھائے تو فوراً میرے دل میں شدت سے یہ احساس ہوا:

”دنوی امتحانوں کی تیاری تو ہو رہی ہے لیکن میرے سامنے

بہت بڑے امتحان کا دن آنے والا ہے۔“

میں نے اپنے آپ سے کہا:

”غافل تھے فکر عقبی کچھ نہیں۔“

بے ساختہ سخت گریہ طاری ہو گیا۔

یہ سب حضرت والا کے فیوض اور دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔

(۱۴۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی برکت سے میری شادی کے موقع پر جو کرم

فرمایا اس کی چند مثالیں لکھ رہی ہوں:

- ۱۔ شادی کی مروجہ رسوم اور خرافات وغیرہ سے مکمل پرہیز۔
- ۲۔ والدین کا شادی ہال میں نکاح کرنے پر اصرار تھا، میں نے صاف انکار کر دیا، ان کو مجبوراً اپنا فیصلہ بدلنا پڑا۔
- ۳۔ میں نے والدین کو دعوت کرنے سے بہت روکا مگر وہ کہتے ہیں کہ جن کی دعوتیں کھائی ہیں ان کو کھلانا ضروری ہے۔
- ۴۔ مہر صرف ایک ہزار روپے رکھا، جبکہ عام طور پر چالیس پچاس ہزار کا دستور ہے۔
- ۵۔ مہر کی رقم میری ضرورت سے زائد ہے، اس لئے سب صدقہ کرنا چاہتی ہوں ہدایت کی منتظر ہوں۔
- ۶۔ شادی کے موقع پر ملنے والے کپڑے میری ضرورت سے بہت زیادہ ہیں، ان میں سے صرف تین جوڑے رکھنا چاہتی ہوں، باقی کے بارہ میں جو ارشاد ہوگا اس پر عمل کروں گی۔
- ۷۔ میرے خالو بنک میں ملازم ہیں، میری والدہ نے میرے جہیز کا سامان ان سے منگوا یا، انہوں نے سامان اپنے پاس سے خرید کر والدہ کو دیا، پھر والدہ نے اتنی رقم ان کو دے دی۔
- میں نے یہ جہیز قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا، کسی چیز کو ہاتھ تک بھی نہیں لگایا، والدین کو بھی اس کے استعمال سے روک دیا ہے، ارشاد فرمائیں کہ اب اس سامان کا کیا کیا جائے؟
- (۱۷۶) حضرت والا کے مواعظ کے کتابچے پڑھ کر میں اس قدر متاثر ہوئی ہوں کہ میری زندگی میں بہت بڑا انقلاب آگیا ہے، پہلے میں نے ٹی بی دیکھنے سے توبہ کی، پھر شوہر کو منع کرتی رہی، اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کی برکت سے شوہر نے

- بھی ٹی بی بالکل چھوڑ دیا ہے۔
- وعظ ”شرعی پردہ“ کا ایسا اثر ہوا کہ میں نے مکمل طور پر شرعی پردہ کر لیا ہے۔
- محلہ کی خواتین کو آپ کے مواعظ کی کتابیں ”صدیقی ٹرسٹ“ سے خرید کر دیتی رہتی ہوں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دیندار خواتین کی ایک کافی بڑی جماعت تیار ہو گئی ہے، حضرت والا کے فیض سے ان میں ایسا دینی جذبہ پیدا ہو گیا ہے کہ گناہوں سے بچنے اور شرعی پردہ کا اہتمام کرنے لگی ہیں، خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔
- (۱۷۷) میں حضرت والا کے مواعظ پڑھ رہی ہوں اور آپ کا وعظ سننے بھی تقریباً ہر جمعہ کو حاضر ہوتی ہوں جس کی وجہ سے میرے فکر و عمل میں نمایاں تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ پہلے میں خود کو اتنا مستحکم نہیں سمجھتی تھی کہ آپ کے ہر حکم کی بلاچون و چرا تعمیل کروں مگر اب حضرت والا کی صحبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے اندر اتنی طاقت عطا فرمادی ہے کہ میں برائی کا مقابلہ کر سکوں۔ اپنے ارادہ کی مضبوطی اور خود کو سیدھے راستہ پر گامزن رکھنے کے لئے میں حضرت والا سے بیعت کی طلبگار ہوں تاکہ آپ کی محبت اور شفقت کے سایہ میں مسلسل ترقی ہوتی رہے۔
- حضرت والا کے مواعظ سننے اور پڑھنے کے بعد ہمارے گھر میں جو تبدیلیاں آئی ہیں ان کی فہرست پیش خدمت ہے۔
- جو گناہ چھوٹ گئے:
- ۱۔ بے پردگی سے توبہ، میں اور میری بیٹی جو ساڑھے بارہ سال کی ہے شرعی پردہ کرنے لگی ہیں۔
 - ۲۔ گھر سے ریڈیو نکال دیا ہے۔
 - ۳۔ ٹی بی توڑ کر پھینک دیا ہے۔

- ۴۔ بلا ضرورت ہر جگہ آنا جانا بند کر دیا ہے۔
 ۵۔ میرے بچے اسکول میں مخلوط تعلیم حاصل کرتے تھے، ان کو اسکول سے اٹھا لیا ہے، دو بچیاں اللہ کے فضل سے حفظ کر رہی ہیں اور بڑی بیٹی حضرت والا کے بتائے ہوئے مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔
 ۶۔ گھر میں بچوں کے جتنے تصویر دار کھلونے اور مجسمے تھے سب توڑ کر ضائع کر دیئے ہیں، تصاویر والی کتابیں اور ان کے علاوہ بھی جتنے فوٹو تھے سب جلانے کا ستر کر دیئے ہیں۔
 ۷۔ اخبار پڑھنا بند کر دیا ہے۔

معمولاتِ یومیہ:

- ۱۔ روزانہ ایک دن کی قضا و نمازیں پڑھنے لگی ہوں۔
 ۲۔ گزشتہ دس سال کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے اسے جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔
 ۳۔ رزق پارہ تلاوت کرتی ہوں۔
 ۴۔ مناجاتِ مقبول کی ایک منزل روزانہ۔
 ۵۔ بچوں کو قرآن مجید پڑھاتی ہوں۔
 ۶۔ سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتی ہوں۔
 ۷۔ حضرت والا کے مواعظ اور ”انوار الرشید“ روزانہ پڑھتی ہوں۔
 ۸۔ بہشتی زیور روزانہ خوب سمجھ کر پڑھتی ہوں۔

۹۔ میری بیٹی جو حضرت والا کے بتائے ہوئے مدرسہ میں تجوید قرآن اور دینی علم حاصل کرتی ہے میں اس سے تجوید سیکھتی ہوں اور علم دین پڑھتی ہوں۔
 خطرہ رہتا ہے کہ یہ اعمال قبول بھی ہیں یا نہیں؟ علاوہ انہیں یہ فکر دامن گیر

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن گناہوں سے نجات عطا فرمائی ہے ان کے علاوہ اللہ جلانے کتنے گناہ اور کتنی برائیاں ابھی میرے اندر ہیں جن کا مجھے علم نہیں، اس لئے پھر عرض کرتی ہوں کہ اس گنہگار بندی کو بیعت فرما کر دستگیری فرمائیں اور دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین کی سمجھ اور آخرت کی فکر عطا فرمائیں۔

(۱۷۸) میری عمر چودہ سال ہے، حضرت والا کے مواعظ پڑھتا ہوں، جن سے مندرجہ ذیل فائدے ہوئے ہیں:

۱۔ وعظ ”تعلیم و تبلیغ کے لئے کثرتِ ذکر و فکر“ پڑھ کر میں نے تمام نوافل و اوابین تہجد وغیرہ پابندی سے شروع کر دیئے ہیں اور جب بھی یاد آتا ہے ذکر اللہ کرتا ہوں۔

۲۔ ”حقوق القرآن“ پڑھ کر الحمد للہ! قرآن صحیح تلفظ سے پڑھنا شروع کر دیا ہے اس کے بارہ میں مجھے پہلے ہی معلوم تھا مگر میں توجہ نہیں دیتا تھا۔

۳۔ ”ترکِ گناہ“ پڑھ کر ہر گناہ چھوٹنے کی توفیق ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ میرے اندر گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں، آپ مجھے بچالیں۔

۴۔ ”دینداری کے تقاضے“ پڑھ کر الحمد للہ! بہت فائدہ ہوا ہے، خواہ کیسی ہی غصہ دلانے والی بات ہو، میں غصہ ظاہر نہیں کرتا، سب سے اچھے اخلاق سے بات کرتا ہوں۔

گھر کے کام کرنے لگا ہوں، مثلاً جھاڑو دینا، برتن دھونا، کھانے کے بعد برتن اٹھانا وغیرہ۔

حضرت والا! پہلے میں الام لگاتا تھا اس کے باوجود تہجد کے لئے آنکھ نہ کھلتی تھی، میں نے ایک بار رو کر اللہ سے دُعا مانگی:

”اللہ! مجھے کوئی تہجد کے لئے اٹھانے والا نہیں ہے، آپ اٹھادیں“

الحمد لله! اب الامم بچنے سے پہلے ہی اللہ میری آنکھ کھول دیتا ہے۔
میں جہاں ٹیوشن پڑھتا ہوں اس کمرے میں تصویر لگی ہوتی تھی، میں وہ تصویر
اٹھا کر دوسرے کمرے میں رکھ آیا، اُستاد نے دوبارہ اسی کمرے میں لگا دی، میں نے
استاد سے کہا:

”میں اس کمرے میں نہیں بیٹھوں گا، اس لئے کہ جس کمرے میں
تصویر ہو وہاں بیٹھنا حرام ہے“
استاد نے کہا:

”اچھا! دوسرے کمرے میں بیٹھتے ہیں۔“
میں نے ان کو اس بارہ میں سمجھایا بھی مگر وہ نہیں مانے۔
حضرت والا! پہلے میں خود کو بہت نیک سمجھتا تھا، مگر اب اللہ تعالیٰ نے یہ
فضل فرمایا ہے کہ جب بھی ایسا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں:
”میرا کوئی کمال نہیں، اللہ نے مجھے ہدایت دی ہے، بس اللہ
قبول کرے“

پہلے میں قرآن کی تلاوت زور سے کرتا تھا تاکہ لوگ میری تعریف کریں، مگر
اب اللہ نے ہدایت دے دی ہے، اب یہ خیال ہوتا ہے:
”اللہ خوش ہو جائے اور قبول کر لے“

حضرت والا! دعا، فرمائیں کہ اللہ اخلاص اور دین پر استقامت عطا فرمائے،
ریاء، عجب، کبر، حسد، غیبت اور ہر قسم کے گناہوں سے بچائے، اللہ عالم باعمل
اور مفتی بنائے۔

حضرت والا! سے بیعت ہونا چاہتا ہوں، قبول فرما کر احسان فرمائیں۔
(۱۴۹) حضرت جی کے فیض و برکت سے بندہ کو جو سکون قلب نصیب ہوا ہے

اس کی حقیقت تحریر کرنے سے قاصر ہوں، خصوصاً اس مرتبہ حضرت جی کی پر شفقت
توجہ نے تودل کو مسرور ہی کر دیا اور بڑے بڑے امراض کا آپریشن ہو گیا۔
پہلے یہ خواہش ہوتی تھی،

”حضرت جی کے تعلق سے بڑا بزرگ اور پرہیزگار پیر بن جاؤں گا،
پھر حضرت جی سے تمرین افتاء کروں گا تو مفتی صاحب بھی بن جاؤں گا
وغیرہ وغیرہ۔“

لیکن خالی دامن ہونے کی وجہ سے بہت پریشان رہتا تھا، اس مرتبہ بیان
شروع ہونے سے قبل حق تعالیٰ نے یوں دعا کی توفیق دی:

”یا اللہ! اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل، حضرت
حکیم الامتہ قدس سرہ کے طفیل میرے شیخ دامت برکاتہم العالیہ کے
طفیل اور استاذ محترم نائب مفتی صاحب کے طفیل میرے شیخ سے
وہ باتیں بیان کرا دے جو میرے لئے اور تمام آنے والوں کے لئے
زیادہ مفید ہوں اور آپ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا ذریعہ
ہوں۔“

بس پھر تو بیان کے بعد یہ آرزو ہی ختم ہو گئی اور اب تو انسان بننے کی
خواہش ہے۔

حضرت والا! سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے کہ حق تعالیٰ انسان بننے
کے لئے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

(۱۸۰) ہم لوگ جب بھی مکہ مکرمہ یا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہیں تو
راستہ میں سارا وقت کیسٹ سے حضرت قبلہ کا وعظ سنتے جاتے ہیں، اسی طرح میرے
شوہر کے ساتھ کوئی بھی مکہ مکرمہ یا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جاتا ہے تو یہ راستہ میں

حضرت والا کے وعظ کی کیسٹ لگا دیتے ہیں تاکہ دنیا کی کوئی بات نہ ہو۔

مجھ سے کوئی خاتون بھی فون پر یا بوقت ملاقات کوئی بات کرتی ہے تو میں اسے حضرت قبلہ کے وعظ کا کوئی حصہ جو اس سے متعلق ہو سنا دیتی ہوں تاکہ آگے کوئی فضول بات نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سب کو اپنا فرمانبردار بنالے۔

(۱۸۱) حضرت والا سے بیعت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بہت سے گناہوں سے بچا لیا ہے، تصویر اور اخبار وغیرہ سے نجات مل گئی۔

وفاق المدارس کا سالانہ امتحان مسجد میں ہو رہا تھا، اس میں پاکستان کے بڑے بڑے مفتی اور مولوی آئے ہوئے تھے، انہوں نے یہ فیصلہ کر رکھا تھا: ”کسی طالب علم کو بغیر شناختی کارڈ کے دروازہ سے نہیں گزرنے دیا جائے گا۔“

امتحان شروع ہوا تو انہوں نے اعلان کروایا: ”سب طلبہ کارڈ ہاتھ میں لے کر امتحان کے لئے مسجد میں داخل ہوں۔“

تقریباً ساڑھے تین سو طلبہ تھے، اعلان سن کر سب خاموش رہے، کارڈ ہاتھ میں لے کر نگران کو دکھاتے ہوئے مسجد میں داخل ہو رہے تھے، لیکن میں نے یہ اعلان سنا تو مجھے سخت غصہ آیا، پسینہ پسینہ ہو گیا، مجھ سے صبر نہ ہو سکا، بہت زور سے چلا کر کہا:

”تصویر حرام ہے، پھر اللہ کے گھر میں تصویر کی لعنت لے کر کیسے داخل ہوں؟“

اس وقت میرے ایک سفید ریش استاد بھی وہاں موجود تھے، مولویوں نے

مجھے پکارتے ہیں بلا کارڈ ہی اندر جا کر امتحان گاہ میں بیٹھ گیا۔

ایک مولوی نے مجھ سے کہا: ”آپ مفتی صاحب کے مرید ہیں؟“ میں نے کہا:

”الحمد للہ! میں حضرت والا کا مرید ہوں۔“

اس کے بعد جب میں امتحان گاہ میں جاتا تو کوئی مولوی مجھے ”شرعی“ کہتا، کوئی ”مفتی“ کہتا اور کوئی ”رشیدی“ کہتا۔ اس پر میں بہت خوش ہوتا کہ الحمد للہ! میری نسبت حضرت والا کی طرف ہے۔

چند مولویوں نے کہا: ”خدا را مفتی صاحب کے پاس جانا چھوڑ دو، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے“ میں نے جواب دیا:

”یہ گمراہی جو مجھے حضرت والا کی طرف سے مل رہی ہے میں اس پر بہت خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔“ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور حضرت والا کی صحبت کا اثر ہے۔ دعا، استقامت و قبول کی درخواست ہے۔

(۱۸۲) میں نابالغ ہوں، تراویح میں قرآن نہیں سنا سکتا، میرے استاذ نے مجھے اپنے پیچھے سامع مقرر کر لیا، مجھے بعد میں پتا چلا کہ استاذ صاحب ایسی دعوتوں میں بھی تشریف لے جاتے ہیں جہاں تصویریں لی جاتی ہیں، میں نے عرض کیا: ”ایسی دعوتوں میں جانا جائز نہیں۔“

انہوں نے فرمایا:

”میں تصویر کشی کے وقت کسی پردہ کے پیچھے چلا جاتا ہوں یا

چہرہ کے سامنے رومال کر لیتا ہوں“
میں نے کہا:

”گناہ کی مجلس میں جانا ہی جائز نہیں“

وہ نہیں مانے تو میں نے کہا:

”آپ کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز نہیں، مسجد کی جماعت کے ساتھ فرض نماز تو نہیں چھوڑ سکتا، تراویح نہیں پڑھوں گا، آپ کسی دوسرے سامع کا انتظام فرمائیے“

استاذ صاحب بہت سخت ناراض ہوئے، والدین بھی سخت ناراض بہت ڈانٹا، مگر میں نے بحمد اللہ تعالیٰ حضرت والا سے ملا ہوا سبق خوب پتکا کر لیا ہے، وہ سبق یہ ہے۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِ نظر تو مرضیِ حنان نہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

استقامت اور اخلاص کی دعا فرمائیے، اللہ تعالیٰ عجب، کبر اور ریا سے محفوظ رکھیں۔

(۸۳) اس سال رمضان المبارک میں ایک حرکت حضرت والا کی اجازت کے بغیر ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں، امید ہے کہ حضرت والا بھی معاف فرمادیں گے، وہ حرکت یہ ہے:

”رمضان شروع ہوتے ہی مجھے یہ خیال آیا کہ جب بچوں کے امتحان ہوتے ہیں تو کتنی محنت کرتے ہیں اور کتنی فکر؟ ہم ہر وقت

بچوں کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ پڑھتے رہو، وقت ضائع مت کرو۔
اسی طرح یہ مبارک مہینہ میرے امتحان کا ہے، میں سارا وقت اللہ کی عبادت میں رہوں اور روزانہ کم از کم دس پارے تلاوت کروں۔

الحمد للہ! اس پر عمل ہو رہا ہے، اللہ کی عجیب شان ہے آج دسواں روزہ ہے اور میرا قرآن تین بار مکمل ختم ہو کر اب ماشاء اللہ چوتھی بار شروع ہوا ہے۔

پہلے خیال نہیں آیا اس لئے اس تلاوت کی اجازت حضرت والا سے نہیں لے سکی، اب اجازت موصول ہونے تک شاید رمضان المبارک ختم ہو جائے اس لئے جیسا خیال آیا عمل شروع ہو گیا۔

حضرت والا کے والدین اور اُمّی جان قبلہ (محترمہ پیرانی صاحبہ، مظلما) کے والدین کو بھی تلاوت کا ایصالِ ثواب کیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں، آمین۔
اس سال والدین سے ملنے جانے کو دل بہت چاہ رہا تھا، کیونکہ چھ سال گزر گئے ہیں جانا نہیں ہوا اور ان کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی، بہت تشویش تھی، اچانک فون آیا کہ میری سب سے چھوٹی بہن کی شادی ہو رہی ہے، والدہ صاحبہ نے ہم سب کو اس میں شریک ہونے پر بہت اصرار کیا، مجھے خیال ہوا:

”والدین سے ملنے کو دل چاہ رہا تھا، اب اچھا موقع ہے بہن کی شادی بھی ہے، بچے بھی بہت خوش کہ نانا نانی کے پاس جائیں گے، جانے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں، الحمد للہ! سب کے ٹکٹوں کے لئے پیسہ موجود، پاسپورٹ موجود، بچوں کی چھٹیاں ہیں“
مگر پھر خیال آیا:

”شاید وہاں رسوم اور تصاویر ہوں گی۔“

فوراً جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا، تکلیف بہت ہوئی، مگر جب آخرت کے اجر کو سوچنے لگی تو مزاً آنے لگا، الحمد للہ!

یہ خیال بھی ہوا کہ خدا نخواستہ لڑکا بنک میں ملازم نہ ہو، اس لئے فوراً بذریعہ فون دریافت کیا کہ لڑکا کیا کام کرتا ہے؟ جواب ملا کہ ٹیرول کی کمپنی میں ملازم ہے تو اطمینان ہوا، الحمد للہ! اگر خدا نخواستہ بنک کا نام سنتی تو فوراً کہتی:

”بنک والے سے رشتہ ہرگز مت کریں۔“

الحمد للہ! حضرت والا کی برکت سے اب والدین اور بھائی بہنوں کو بھی کافی ہدایت ہو رہی ہے، خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۱۸۲) میں ایک دوست کے ذریعہ حضرت والا کی مجلس میں حاضر ہوا، پہلے ہی بیان نے ایسا اثر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمادی، اس کے بعد میں ہر جمعہ کی مجلس میں آنے لگا۔ آہستہ آہستہ دوسرے گناہ بھی چھوٹے شروع ہو گئے، بد نظری جیسے موزی مرض سے اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی، تہجد بھی پابندی سے پڑھنے لگا۔ کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو فوراً خواب میں تنبیہ ہو جاتی ہے۔ گھر میں ٹی بی ہے، اس پر بہت غصہ آتا ہے، دل چاہتا ہے کہ توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دوں، ایک دفعہ گھر والوں سے چھپ کر توڑ دیا مگر وہ دوسرا لے آئے۔ یہ سب کچھ حضرت والا کی صحبت کا اثر ہے۔ دعا، استقامت و ترقی کی درخواست ہے۔

(۱۸۵) میری بیوی حضرت والا کے وعظ میں پہلی ہی بار حاضر ہوئی تو بہت متاثر ہوئی، قلب میں انقلاب عظیم آگیا، واپس گھر پہنچتے ہی جتنے فوٹو گھر میں تھے سب جلا کر خاکستر کر دیئے، شرعی پردہ کا تہیہ کر لیا، اللہ تعالیٰ حضرت والا کے فیوض سے امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔ آمین۔

(۱۸۱) حضرت والا سے نسبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے پورے گھرانے پر بہت فضل فرمایا ہے، میری بیوی اور تیرہ سال کی بیٹی اب مکمل طور پر شرعی پردہ کرنے لگی ہیں، جس کی وجہ سے سب رشتہ دار بیم ہیں، خاص طور پر میرے بھائی اور والدہ محترمہ جو یہیں مقیم ہیں، یہ تو ریاض کی بات ہے اب دیکھیں کراچی کے رشتہ دار کیا کیا کہتے ہیں۔ حضرت والا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اتنی ہمت عطا فرمادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں ہمیں کسی کی بھی ناراضی کی کوئی پروا نہیں۔

میرا بیٹا..... تو حضرت والا کا پورا عاشق ہے، اس میں ایسا انقلاب آیا کہ پتلون اور ٹی بی وغیرہ جیسی سب خرافات ایک ہی لمحہ میں پھینک دیں۔ حضرت والا میں کیا عرض کروں کہ آپ سے تعلق قائم کرنے سے کیا کیا فائدے ہوئے، الحمد للہ! گھر کے سب افراد قرآن کریم کی تلاوت اور دوسرے معمولات کی پابندی کے علاوہ حضرت والا کے وعظ کی کیسٹ بھی بہت شوق اور پابندی سے سنتے رہتے ہیں، استقامت و ترقی کی دُعاؤں سے لوازیں۔

(۱۸۴) حضرت والا! آپ کے بیان میں میرے ساتھ میری بچی ”عائشہ“ بھی آتی ہے جس کی عمر ایک سال آٹھ ماہ ہے، ہم اس کی تربیت قرآن و سنت کے احکام کے مطابق کر رہے ہیں، ہم میاں بیوی دونوں خود بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچتے ہیں اور بچی کو کسی بھی ایسی جگہ نہیں جانے دیتے جہاں گناہ کا ذرا سا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ! بہت ذہین ہے، ہم اس سے جو سوالات کرتے ہیں اور یہ جوابات دیتی ہے وہ پیش خدمت ہیں:

- ۱۔ آپ کا مذہب کیا ہے؟ اسلام
- ۲۔ اللہ کیسے راضی ہوتا ہے؟ گناہ چھوڑنے سے

۳۔ ”حضرت“ کیا کہتے ہیں؟ گناہ چھوڑو

۴۔ ٹی بی دیکھنا کیسا ہے؟ حرام

۵۔ تصویر کھینچنا اور رکھنا کیسا ہے؟ حرام

۶۔ ڈاڑھی نہ رکھنا کیسا ہے؟ حرام

۷۔ ڈاڑھی کیسی لگتی ہے؟ بہت اچھی لگتی ہے

۸۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کہاں ہے؟

دل میں۔ اور اشارہ سے بتاتی ہے ”اتنی“۔

۹۔ ایک دن میں کتنی نمازیں فرض ہیں؟

پانچ۔ اور ہاتھ سے بتاتی ہے۔

۱۰۔ کلمہ طیبہ سناتی ہے۔

۱۱۔ اسلامی مہینوں کے نام چار مہینوں تک یاد کر لئے ہیں۔

۱۲۔ اذان سنتے ہی نماز پڑھنے کے لئے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو جاتی ہے اور دوڑیں

کو بھی کہتی ہے:

”اللہ اکبر، پڑھو“

۱۳۔ تسبیحات انگلیوں پر پڑھتی ہے، دعا بھی مانگتی ہے۔

۱۴۔ کبھی کبھی از خود ہی کہتی ہے:

”امی! گناہ چھوڑو“

۱۵۔ ٹیپ ریکارڈر کو دیکھ کر کہتی ہے:

”امی! حضرت“ چلائیں“

۱۶۔ کوئی بھی کتاب دیکھتی ہے تو کہتی ہے:

”امی! عائشہ“ اللہ اکبر“ پڑھے گی“

۱۷۔ اپنی دادی سے کہتی ہے:

”دادی! ٹی بی دیکھنا حرام ہے، بہت گناہ ہوتا ہے۔“

دادی نے کہا:

”اب میں ٹی بی نہیں دیکھوں گی“

لوگوں کو اس کی باتیں سن کر بہت حیرت ہوتی ہے۔

حضرت! ہم اپنی چچی کو حافظہ اور عالمہ بنانا چاہتے ہیں، حضرت والا سے

دعاؤں کی درخواست ہے۔

حضرت والا! اس کی تربیت کے سلسلہ میں آپ سے رہنمائی کی درخواست

ہے، اس کو کہاں قرآن حفظ کروائیں؟ اور کس عمر سے؟ اور اس کی تربیت بالکل

اسلامی اصولوں کے عین مطابق کس طرح کریں؟

(۱۸۸) حضرت والا! آپ کی ایک ماہ کی صحبت سے اور اللہ تعالیٰ کی شہکری

سے میں نے الحمد للہ تقریباً تمام گناہ چھوڑ دیئے ہیں۔

۱۔ ٹی بی دیکھنا بالکل چھوڑ دیا ہے۔

۲۔ نامحرم کو دیکھنا چھوڑ دیا ہے، حالانکہ ہمارے ساتھ ہماری چچی بھی رہتی ہیں

اور ان کی جوان لڑکیاں بھی، میں ان کو نہیں دیکھتا، ہماری والدہ نے اپنے

بھائی کی لڑکی پالی ہے جس کی عمر تقریباً تیرہ سال ہے، اس کو بھی نہیں دیکھتا۔

۳۔ حضرت والا کی صحبت کے فیض سے الحمد للہ! میں نے ویڈیو فلم بنانا چھوڑ

دیا ہے، پہلے تو بہت مزا آتا تھا، کیونکہ روزانہ نئی لڑکی ہوتی تھی، خاص طور پر

یا تو دولہا کی بہن یا پھر دلہن کی بہن ہوتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کی شہکری سے

تمام گناہوں سے نفرت ہو گئی ہے اور سچے دل سے توبہ کر لی ہے۔

حضرت والا! جو لوگ ویڈیو فلم یا تصویریں بنواتے ہیں وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ

ویڈیو والا ویڈیو بنا رہا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف ویڈیو فلم نہیں بناتا بلکہ ان کی لڑکیوں کو بھی بہت کچھ بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور حضرت والا کی برکت سے مجھے اس لعنت سے بچالیا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں:

”ہم سے گناہ نہیں چھوٹ سکتے“

وہ غلط کہتے ہیں، حضرت والا کی مجلس میں حاضری دے کر دیکھیں کہ گناہ کیسے چھوٹتے ہیں۔

۴۔ اب کسی گناہ کو دیکھتا ہوں تو دل چاہتا ہے کہ اسے مٹا دوں۔

۵۔ حضرت والا کی صحبت کی برکت سے ہر وقت اپنے آپ کو بُرا سمجھتا ہوں۔
خاندان والوں سے پردہ کا کہتا ہوں تو وہ مجھے پاگل کہتے ہیں اور میں خوش ہوتا ہوں۔

۶۔ حضرت! ہمارا تمام خاندان بریلوی مسلک سے تعلق رکھتا ہے اور ہر کوئی یہ کہتا ہوا ملتا ہے:

”کیا تم کافر ہو گئے ہو؟“

میں صاف کہہ دیتا ہوں:

”جی میں تو یہ دین حق نہیں چھوڑ سکتا“

۷۔ حضرت والا کی صحبت کی برکت سے میں خود کو تنہا محسوس کرتا ہوں۔

اے خیال دوست اے بیگانہ سازِ ماسوا

اس بھری دنیا میں تو نے مجھ کو تنہا کر دیا

یہ کس نے کر دیا سب دوستوں سے مجھ کو بیگانہ
مجھے تو دوستی بھی دشمنی معلوم ہوتی ہے

بڑھ گیا ربط کچھ ایسا مرا پیمانوں سے
کچھ تعلق ہے نہ اپنوں سے نہ بیگانوں سے

دُعا فرمائیں کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور میری ڈاڑھی بڑھ جائے تاکہ میں آپ کے برابر میں پہلی صف میں کھڑا ہو سکوں۔

(۱۸۹) حضرت والا کی مجلس میں حاضری سے پہلے جو میری حالت تھی اس کے بارہ میں سوچتا ہوں تو خوش بھی ہوتا ہوں اور روتا بھی ہوں۔ خوش اس لئے ہوتا ہوں کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے حضرت والا کی صحبت میں بھیج دیا، روتا اس لئے ہوں کہ میں نے کیسی کیسی خطائیں اور کیسے کیسے گناہ کئے۔ گناہوں کے بارہ میں اُس وقت مجھے یہ خیال بھی نہ آتا تھا کہ یہ گناہ ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب یہ حال ہے کہ گناہ تو بڑی بات ہے گناہ کی بات سننے سے ہی سر میں درد ہونے لگتا ہے، حضرت والا کی برکت سے معاشرہ کے تمام گناہوں سے نجات مل گئی ہے، مثلاً:

۱۔ نامحرم عورتوں سے میل جول بالکل بند کر دیا ہے، بضرورت شدیدہ پردہ میں

بات کرنے کے سوا تمام فضول باتیں جن کی عادت تھی ترک کر دی ہیں۔

۲۔ ٹی بی دیکھنا سننا بالکل چھوڑ دیا ہے، یہاں تک کہ جن گھروں میں ٹی بی ہے

وہاں جانا ہی چھوڑ دیا ہے۔

میری بڑی بہن کے گھر ٹی بی ہے، میں اس سے بچنے کے لئے بیٹھک

میں بیٹھا کرتا تھا، وہاں بیٹھ کر دینی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا تھا، وہاں بھی

ٹی بی کی آواز سے مطالعہ میں خلل پڑتا تھا، اس لئے میں نے بہن کے گھر جانا چھوڑ دیا۔

۳۔ گانا وغیرہ سننا، جبکہ پہلے اس کا بہت شوق تھا۔

۴۔ تصویر کھینچوانا اور کسی بھی جاندار کی تصویر رکھنا۔

۵۔ کسی بھی جاندار کی تصویر کو بالاختیار دیکھنا۔

۶۔ جس کمرے میں کسی جاندار کی تصویر ہو اس میں جانا۔

۷۔ غیبت کرنے اور سننے کا مہلک مرض۔

۸۔ جھوٹ بولنے کی عادت۔

۹۔ کسی کے بارہ میں بدگمانی کرنا۔

۱۰۔ کسی پر بہتان لگانے کا بدترین گناہ۔

۱۱۔ قرآن خوانی کی مروجہ بدعت میں شرکت بالکل چھوڑ دی ہے، یہاں تک

کہ میرے استاذ قاری صاحب کبھی فرماتے ہیں تو انہیں بھی صاف جواب

دے دیتا ہوں۔

ایک واقعہ کل ہی پیش آیا:

”ہماری جماعت کے استاذ قاری صاحب مجھے جماعت کا

نگران متعین فرما کر کسی کام سے تشریف لے گئے، ایک طالب علم

مجھ سے چھٹی لینے آیا، میں نے وجہ دریافت کی، کہنے لگا:

”رعایتی کارڈ بنوانے کے لئے دفتر میں درخواست دینے جاؤں گا۔“

میں نے جواب دیا:

”رعایتی کارڈ بنوانا جائز نہیں، اس کے لئے تصویر کھینچوانا حرام

ہے اور ناجائز کام کے لئے چھٹی دینا بھی ناجائز ہے، اس لئے میں چھٹی

نہیں دیتا۔“

وہ بہت حیران ہوا اور بیٹھ کر پڑھنے لگ گیا۔“

اس واقعہ سے مجھے خود بہت عبرت حاصل ہوئی ہے اور آئندہ کے لئے

ہمت میں اضافہ ہو گیا ہے، الحمد للہ!

آخر میں حضرت والا سے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے

اپنی رضا نصیب فرمادیں۔

(۱۹۰) اللہ رب العزّة کی عطا اور حضرت والا کی خاص نظر عنایت، دُعا،

خلوص، محبت اور مجلس وعظ کی برکت سے بچی..... میں بہت صلاحیتیں پیدا

ہو رہی ہیں، جس کی عمر ابھی صرف چھ سال دو ماہ ہے اس کے چند واقعات حضرت والا

کی خدمت میں پیش ہیں:

۱۔ رجب میں حضرت والا کا بیان کونڈوں پر ہوا تھا، اس کے بعد کچھ خواتین ۲۲

رجب کو آئیں تو انہوں نے کہا:

”ہم کونڈے کھا کر آرہے ہیں۔“

تو بچی نے فوراً کہا:

”کونڈے کھانا تو حرام ہے، یہ تو شیعہ کرتے ہیں جو کہ کافر ہیں،

ہمارے حضرت والا نے فرمایا ہے:

”یہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی تاریخ ہے

شیعہ آپ کے انتقال کی خوشیاں مناتے ہیں اور انہوں نے یہ رسم

مسلمانوں میں پھیلانی ہے۔“

۲۔ کچھ عورتوں نے بچی سے قاعدہ سنا، پھر کہنے لگیں:

”تم اسکول میں داخلہ کب لوگی؟“

بچی نے کہا:

”ہمارے حضرت فرماتے ہیں: ”اسکول کا ماحول گندہ ہوتا ہے۔“

ہم اسکول میں نہیں پڑھیں گے۔“

وہ کہنے لگیں: ”تم جاہل کی جاہل رہو گی۔“

تو فوراً بچی نے کہا:

”جاہل وہ ہوتے ہیں جو دین کی تعلیم حاصل نہیں کرتے، دنیا کی

تعلیم تو یہیں ختم ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ یہ نہیں پوچھیں گے:

”تم نے اسکول میں پڑھا تھا یا نہیں؟“

وہ تو یہ پوچھیں گے:

”تم نے دین کی تعلیم کیوں نہیں حاصل کی؟“

۳۔ ایک عورت آئیں، انہوں نے کسی کی غیبت شروع کی، میں وہاں سے اٹھ

کر چلی گئی تو بچی جلدی سے بولی:

”کسی کی غیبت نہیں کریں، ہم اتنے بہادر نہیں ہیں جو آگ میں

جل سکیں، جہنم کی آگ تو یہاں کی آگ سے بہت سخت ہے، آپ

حضرت والا کی کیسٹ سنئے۔“

۴۔ ایک بہت ہی بڑے مفتی صاحب کی اہلیہ صاحبہ کو نماز پڑھتے دیکھا جو

حضرت والا کے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف تھی تو فوراً حضرت والا کا

سکھایا ہوا طریقہ اسے بتایا۔

۵۔ کوئی گھر پر آجائے تو دونوں بچیاں کہتی ہیں:

”دنیا کی باتیں نہیں کریں، حضرت والا کی کیسٹ سنیں۔“

خود ہی جا کر لگا دیتی ہیں۔

میرا بھانجا آیا تو بچیوں کے والد صاحب نے دین کی بات کرنے کے

لئے باتوں میں لگایا تو چھوٹی بچیاں بچی..... نے شور مچا دیا:

”ابو جلدی سے حضرت والا کی کیسٹ لگا دیجئے۔“

ہم دونوں کو اور بچیوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔

(۱۹۱) میری عمر بارہ سال ہے، میرے پاس اتنا سونا ہے کہ اسے بیچ کر حج کر

سکتی ہوں اور میں بالغ بھی ہوں اس لئے مجھ پر حج فرض ہے مگر میرے ابو مجھے حج

نہیں کروا رہے، فرماتے ہیں:

”حضرت صاحب سے تعلق قائم کرنے سے پہلے ہم لوگوں میں

آخرت کی فکر نہیں تھی، ہم زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے، کئی سالوں کی

زکوٰۃ ہمارے ذمہ ہے، اس سے فارغ ہونے کے بعد حج کے لئے

جاسکتے ہیں۔“

اب اس بارہ میں چند سوالات پیش خدمت ہیں:

۱۔ اگر اس عرصہ میں میں مگرئی تو کیا ہوگا؟

۲۔ اگر مجھ پر حج بدل کی وصیت کرنا واجب ہے تو میں ابھی والدین اور بھائی بہن

سب کو وصیت کر دوں، مگر پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد

اگر انہوں نے میری طرف سے حج بدل نہ کرایا تو مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟

۳۔ میرا خیال ہے کہ سب سونا بیچ کر صدقہ کر دوں تاکہ حج کا فرض ذمہ لے کر

مرنے کے عذاب سے بچ جاؤں:

”نہ رہے بانس نہ بچے بانسری۔“

حضرت والا کی اجازت کا انتظار ہے، جو ارشاد ہوگا اس کی تعمیل کروں گی،

دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۱۹۲) حضرت والا کے مواعظ دن بھر پڑھتا اور لوگوں کو سنا تا رہتا ہوں، جہاں

بھی اور جس مجلس میں بھی ہوتا ہوں حضرت والا کے مواعظ ہی میرا موضوع ہوتے

ہیں، حضرت والا کی تعلیمات ذہن پر بہت اچھی طرح منقش ہو گئی ہیں۔
دنیا کے معاملات میں والد صاحب کی ہر صحیح یا غلط بات مان لیتا ہوں مگر
دین کی بات جو حضرت والا سے سنی ہو والد صاحب کو نرمی سے سمجھاتا رہتا ہوں۔
میرے بھائی..... حج کے لئے جا رہے تھے، بینک والوں نے ان کو
دو عورتوں کا محرم لکھوا دیا تھا، اگرچہ وہ بوڑھی تھیں۔ اس موضوع پر حضرت والا کا
کبھی کوئی بیان نہیں سنا تھا اس لئے کچھ فکر نہ ہوئی، کارروائی کی تکمیل کو چھ ماہ گزر
گئے، حضرت والا کی مجلس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بات دل میں ڈال دی انہوں
نے فون پر حضرت والا سے مسئلہ دریافت کیا، آپ نے منع فرما دیا، فون پر تسلی نہ ہوئی
تو مفصل خط لکھا۔ خط کے جواب میں بھی حضرت والا نے بہت سختی سے منع فرمایا۔
جواب پڑھ کر بھائی کا رنگ پیلا پڑ گیا، مجھے بھی بہت فکر ہوئی کہ یہ کیا ہو گیا؟
اب تو بہت بڑا مسئلہ بن گیا، ہماری تو رقم بھی ضائع، یہ تو:

”نیکي برباد گناہ لازم“

والی مثال بن گئی، میں نے فوراً بینک کے مینجر کو فون کیا اور کہا:

”آپ نے بہت بڑا ظلم کیا، سخت گناہ کا کام کیا، ہمارے

بھائی کو دو عورتوں کا محرم لکھوا دیا، ہم ان عورتوں کو قطعاً نہیں لے

جائیں گے، ان کے رشتہ داروں سے ہماری ملاقات کرائیں۔“

مینجر صاحب بار بار کہتے رہے:

”یہ گناہ نہیں یہ تو نیکي ہے، آپ بوڑھی عورتوں کو ساتھ لے

جائیں، اب اگر وہ سنیں گی کہ وہ نہیں جاسکتیں تو ان کی نیندیں حرام

ہو جائیں گی، آپ ایسا نہ کریں، یہ بہت بڑی نیکي ہے۔“

میں گناہ بتاتا رہا وہ نیکي، بالآخر بینک والوں نے ان دونوں پارٹیوں کو فردا فردا

میرے پاس بھیجا، جو صاحب پہلے تشریف لائے وہ کہنے لگے:

”میں نے علماء سے پوچھا ہے، پچاس سال سے زیادہ عمر کی

عورت غیر محرم کے ساتھ جاسکتی ہے۔“

میں نے کہا:

”وہ کون سے عالم ہیں؟ مجھے ان سے لکھوا کر لادیں۔“

میں نے ان کو ایک کاغذ پر استفتاء لکھ کر دے دیا اور کہا:

”آپ اس کا جواب لائیں، اگر کسی مفتی صاحب نے اس کا

شرعی جواز لکھ دیا تو ہم لے جائیں گے ورنہ ہم خود بھی نہیں جائیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور حضرت والا کی مجلس کی برکت سے میں نے ان کے سامنے

اتنے زوردار انداز سے بیان کیا کہ وہ لا جواب ہو گئے اور ایسے گئے کہ پھر واپس نہ لوٹے۔

پھر دوسری عورت کی طرف سے ان کے صاحبزادہ آئے تو میں نے ان سے

سوال کیا:

”آپ والدہ کو حج پر کیوں بھیج رہے ہیں؟“

وہ خاموش رہے تو میں نے کہا:

”اللہ کی رضا کے لئے بھیج رہے ہو؟“

کہا: ”ہاں۔“

میں نے کہا:

”اگر آپ حج کی بجائے لندن، امریکہ وغیرہ پوری دنیا کی سیر

کے لئے بھیجتے تو اس سے بہت کم مصارف میں کام بن جاتا،

لیکن اللہ کو راضی کرنے اور ساری عمر کی غلطیاں معاف کرانے کے

لئے بھیج رہے ہو تو سوچئے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہونے کی بجائے اور

زیادہ ناراض ہو جائے تو بھی غلط ہوگا یا نہیں؟

اس نے کہا: ”ہاں! پھر تو غلط ہوگا“
میں نے کہا:

”ہم نے علماء سے تحقیق کی ہے، عورت کے لئے غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے، آپ بھی علماء سے تحقیق کر لیں، اگر کوئی عالم جائز بتائے تو اس سے لکھو اگر لائیں، ہم لے جائیں گے ورنہ آپ کے لئے ہم اپنا حج خراب نہیں کر سکتے، ہم قطعاً نہیں لے جائیں گے، آپ اپنی والدہ کا انتظام کریں، شاید ہم اسی وجہ سے حج کو ہی نہ جائیں، اللہ تعالیٰ آئندہ لے جائے گا۔“

وہ لا جواب ہو کر دم دبا کر چلے گئے، اللہ تعالیٰ نے عجیب طریقہ سے یوں مدد فرمائی:

”بھائی صاحب روانگی سے چار روز قبل سخت بیمار ہو گئے، پیٹ میں شدید درد، دو راتیں سو نہ سکے، مجبوراً ہسپتال میں داخل کرانا پڑا، ۲ جولائی کو بھائی کی پرواز تھی اور وہ ہسپتال میں تھے۔“
اللہ تعالیٰ نے اس طرح نجات دلائی اور ایسی مدد فرمائی:

”ظاہری رحمت رحمت بن گئی۔“

اب بھائی ۳ ذی الحجہ = ۷ جولائی کو اکیلے جا رہے ہیں۔

حضرت والا کی طرف سے تنبیہ کا مضمون پڑھ کر میں بھی اور بھائی بھی سخت پریشان تھے، مجھے تو اپنے متعلق وہی اسکول کے بچوں کی کتاب والا شعر یاد آ رہا تھا جو حضرت والا وعظ میں سنایا کرتے ہیں۔

نام پہ تیرے جان فدا ہو کام نہ تیرا اک بھی ادا ہو

اور اس مولوی صاحب والا قصہ اپنے اوپر پورا منطبق نظر آ رہا تھا جس نے برادری کو خوش کرنے کے لئے چالیسواں کر کے مالک کو ناراض کیا، جس کی تفصیل وعظ ”بدعات مروجہ“ میں ہے، ہمارے حالات بھی کچھ اسی طرح کے تھے۔
والد صاحب سعودیہ میں بھائی کے انتظار میں، انہیں یہ سب باتیں سمجھانا بہت مشکل، مزید بریں انہوں نے بھائی کے لئے پانچ ہزار ریال کا کمرالے رکھا تھا، اگر بھائی نہ جاتے تو یہ بھی بہت بڑا مسئلہ تھا۔

اگرچہ حضرت والا کی مجلس کی برکت سے حُب مال کا پورا نہیں لیکن کافی حد تک علاج ہو چکا ہے، اس لئے ہمیں تو پانچ ہزار ریال کی فکر نہیں، لیکن جسے حضرت اقدس سے محبت الہیہ اور فکر آخرت کا مصالحہ نہ لگا ہو اس کے لئے تو بہت بڑی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی مجلس کی برکت سے خوب ہمت اور مدد فرمائی، ایسا مصالحہ لگا ہوا ہے کہ گناہ کو دیکھ کر خاموش نہیں رہا جاتا، جیسے بھی ممکن ہو نرمی یا سختی سے منع کرتا ہوں، خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامت، ترقی اور قبول سے نوازیں۔

★ ★ ★ ★ ★

تحریر بالا میں مندرج شعر دراصل یوں ہے:

نام پہ تیرے جان فدا ہو کوئی نہ دل میں تیرے سوا ہو
کسی بچہ کی اسکول کی کتاب میں اس شعر پر حضرت والا کی نظر پڑ گئی تو آپ نے حسب معمول اس دور کے مسلمانوں بالخصوص اسکولوں کا بچوں میں پڑھنے پڑھانے والوں کے حالات اور ان کے قول و عمل میں تضاد پر بیان فرماتے ہوئے اس شعر میں حالات حاضرہ کے مطابق یوں پیوند لگایا:

نام پہ تیرے جان فدا ہو کام نہ تیرا اک بھی ادا ہو
آج کے مسلمان کے قول و عمل کی کیسی بہترین ترجمانی ہے، ایسے حالات
کے بارہ میں حضرت والاؒ شیعری بہت پڑھتے ہیں؛
ہم فراقِ یار میں گھل گھل کے ہاتھی ہو گئے
اتنے گھلے اتنے گھلے رستم کے ساتھی ہو گئے

(۱۹۳) حضرت والا کا وعظ ”شرعی پردہ“ پڑھنے سے دل میں اس کی فکر پیدا
ہوئی، ساتھ ہی نماز وغیرہ کی پابندی اور دین کی باتیں پڑھنے سننے کا شوق بڑھا،
اب تک چار دفعہ حضرت والا کے وعظ میں حاضر ہو سکی ہوں، اللہ تعالیٰ کے فضل
و کرم، حضرت والا کی مجلس میں حاضری اور مواعظ پڑھنے سے مندرجہ ذیل گناہوں
سے توبہ کی توفیق ہوئی:

۱۔ گانے سننے کا بہت شوق تھا، اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی رغبت
نہیں رہی بلکہ نفرت ہو گئی ہے، کہیں دور سے آواز آئے تو بھی تکلیف
محسوس ہوتی ہے۔

۲۔ فوٹو کھینچنا، مجلس میں پہلی ہی حاضری کے بعد گھر میں اپنے اور رشتہ داروں
کے جتنے فوٹو تھے، گھر پہنچتے ہی جلا دیئے۔

۳۔ بے پردگی، دو دفعہ مجلس میں حاضری کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے
شرعی پردہ کرنے کا فیصلہ کر لیا، اللہ تعالیٰ نے زبردست مدد فرمائی، تمام
”زادوں“ سے بھی مکمل پردہ کر لیا، دیور گھر سے یہاں آ گیا ہے، الحمد للہ!
اس سے بھی پردہ کرنے کے بعد کافی اطمینان نصیب ہوا۔

۴۔ اپنی پڑوسی عورت سے فضول محفل کرنے کی عادت تھی جو ختم ہو گئی ہے۔
۵۔ غیبت کرنے اور سننے کی عادت میں اسی فیصد کمی ہو گئی ہے۔

۶۔ مال کی حرص بہت زیادہ تھی، الحمد للہ اب بہت کم رہ گئی ہے۔
۷۔ رسالے اور اخبار پڑھنے کا شوق ختم ہو گیا ہے، دینی کتابیں بالخصوص حضرت
والا کے مواعظ پڑھنے کا شوق بڑھ گیا ہے۔

(۱۹۴) میں گھر گیا تو الحمد للہ! حضرت والا کی صحبت کی برکت سے اپنے گھر سے
سب منکرات نکلوادیئے، مثلاً:

۱۔ تین سو سے زیادہ فوٹو تھے سب جلا دیئے، والد صاحب کے ہاتھ سے خاکستر
کروائے، میں نے عرض کیا کہ ان کو آپ خود جلائیں، انہوں نے اپنے ہاتھ
سے آگ میں ڈالے۔

۲۔ ٹی بی کو بھی ضائع کر دیا۔

۳۔ تقریباً پچاس کیسٹیں گانوں کی تھیں، سب صاف کر دیں۔

۴۔ دو کیمے ضائع کر دیئے۔

۵۔ بہت سے لوگوں نے پوری ڈاڑھی رکھ لی۔

حضرت والا کی ہدایت کے مطابق تبلیغ اس طرح کرتا تھا کہ جس سے قبول
کی توقع ہو اسے کہتا تھا ورنہ خاموش رہتا۔

آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و اسعہ سے ہمیں
تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے بچالے، شیطان کے شر سے حفاظت فرمائے،
اپنے دین کی خدمت لے لے۔

(۱۹۵) میرے ذمہ گزشتہ کئی سالوں کی نمازیں باقی ہیں، میں روزانہ صبح تین بجے
اٹھتا ہوں اور قضا، نمازیں پڑھتا ہوں پھر سارا دن جیسے جیسے وقت ملتا ہے قضا
نمازیں پڑھتا رہتا ہوں، اس طرح پورے دن میں پانچ دنوں کی نمازیں پڑھ لیتا ہوں۔
اسی طرح روزے بھی میرے ذمہ بہت باقی ہیں، گزشتہ دو ماہ میں صرف

تین روزے چھوٹے ہیں، یعنی تقریباً روزانہ روزہ رکھتا ہوں، امید ہے رمضان سے پہلے ہی گزشتہ سب روزے رکھ لوں گا، ان شاء اللہ۔

زکوٰۃ بھی پچھلے سالوں کی میرے ذمہ باقی ہے، میں نے تمام گزشتہ سالوں کا حساب لگایا ہوا ہے، اس سال کی زکوٰۃ ادا کر کے پچھلے سالوں کی بھی ادا کر رہا ہوں۔ صبح دفتر جاتے وقت تسبیحات گاڑی میں پڑھتا رہتا ہوں، دوپہر کو واپسی پر بھی پڑھتا ہوں، اس طرح دوپہر تک یا عصر کے بعد حضرت والا کا بیان سن کر گھر واپسی تک تمام تسبیحات ختم ہو جاتی ہیں۔

عشاء کی نماز کے بعد ”بہشتی زیور“ پڑھتا ہوں اور پانچ چھ صفحات پڑھ کر پھر ”الابقاء“ پڑھتا ہوں، ”الابقاء“ ایک دفعہ شروع کروں تو چھوڑنے کو دل ہی نہیں چاہتا جب تک کہ پورا ختم نہ ہو جائے۔ میں نے گزشتہ بیس سالوں کے ”الابقاء“ خرید کر رکھے ہیں اور پڑھتا رہتا ہوں۔ حضرت والا کے تمام مواعظ کو ایک جلد کر کے سونے رکھا ہوا ہے، بہت شوق سے پڑھتا ہوں جس سے بہت نفع ہو رہا ہے۔

حقوق العباد کا بہت خیال رکھتا ہوں، اگر مجھ سے کسی ملازم کے ساتھ بھی زیادتی ہو جائے تو فوراً معافی مانگ لیتا ہوں۔

مراقبہ موت کے وقت بہت پریشانی لاحق ہوتی ہے، کیونکہ سوچتا ہوں کہ نہ تو میری نمازیں پوری ہیں نہ زکوٰۃ پوری ادا کی ہے نہ روزے پورے ہیں، کوئی حق بھی صحیح طریقہ سے ادا نہیں کیا بلکہ ادا کیا ہی نہیں، آج اگر مر جاؤں تو کس منہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاؤں گا، سوائے شرمندگی اور شیمانی کے کچھ بھی میرے پاس نہیں۔

میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! کم از کم اتنی مہلت دے دے کہ تمام حقوق تو ادا کر سکوں، حضرت والا سے بھی دُعا کی درخواست ہے۔

(۱۹۶) اپنے معمولات باقاعدگی سے ادا کر رہی ہوں، اگر کسی وجہ سے دیر ہو جائے تو جب تک معمولات مکمل نہ ہوں نیند نہیں آتی۔

میں گھر کا سودا سلف لینے بازار ہینے میں دوبار جاتی تھی مگر اب حضرت والا کے فیض سے جب معلوم ہوا کہ شدید ضرورت کے بغیر گھر سے نکلنا جائز نہیں تو بازار جانا بالکل چھوڑ دیا ہے لکھ کر ڈرائیور کو بھجوا دیتی ہوں جیسا بھی سامان لادے ٹھیک ہے۔ ایک دن چھوڑ کر دو قضا روزے رکھ رہی ہوں، دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطا فرمائیں اور میرا یہ فرض جلد از جلد ادا ہو جائے۔

روزانہ ایک دن کی قضا نمازیں پڑھ رہی ہوں یہ بہت کم ہے اس رفتار سے تو کئی سال لگ جائیں گے، یہ سوچ کر بہت ڈر لگتا ہے کہ نہ جانے اتنی عمر بھی ہے کہ نہیں، مگر زیادہ پڑھنے کی ہمت نہیں ہوتی، آپ میرے لئے دُعا فرمائیں۔

اپنی بہنوں کو پردہ کا بہت کہتی ہوں، کبھی اللہ کے غضب سے ڈراتی اور کبھی اس کی عنایات کا ذکر کرتی ہوں، سب میری باتوں کو مانتے تو ہیں مگر عمل نہیں کرتے، اللہ کے فضل سے نمازیں تو تقریباً سب پڑھنے لگے ہیں۔ آپ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے والدین اور خاندان کو جہنم کی آگ سے بچائے۔

(۱۹۷) حضرت صاحب! میں اپنے حالات اور ظاہری و باطنی گناہوں کا محاسبہ کرتی ہوں تو کوئی گناہ سمجھ میں نہیں آتا، کیا میں بہت گنہگار ہوں کہ محاسبہ میں خوب سوچنے کے باوجود بھی مجھے اپنے کسی گناہ کا پتا ہی نہیں چلتا۔

حضرت صاحب! آپ میرے لئے دُعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ جیسی گنہگار کی جان آسانی سے نکالے، عذاب قبر سے بچائے، مجھے بلا حساب جنت میں داخل کر دے، دوزخ کی ہوا بھی نہ لگے۔

حضرت صاحب! میں سوچتی ہوں کہ قبر میں فرشتہ کو کیا جواب دوں گی؟ تو کچھ بھی مجھ میں نہیں آتا سوائے اس کے:

”میں حضرت صاحب کی مریدنی ہوں۔“

حضرت صاحب! آپ مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں، ضرور! ضرور! ضرور!! شاید آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ مجھ غریب، مسکین، بے وقوف، جاہل کو بخش دے۔

★ ★ ★ ★ ★

اوپر چن بچی کے حالات کا پرچہ نقل کیا گیا ہے اس کی عمر ابھی صرف بارہ سال ہے، یہ عمر اور فکر آخرت بوڑھوں سے بھی ہزاروں گنا بڑھ کر، اللہ تعالیٰ سب کو اس سعادت سے نوازیں۔

نمبر ۱۹۵ تا نمبر ۱۹۷ میں جو حالات لکھے گئے ہیں وہ ایک ہی گھرانے کے تین افراد کے ہیں، اس پورے گھرانے میں بالغ افراد صرف یہی تین ہیں۔ میاں، بیوی اور بڑی بیٹی، چھوٹے بچے بھی جذبات دینیہ سے سرشار ہیں۔ والدین نے سب بچوں کو اسکول سے نکال کر علم دین میں لگا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کا فیض دائم و قائم رکھیں اور اس سے امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔

(۱۹۸) میری ایک ہمیشہ راولپنڈی سے شادی کی ایک تقریب میں اپنے محرم رشتہ داروں کے ساتھ کراچی آئیں، انہوں نے یہاں والدین کے پاس چند دن ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی، میں نے کہا:

”اس وقت یہ سب رشتہ دار جا رہے ہیں، بعد میں آپ کیسے

جائیں گی؟
کہنے لگیں:

”مجھے ریل گاڑی پر سوار کر دینا میں اکیلی چلی جاؤں گی“ میں نے کہا:

”یہ تو گناہ ہے، میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔“

ہمیشہ بھی اور والدین بھی کہنے لگے:

”کوئی گناہ نہیں، اور اگر گناہ ہے بھی تو ہم پر ہے۔“

میں نے ان سے کہا:

”پہلے میں بھی اسے گناہ نہیں سمجھتا تھا، چنانچہ ایک بار میں والدہ صاحبہ کو عمرہ کے لئے لے گیا، واپسی پر وہ اکیلی آئیں، ہم گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے تھے، یہ تو حضرت والا کی مجلس کا اثر ہے کہ گناہ کو گناہ سمجھنے لگے، دنیا کی تکلیف آخرت کے مقابلہ میں بہت آسان ہے، میں خود ہمیشہ کو راولپنڈی چھوڑ آتا ہوں۔“

لیکن والد صاحب بضد رہے اور یہی کہتے رہے:

”تم ان کو ٹکٹ لے کر ریل میں سوار کر دو، تمہیں جانے کی اجازت نہیں۔“

میں نے کہا:

”ٹکٹ تو درکنار میں تو اسٹیشن تک بھی جانے کو تیار نہیں، میں اتنا بہادر نہیں کہ کوئی ناجائز کام کر کے اپنے مالک حقیقی کی ناراضگی تحمل کر سکوں، جبکہ اشاعت دین کی خاطر بھی کسی ناجائز کا ارتکاب جائز نہیں۔“

بالآخر والد صاحب مجبور ہو گئے، مجھے اجازت دے دی، میں ہمیشہ کو لے کر اسٹیشن پہنچا، گاڑی ابھی پلیٹ فارم پر نہ لگی تھی، گاڑی کے انتظار میں ہزاروں

لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے، اچانک میرے سامنے سے ایک عورت مزین حالت میں گزری، اسے دیکھتے ہی میری آنکھیں از خود بند ہو گئیں۔

یہ نعمت زندگی میں پہلی بار اللہ تعالیٰ کے ایک حکم پر ذرا سی پابندی اور استقامت کی بدولت نصیب ہوئی، یہ سب کچھ حضرت والا کی مجالس کے مصالحہ کا اثر ہے ورنہ میں تو وہی کمہار کا گدھا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی برکت سے ایسی فہم عطا فرمائی کہ گناہ کو گناہ سمجھنے لگا، اس فہم پر بہت مسرت ہوئی۔

حضرت والا کے وعظ ”حفاظتِ نظر“ میں پڑھا ہے :

”اللہ تعالیٰ نے انسان کی پلکوں میں قدرتی اسپرنگ لگا رکھے ہیں، لیکن لوگوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر غیر صورتوں کو دیکھ دیکھ کر ان اسپرنگوں کو ڈھیلا کر دیا ہے بلکہ توڑ دیا ہے، اب بھی کسی اسپیشلسٹ سے ٹھیک کرالو۔“

اب یہ حقیقت سمجھ میں آئی، واقعہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہوا کہ مجھے ماہر اسپیشلسٹ کے پاس پہنچا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اُس وقت ایمان کی عجیب حلاوت نصیب فرمائی، ایسی حلاوت کہ اس کے بیان سے زبان و قلم قاصر ہیں۔

میری توجہ ایک دم اپنے مالکِ حقیقی کے ساتھ لگ گئی، پلیٹ فارم پر سب لوگ ہزاروں کی تعداد میں ایک دوسرے سے ہمکلام تھے لیکن بندہ اپنے مالکِ حقیقی کے ساتھ یوں ہمکلام تھا :

”اے اللہ! گناہوں کے اس ماحول اور بُرے معاشرے سے بچنا تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں، اے اللہ! تو ہی ہماری ہر طرح سے مدد فرما۔“

میں اتنا خوش تھا کہ ایک ایک سانس میں کئی کئی بار حضرت والا کے لئے چُھا کر رہا تھا اور اپنے مالکِ حقیقی سے کہہ رہا تھا :

”اے اللہ! آج تو تو نے بندہ پر مہربانیوں کی بارش ہی برسا دی۔“

بندہ سفر میں ”انوار الرشید“ بھی مطالعہ کے لئے ساتھ لے گیا تھا، گاڑی میں سوار ہوتے ہی پڑھنا شروع کر دی، اللہ تعالیٰ نے صرف ایک گناہ چھوٹنے کی برکت سے ایمان کی حلاوت کے علاوہ ”انوار الرشید“ کے وہ انوار و اسرار بندہ پر کھولے جو اس سے پہلے حاصل نہ تھے، حالانکہ بندہ روزانہ ”انوار الرشید“ کا کچھ حصہ پڑھتا تھا۔

ہمیشہ کو راولپنڈی چھوڑ کر فوراً دوسری گاڑی میں واپس روانہ ہوا، آمدورفت میں تقریباً ساٹھ گھنٹے مسلسل سفر کیا لیکن محبوبِ حقیقی کی محبت کی چاشنی وستی کا کرشمہ ہے کہ مجھے تھکاوٹ کا ذرا بھی احساس نہ ہوا۔ پورے سفر میں ”انوار الرشید“ سے انوار حاصل کرتا رہا، اللہ تعالیٰ نے بندہ پر ایسے ایسے رموز کھولے جو پہلے کبھی خیال میں بھی نہ آتے تھے، پوری کتاب میں خاص خاص مقامات پر نشانات لگاتا رہا۔

اب جب سے واپسی ہوئی ہے ”نسخہ اصلاح“ کے یہ اشعار اکثر زبان پر جاری رہتے ہیں :

نہ ہرگز کبھی تجھ پہ غفلت ہو طاری
وگرنہ رہے گا تو عاری کا عاری
ہوا اُس سے غافل تو لے دل سمجھ لے
ہے دنیا میں ذلت تو عقبی میں خواری
کہیں کا نہ چھوڑا ہوئی جب سے اُلفت
تمہاری ہماری ہماری تمہاری

نہیں بلکہ یہ بھی تری ہی عطا ہے

خوش دُرد از تو کہ تمہیں اراداری

اللہ تعالیٰ حضرت والا کی خدماتِ دینیہ کو قبول فرمائیں اور اُمّتِ مسلمہ کی رہنمائی کے لئے حضرت والا کا سایہ قائم و دائم رکھیں۔ آمین۔
آخر میں اپنے لئے، اپنے اہل و عیال اور تمام احباب کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۱۹۹) ہم نے اپنے ماموں کی کمائی کے بارہ میں حضرت والا سے پوچھا تو آپ نے ناجائز بتایا، اس لئے ہم تینوں بہنوں نے ان کے بیٹے اور بیٹی کی شادی میں شریک ہونے سے انکار کر دیا، ہمارے والد صاحب اور دوسرے رشتہ دار بہت برہم ہوئے، یہ بات ہمارے ہاں کوئی ماننے کو تیار ہی نہیں کہ ان کی کمائی حرام ہے والد صاحب نے خوب سنائیں کہ کون مولوی ایسا کہتا ہے؟ اپنے ایک جاننے والے کو لے کر آئے اور کہا: ”یہ آپ کو سمجھائیں گے۔“

ان محترم نے فرمایا:

”اللہ کے بندوں سے قطع تعلق نہیں کرنا چاہئے، آپ کے ماموں کی کمائی کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا، یہاں اگر مولوی بنے تو آپ ایک طرف ہو کر بیٹھ جائیں، تصویریں نہ کھنچوائیں، ایسی احتیاط صرف متقی لوگ ہی کرتے ہیں، ہمارا یہ کام نہیں، دنیا میں رہنا ہے تو کچھ دنیا داری بھی نہ بھانی ہوگی۔“

انہوں نے ہمیں سمجھانے کی بہت کوشش کی، ہم نے ان کو پرچیں لکھ کر بھیجا:

”آپ اس مسئلہ کے بارہ میں مفتیوں سے بات کریں۔“

انہوں نے کہا:

”ارے آج کل کے مفتی ایسے ہی ہوتے ہیں، انہیں کسی بات

کا علم نہیں ہوتا، ایسے ہی فتویٰ لکھ دیتے ہیں۔“

انہوں نے اور والد صاحب نے بہت کچھ کہا لیکن ہم اپنی بات پر خاموشی سے جمے رہے، ایک کان سے سنا دوسرے کان سے اڑا دیا، پھر ہم نے والد صاحب سے کہا:

”اگر حضرت والا سے فتویٰ لکھوا کر لے آئیں کہ ان کی کمائی حلال

ہے اور ایسی شادیوں میں جانا بھی جائز ہے تو پھر ہم ماموں کے گھر کا

کھانا بھی کھائیں گے اور شادیوں میں بھی چلے جائیں گے۔ ہم صرف

حضرت والا ہی کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔“

تمام واہیاتِ رسموں کے ساتھ شادی ہو گئی۔ لیکن اس گھر کا کیا حال ہوا؟ عین ولیمہ کے دن وہیں اس مکان میں ماموں کے چچا کا انتقال ہو گیا، ان کے گھر والے ماموں سے خوب لڑے کہ یہ شادی کیسی منحوس ہے اور دہن بھی۔

اسی دن ماموں کے بیٹے کا آپریشن بھی تھا اور وہ ہسپتال میں تھا۔

دوسرا قصہ یہ پیش آیا کہ والد صاحب نے اس سال بھی گیارھویں کی اور ہم تینوں بہنیں گھر میں ہوتے ہوئے بھی گیارھویں میں شریک نہیں ہوئیں جس سے تمام مہمانوں کو بڑی آگ لگی، کہنے لگے:

”یہ کیسے میزبان ہیں کہ ہمیں بلا کر خود غائب“

ہم نے کہا:

”ہم نے تو آپ کو دعوت نہیں دی، جنہوں نے دعوت دی

ہے وہ آپ کی میزبانی بھی کر رہے ہیں، اس دعوت سے ہمارا کوئی

تعلق نہیں۔“

جب سب مہمان چلے گئے تو والد صاحب نے ہماری خوب خبر لی کہنے لگے،
”گیا رھواں سپارہ پڑھو، اس میں اولیاء اللہ کا ذکر ہے تم کیا رھو
نہیں مانتیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کیا رھواں پارہ نہیں مانتیں،
ہمیں جو مولوی وعظ دینے آئے تھے انہوں نے کیا رھویں کی بڑی
فضیلت بتائی تھی، کیا تم لوگوں کا علم ان سے بڑھ کر ہے؟“
ہم نے صرف اتنا کہا:

”آپ اس معاملہ میں بات کرنا چاہتے ہیں تو کسی صحیح عالم سے کریں۔“
بہر حال ہم نے خوب کڑوی کسلی باتیں سنیں، ہم یہ سوچ کر خاموش رہے کہ والد
ہے کچھ نہ کہنا ہی بہتر ہے، ہاں جتنا سمجھنا مناسب تھا سمجھا دیا، آگے اللہ مالک
ہے، آپ دُعا فرمائیں۔

میرے دو رشتے آئے ہوئے ہیں:
ایک لڑکا مالدار ہے، کنوارا ہے مگر شریعت کا پابند نہیں، انہیں میری شرعی
پابندی پر کوئی اعتراض بھی نہیں۔

دوسرا لڑکا شریعت کا پابند ہے مگر غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور
شادی شدہ ہے، بیوی کو اس لئے طلاق دینا چاہتا ہے کہ وہ اپنے خالو سے پردہ نہیں
کرتی۔

میں یہیں شادی کرنا چاہتی ہوں مگر والد صاحب مالدار لڑکے سے کرنا چاہتے
ہیں، میں نے کہہ دیا ہے:

”میں کسی ایسے شخص سے شادی نہیں کر سکتی جو مکمل طور پر
شریعت کا پابند نہ ہو۔“

یہ سب کچھ حضرت والاک برکت ہے، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمیشہ ہمارے

سروں پر قائم رکھے۔

حضرت والا سے اپنے لئے اور والدین کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔
(۲۰۰) بندہ کی بیوی راولپنڈی اپنے والدین کے ہاں گئی، اس نے سختی سے کہا:
”ٹی وی دیکھنا حرام ہے، اسے فوراً بند کرو ورنہ میں یہاں نہیں
رکوں گی۔“

اور اپنے بھائیوں سے کہا:

”اللہ کی بغاوت چھوڑ دو، ڈارھی نہ منڈواؤ۔“

بھائیوں سے بھی پردہ کا کہا، حضرت والا کے مواعظ ساتھ لے گئی تھی وہ بھی
ان کو سناتی رہی۔

بندہ کا چھوٹا لڑکا..... جس کی عمر چھ سال ہے اس نے اپنے ماموں کی
گود میں بیٹھ کر کہا:

”اللہ کی بغاوت چھوڑ دو۔“

بچہ کے نانا کی تصویر ان کے گھر لٹکی ہوئی تھی، بچہ کی نظر پڑی تو اپنے ماموں
اور نانی سے کہا:

”اس بڑے بت کو کیوں لگا رکھا ہے؟ اسے ہٹاؤ۔“

حضرت والا کی مجلس میں چند دن بیٹھنے والے پر حجت دینیہ ایسی غالب
آجاتی ہے کہ وہ گناہ کو دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا، ہاتھ سے نہ روک سکے تو چہرہ پر
تغیر لازماً نمایاں ظاہر ہوتا ہے۔

بندہ رائیونڈ تبلیغی اجتماع سے واپسی پر ملتان اترا، وہاں کے ایک دوست
مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں، بندہ نے ان کو حضرت والا کے مواعظ مکہ مکرمہ پہنچائے
تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دی، پاکستان پہنچتے ہی انہوں نے مکمل شرعی پردہ

کا اہتمام شروع کر دیا، تمام رشتہ دار سخت ناراض۔

اب وہ مجھے ان سب رشتہ داروں کے پاس فردا فردا لے گئے، بندہ نے حضرت والا کے مواعظ پڑھ کر سنائے، خاص طور پر وعظ ”شرعی پردہ“ بہت زور دے کر بار بار سنایا، اللہ تعالیٰ نے سب کے دلوں میں بات اتار دی۔ سب حیران تھے کہ ایسی باتیں جو حضرت والا کے مواعظ میں بہت وضاحت سے ہیں، ہم نے کبھی کسی عالم سے سنی ہی نہیں۔

بندہ کے لئے اور تمام اہل خانہ، سب بہن بھائیوں، دوست احباب سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(۳۰) ہمارا خاندان علما، و مشائخ کا خاندان ہے اس کے باوجود شرعی پردہ کی خلاف ورزی، شادی غمی کے مواقع میں جاہلانہ بلکہ ہندوانہ رسوم کی فرائض کی طرح پابندی جیسے کبیرہ گناہوں میں مبتلا تھا۔ علاوہ ازیں معاشرہ کے دیگر منکرات سے بھی کوئی اجتناب نہیں تھا، میرے اور میرے خاندان کی خوش قسمتی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی خدمت اقدس میں پہنچا دیا ہے

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است

افتم پپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

بوسہ ہزار بار زخم دست خویش را

کو دامن گرفتہ بسویم کشیدہ است

حضرت اقدس پر اللہ تعالیٰ کی ہر لمحہ اربوں کھربوں نجاتیں نازل ہوں کہ آپ کی دعاؤں، توجہات، مواعظ و ارشادات سے ہمارے خاندان میں عظیم انقلاب آیا اور بحمد اللہ تعالیٰ اب یہ خاندان اس قابل ہے کہ اسے خاندانِ علم و عمل کہا جائے، اس انقلابِ عظیم کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱۔ والدہ صاحبہ ہمشیرہ، اہلیہ اور تینوں بھائیوں نے شرعی پردہ کر لیا ہے جبکہ ظاہری حالات سے اس کی قطعاً کوئی امید نہیں تھی، یہ حضرت والا کی کرامت اور اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں تو کیا ہے کہ گھر میں چھ خواتین ہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ سب ہی شرعی پردہ کی پابند ہے

دکھا اے معترض دنیا میں صیقل گر کوئی ان سا

سراپا غرقِ ظلمت کو سراپا نور کرتے ہیں

۲۔ ایک انتہائی جاہلانہ بلکہ خالص ہندوانہ رسم یہ تھی کہ بہو اپنے خسر سے پردہ کرتی تھی، ادھر دیوروں سے نہ صرف بے پردگی بلکہ انتہائی بے حیائی، ہنسی، دل لگی اور بہت فحش قسم کے مذاق۔

حضرت والا کی خدمت بابرکت میں حاضری سے ایسا مصالحہ لگا کہ اس منکر کو مٹانے کی فکر دامن گیر ہو گئی، حضرت اقدس کی دعاؤں اور توجہات کی بدولت اس رسم بد اور بے پردگی و بے حیائی کا بالکل خاتمہ ہو گیا، والحمد للہ علیٰ ذلک۔

۳۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے کو سلام کہنا بہت معیوب سمجھا جاتا تھا، اب حضرت والا کے تعلق کی برکت سے یہ رسم قبیح و شنیع بھی خاک میں مل گئی۔

۴۔ عید الاضحیٰ کی تعطیلات پر گھر جا کر معلوم ہوا کہ چھوٹے بھائی کی شادی تیار ہے خوشی ہوئی کہ الحمد للہ! بدوں حرج اوقات شرکت ہو رہی ہے لیکن دوسرے روز پتا چلا کہ شادی پر خاندانی رواج کے مطابق اچھا خاصا اجتماع ہو رہا ہے، دور دور سے رشتہ دار جمع ہو رہے ہیں، بہت بھاری تعداد میں بارات لے جانے کا منصوبہ ہے، بلکہ بارات وغیرہ کے سب انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ حضرت والا سے سنا ہوا تھا:

”اس قسم کے اجتماعات بہر حال منکرات سے خالی نہیں ہوتے۔“
چنانچہ بارات کا قصہ تو سارا ہی قرض لے کر کیا گیا تھا، اس لئے بندہ
نے والد صاحب سے عرض کیا:

”یہ رسوم تو ویسے ہی ناجائز ہیں، پھر ہمارا خاندان علماء کا خاندان
ہے ع

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی؟

ہم دوسروں کو منکرات سے کس منہ سے روکیں گے؟ اجتماع
اور بارات کا قصہ ختم کر دیں ورنہ میں ابھی جامعہ جارہا ہوں۔“

والد صاحب بہت سخت ناراض ہوئے، بہت سخت سست کہا
بہت سنائیں، کہنے لگے:

”خوشی میں غمی کر رہے ہو، اب بارات وغیرہ پر سب خرچ کر
چکا ہوں جس سے بچنے کی اب کوئی صورت نہیں، ہاں آئندہ ہرگز ایسا
نہ ہوگا، بہر حال اس بارات میں تمہیں شریک ہونا پڑے گا۔“

بندہ نے صاف صاف عرض کر دیا:

”مجھ سے ایسی توقع قطعاً نہ رکھیں، میں نے علم اس لئے نہیں

پڑھا۔“

یہ کہہ کر جامعہ کے لئے رخصت سفر باندھا، گھر میں اچھا خاصا کھرام رچ
گیا، اس لئے کہ دوسرے ہی روز شادی تھی۔

دولہامیاں نے کہا:

”اگر یہ جاتے ہیں تو میں گھر سے بھاگ جاؤں گا شادی نہیں

کراؤں گا۔“

غرضیکہ سب لوگ چیتے رہ گئے اور بندہ وہاں سے بہت اطمینان کے
ساتھ چلا آیا، اس میں میرے لئے کچھ بھی مجاہدہ نہیں تھا کیونکہ بحمد اللہ تعالیٰ
حضرت اقدس کی صحبت سے شریعت طبعیت ثانیہ بن چکی ہے۔
بوقت رخصت والد صاحب نے فرمایا:

”تمہاری عدم شرکت پر میری ناراضی اوپر اوپر سے تھی، حقیقت

یہ ہے کہ میں تمہارے اس عمل سے بہت زیادہ خوش ہوا ہوں، دین
کا تقاضا یہی تھا اور ایسے ہی مواقع میں دینداری کا پتا چلتا ہے، تم
نے دنیا پر دین کو ترجیح دے کر میری آنکھیں ٹھنڈی کر دیں، تمہارے
دوسرے بھائیوں سے میں اس موقع پر بظاہر خوش نظر آتا ہوں مگر دل
سے خوش نہیں ہوں اس لئے کہ انہوں نے دین کی پروا نہ کی۔

اس وقت بارات کے چکر میں اس طرح پھنس چکا ہوں کہ اس
سے نجات کی کوئی صورت ممکن نہیں، میں تمہارے سامنے اس قصہ
سے توبہ کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کسی بھی شادی میں شریعت
کی خلاف ورزی نہ ہوگی۔“

اس کے بعد ہمیشہ اور ایک بھائی کی شادی ہوئی جو بحمد اللہ تعالیٰ ازاول
تا آخر شریعت کے عین مطابق ہوئی۔

۵۔ ہم دس بھائیوں کی ایک ہی ہمیشہ ہیں جو حضرت والا کے فیض سے بلوغ
سے قبل ہی مکمل شرعی پردہ کی پابند ہیں۔ ہمیشہ کے رشتہ کے لئے گھر میں
مشورہ ہوا، حضرت والا کی برکت سے سب گھر والوں کا فیصلہ تھا:
”رشتہ وہیں کریں گے جہاں شرعی پردہ و دیگر احکام شریعت کی
مکمل پابندی ہوگی۔“

بحمد اللہ تعالیٰ فوراً ایسے لڑکے کے بارہ میں طے ہو گیا جو طالب علم دین ہونے کے ساتھ حضرت والا سے اصلاحی تعلق بھی رکھتا ہے اور ہمارا عزیز بھی۔ اسی وقت چھوٹے بھائی کو لڑکے کے والد کے پاس یہ پیغام دے کر روانہ کر دیا:

”ہمارا رشتہ کا ارادہ ہے، ویسے ملاقات کو بھی زمانہ ہو رہا ہے، اس لئے جس قدر جلدی ہو سکے مع صاحبزادہ تشریف لائیں، رشتہ نہیں تو ملاقات ہی سہی۔“

چونکہ وہ ہم سے تقریباً پانچ سو کلومیٹر دور ہیں، اس لئے وہ دوسرے روز عشاء کی نمازیں پہنچے، سلام کے بعد جیسے ہی ان پر نگاہ پڑی تو چونکہ قرائن قویہ سے یقین تھا کہ وہ ضرور رشتہ کے لئے تیار ہو جائیں گے، اس لئے بندہ نے اسی وقت کھڑے ہو کر اعلان کر دیا:

”شریعت کے مطابق نکاح ہو گا جو احباب شرکت کرنا چاہیں تشریف رکھیں۔“

اعلان سے سب لوگ حیران ہو گئے کہ اچانک کس کا نکاح ہو رہا ہے؟ کچھ لوگوں نے بندہ کے چھوٹے بھائیوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا، پھر تو لوگوں کے تعجب و حیرت کی انتہا نہ رہی۔

نکاح بحمد اللہ تعالیٰ اتنی بے تکلفی اور سادگی سے ہوا کہ اس تقریب میں سوائے والد صاحب کے گھر کے افراد میں سے کوئی بھی شرکت نہیں کر سکا، حتیٰ کہ جو بھائی مہانوں کو لے کر آیا تھا وہ بھی خوش فہمی میں رہ گیا، کیونکہ سب کا خیال تھا:

”اگرچہ شادی شریعت کے مطابق سادگی سے ہوگی تاہم مہانوں

کے آنے کے بعد رشتہ طے ہونے میں دو روز تو لگ ہی جائیں گے، یہ بھی احتمال ہے کہ رشتہ سے انکار ہی ہو جائے۔ بڑے بھائی صاحب جو ماشاء اللہ! عالم دین ہیں اور ایک چچا جو گھر کے بڑے سمجھے جاتے ہیں کسی کام سے گاؤں سے باہر گئے ہوئے تھے، اس لئے وہ بھی شریک نہ ہو سکے۔

حضرت والا کی دُعا، و توجہ کی برکت سے والدہ صاحبہ انتہائی خوشی کی وجہ سے اشکبار تھیں اور بار بار کہہ رہی تھیں:

”اللہ کا کتنا بڑا کرم ہے اور میری بیٹی کتنی خوش نصیب ہے کہ اس کی شادی شریعت کے مطابق ہو رہی ہے۔“

شریعت کی پابندی کی برکت سے رات کے وقت گاؤں کی دوکانوں سے چھوڑے، مٹھائی اور بوتلیں کافی مقدار میں دستیاب ہو گئیں اور شرکاء نکاح نے خوب لطف اٹھائے۔

اس سادگی کا حاضرین مجلس پر اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈالا کہ سب ہی اس مبارک تقریب کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور یوں کہہ رہے تھے:

”اس قدر آسان شادی اور پُر لطف و لذت تقریب ہم نے آج دیکھی ہے، ہم لوگ تو شادیوں سے برباد ہوتے چلے جا رہے ہیں۔“

دوسرے روز رخصتی بھی کر دی، دولہا اور ان کے والد صاحب کے آنے جانے کا کرایہ، مہر کی رقم اور ہمشیرہ کو جس کار پر رخصت کیا اس کے سب مصارف بندہ نے خود اپنی جیب سے ادا کئے، اس لئے اس شادی

میں لڑکے والوں کا اور میرے والدین کا ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہوا۔ یہ توفیق سب حضرت والا کی صحبت اور خصوصی توجہ کا اثر ہے، اللہ عز و جل فرزند گاؤں میں مقیم عزیزوں میں سے کسی کو ایک روز بعد نکاح کی خبر ہوئی کسی کو دو روز بعد۔ جبکہ مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر خاندان کے رواج اور عام عرف کی وجہ سے شادی دھوم دھام سے کرنا بہت ضروری تھا اور اس سادگی میں بہت بڑی ذلت:

۱۔ دس بھائیوں کی ایک ہی بہن کی شادی تھی، چونکہ اس صورت میں فخر و ریاء کا ایک ہی موقع ہوتا ہے اس لئے ایسی شادی نہایت تکلف سے کی جاتی ہے۔

۲۔ سب عزیزوں بالخصوص نخیال کی طرف سے شدید اصرار تھا کہ ہمیں ضرور اطلاع کی جائے، کیونکہ ان کے لئے اپنی نواسی اور بھانجی پر رواج کے مطابق خرچ کرنے کا پہلا موقع بھی یہی تھا اور آخری بھی یہی۔

۳۔ ہمارے دو دھیال نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ اگر شادی میں ہمیں نہ بلایا گیا تو ہم تازندگی ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لیں گے۔

۴۔ چالیس سال کے نیوتے اور دیگر کثیر مقدار میں رکھی چڑھاوے وصول کرنے کا پہلا موقع تھا۔

بحمد اللہ تعالیٰ والد صاحب نے نیوتا وغیرہ سے توبہ کر لی ہے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر اتنے بڑے مال کو ملات ماردی، اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے والد صاحب کو پہلے کی بنسبت مالی فراوانی اور دنیوی عزت اور وجاہت سے خوب نوازا۔

۶۔ ماموں کے لڑکے اور لڑکی کی شادی تھی، خاندانی رسم کے تحت والدہ صاحبہ

کی شرکت فرض سے بھی بڑھ کر تھی، والدہ صاحبہ نے شرکت سے انکار فرمادیا۔ اس کے باوجود ماموں تین سو کاویٹر کے سفر کی مشقت برداشت کر کے والدہ کو لینے آگئے۔

حضرت والا کے تعلق کی برکت سے والدہ صاحبہ نے نہ صرف اس شادی میں شرکت سے انکار کیا بلکہ صاف اعلان کر دیا:

”چونکہ ایسی تقریبات منکرات سے خالی نہیں ہوتیں اس لئے آئندہ میں کسی بھی تقریب میں شریک نہیں ہوں گی، کوئی راضی ہے یا ناراض؟“

۷۔ بندہ کے ایک چھوٹے بھائی تاحال حضرت والا کی زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے ہیں، مواعظ پڑھ کر اور وعظ کی کیسیٹیں سن کر حضرت والا سے محبت بدرجہ عشق ہو گئی ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ منکرات سے بچنے بچانے کا قابل رشک جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔

ایک بار شہر میں بہت بڑا دینی جلسہ تھا، وہاں کے مشہور خطیب بیان کر رہے تھے، ادھر فوٹو شروع ہو گئے۔ بھائی ماشاء اللہ! بھرے مجمع میں کھڑے ہو گئے اور خطیب صاحب کو اس منکر سے روکنے کی طرف متوجہ کیا، مگر انہوں نے دھیان نہیں دیا تو یہ اسٹیج پر پہنچ گئے اور خطیب صاحب کو گریبان سے پکڑ کر منبر سے نیچے اتار دیا اور کہا:

”جب اتنی بڑی لغت سے بھی آپ نہیں روک سکتے تو بیان سے کیا فائدہ؟ آپ کو بیان کرنے کا کوئی حق نہیں۔“

۸۔ والدہ صاحبہ بحمد اللہ تعالیٰ تہجد کی پابند ہو گئی ہیں، فرماتی ہیں:

”تہجد سے سارا دن ایسی خوشی مسلط رہتی ہے جیسے بہت

بڑی دولت مل گئی ہے، جس دن عذر سے ناغہ ہو جاتا ہے تو سارا دن طبیعت ایسی اداس، بے چین اور مردہ سی رہتی ہے کہ کسی چیز میں دل نہیں لگتا۔

یہ حالت حضرت والا سے تعلق کے بعد نصیب ہوئی ہے۔

۹۔ عموماً والدہ صاحبہ اذانِ فجر تک ایک ہزار بار کلمہ طیبہ کا ورد کر لیتی ہیں، دوسرے اوقات میں بھی کثرت سے ذکر اللہ جاری رہتا ہے۔

۱۰۔ ایک بار بندہ نے والدہ صاحبہ کا درج ذیل پیغام حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچایا تھا:

”الحمد للہ! حضرت جی کی برکت سے بے پردگی، غیبت، جھوٹ اور منکرات کی مجلس میں شرکت اور دوسرے بڑے بڑے گناہوں سے بچ گئی ہوں، اس پر میں حضرت جی کے احسانات کا پوری عمر شکر یہ ادا کرتی رہوں تو بھی نہیں ہو سکتا، میرا دل اب بہت خوش ہے کہ حضرت جی کے صدقہ ہمارے دین کے علاوہ دنیا بھی سنور گئی، لیکن ایک پریشانی باقی ہے وہ یہ کہ میری ساری اولاد حافظ، عالم اور مفتی ہو گئی مگر میں خود سولے چند چھوٹی چھوٹی عورتوں کے ناظرہ قرآن مجید کی دولت سے بھی محروم ہوں، اس محرومی کا صدمہ ہر وقت دل و دماغ پر مسلط رہتا ہے اور عمر کے لحاظ سے آئندہ بھی اس دولت کو حاصل کرنے کا کوئی امکان نظر نہیں آ رہا۔“

اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا تھا:

”اللہ کا نام لے کر نورانی قاعدہ شروع کر دو میں دعا کرتا ہوں، اولاً تو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی یہ دولت حاصل ہو جائے گی اور اگر بالفرض

تکمیل سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تو بھی اللہ تعالیٰ کے دفتر میں تکمیل لکھ لی جائے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ تکمیل کا اجر پورا ملے گا بلکہ مزید بریں درجہ شہادت بھی، طلب علم کی حالت میں موت کو حدیث میں ”شہادت“ قرار دیا گیا ہے۔ (التشفیر ص ۲۸۲)۔

بحمد اللہ تعالیٰ حضرت کی توجہ و دعا کی برکت سے والدہ صاحبہ کا نورانی قاعدہ ختم ہو کر پہلے پارہ کا نصف بھی ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضرت والا کی توجہ و دعا کی برکت سے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی قرآن مکمل کر لیں گی۔

۱۱۔ بندہ کا ایک بھائی پڑھائی چھوڑ کر آوارہ ہو گیا تھا، اس کی آوارگی اس حد تک بڑھی کہ والد صاحب کے سامنے بولنے لگا، نماز وغیرہ سے مکمل آزاد، اوباشوں کے ساتھ یارانہ، والدین اس کی اصلاح سے قطعاً ناامید ہو گئے تھے، والدہ صاحبہ نے حضرت والا کی خدمت میں درخواست کی: ”میرا بیٹا آپ کے ہاں ہی درست ہو سکتا ہے، اگر اپنی خدمت میں اسے رہنے کا موقع مرحمت فرمائیں تو ہم سب پر احسان عظیم ہوگا۔“

حضرت والا نے ازراہ شفقت اجازت عطا فرمادی تھی اب بحمد اللہ اس کے حالات حضرت والا کے سامنے ہی ہیں، بحمد اللہ تعالیٰ حضرت والا کی مجلس و توجہ کی برکت سے سب گناہ چھوڑ دیئے، والدین کی خدمت بھی سب سے زیادہ کرتا ہے اور اب والدین اس سے دینی و دنیوی ہر اعتبار سے خوب مطمئن اور خوش ہیں۔

۱۲۔ نمبر ۵، میں جس دینی طالب علم کا تذکرہ ہے وہ بھی میرے بھائی کی طرح

آوارہ تھے، بلکہ دونوں کے درمیان دوستی بھی تھی، آوارگی کی وجہ سے بظاہر ان سے رشتہ کرنے کا کوئی امکان نہیں تھا، لیکن جب بھائی حضرت کے ہاں کچھ وقت گزار کر گھر گئے تو یہ ان کے حالاتِ رفیعہ دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور انہیں بھی حضرت کی زیارت کا شوق اٹھا، دوسرے سال کراچی کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا، جہاں سے ڈھائی کلومیٹر پیدل چل کر روزانہ بیان میں شرکت کرنے لگے، اس کی برکت سے انہیں بھی ہدایت ہو گئی اور ایسے نیک ہو گئے کہ گھر والے ان سے ہمیشہ کے رشتہ کے لئے تیار ہو گئے۔

۱۳— والدہ صاحبہ ہر مجلس میں حضرت والا کی باتیں نقل کرتی رہتی ہیں جس کی برکت سے گاؤں کی کئی عورتوں نے پردہ شروع کر دیا ہے۔ ایک عزیزہ نے اپنے گھر سے ٹی بی نکال دیا، واللہ علی ذلک۔

۱۴— ہمارے خاندان میں خواتین کا غیر محرم رشتہ داروں مثلاً دیور، جلیٹھ اور ہر قسم کے زادوں کے ساتھ سفر کرنے کا عام معمول تھا، بحمد اللہ تعالیٰ اب کوئی خاتون غیر محرم کے ساتھ سفر نہیں کرتی، خواہ کچھ بھی نقصان ہو جائے یا کتنا ہی انتظار کرنا پڑے۔

حضرت والا کے تیر نظر کا اثر تحریر میں لانے سے قاصر ہوں۔

تری نگاہ کے مجروح اور بھی ہیں کئی
کسی کے دل میں رہی اور کسی کے پاؤں
مگر مجھ ہی سے کی تو نے ترک بات نئی
درون سینہ من زخم بے نشان زدہ
بحیرت کہ عجب تیر بے کمان زدہ

مزید استقامت و ترقی کے لئے دُعاؤں کی درخواست ہے، اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایہ امت پر قائم رکھیں، احیاءِ دین کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا فرمائیں اور صدقہ جاریہ بنائیں۔

(۴۲) میرے والدین اور بھائی کراچی رہتے ہیں اور میں راولپنڈی میرے بھائی نے حضرت والا کے مواعظ مجھے اور دوسرے کئی رشتہ داروں کو روانہ کئے ہیں نے وعظ ”شرعی پردہ“ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے باطنی آنکھیں کھول دیں، فوراً تمام دیوروں اور زادوں وغیرہ سب سے پردہ کر لیا۔ اکثر رشتہ داروں نے بہت مخالفت کی مگر میں نے کسی کی پروا نہیں کی۔

ایک بار دو بہنوں نے میرے گھر اچانک آگئے، ان کو معلوم تھا کہ میں نے شرعی پردہ کر لیا ہے اس کے باوجود انہوں نے دانستہ ایسا کیا، وہ آکر صحن میں بیٹھ گئے، میں غسل خانہ میں چھپ گئی، وہ باہر باتیں کرتے رہے، کہہ رہے تھے: ”کب تک چھپی رہے گی؟“

بہت دیر انتظار کے بعد بالآخر مجبور ہو کر برا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ میرا ایک رشتہ کا ماموں ہے، سگائیاں ہیں، جن کی عمر ستر سال سے بھی زیادہ ہے، میرے پاس روزانہ چکر لگایا کرتے تھے، میں بھی ان کا اس لئے بہت احترام کرتی تھی کہ میرے والدین کراچی میں ہیں انہیں والد کی جگہ برا سمجھ کر ان کی عزت کرتی تھی۔ لیکن جب دین کی بات کا علم ہوا تو میں نے ان سے پردہ کر لیا، وہ سب سے زیادہ ناراض ہیں، کم از کم دو سال کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن وہ اب تک ناراض ہیں۔

میں ہر آنے والی عورت کو حضرت والا کے مواعظ سناتی ہوں، میرا کوئی کمال نہیں، یہ سب حضرت کا فیض ہے اور حضرت کی دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔

(۲۴۳) میری بہن نے مجھے حضرت والا کا وعظ سننے کی دعوت دی جس پر بہن اور بہنوئی کے ساتھ میں اور میرے شوہر بھی مجلس وعظ میں حاضر ہوئے میں نے پہلا ہی وعظ سن کر سب غیر محرم رشتہ داروں سے شرعی پردہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔
میرے شوہر پر بھی پہلے ہی وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ اسی روز سے ڈاڑھی رکھ لی۔
ٹی بی کو بھی گھر سے نکال دیا، اور بھی بہت سے گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔
اس کے بعد سے میں اور میرے شوہر ہر جمعہ کو برابر وعظ میں حاضر ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فکر آخرت میں ترقی ہو رہی ہے۔

میرے لئے اور میرے شوہر اور بچوں کے لئے استقامت کی دُعا فرمائیں۔
(۲۴۴) میں دو سال سے کسی ایسے اللہ والے کی تلاش میں تھا جس کی صحبت میرے اندر کی دینی چمکداری کو شعلہ کارنگ دے۔

دل میں سچی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ ہدایت سے سرفراز فرماتا ہے اور منزل جلد ہی سامنے آجاتی ہے۔ اپنے ایک دوست کی وساطت سے حضرت والا کے وعظ میں آنا ہوا، یوں محسوس ہوا جیسے مجھے آپ ہی کی تلاش تھی، رُوح میں جذب اور مستی کی سی کیفیت آگئی، رواں رواں سرشاری کے عالم میں جھومنے لگا۔
یہیں دیکھا گیا ہے بے پئے سرشار ہو جانا

حضرت والا! ایک عجیب سی بات میں نے محسوس کی ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی مجھ سے سرزد ہونے لگتی ہے تو تصور میں حضرت والا کی صورت نظر آتی ہے، جس کی وجہ سے دل کانپ جاتا ہے اور میں غلط کام کرنے سے باز رہتا ہوں۔
ڈاڑھی رکھنے کی وجہ سے میری سخت مخالفت کی جا رہی ہے، لوگ وہ وہ باتیں بنا رہے ہیں کہ میں کبھی کبھی راتوں کو خوب روتا ہوں، اس رونے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا جذبہ بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اس

کی نافرمانی کرنے سے بچ جاتا ہوں۔

(۲۴۵) میں کئی جسمانی بیماریوں اور ذہنی پریشانیوں میں مبتلا تھا، میرے لڑکے کو کہیں سے حضرت والا کا وعظ ”ترک منکرات“ ملا، اس نے لا کر مجھے دیا، اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے راستے کھول دیئے، اس سے مجھے جو برکات حاصل ہوئیں ان کی فہرست اتنی طویل ہے کہ تحریر سے قاصر ہوں، اس لئے صرف چند باتیں عرض کرتا ہوں:

۱۔ حضرت والا نے اس وعظ میں فرمایا ہے:

”اگر کسی کو اشکال ہو کہ یہ عجیب نسخہ عقل میں نہیں آتا کہ کسی کے سر میں درد ہو اور اس سے کہا جائے کہ گناہ چھوڑ دو درد جاتا رہے گا، دل کے دورے پڑ رہے ہیں تو بجائے اس کے کہ اسے کسی باہر امراض قلب کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا جائے اس کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ گناہوں سے توبہ کر لو دورہ ختم ہو جائے گا۔“

پھر حضرت والا نے اس اشکال کے دو جواب ارشاد فرمائے ہیں، میں نے پڑھے تو بات سمجھ میں آگئی۔ مجھے ٹی بی کا بہت شدید مرض تھا، بہت علاج کروائے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، حضرت والا کے ارشاد کے مطابق میں نے تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر کسی علاج کے ٹی بی کے مہلک مرض سے مکمل نجات عطا فرمادی، اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل تندرست ہوں۔

میں اس پر حضرت والا کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ مجھے جسمانی و روحانی امراض سے نجات عطا فرمائی، مجھے اب ہر قسم کے گناہوں سے نفرت ہو گئی ہے۔

۲۔ میں بچپن برس سے سگریٹ نوشی کا پرانا مریض تھا، اس سے نجات کے لئے کئی اسپیشلسٹ ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر سب بے سود، عید کی رات اللہ تعالیٰ سے دعا کی، صبح اٹھا تو سگریٹ کا خیال تک بھی نہ آیا، لوگ حیران ہیں کہ بچپن سال کا پرانا اور لاعلاج مرض ایک دم کیسے جاتا رہا۔

۳۔ میری بیوی کے انتقال پر رشتہ داروں نے خاص طور پر بیوی کے والدین نے تیجا کرنے پر بہت مجبور کیا، مگر میں نے اس بدعت سے صاف انکار کر دیا، میں مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لئے مروجہ بدعات کی بجائے ”صدیقی ٹرسٹ“ سے حضرت والا کے مواعظ خرید کر مفت تقسیم کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

۴۔ میں نے ایک شخص کو نیک سمجھ کر اسے مضاربت کے طور کچھ رقم دی تھی، بعد میں پتا چلا کہ وہ مجھے نفع کی بجائے مابانہ سود دے رہا ہے، میں نے فوراً لینے سے انکار کر دیا، حالانکہ بہت آمدنی تھی اور میرے حالات بھی دنیوی لحاظ سے بہتر نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حرام سے بچنے کی بدولت مجھے دنیوی وسعت سے خوب نوازا، اتنا نوازا کہ میں بتا نہیں سکتا۔

۵۔ میں نے ایک لاکھ روپے تجارت میں لگانے کے لئے کسی کو دیئے، مگر تقدیر الہی سے سب غائب۔

اتنے بڑے نقصان کا میرے دل پر بال برابر بھی اثر نہ ہوا، یہ میرے اللہ کا کرم اور حضرت والا کے وعظ کا ثمر ہے۔

۶۔ میری آٹھ بچیاں ہیں، لوگ کہتے تھے کہ ان کی شادیوں کا سامان کیسے ہوگا، میرے اللہ نے غیب سے ایسی مدد فرمائی کہ میں حیران ہوں، چھ کی شادی

ہو گئی، دو باقی ہیں، ان کے بارہ میں بھی صرف اسی مالک پر نظر ہے۔
۷۔ میں نے ایک بچی کے ذریعہ اسکول کی ایک استانی کو وعظ ”ترکِ منکرات بھیجا وہ اس قدر متاثر ہوئیں کہ ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیا، اور بھی کئی گناہوں سے توبہ کر لی۔

۸۔ میں ”صدیقی ٹرسٹ“ سے حضرت والا کے مواعظ خرید کر برابر لوگوں میں تقسیم کر رہا ہوں، ملتان وغیرہ دوسرے شہروں میں بھی بیج رہا ہوں جن کی بدولت کئی لوگ گناہوں سے تائب ہو کر پرسکون زندگی گزارنے لگے ہیں، ساتھ ہی خطرناک قسم کے جسمانی امراض سے بھی نجات مل گئی۔

ایسے لوگوں کی فہرست بلکہ میرے اپنے حالات کی داستان بھی بہت طویل ہے، کہاں تک لکھوں؟

میں حاضر خدمت ہو کر بالمشافہہ حضرت والا کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، حاضری کی اجازت مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امت مسلمہ کی طرف سے زیادہ سے زیادہ جزاء خیر عطا فرمائیں۔

(۲۰۶) حضرت والا سے تعلق کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے گناہوں سے بھی بچا لیا ہے جن کو میں گناہ ہی نہیں سمجھتی تھی اور جن سے بچنے کی کوئی امید ہی نہیں تھی، مثلاً:

۱۔ ہمارا خاندان بریلوی عقائد کا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس گمراہی سے بچا لیا۔

۲۔ ٹی بی دیکھنے سے مکمل توبہ کر لی ہے۔

۳۔ تمام غیر محرم رشتہ داروں سے شرعی پردہ کر لیا ہے۔

۴۔ غیر شرعی دعوتوں میں جانا چھوڑ دیا ہے۔

پچھلے دنوں میرے بھتیجے کی شادی تھی، سب کا کہنا تھا:

”اب تم کیا کرو گی؟ چار بھائیوں کی ایک بہن ہو۔“

لیکن الحمد للہ! میں نے جا کر ان سے کہہ دیا:

”میں شادی کی تقریب میں شریک نہیں ہوں گی۔“

اللہ کے لئے جب کوئی کام کرتا ہے تو اللہ ضرور مدد کرتا ہے اور دوسروں کے دلوں میں بھی عزت ڈال دیتا ہے، میں حیران ہو گئی کہ بھائی کے گھر جاتے وقت جب میں دروازہ پر پہنچ کر گھنٹی بجاتی ہوں تو گھر کے تمام ریڈیو اور ٹی وی بند کر دیئے جاتے ہیں اور بھائی کہتی ہیں:

”ہماری نند آگئی ہیں، اب سب بند کر دو، ورنہ اندر داخل

نہیں ہوں گی۔“

یہ سب حضرت والا سے تعلق کی برکت ہے، مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۲۰۷) ایک بار حضرت والا کا وعظ ”شرعی پردہ“ کیسٹ میں سننے کا اتفاق ہوا اس کو سننے کے بعد دل میں اللہ تعالیٰ سے شرعی پردہ کرنے کی توفیق کی دعا کی۔ یہ بات بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتی تھی مگر اس ایک ہی وعظ نے میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ میری تو دنیا ہی بدل گئی۔ نامحرم رشتہ داروں سے بھرے گھر میں رہ کر میں نے اللہ کے حکم کے مطابق پردہ شروع کر دیا۔ سر سے پیر تک چادر اوڑھے رکھتی، جون کا مہینہ سخت گرمی، لوگ مجھے دیکھ کر پریشان ہو جاتے، کیونکہ ہمارے گھر میں کوئی بھی پردہ نہیں کرتا، نہ ہی کسی کو شرعی پردہ کے بارے میں کچھ معلوم کہ کیا ہوتا ہے۔

گھر والوں کی باتوں اور مخالفت اور گھر میں مہمانوں کی کثرت سے میں پریشان ہو جاتی اور اپنے شوہر سے کہتی تو وہ میری ہمت بندھاتے اور کہتے:

”یہی جہاد ہے“

پھر اللہ سے اپنے لئے مدد اور ثابِت قدم رہنے کی دعا کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے

مجھے کامیاب کیا اللہ کا بہت شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کو اس کا اجر عظیم دے، آمین۔

مجھے حضرت والا کی معرفت سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوئی ہے، وعظ ”ترک منکرات“ پڑھ کر تو دل کو بہت زیادہ سکون ملا۔ رو کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتی، اس سے اتنا سکون ملا کہ میری شادی کو نو سال ہو گئے ہیں اس مدت میں ایک لمحہ بھی اتنے سکون کا نہیں گزرا۔ تجربہ کے بعد مشاہدہ ہو رہا ہے کہ واقعہً حضرت والا بالکل صحیح فرماتے ہیں:

”اللہ کا حکم ماننے میں اور اس کو راضی کرنے میں بڑا سکون اور

بڑی کامیابی ہے۔“

اگر مجھ سے کوئی پوچھتا ہے کہ کیا حال ہے؟ تو اس کے جواب میں میں حضرت والا کے وعظ میں سنا ہوا یہ شعر پڑھ دیتی ہوں:

میں رہتی ہوں دن رات جنت میں گویا

مرے باغِ دل کی وہ گل کاریاں ہیں

اب تو دل چاہتا ہے کہ ایک ایک بے پردہ عورت کو حضرت والا کا وعظ ”شرعی پردہ“ سناؤں، اپنی دو چھوٹی بہنوں کو کتاب دی ہے، سمجھایا بھی ہے، ان کی سمجھ میں بات آگئی ہے۔ حضرت والا سے گزارش ہے کہ ان کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت والا کے یہاں جمعہ کا وعظ سننے کی حتی الامکان پابندی کرتی ہوں۔

حضرت والا کا وعظ ”حفاظتِ نظر“ پڑھا، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور دشگیری سے بہت فائدہ ہوا۔ کبھی کبھار کھڑکی سے ادھر ادھر جھانک لیتی تھی، دل میں اس بات کو بُرا بھی سمجھتی تھی، مگر کچھ بھی ایسا ہو جاتا تھا، جب سے حضرت والا کا وعظ ”حفاظتِ نظر“ پڑھا تو جیسے ہی کھڑکی کی طرف نظر پڑتی اس وعظ میں حضرت والا

کی بتائی ہوئی یہ دکھا، زبان پر آجاتی،

”یا اللہ ان آنکھوں کو وہ سرمہ عطا، فرما جو لگا کر تیرے دیدار

کے قابل بن جائیں۔“ آمین۔

اس کی برکت سے یہ مرض مجھ سے جاتا رہا۔

میرے تین بچے ہیں۔ بڑا بیٹا اب رمضان میں پانچ سال کا ہو جائے گا، دوسرا رمضان میں چار سال کا ہوگا۔ تیسری بیٹی ہے جو دو سال کی ہوگی۔ بڑا بیٹا کہتا ہے:

”مجھے حضرت جی کے درس کا چسکا لگ گیا ہے میں وعظ میں

ضرور جاؤں گا۔“

تینوں بچے حضرت والا کا وعظ سننے آتے ہیں اور جمعہ کا انتظار کرتے ہیں پتلون بوشرٹ پہننا چھوڑ دی ہے، صرف قمیص شلوار پہنتے ہیں۔

بڑے بیٹے کی یہ حالت ہے کہ سر پر سے ٹوپی رات کو سوتے وقت اتارتی ہے، صبح آنکھ کھولتے ہی پہلے ٹوپی سر پر پہنتا ہے پھر کوئی بات کرتا ہے۔

جب میں نے ٹی وی سے توبہ کی توہجوں نے بھی دیکھنا بالکل چھوڑ دیا، اپنی دادی کے گھر جاتے ہیں اگر ان کے یہاں ٹی وی چل رہا ہوتا ہے تو کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں، آنکھیں بند کر لیتے ہیں، اگر ممکن ہوتا ہے تو ٹی وی بند کر دیتے ہیں، ورنہ اپنے گھر آجاتے ہیں، اپنے دادا اور دادی کو کہتے ہیں:

”ٹی وی دیکھنا بہت سخت گناہ ہے، اللہ تعالیٰ آنکھیں جلا

دیں گے۔“

حالانکہ پہلے یہ ٹی وی بڑے شوق سے دیکھتے تھے، اب وہ سب کو سمجھاتے

ہیں اور روکتے ہیں۔

اپنی دادی اور چچو بھی وغیرہ سے کہتے ہیں:

”آپ پردہ کیوں نہیں کرتیں؟ پردہ نہ کرنا سخت گناہ ہے۔“

گھر میں حضرت والا کے وعظ کی باتیں بتاتے رہتے ہیں، اور کہتے ہیں:

”میں حافظ بنوں گا، عالم بنوں گا، مفتی بنوں گا۔“

ہم نے اپنے تمام فوٹو پھاڑ کر جلا دیئے اور بچوں کے تمام تصویر دار کھلونے

توڑ کر باہر پھینک دیئے، اس کا بچوں پر یہ اثر ہوا:

”بڑے بچہ نے اپنی دراز کھولی اور اس میں جو رنگین رسالے

اس نے جمع کر کے رکھے ہوئے تھے سب پھاڑ دیئے۔“

اور کہنے لگا:

”تصویر رکھنا گناہ ہے۔“

یہ سب حضرت والا کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوا ہے۔

رات کو سوتے وقت سوچنے کا اور توبہ کا معمول کر لیا ہے، گناہ کے نام

سے نفرت آنے لگی ہے۔

حضرت والا کا وعظ ”زندگی کا گوشوارہ“ پڑھا، اللہ تعالیٰ نے زندگی دی تو

ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ محرم میں اپنی زندگی کا گوشوارہ بناؤں گی، اس وعظ سے مجھے

اتنا نفع ہوا اتنا نفع ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتی، یہ سب حضرت والا کی برکت سے

ہوا ہے، مجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت حضرت والا سے حاصل ہوئی ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت اور بہشتی زیور پڑھنے کا معمول بن گیا ہے۔

اور اللہ کی دستگیری سے قضا، نمازیں اور قضا، روزے پورے کرنے کی توفیق

ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

میں حضرت والا سے بیعت ہونا چاہتی ہوں، اجازت و ہدایت کی بہت

شدت سے منتظر ہوں اور دعاؤں کی خواستگار۔

(۲۸) حضرت والا کے سفر پنجاب میں سرگودھا، قائد آباد اور اس کے نواح میں جو بیان ہوئے ان سے یہاں کے لوگ بہت متاثر ہوئے ہیں، بے شمار لوگوں نے ڈاڑھیاں رکھ لیں، تصویریں جلا ڈالیں، گھروں میں شرعی پردہ کر لیا۔ ایک شخص نے حضرت والا کے صرف ایک وعظ کا خلاصہ خاندان کی سب خواتین کو جمع کر کے سنایا، ان پر ایسا اثر ہوا کہ سب نے اسی مجلس میں مکمل شرعی پردہ کا اعلان کر دیا، اور تین سو سے زیادہ تصویریں اسی مجلس میں لا کر جلا کر خاکستر کر دیں۔ یہ تصویریں بہت اہم یادگاریں تھیں اور بہت ہی قیمتی تھیں، اللہ تعالیٰ کی محبت پر ہزاروں کا سامان قربان کر ڈالا۔

اگر دوسرے علماء و مشائخ بھی اصلاح منکرات پر ایسے زور داریاں فرمایا کریں تو امت کو کتنا نفع ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معاشرہ میں داخل ہو جانے والے منکرات سے مسلمان توبہ کر لیں تو ان سب عذابوں سے نجات مل جائے جن میں پسے جا رہے ہیں۔

(۲۹) بحمد اللہ تعالیٰ حضرت والا کی توجہات اور دُعاؤں کی برکت سے معمولی کوشش کے نتیجے میں مواعظ اور ان کے مقامی زبان میں تراجم پڑھنے پڑھانے اور کچھ یاد کر کے سننے سے بہت فائدہ ہو رہا ہے، بالخصوص مستورات میں، دُور دراز علاقوں تک شرعی پردہ کا اہتمام پیدا ہوتا جا رہا ہے۔

ہمارے علاقہ میں ایک بہت بڑا گناہ زینت کے لئے عورتوں کا بال کٹوانا ہے، جسے یہاں کی اصطلاح میں ”زلف“ کہا جاتا ہے۔ یہ ایسا عام ہے کہ عوام و خواص اس میں یکساں مبتلا ہیں، بڑے بڑے علماء بھی تاویلات کر کے جائز بتاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں توفیقہ تعالیٰ عملی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بے شمار خواتین نے اس گناہ سے مکمل توبہ کر لی ہے، جو کہ رواج کے اعتبار سے بظاہر بڑا مشکل اقدام ہے۔

نیز تصاویر، گانے، غیبت، ڈاڑھی کٹانا اور منڈانا، فضول گوئی وغیرہ سے نجات مل گئی ہے۔

شادی بیاہ میں کئی طرح کی غلط اور ناجائز رسوم جو ہر جگہ مروجہ ہیں ان کا بھی قلع قمع ہوتا جا رہا ہے۔

بہت سے گھرانے ایسے بھی ہیں کہ خود بچنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی ترک منکرات کی مکمل تبلیغ میں مصروف ہیں۔

دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ ناچیز کو حضرت والا کے لئے بطور صدقہ جاریہ قبول فرما کر مزید ہمت عطا فرمائیں۔

علاقہ کے ایک پیر صاحب مجھے نصیحت کہنے لگے:

”مولانا! آپ ایسی باتیں کرتے ہیں، کیا آپ کو اس دنیا میں رہنا نہیں ہے؟ دنیا بھی ایک زندگی ہے، اس کی بھی کچھ لازمی ضرورت ہیں، ہر طرح ہوشیاری سے رہنا چاہئے، اتنی سختی نہیں کرنا چاہئے، رشتہ دار اعزہ سب ناراض ہو کر متنفر ہو جائیں گے، جو اللہ کے معاملہ میں آسانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے آسانی کا معاملہ فرماتے ہیں۔“

میں نے کہا:

”میں اپنی طرف سے تو کچھ بھی نہیں کہہ رہا ہوں، یہ سب شریعت کے بتائے ہوئے قوانین ہیں اور حضرت والا کی طرف سے مجھے اتباع شریعت کی ایسی ہی تعلیم دی گئی ہے۔“

اس پر وہ بالکل ساکت ہو گئے۔

(۲۱) بندہ اپنے وعظ میں حضرت والا کے ارشادات زیادہ سے زیادہ لوگوں

تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے جس سے بحمد اللہ تعالیٰ بہت نفع ہو رہا ہے کئی لوگوں نے ڈارھی منڈانے، کٹانے اور دوسرے منکرات سے توبہ کر لی ہے۔ ایک بہت بڑے سردار اس قدر متاثر ہوئے ہیں کہ اب وہ لوگوں کی جماعتوں کی جماعتیں کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں، یہ سب حضرت والا کی توجہات اور دُعاؤں کے ثمرات ہیں۔

(۲۱۱) حضرت والا کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ نے بار بار بیان میں بھی

اور ویسے بھی فرمایا:

”پنجاب کے دورہ سے ”دارالافتاء“ کے کام کا بہت نقصان

ہوا، آئندہ کبھی نہیں جاؤں گا۔“

ہمیں اس سے بہت ہی پریشانی ہوئی، اس لئے کہ جتنا فائدہ حضرت کے یہاں ایک ہفتہ قیام سے ہوا اتنا فائدہ ہمیں کسی سے پچالیس سال میں بھی نہیں ہوا۔ جن بہت سے کاموں کو ہم دین اور ثواب سمجھ کر کرتے تھے وہ سب بدعات و منکرات ثابت ہوئے، جن سے بچنے کی اب ہمیں توفیق ہوئی۔

جب ہم پردہ کے متعلق بات کرتے تو لوگ ہمیں کہتے:

”کوئی بڑا عالم تو ہمیں ایسے مسئلے بتاتا نہیں، آپ یہ مسئلے کہاں

سے بنا لیتے ہیں؟ ہم نے آج تک سنے ہی نہیں۔“

اب حضرت کے وعظ سن کر سب منکرات سے بچنے اور شرعی پردہ کا چرچا عام ہو گیا ہے، ہمارے گاؤں میں بھی کئی عورتوں نے شرعی پردہ کا اہتمام شروع کر دیا ہے۔

اس پورے علاقہ میں شیعہ کو ”کافر“ کوئی نہیں کہتا تھا، سب مسلمان

سمجھتے تھے۔

اب حضرت کا فتویٰ اور بیان سن کر عوام سمجھ گئے ہیں اور علماء کو بھی جرأت ہو گئی ہے، لوگ کہتے ہیں:

”اتنے بڑے مفتی نے فرمایا ہے کہ شیعہ کافر ہیں، اب کیا شک

ہے؟“

اس لئے علماء نے بھی کھلے عام ”کافر“ کہنا شروع کر دیا ہے، اور شیعہ کافر“ جگہ جگہ لکھا ہوا نظر آنے لگا ہے، عوام و خواص سب شیعوں کو کافر کہنے لگے ہیں۔ پہلے لوگ کہتے تھے:

”شیعوں کو انجن سپاہ صحابہ ہی کافر کہتی ہے جو بچوں کی جماعت

ہے۔ کوئی عالم، مفتی، پیر کافر نہیں کہتا۔“

اب حضرت کے فتویٰ اور جگہ جگہ مفصل بیان سے ثابت ہو گیا اور لوگ خوب سمجھ گئے کہ شیعہ واقعہ کافر ہیں۔

حضرت ایک دورہ کی زحمت اور فرمائیں تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۱۲) حضرت والا کے صرف چند روزہ دورہ پنجاب نے بحمد اللہ تعالیٰ یہاں

کے علماء اور عوام سب میں بہت زبردست بل چل مچا دی ہے، ہر چھوٹا بڑا اور ہر مرد و عورت حضرت والا کے ارشادات دوسروں تک پہنچانے میں سرگرم ہے، عوام و خواص سب سمجھ گئے کہ شیعہ دنیا بھر کے کفار سے بدتر کافر ہیں۔ بے شمار لوگوں نے ڈارھی منڈانے، کٹانے، ٹی وی دیکھنے، ٹخنے ڈھانکنے، گانے سننے اور سُود و رشوت جیسے منکرات سے توبہ کر لی ہے۔ سینکڑوں تصویریں حبالا کر خاکستر کر دی گئی ہیں، بے شمار خواتین نے مکمل شرعی پردہ کر لیا ہے اور دوسری خواتین میں بھی یہ فکر پیدا کرنے کا سلسلہ چل پڑا ہے۔

(۴۶۳) حضرت والا! میں نے اپنے حلقہ میں تبلیغ کے امیر صاحب سے کئی مرتبہ کہا:

”ناظم آباد چل کر ہمارے حضرت کا بیان سنیں، ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔“

وہ جانے سے انکار کرتے اور کہتے:

”جو بھی وہاں جاتا ہے پھنس جاتا ہے، پھر وہ تبلیغ کا کام نہیں کر سکتا۔“

میں نے بہت سمجھایا:

”بہت سے تبلیغی بھائی وہاں جاتے ہیں مگر پھر بھی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں بلکہ تبلیغ کا کام دوسروں سے بہتر کرتے ہیں۔“

وہ پھر بھی تیار نہ ہوئے، حضرت! ان کی بیوی کو جن نے پکڑ لیا، کئی عاملوں کے پاس گئے کوئی فائدہ نہ ہوا، بہت پریشان ہوئے، اپنے بھائی کو بھیج کر مجھے بلوایا اور کہا:

”عجیب صورت حال ہے، بہت پریشان ہوں، کیا کروں؟“

میں نے پھر وہی مشورہ دیا:

”آپ حضرت صاحب کا بیان سننے چلئے، ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

وہ تیار ہو گئے، اسی دن ان کے گھر کے چار افراد بیان میں شریک ہوئے، پھر تو بیان میں مسلسل حاضری کا معمول بن گیا، جن بھاگ گیا، تبلیغ کے کاموں میں بھی تیزی آگئی، ان کو بہت فائدہ ہوا، تبلیغ کے بیان میں کچھ نہ کچھ حضرت والا کا وعظ ضرور سناتے ہیں، بات ان کی سمجھ میں آگئی کہ گناہ چھوڑے بغیر اللہ کی محبت نہیں مل سکتی، سکون

نہیں مل سکتا۔

حضرت والا کی دُعا سے یہ ناکارہ بھی حضرت کے مواعظ کو پھیلارہا ہے، اس سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور ہم سب کو حضرت والا کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔

(۴۶۴) بحمد اللہ تعالیٰ یہاں حضرت والا کے مضامین کو نقل کرنے سے لوگوں کو بہت نفع ہو رہا ہے، کئی شیعہ تائب ہو کر مسلمان ہو گئے ہیں، بہت لوگوں نے شریعت کے مطابق پوری ڈاڑھی رکھ لی ہے اور گھروں میں مکمل شرعی پردہ کر لیا ہے۔ حضرت والا دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور ان سب کو استقامت نصیب فرمائے۔

★ ★ ★ ★ ★

کئی شیعہ کے قبول اسلام کی خبر اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ یہ خط ایران سے آیا ہے جہاں حکومت اور عوام بہت متعصب اور غالی شیعہ ہیں، شیعہ میں اسلام کی تبلیغ کرنا بہت سخت اور ناقابل معافی جرم ہے، ایسے شخص کو ایسی سخت سزائیں دی جاتی ہیں جن کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(۴۶۵) حضرت والا کی صحبت اور توجہ و دُعا کی برکت سے بفضلہ تعالیٰ میرے بھائی کے انتقال پر کوئی بدعت نہیں ہوئی، مزید اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہوا کہ قبیلہ کا اجلاس بلا کر اس میں یہ فیصلہ سنایا گیا:

”آئندہ ہمارے خاندان میں کسی کے انتقال کے بعد تیج،

چالیسواں وغیرہ مروجہ بدعات نہیں ہوں گی اور نہ ہی ہم کسی کے

ہاں ان بدعات میں شریک ہوں گے۔“

اس فیصلہ کی تحریر لکھ کر اس پر خاندان کے بارہ مکررہ حضرات نے دستخط کئے۔

(۲۱۶) ایک ڈاکو حالات میں بند تھا، اعجوبہ قدرت کے طور پر حضرت والا کے مواعظ اسے حوالات میں مل گئے، اس نے پڑھ کر ڈاڑھی رکھ لی اور سب گناہوں سے توبہ کا اعلان کر دیا، ساتھ ہی یہ اعلانات بھی کئے:

۱۔ ڈاڑھی پوری رکھوں گا، منڈانے اور کٹانے سے توبہ۔

۲۔ میں جھوٹ بہت بولتا تھا آئندہ ہرگز نہیں بولوں گا۔

۳۔ حوالات میں بھائی ملنے آئے تو ان سے کہا:

”میں اپنی بیوی کو مکمل شرعی پردہ کا آرڈر کرتا ہوں، آپ میرا یہ

آرڈر اسے پہنچا دیں، شوہر کے بھائیوں سے بھی پردہ فرض ہے، اس

لئے وہ آپ سے بھی پردہ کرے، مجھ سے ملاقات کے لئے یہاں نہ

آئے اس لئے کہ یہاں پردہ کا انتظام نہیں۔“

۴۔ عدالت میں مجسٹریٹ سے کہوں گا:

”میں بہت جھوٹ بولتا رہا ہوں، اب میں نے توبہ کر لی ہے

میں دیکھتی کے جرم کا اقرار کرتا ہوں، آئندہ کے لئے اس سے اور سب

گناہوں سے توبہ کر چکا ہوں۔“

۵۔ میں رہا ہونے کے بعد سب سے پہلے حضرت والا کی خدمت میں

حاضری دوں گا، جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا و آخرت کی

ذلت و رسوائی سے بچا لیا۔

(۲۱۷) عید کے موقع پر لاہور جانا ہوا، میری بیوی کا بہنوئی جان بوجھ کر ان کے

سامنے آیا اور ہاتھ ملانا چاہا، یہ فوراً وہاں سے چلی گئیں۔ اس پر میرے سر نے

مجھے بھی اور میری بیوی کو بھی بہت بُرا بھلا کہا، مجھے اپنے گھر سے دھکے دے کر

نکال دیا اور کہا:

”میرے گھر میں پردہ نہیں چلے گا۔“

میری بیوی سے کہا:

”یہاں رہو، اگر اپنے شوہر کے پاس گئیں تو میں تم کو گولی مار

دوں گا۔“

بات بہت بگڑ گئی تھی۔

میری بیوی نے بہت ہی ہمت سے کام لیا، ذرا بھی نہیں گھبرائیں، اپنے

والد کی، بہنوں کی، کسی کی بھی بات نہیں مانی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم

اور حضرت والا کی دُعاؤں سے بڑی آسانی فرمادی، یہاں تک کہ میرے سر نے مجھ

سے معافی مانگ لی۔ ان مشکل حالات میں ہمارے رشتہ دار بہت پریشان تھے کہ

اب کیا ہوگا۔

لیکن ہم دونوں بہت خوش اور مسرور تھے، اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تھے

اور حضرت والا سے سنا ہوا شعر

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے

مدِ نظر تو مرضیِ حنان نہ چاہئے

بار بار مزے لے لے کر پڑھتے رہے۔

حضرت والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے، یہ سب حضرت والا کی دُعاؤں

کا اثر اور میرے اللہ کا کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے دینی سے بچا لیا، دوبارہ

حضرت والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۲۱۸) میں عرصہ سے تبلیغ میں لگا ہوا ہوں تبلیغی جماعت سے جڑنے کے بعد

اللہ تعالیٰ نے ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائی، تبلیغ میں کئی چلے لگا چکا ہوں، ایک

پیدل جماعت میں لگایا، میں سمجھنے لگا تھا کہ میرے اندر کوئی کبیہ گناہ نہیں رہا۔

یہاں آپ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے بتایا،

”دیور سے پردہ فرض ہے۔“

میں یہ سن کر حیران رہ گیا، ایک مولوی صاحب کے پاس گیا، ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی، مگر مزید حیرت یہ ہوئی کہ دیور سے پردہ وہ بھی نہیں کرواتے۔

اس واقعہ کے بعد میری آنکھیں کھلیں تو پتا چلا کہ میں کتنے بڑے بڑے کئی کبار میں مبتلا ہوں، کسی بھی عالم کو نہ تو ان کبار کے بارے میں کبھی کچھ کہتے سنا اور نہ ہی کسی کو ان سے بچتے دیکھا یا سنا۔

اس لئے گزارش ہے کہ آپ اپنے شاگرد مولانا صاحب کو ہمارے ہاں بھیج دیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ہم لوگوں کو ہر قسم کے گناہوں سے پاک فرما کر دنیا و آخرت کی رسوائی و عذاب سے بچالیں۔ نہ جانے میری طرح میرے کتنے بھائی سرایا کبار میں مبتلا ہونے کے باوجود خود کو پارسا سمجھتے ہیں، ان کو اس کا شوق تک نہیں کہ وہ جنت کی طرف جارہے ہیں یا جہنم کی طرف۔

رشد! اس سلسلہ میں آپ ہماری مدد فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

(۲۱۹) میں اور میری اہلیہ اور بچے عرصہ دو سال سے حضرت والا کا وعظ سننے آتے ہیں، پہلی ہی حاضری کا مجھ پر اور میری اہلیہ پر یہ اثر ہوا کہ میں نے وہیں بیٹھے بیٹھے طے کر لیا:

”آج سے شیونہیں بناؤں گا۔“

اور اہلیہ نے یہ طے کر لیا:

”آج سے شرعی پردہ کروں گی۔“

حالانکہ اس دن نہ ڈاڑھی پر بیان تھا نہ پردہ پر، یہ دونوں کام بحمد اللہ تعالیٰ حضرت والا کی مبارک مجلس میں حاضری سے ہی ہو گئے۔ بعد میں جب ڈاڑھی اور پردہ کے بارے میں حضرت والا کے بیان سننے تو اپنی پہلی زندگی پر بہت خوف آتا ہے کہ ہم کتنے بڑے گناہ کرتے تھے۔ لوگوں کی باتیں تو بہت سننی پڑتی ہیں لیکن بہر حال ہم نے اب شرعی زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا ہے، حضرت والا سے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت والا کے مواعظ سننے، مواعظ کے کتابچے اور انوار الرشید پڑھنے، مواعظ کی کیسٹیں سننے کا معمول ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کے فیض سے زندگی میں مندرجہ ذیل انقلابات پیدا فرمادیئے ہیں:

۱۔ ڈاڑھی منڈانے کٹانے سے توبہ۔

۲۔ شرعی پردہ کی پابندی۔

۳۔ دونوں بچوں نے شرعی پردہ کر لیا ہے۔

۴۔ گھر سے ٹی وی نکال دیا۔

۵۔ گھر میں جتنی تصویریں تھیں سب جلا دیں۔

۶۔ گانا باجا سننا قطعاً بند۔

۷۔ شادیوں کی تقریبات میں جہاں منکرات ہوتے ہیں وہاں جانا بند۔

۸۔ بلا ضرورت گھر سے باہر جانا بند۔

۹۔ دو بھائی بنک میں ملازم ہیں ان کے گھر جانا بہت ہی کم کر دیا ہے اور وہاں

کھانا پینا بالکل بند۔

۱۰۔ لوگوں سے فالتو ملاقاتیں اور فضول باتیں بند، صرف ضروری بات کرتا ہوں۔

۱۱۔ بد نظری سے بچنے کا اہتمام۔

۱۲۔ دفعہ میں وقت کی پابندی۔

۱۳۔ دو بچوں کو انگلش اسکول سے نکال کر حفظ قرآن کے مدرسہ میں داخل کر دیا ہے۔

اب مؤدبانہ درخواست ہے کہ مجھے بیعت فرمائیں۔

(۲۲۰) حضرت والا! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، حضرت والا کی خصوصی توجہ اور بندہ کی دلی تمنا کی بدولت یہاں لوگوں میں شرعی پردہ کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ زیادہ تر وہ لوگ اس فکر میں ہیں جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ تین گھروں نے مکمل طور پر پردہ کر لیا ہے، وہ کہتے ہیں:

”ہمیں اب کوئی تکلیف نہیں ہے۔“

کچھ حضرات نے ابتدائی قدم کے طور پر حفاظتِ نظر پر عمل شروع کیا ہے، بعد میں ان کا بھی شرعی پردہ کا ارادہ ہے۔

میرے بڑے بھائی صاحب نے بھی یہ وعدہ کیا ہے:

”چند دنوں میں عزیز واقارب کو بلاؤں گا جن میں علماء بھی شامل ہیں، ان سے پوچھوں گا:

”کیا شرعی پردہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے احکام سے کھلی بغاوت نہیں ہے؟“

اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر تمہیں کیا عذر ہے؟“

بھائی جان نے مزید یہ بھی کہا ہے:

”میں اسی مجلس میں اعلان کروں گا کہ آج سے میں مکمل شرعی

پردہ کراؤں گا کوئی راضی رہے یا ناراض۔“

بندہ نے اسکول میں ترجمہ قرآن کریم بیان کرنا شروع کیا ہے، جس میں

ترک منکرات پر کافی زور دیا جاتا ہے، نیز حضرت والا کے مواعظ خصوصاً ”شرعی پردہ“ اور ”ترک منکرات سے ہر پریشانی کا علاج“ اسکول میں تقسیم کر رہا ہوں، ایک سیٹ لڑکیوں کے اسکول میں بھی بچھا چکا ہوں، اساتذہ کی بنسبت اسکول کے بچوں میں زیادہ تبدیلی آرہی ہے۔

(۲۲۱) اللہ جل شانہ کے فضل و کرم اور حضرت والا کی برکت سے اپنی سی کمزور سی کوشش منکرات سے اجتناب اور نہی عن المنکر کی ہوتی ہی رہی ہے۔ چنانچہ چچا زاد بھائی بنک میں ملازمت کرتے ہیں، ان کے گھر سے کھانا پینا چھوڑ دیا، اور وعیدیں سنائیں تو اتنے ناراض ہوئے کہ مصافحہ بھی بددلی سے کرتے ہیں۔

ہمارے گاؤں میں عرصہ دراز سے عید کی نماز ہو رہی ہے، اس سے پہلے موجود ہونے کی صورت میں ہی نماز پڑھتا تھا اور بیان کرتا تھا، اس مرتبہ میں نے انکار کر دیا۔ اپنے قریبی رشتہ داروں نے بہت اصرار کیا، کہنے لگے:

”تیس روزے رکھ کر آپ عید کی نماز نہیں پڑھیں گے؟“

گویا ان کے نزدیک روزہ کی قبولیت کے لئے عید کی نماز پڑھنا شرط ہے بعض نے تو یہاں تک کہا:

”چلئے اس کا گناہ میرے سر ڈال دیں آپ چلیں بیان کریں۔“

مگر اللہ تعالیٰ نے بندہ کی حفاظت فرمائی۔

وہ عورتیں جو پہلے جوش و خروش سے ملا کرتی تھیں اور رخسار کا بوسہ لیا کرتی تھیں ان سے دور ہی سے کہہ دیتا تھا:

”میرے قریب نہیں آنا۔“

اپنے اعزہ واقارب میں رفتہ رفتہ پردہ کی بات بھی چلائی، بہت سی عورتیں سخت ناراض ہو گئیں۔ حتیٰ کہ ایک جگہ رشتہ کی بات چل رہی تھی، لڑکی کی والدہ نے کہا:

”یہ اتنی سختی کرتا ہے تو میں لڑکی نہیں دے سکتی“

میں دل ہی دل میں خوش ہوتا رہتا ہوں اور کہتا رہتا ہوں:

”اللہ تعالیٰ کے ایک حکم پر لاکھوں لڑکیاں قربان“

(۲۲۲) بفضل اللہ تعالیٰ شرعی پردہ کی مسلسل تبلیغ کی توفیق ملی، شہر و دیہات

لوگ اپنے ہاتھوں سے میرا منہ بند کرنے لگے، کہنے لگے:

”آپ ہمیں نئی غیرت نہ سکھائیں، ہم آپ سے زیادہ غیرت مند

ہیں۔“

کسی نے کہا:

”آپ نے تو ہمیں بھائی بندی اور صلہ رحمی والی زندگی گزارنے

سے نکال دیا۔“

اپنے نے کہا:

”یہ مولوی تو ہے مگر اس میں عقل نہیں۔“

اور اللہ اعلم کیا کیا کہا، مگر آخر کار اللہ تعالیٰ نے حق کو غالب فرمایا، گاؤں

میں چند لوگوں کے سوا سب نے شرعی پردہ کرنے کا پختہ وعدہ اور عزم مصمم کر لیا ہے۔

چند نوجوانوں نے کہا:

”رہت کعبہ کی قسم! چاہے کچھ بھی ہو ہم ان چار تھنوں (چچا زاد)

پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد) سے خصوصاً اور تمام غیر محرموں سے

عموماً پردہ کرائیں گے، آئندہ بے غیرتی کی زندگی نہیں گزاریں گے۔“

بعض علماء سر جھکا کر کہنے لگے:

”دیوروں سے پردہ کرایا تو ہماری غیر موجودگی میں گھر کی حفاظت

کون کرے گا؟“

بندہ نے کہا:

”بھڑیے کو بکریوں کا محافظ بنا دیا جائے تو پھر سبحان اللہ!

کیا کہنا۔“

بحمد اللہ تعالیٰ حیلہ اسقاط کی بدعت بھی تبلیغ کی برکت سے بالکل ختم ہو گئی ہے۔

تغزیت میں ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنے کی بدعت کی بھی بفضل اللہ تعالیٰ کافی

حد تک اصلاح ہو گئی ہے اور مزید اصلاح ہو رہی ہے۔

حضرت اقدس سے دُعا قبول کی درخواست ہے۔

(۲۲۳) دورانِ عید بھی گناہوں سے پرہیز رہا، ایک دو جگہ جانا ہوا، جہاں

بے تکلفی بھی نہ تھی، کمروں میں تصویر کی موجودگی کا علم بھی نہ تھا، لیکن الحمد للہ! اللہ

تعالیٰ نے ایسی ہمت دی کہ کسی کی پروا کئے بغیر پہلے ان لعنتوں کو ہٹایا تب بیٹھی

ایک دو جگہ آمدن میں کچھ شبہ تھا کہ صحیح نہیں اس لئے ان کے اصرار کے باوجود

میں نے کچھ نہ کھایا۔

گرمیوں کے کپڑوں کے سلسلہ میں ذرا پریشانی ہوئی کہ کہاں سے لوں،

شوہر کو بالکل ان چیزوں کی سمجھ نہیں ہے، لیکن دل میں پختہ فیصلہ کر لیا تھا کہ کسی

صورت بازار نہیں جاؤں گی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خود ہی کپڑے بھی پہنچا دیئے اور

ساتھ بٹن وغیرہ اور دوسرے لوازمات بھی مہیا کر دیئے، یہ اللہ تعالیٰ پر پکے بھروسے

پر اس کا کرم ہوا کہ جس کے لئے میں سب غلط کام چھوڑ دوں وہ مجھے کیسی چھوڑ

دے گا، ایسا تو ممکن ہی نہیں، اس عمل میں میرے شوہر نے میرا پورا ساتھ دیا اور میں

بازار جانے جیسی لغت سے محفوظ رہی، الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی۔

اس دفعہ میری خالہ ساس نے ایسا کام کیا کہ دل خوش ہو گیا، ہوا یوں کہ وہ

ہم سے جائز اور ناجائز کی باتیں سن کر گھر گئیں، اور بیٹی کے جہیز کا نیائی وی چپکے

سے اٹھا لائیں، لاکر میرے میاں کے ایک دوست الیکٹرک والے کی دکان پر رکھ دیا کہ اس کے ساتھ جو چاہو کرو تمہاری مرضی، ادھر انہوں نے اور سونے پر بہاگا کیا کہ ہٹک کے درمیان میں رکھ کر بچوں سے پتھر مروا کر اس مردود کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاؤں خیر دے، بہت ہی دل خوش ہوا۔
حضرت والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۲۳) میں حضرت والا کے مواعظ پڑھتا ہوں، جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں فکرِ آخرت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کے گناہ چھوٹنے لگے ہیں، گزشتہ رات اچانک بد نظری کا گناہ سرزد ہو گیا، مجھے فوراً اس کا احساس ہوا کہ میں نے نہایت خطرناک اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، اس پر اتنا شرمندہ ہوا کہ کسی سے آنکھ نہیں ملا سکتا تھا، بہت پریشان کہ کیا کروں، خودکشی کرنا حرام ہے اس لئے یہ بھی نہیں کر سکتا تھا، میں حضرت والا کے وعظ "شرعی پردہ" میں یہ ہدایت پڑھ چکا تھا:

"جب کسی گناہ کا تقاضا ہو رہا ہو تو کسی باطنی ڈاکٹر یعنی کسی اللہ والے کے پاس جا کر اپنے حالات بتائیں، وہ جو نسخہ بتائے اس پر عمل کیا جائے تو شفا یقینی ہے"

یہ خیال آتے ہی میں فوراً "دارالافتاء والارشاد" پہنچا، معلوم ہوا کہ اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی، میں بہت بے چین ہو رہا تھا اس لئے میری ملاقات نائب مفتی صاحب سے کرائی گئی، میں نے ان کے سامنے تنہائی میں گناہ کا تذکرہ کر کے پوچھا:

"کیا اگر میں دل سے توبہ کروں تو میرا گناہ معاف ہو جائے گا؟"
مفتی صاحب نے فرمایا:

"گناہ جتنا بھی بڑا ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس سے بھی بہت زیادہ بڑی اور وسیع ہے، اگر انسان سچے دل سے توبہ کر لے تو وہ اولیاء اللہ کی صف میں پہنچ جاتا ہے بلکہ خود ولی اللہ بن جاتا ہے" میں نے اسی وقت مفتی صاحب کے سامنے سچے دل سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا گناہ کبھی نہیں کروں گا، اور مفتی صاحب سے عرض کیا:

"آپ بھی میرے لئے دُعا کریں اور حضرت والا کی خدمت

میں بھی میرے لئے دُعا کی درخواست پہنچائیں"

اب توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت بڑا کرم اور احسان ہے کہ وہ راستہ میں بے پردہ عورتوں کو دیکھنے سے میری حفاظت فرماتا ہے، بلکہ نا محرم عورتوں کے خیال سے بھی حفاظت فرماتا ہے۔

تلاوتِ قرآن کی بھی توفیق عطا فرماتا ہے۔

میرے سامنے کوئی میری تعریف کرتا ہے تو اس وقت میں سب سے زیادہ گنہگار اپنے آپ کو سمجھتا ہوں، تعریف کرنے والے کو منع کرتا ہوں کہ میں تعریف کے لائق نہیں ہوں۔

میں یہاں کراچی میں چچا کے ساتھ مقیم ہوں وہ بنک میں ملازم ہیں علاوہ ازیں چچی مجھ سے پردہ نہیں کرتیں، اس لئے میں نے چچا سے کہہ دیا ہے:

"ایک مہینے کے بعد میرا امتحان ہونے والا ہے، اس کے بعد

میں کراچی سے چلا جاؤں گا، آپ کے ساتھ نہیں رہوں گا"

مجھے بنک کی ملازمت دلانے کی کوشش ہو رہی ہے جو حرام ہے اس لئے میں نے طے کر لیا ہے کہ بنک کی ملازمت نہیں کروں گا۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم اور حضرت والا کے مواعظ کی برکت ہے ورنہ میں تو بہت گنہگار ہوں۔

حضرت والا کے مواعظ میں خود بھی پڑھتا ہوں اور دوستوں کو بھی دیتا ہوں جن سے دین کی طلب اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے، ان مواعظ سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت والا سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲۱۵) ہم دو بھائی ہیں، دینی لحاظ سے ہمارے حالات بہت خراب تھے، ہمارے والد صاحب ہمیں حضرت والا کے وعظ میں لاتے، آپ ڈاڑھی کے بارہ میں فرماتے تو ہمیں سخت ناگواری ہوتی مگر پھر بھی تحمل کرتے اور وعظ میں آتے رہتے حضرت والا کی دُعاؤں سے اب ہم دونوں بھائیوں نے پوری ایک مشیت ڈاڑھی بڑھالی ہے، ہمیں اب عقل آئی ہے اور ہم سمجھنے لگے ہیں کہ آپ ڈاڑھی کے بارہ میں جتنا وعظ میں فرماتے ہیں اس سے کئی گنا زیادہ کہنے اور زیادہ سخت کہنے کی ضرورت ہے۔

ہم دونوں بھائیوں نے اپنی سب اولاد کو اسکول اور کالج سے نکال کر دینی تعلیم میں لگا دیا ہے۔

ایک بہت بڑا اور نہایت خوب صورت کمرہ اسکولیش کھیلنے کے لئے بہت شوق سے بنوایا تھا، اس میں دینی تعلیم کا مدرسہ کھول دیا ہے۔

بچے جو مختلف قسم کے گانے گاتے رہتے تھے اب بہت شوق سے قرآن کی آیات پڑھتے رہتے ہیں۔

انشورنس بالکل ختم کر دیا ہے، کمپنی والے آکر بہت کچھ سمجھاتے رہے اور جواز

کے فتوے دکھاتے رہے مگر ہم نے صاف انکار کر دیا۔

ہماری بیرون ملک سے درآمد و برآمد کی تجارت ہے، تجارتی لین دین کے معاملات زیادہ تر شیعہ لوگوں سے تھے، گویا تجارت کا انحصار ہی انہی پر تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت والا کی دُعاؤں سے ہم نے ان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیئے ہیں، اگرچہ بظاہر تجارت میں بہت بڑے خسارہ بلکہ بالکل بند ہی ہو جانے کا سخت خطرہ ہے، مگر ہمیں یقین ہے کہ ہم نے صرف اللہ کے لئے یہ تعلقات کاٹے ہیں وہ ہمیں ہرگز نہیں چھوڑے گا، ضرور ہماری مدد کرے گا۔

لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی دُعاؤں سے دل میں جہاد اکبر کا جذبہ پیدا فرمایا، ہمارے گھروں میں ایک بڑا شیطان تھا (وی سی آر) اور ایک چھوٹا (ٹی وی) ہم نے بٹے اور چھوٹے شیطانوں کو گرفتار کر لیا، گھڑوں سے باہر روڈ پر نکال کر دونوں کو سنگسار کیا، جسے منی میں بڑے شیطان اور چھوٹے شیطان کو پتھر مارے جلاتے ہیں، ہم نے لیلۃ القدر میں ان شیطانوں کو پتھر مار کر بالکل تباہ کر دیا۔

مارنے سے پہلے روڈ پر نکال کر یہ اعلان لگا دیا؛

”آج لیلۃ القدر میں ان شیطانوں کو سنگسار کیا جائے گا، گزرنے

والے حضرات بھی اس جہاد میں حصہ لیں“

میری بیوی کہنے لگیں؛

”ان ملعون شیطانوں کو میں بھی پتھر ماروں گی“

پھر روڈ پر جا کر اس نے بھی پتھر مارے۔

یہ سب حضرت والا کی دُعاؤں کا صدقہ ہے۔

(۲۲۶) حضرت والا کی خدمت میں ایک بہت بڑی خوشخبری پیش کرتا ہوں،

مجھے شادی کے دنوں میں بہت زیادہ یہ فکر تھی کہ میں گھر میں اور لوگوں کو تو شرعی پرو

کا کہتا رہتا ہوں مگر اب واللہ اعلم میرے اپنے گھر میں عملی نمونہ کیا ہوگا، اس لئے کہ خود میرے گھر اور ایسے ہی سسرال میں شرعی پردہ کا نام و نشان نہیں، اس لئے نہایت پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے یوں دُعا کرتا رہا:

”یا اللہ! مجھے ذلیل نہ کرنا کہ لوگوں کو تبلیغ کروں اور اب غسلی میدان میں اپنے گھر میں پردہ نہ ہو۔“

بہر حال شادی کے دن پہلی ملاقات میں صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر نہایت لجاجت سے دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت نصیب فرمائیں۔ پھر سلام کے بعد سب سے پہلی بات ہی دین کی شروع کی۔ المختصر تین گھنٹوں میں حضرت والا کے موعظ کا بخوبی بیان کر دیا۔ شرعی پردہ اور تصویر کی حرمت وغیرہ منکرات۔ الحمد للہ اس کا اثر یہ ہوا کہ جب میں اہلیہ کو تیسرے روز اس کے والدین کے ہاں لے گیا تو اس نے از خود تمام زادوں اور بہنوئی وغیرہ سے پردہ کر لیا۔ گھر میں ایک کہرام مچ گیا، الحمد للہ! میں بھی بحث و تکرار میں مضبوط رہا اور وہ بھی۔ پھر دو ہفتے بعد ہم دونوں اپنے آبائی گاؤں حاضر ہو گئے، وہاں میرے لئے بہت پریشانی اور آزمائش تھی، وہاں میرے بھائی، بہنوئی، بھانجے وغیرہ تمام رشتہ داروں کا جم غفیر تھا، شیطان نے بہت وساوس میں مبتلا کیا کہ شرعی پردہ کی وجہ سے سب ناراض ہو جائیں گے، مگر پھر اللہ نے دستگیری فرمائی اور حضرت مرشد پاک کی برکت سے میں نے اپنے دل سے کہا:

”مضبوط ہو جاؤ، خواہ سب ناراض ہو جائیں کوئی پروا نہیں۔“

الحمد للہ! وہاں بھی تمام بھائی بھانجے وغیرہ سب غیر محرم سے اس نے نہایت استقامت سے پردہ کر لیا، پہلے بھائی وغیرہ اکثر رشتہ دار سخت ناراض ہوئے، مگر میں نے بغیر غصہ و سختی کے تمام بھائیوں اور رشتہ داروں سے انفرادی ملاقاتیں کیں اور فرداً فرداً سمجھایا، ایک گھر میں رہتے ہوئے پردہ کا وہ طریقہ بتلایا جو حضرت والا کے

وعظ میں مذکور ہے تو الحمد للہ! دو تین رشتہ داروں کے سوا تمام بھائی اور دوسرے رشتہ دار بھی راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی عملی طور پر زندہ ہوا، الحمد للہ! علیٰ ذلک۔ اللہ تعالیٰ کے اس کرم اور دستگیری سے نہایت مسرت ہوئی ہے اور دل مچلتا ہے کہ ہمارا اتنا بڑا علاقہ چچھے جواب بھی علماء کا گڑھ ہے لیکن کہیں بھی نہ سنا نہ دیکھا کہ کسی کے ہاں شرعی پردہ ہو، اسی لئے کوئی عالم بتلاتا بھی نہیں۔ الحمد للہ! ایسے علاقہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت کی برکت اور توجہ سے ایک عملی صورت اپنے گھر سے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سال فراغت کے بعد علاقہ میں ترک منکرات پر خوب کلام کروں گا، خصوصاً دور حاضر کے وہ گناہ جو عوام و خواص میں مروج ہو چکے ہیں۔ حضرت والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے اور اس ناکارہ کو حضرت والا کے فیوض پھیلانے کا ذریعہ بنائے۔

(۲۷۲) آج مؤرخہ ۱۲ شعبان ۱۴۱۲ھ کا وعظ کیا سنا کہ بس دل تڑپ گیا، حضرت والا کے ہر بیان میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت والا مجھ سے ہی مخاطب ہیں اور میرے اندر کے پوشیدہ امراض بتا رہے ہیں، لیکن آج کے وعظ میں تو بس ایسا لگ رہا تھا کہ حضرت والا خصوصی طور پر مجھ سے ہی یہ سب کچھ فرما رہے ہیں، الحمد للہ! آج حضرت والا کے بیان سے غفلت دور ہو گئی اور نفس پر ایسے زبردست کوڑے پڑے کہ تمام سستی جاتی رہی۔

الحمد للہ! ثم الحمد للہ!! جب حضرت والا کی پہلی ہی مجلس سے لوٹا تو ڈارھی منڈانے کے قبیح جرم سے توبہ کر لی، یہ سب اللہ تعالیٰ کی دستگیری تھی میرا کوئی کمال نہ تھا، حضرت والا کی مجلس بابرکت میں آنے سے یوں لگا کہ جیسے کسی نے دل میں اجالا کر دیا ہے۔

حضرت والا کی برکت اور دُعاؤں سے تمام تصویریں بھاڑ دیں اور آئینہ کے لئے اس لعنت سے توبہ کر لی، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

حضرت والا کے وعظ کی برکت سے دل میں ہمت پیدا ہوئی، ٹی وی کا رُخ دیوار کی طرف کر دیا، اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا اور حضرت والا دامت برکاتہم کی دعائیں ساتھ تھیں کہ گھر میں معاملہ ٹھیک رہا، بس ہلکی سی رنجش ہوئی جو جلدی ہی پیار میں بدل گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمت عطا فرمائی ٹی وی کو اندر سے توڑ دیا۔ اب الحمد للہ! انم الحمد للہ! حضرت والا کی دُعاؤں اور برکت کے صدقہ سے گھر ٹی وی اور تصویروں کی لعنت سے پاک ہو گیا ہے اور پانچ چھ مہینوں سے گھر والے بالکل سکون سے ہیں۔

الحمد للہ! اہلیہ نے مکمل طور پر شرعی پردہ کر لیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت والا کے وعظ کی برکت سے والدہ محترمہ نے بھی تقریباً پچپن سال کی عمر میں اب دیور اور دوسرے سب غیر محرم قریبی رشتہ داروں سے پردہ کر لیا ہے شرعی پردہ میں رہنے لگی ہیں۔

اب والدہ محترمہ اور اہلیہ جب بھی رشتہ دار یا دوسری خواتین سے ملتی ہیں تو ان کا موضوع پردہ اور دوسری دینی باتیں ہی ہوتا ہے۔

اہلیہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ کام لیا کہ اس نے اپنے میکے والوں یعنی بہنوں اور بھانج وغیرہ کو بھی باتیں بتائیں اور حضرت والا کے مواعظ دیئے جس سے بحمد اللہ ان میں بہت تبدیلیاں آگئی ہیں۔

حضرت والا کے مواعظ پڑھ کر میرے ماموں کی لڑکیوں نے بھی شرعی پردہ کر لیا ہے۔

مزید رشتہ داروں کی اصلاح کے لئے کوشش جاری ہے، اس بارہ میں

کچھ ہدایات تحریر فرمائیں۔

حضرت والا سے اپنے لئے اور ان سب کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

کتب میں حضرت حکیم الامتہ قدس سرہ کی مجالس کے بارہ میں جو پڑھا ہے اور آپ کے جو ملفوظات پڑھے ہیں، حضرت والا دامت برکاتہم کی مجالس مبارک میں آکر لگتا ہے کہ گویا سب کچھ وہی ہے، ان مجالس کا اور اس مجالس کا ایک ہی رنگ ہے۔

آخر میں حضرت والا سے دلی التماس یہ ہے ۵

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں

مٹا دیجئے مٹا دیجئے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

(۲۲۸) میں نے حضرت والا کا وعظ ”شرعی پردہ“ پڑھا، اس کی برکت اور حضرت والا کی دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام غیر محرم رشتہ داروں سے مکمل شرعی پردہ کرنے کی ہمت عطا فرمادی۔

میرے پردہ کرنے سے والدین اور بھائی بہت سخت ناراض ہیں، مجھے مارتے بھی ہیں، مگر میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پختہ فیصلہ کر لیا ہے کہ کسی حال میں بھی پردہ نہیں چھوڑوں گی۔

حضرت والا میرے لئے استقامت کی دُعا فرمائیں اور میرے والدین اور بھائیوں کے لئے ہدایت کی۔

کبھی بھائیوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر کہیں جانا پڑتا ہے تو وہ گانے لگا دیتے ہیں، میں کانوں میں انگلیاں دے لیتی ہوں تاکہ گانوں کی آواز میرے کانوں میں نہ جانے پائے۔

اب سوچ رہی ہوں کہ روٹی ساتھ لے لیا کروں تاکہ جب بھی بھائی گانا لگائیں تو میں کانوں میں روٹی ٹھونس لیا کروں۔

آخر میں پھر خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۳۳۵) میں حضرت والا کو ایک زبردست قسم کی بشارت سناتا ہوں، میں نے اور میرے چھوٹے بھائی نے اور والد محترم نے ڈاڑھی رکھ لی ہے، اور انہوں نے رمضان کے آخری عشرہ میں حکم دیا: ”ٹی وی کو گھر سے نکال دو“

میں نے اس کو بہت ہی رسوا کر کے گھر سے نکالا، اب وہ گندے نالے میں سڑ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت والا کی برکت سے ٹی بی کے مہلک جراثیم سے نجات ملی۔

والد محترم نہ نماز پڑھتے تھے، نہ روزہ رکھتے، نہ زکوٰۃ دیتے، ٹی وی اور فلیس خوب دیکھتے تھے، میں ان کو حضرت والا کی باتیں سناتا رہتا تھا، حضرت والا کی برکت سے ان میں ایسی تبدیلی آگئی ہے کہ میں حیران ہوں، نماز، روزہ، زکوٰۃ پابندی سے ادا کرنے لگے ہیں۔ انہوں نے زندگی میں پہلی مرتبہ پورے ہینے کے روزے رکھے ہیں اور خوش ہو کر بلکہ مزے لے لے کر روزے رکھے، اور آخری عشرے میں حکم دیا:

”نکال دو اس (ٹی بی) کو گھر سے“

انہوں نے کبھی بھی حضرت والا کا بیان نہیں سنا، دور ہی سے باتیں سننے کا یہ اثر ہے۔

ہم گھر میں کل پانچ افراد ہیں، والد، والدہ اور تین بھائی۔ سب نے ٹی وی دیکھنے اور گانے سننے سے توبہ کر لی ہے ان کبار سے سخت نفرت ہو گئی ہے،

گھر میں اتنی خوشی ہے کہ میں بتا نہیں سکتا، گھر جنت بن گیا ہے، ہر فرد دیکھوش کرتا ہے کہ میں دوسرے کو سلام کروں، دین کی باتوں کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ سب سے چھوٹے بھائی جو تصادیر کے بہت گرویدہ تھے اب ان کو تصویر سے سخت نفرت ہو گئی ہے، وہ لوگوں سے کہتے ہیں:

”یہ روزانہ جو ٹریفک کے حادثات ہوتے ہیں اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ سڑکوں پر جواشتہارات لگے ہوئے ہیں ان پر تصویریں بنی ہوئی ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت وہاں نازل نہیں ہوتی“

سود سے سخت نفرت ہو گئی، اب سب گھر والوں کی کیفیت یہ ہے: ”کسی کے گھر سے کوئی چیز بھی آتی ہے تو سب سونگھ سونگھ کر کھاتے ہیں کہ کہیں اس میں سود کا پیسہ تو شامل نہیں“

اب تو حال یہ ہے کہ لوگ ہمیں پاگل کہنے لگے ہیں، اور وہ جتنا زیادہ پاگل کہتے ہیں ہمیں اتنی ہی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں:

”اب تم دنیا میں کسی قسم کا کام نہیں کر سکتے، تم دنیا میں کسی کام میں کامیاب نہیں ہو سکتے“

ہم ان سے کہتے ہیں:

”بس ہمیں تو آخرت کی کامیابی چاہئے، جب وہ ملے گی تو دنیا ان شاء اللہ تعالیٰ خود قدم چومے گی“

میرا ایک دوست حافظ قرآن ہے لیکن ڈاڑھی نہیں رکھتا، ۲۹ رمضان کو میرے دل میں خیال آیا کہ اس کے گھر جا کر اس کو تبلیغ کروں، میں نے حضرت والا

سے سنی ہوئیں چند باتیں ان سے کہیں، عید کے بعد دیکھا کہ میرے دوست نے ڈاڑھی رکھ لی ہے، بہت مسرت ہوئی۔

اسی طرح ایک دفعہ میں وہی لینے دودھ والے کی دوکان پر گیا تو دیکھا کہ ایک طرف تو اللہ کا نام لگا ہوا ہے اور دوسری طرف تصویر لگی ہوئی ہے، میں نے حضرت والا کے ارشاد کے مطابق کہا:

”بھائی! آپ کو تو کشتی دیکھنے کا شوق ہے، ایک طرف

رحمت کے فرشتوں کا سامان کر رکھا ہے دوسری طرف لعنت

کے فرشتوں کا“

جو ایک دو جملے حضرت سے سنے تھے میں نے وہی دودھ والے سے کہہ دیئے، دوسرے دن گیا تو دیکھا کہ اس نے تصویر ہٹا دی ہے، مجھے بہت خوشی ہوئی اور بے ساختہ نعرہ نکلا:

”حضرت جی زندہ باد“

صرف ایک دو جملوں میں اتنی تاثیر ہے کہ ان کو نقل کرنے سے بھی زبردست کام ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کو طویل عمر دیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جہنم میں جانے سے بچ جائیں۔

(۲۳) حضرت والا! میں بے فکر، مدہوش اور گناہوں میں ڈوبا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کا بیان سننے کی توفیق عطا فرمائی۔ بیان میں بار بار حاضری اور تھرمائیٹر پر تھرمائیٹر لگنے کی بدولت زندگی کی کایا ہی پلٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت والا کے پُر اثر تھرمائیٹروں اور دُعاؤں کی بدولت مندرجہ ذیل گناہوں سے نجات مل گئی:

۱۔ شراب، جوا، طوائفوں کے کوٹھے پر جانا اور بد قماش لوگوں سے دوستی۔

۲۔ چوری، چوری کے مال کی خرید و فروخت۔

۳۔ ٹی وی، وی سی آر، سینما دیکھنا، گھر سے ٹی وی نکال دیا ہے۔

۴۔ ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ پر گانے سننا۔ اُن سیکڑوں کیسٹوں میں قرآن کریم اور علماء حضرات کی تقریریں بھر والی ہیں۔

۵۔ فوٹو کھینچنا اور رکھنا۔ گھر میں جو ہزاروں البم میں تصاویر تھیں ان کو ہم سب گھر والوں نے مل کر جلا دیا ہے، گھر میں جو کڑی اور مٹی کے مجسمے تھے اُن سب کو توڑ دیا ہے۔

۶۔ رسالے اور اخبار خریدنا اور پڑھنا۔

۷۔ غیر حرم عورتوں سے دوستی۔

۸۔ اپنے ادارہ میں لکھ کر دے دیا ہے کہ میں اپنی جمع شدہ رقم پر سود نہیں لوں گا اور نہ اپنے اوپر واجب الادا قرض پر سود دوں گا۔

۹۔ ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا۔

۱۰۔ میری بیوی اور لڑکیوں نے شرعی پردہ کر لیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے دوستوں اور رشتہ داروں نے آنا چھوڑ دیا ہے۔

۱۱۔ نماز باجماعت پڑھتا ہوں اور قضا عمری بھی نو سال کی ادا کر چکا ہوں، میرے اہل و عیال بھی پابندی سے نماز پڑھتے ہیں۔

۱۲۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو انگریزی اسکول سے نکال کر لڑکوں کو حفظ قرآن کے لئے مدرسہ میں داخل کر دیا ہے اور لڑکیوں کو مدرسہ البنات میں۔

۱۳۔ غیر شرعی لباس میں نے اور اہل و عیال نے چھوڑ دیا ہے۔

۱۴۔ سالگرہ، قرآن خوانی، افطار پارٹی، میلاد، شبِ براءت کا حلوا، محرم کی فاتحہ

اور دوسرے مہینوں کی تقریبات بالکل ختم کر دی ہیں۔

۱۵۔ والد صاحب کے انتقال پر کوئی رسم اور ایصالِ ثواب کے مروجہ طریقہ تیجا، دسواں، چالیسواں وغیرہ نہیں ہونے دیئے۔

۱۶۔ لڑکی کی شادی میں تمام کام سنت کے مطابق ادا کرنے کی توفیق ہوئی۔

۱۷۔ رشتہ داروں اور دوستوں کی شادیوں میں خرافات و منکرات کی وجہ سے شریک ہونا چھوڑ دیا ہے۔

(۲۳۱) آپ کی کتاب ”تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود“ میں استدرار کے متعلق پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے غضب کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ رورور کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی کہ کہیں دل میں کسی بات پر غرور نہ آ گیا ہو۔ پھر یہ خیال پریشان کرنے لگا کہ پتا نہیں اللہ تعالیٰ اس گنہگار کی عبادت قبول بھی کرتے ہیں کہ نہیں۔ قرآن کریم پڑھنے بیٹھ گئی، آیات میں مضمون کچھ اس طرح کا تھا:

”جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم بڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان

کی طرف دس قدم بڑھاتا ہے“

یہ پڑھ کر کچھ تسلی ہوئی۔

عمرہ پر جانے سے پہلے آپ کی کتابوں میں پردہ کے متعلق پڑھا تھا، ایک دن جب اور کتابیں لے رہی تھی تو کتاب ”شرعی پردہ“ نظر آئی، اس کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ رک گیا، خیال آیا:

”اگر خرید لی تو پڑھنی پڑے گی، اگر پڑھ لی تو عمل کرنا پڑے گا،

اس لئے مت خریدو“

مگر پھر دل مضبوط کر کے خرید لی، گھر آ کر رکھ دی، کئی دن رکھی رہی پڑھی نہیں، عمرہ کرنے چلی گئی، وہاں عبا پہنی، بہت اچھی لگی، مگر یہاں واپس آ کر

اتار دی۔ یہ خیال شیطان دل میں ڈالتا رہا:

”کالج کی لڑکیاں کیا سوچیں گی؟ انگلش کی مس اور یہ حلیہ“

پھر آپ کی ایک اور کتاب پڑھی جس میں آپ نے کہا تھا:

”شیطان کی اگر بات مانی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے

خیال میں نعوذ باللہ شیطان اللہ تعالیٰ سے بڑا ہے“

پڑھ کر یہ خیال آیا:

”کیا یہ لڑکیاں اللہ تعالیٰ سے بڑی ہیں“

بہت شرمندگی ہوئی مگر ہمت پھر بھی نہ ہوئی۔ پھر آپ نے دُعا کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمت پیدا کر دی اور کراچی آنے کے نو دن بعد باقاعدہ پردہ شروع

کر دیا۔

صبح کو کالج پہنچی تو جنہوں نے دیکھا بہت حیران ہوئیں۔ کچھ ٹیچرز نے تعریف کی، باقی بحث کرنے لگ گئیں:

”چہرہ کا پردہ تو اسلام میں ہے ہی نہیں۔ صرف یہ کہا گیا ہے

کہ چادر اوڑھ لو“

میں نے آپ کی کتاب میں جو لکھا تھا وہ سنایا مگر پھر بھی کہنے لگیں:

”عمرہ اور حج میں کیوں چہرہ کھولنے کی اجازت ہے“

میں نے کہا:

”یہ بھی غلط ہے، چہرہ ڈھکنے کا حکم ہے مگر کپڑا چہرہ کو نہ لگے۔“

دوسری ٹیچر بولیں:

”برقع اوڑھو تو لوگ اور زیادہ گھور گھور کر دیکھتے ہیں، انہیں

تجسس ہوتا ہے کہ پردہ میں کون ہے؟“

میں نے کہا:

”جو بے پردہ ہوتی ہیں ان ہی کو لوگ مڑ مڑ کر دیکھتے ہیں،

فقرے کتے ہیں، سیٹیاں بجاتے ہیں۔“

ایجوکیشن کی لیکچرار کہنے لگی:

”ہم پر تو کوئی جملہ نہیں کستا تم پر کستا ہوگا۔“

میں نے بڑے مزے سے اعتراف کر لیا اور کہا:

”ہاں مجھ پر تو سیٹیاں بجاتے تھے کچھ نہ کچھ کہہ کر جاتے تھے اس

لئے میں نے تو عبا پہن لی، میرے اندر تو ان گندی نظروں کی تاب

نہیں رہی تھی۔“

اس پر ایک اور لیکچرار کہنے لگیں:

”دیکھتے ہیں کتنے دن پہنوں گی، عمرہ کا اثر ہے نیا نیا۔“

میں نے کہا:

”مجھے کسی نے زبردستی نہیں پہنایا، اپنی مرضی اور اللہ کی توفیق

سے پہنا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اترے گا نہیں، اور حضرت کی عاؤں

کا نتیجہ ہے، پھر کیوں اترے۔“

کیمسٹری کی لیکچرار کہنے لگیں:

”کیا منگنی وغیرہ ہو گئی ہے؟“ ان کا حکم ہے؟

میں نے کہا: ”ہاں! یوں ہی سمجھ لو۔“

جلدی سے میرے پاس آئیں، کہنے لگیں:

”وہ کون ہے؟“

میں نے کہا: ”اللہ تعالیٰ۔“

خاموش ہو گئیں۔

پھر جب دوپہر کو گھر آنے لگی میں نے عبا پہنی چہرہ پر نقاب بنائی تو

ہماری انگلش کی ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ٹکرا گئیں۔ انگلش میں پوچھنے لگیں:

”تمہیں کیا ہوا؟ تمہارا دماغ تو صحیح ہے؟“

میں نے کہا:

”ہاں دماغ تو اب ہی صحیح ہوا ہے۔ پہلے خراب تھا۔“

یہ کہہ کر انہیں ہٹا بٹکا چھوڑ کر میں کالج سے نکل آئی۔

جب صبح گھر سے اُس روز نکل رہی تھی تو امی نے کہا:

”ہائے! ہائے!! یہ تمہیں کیا ہو گیا؟ لوگ کیا کہیں گے؟“

تمام ٹیچرز اور لڑکیاں مذاق اڑائیں گی۔“

مانی کا بیٹا کہنے لگا:

”ڈاکو لگ رہی ہیں۔“

میں مسکرا کر چپ ہو گئی۔

مگر حضرت کچھ لیکچرار ایسی بھی تھیں جنہوں نے تعریف کی، شاباش دی،

جغرافیہ کی لیکچرار اسلامک اسٹڈیز کی لیکچرار کو کہنے لگیں:

”تم حج کر کے آئی ہو، شرم کرو، ان انگلش والوں سے ہی کچھ

سیکھ لو۔“

اس پر وہ ناراض ہو کر کہنے لگیں:

”ہاں صرف اللہ ہی کو معلوم ہے سچا مسلمان کون ہے۔“

غرض جتنی لیکچرار تھیں سب نے کچھ نہ کچھ ضرور کہا، اور میں دل میں یہی

دُعا مانگتی رہی:

”اللہ تعالیٰ میری مدد کریں، استقامت عطا فرمائیں۔ ورنہ مجھ

میں تو کسی بات کی طاقت نہیں۔“

تین چار روز بعد امی بھائی کے ساتھ کسی لڑکی کو دیکھنے جا رہی تھیں، مجھے کہا:

”تمہیں بھی جانا ہے۔“

میں نے تیار ہو کر عبا، پہن لی۔ دیکھ کر کہنے لگیں:

”اس حلیہ میں تو نہیں لے کر جاؤں گی۔ عبا، پہن لو مگر چہرہ

کا پردہ اتار دو۔“

میں نے کہا:

”جاؤں گی تو ایسے ہی ورنہ نہیں جاؤں گی۔“

امی کو مجھے ویسے ہی لے کر جانا پڑا۔ امی خود کافی بڑی چادر اوڑھتی ہیں ہنر بھی ڈھکتی ہیں، کہتی ہیں:

”تم چادر اوڑھتی تھیں وہی پردہ صحیح ہے۔“

میں نے پردہ کے متعلق آپ کی کتاب پڑھوادی، اس دن کے بعد سے امی نے کچھ نہیں کہا۔

حضرت! جس دن سے پردہ کرنا شروع کیا اس دن کے بعد سے اللہ تعالیٰ نے وہ عزت دی کہ میں حیران رہ گئی۔ رکشہ والوں نے، بس والوں نے، دکانداروں نے ہر ایک نے نظریں جھکا کر بات کی۔ کسی میں نظریں اٹھا کر بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی، ہنسی بس میں کند کٹر بھی دور کھڑے ہو کر کراہی مانگتے ہیں، ہر شخص بچ کر نکلتا ہے، جبکہ پہلے ہر اک آدمی قریب ہی سے گزرنے کی کوشش کرتا تھا۔ جن لوگوں کے گھر گئی ہر ایک انتہائی عزت سے پیش آیا۔

دو گھروں کی عورتوں نے کہا:

”ہمارے پاس بھی عبا ہے، جدہ میں تھے تو پہنتے تھے،

یہاں آکر اتار دی اب ان شاء اللہ نکالیں گے۔“

کچھ اسٹوڈنٹس نے بھی چادریں اوڑھ کر چہرہ ڈھکنا شروع کر دیا ہے۔ آپ دُعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور میری بھابھی کو بھی۔

یہ سب کچھ دیکھ کر یہ خوف رلا دیتا ہے:

”کہیں دل میں یہ خیال نہ آجائے کہ بہت نیک بن گئی ہوں

کہیں غور نہ آجائے، اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائیں۔“

آپ نے اپنے وعظ ”علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا“ میں فرمایا ہے:

”شیخ کامل کی صحبت کے بغیر لوگوں کو یہ بھی پتا نہیں چلتا کہ وہ

کون کون سے گناہ کر رہے ہیں۔“

اس لئے حضرت والا کے وعظ میں حاضری کی اجازت چاہتی ہوں۔

آپ نے فرمایا تھا:

”ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیں۔“

آپ کے حکم پر عمل کیا۔

آپ نے پچھلے خط میں حکم دیا تھا:

”اگر غیبت کرو تو جس کے سامنے غیبت کی ہو اسے بتاؤ اور

مجھے لکھ کر بھیجو۔“

اس ڈر کے مارے غیبت ہی نہیں کی کہ آپ کو لکھنا پڑے گا، پھر سچو سچ کمر سخت شرمندگی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ سے تو کبھی ڈر نہیں لگتا تھا، توبہ کی معافی مانگی۔

آپ کی کیسٹ ”وضو کے مسائل“ سنی اور ویسے ہی وضو کرنا شروع کر دیا، نماز کے مسائل کی کیسٹ سنی تو روزانہ ہر نماز کے ساتھ دو قضا نمازیں پڑھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

اکثر یہ خوف پریشان کرتا ہے :

”نہ جانے اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ کوششیں مقبول بھی ہیں

کہ نہیں“

آپ کے مواعظ کچھ لیکچرارز کو دیئے ہیں، کچھ طالبات کو بھی دیئے ہیں، آپ دُعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

آپ کے مواعظ پڑھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں، آپ کی دُعاؤں اپنے لئے اور اپنے بھائیوں اور امی اور بہن اور اس کے شوہر اور بچوں کے لئے چاہئیں، شاید اللہ تعالیٰ ہم سب کی بھی اصلاح کر دیں مغفرت کر دیں۔

(۳۳۲) بحمد اللہ تعالیٰ مواعظ کی اشاعت سے ہمارے یہاں اب یہ ماحول پیدا ہو گیا ہے کہ بہت سے لوگوں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے اور کئی خواتین نے شرعی پردہ کا اہتمام کیا ہے، بلکہ کئی گھرانوں میں رشتہ کرتے وقت مکمل شرعی پردہ کی شرط سے رشتہ کیا جا رہا ہے۔

وعظ ”شرعی پردہ“ (براہوی) کے کاتب صاحب عالم اور سید ہیں، انہوں نے فرمایا:

”اس وعظ کے لکھنے سے مجھے اپنی بے دینی کا پورا احساس ہوا ہے اور آئندہ کے لئے میں نے شرعی پردہ نہ کرانے کے گناہ سے

پوری توبہ کی ہے۔“

چنانچہ ابھی انہوں نے اپنی لڑکی کا رشتہ ایسی ہی جگہ کر لیا ہے جہاں پوری طرح پردہ کا اہتمام کیا جا رہا ہے، جس پر ان کے اکثر رشتہ دار باوجود عالم ہونے کے مکمل ناراض ہو گئے ہیں مگر انہوں نے اس کی کچھ پروا نہیں کی۔

بدعات کے استیصال وغیرہ دیگر گناہوں کے سلسلہ میں بھی الحمد للہ! بہت خوب کام ہو رہا ہے۔

حضرت اقدس سے ادعیٰ صالحہ کی درخواست ہے۔

(۳۳۳) بندہ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا، بندہ نے نماز فجر کے بعد رو کر اللہ سے دُعا مانگی :

”یا اللہ! میں بہت کمزور ہوں، تنہا ہوں اور مقابلہ میں پورے علاقہ کے علماء و مشائخ، مجھے دین پر استقامت نصیب فرما، عوام و خواص میں مروجہ بدعات کے مقابلہ اور والد صاحب کی تجہیز و تکفین سنت کے مطابق کرنے کی ہمت عطا فرما۔“

اس کے بعد اعلان کیا :

تجہیز و تکفین سنت کے مطابق ہوگی اس لئے :

۱۔ جنازہ تیار ہوتے ہی فوراً نماز پڑھ کر سپرد خاک کر دیا جائے گا۔

۲۔ منہ دیکھنے کی رسم نہیں ہوگی۔

۳۔ عورتیں جمع ہوتی ہیں اور منہ دیکھتی ہیں، یہ رسم بھی قطعاً نہیں ہوگی، کوئی عورت نہ آئے۔

۴۔ قبر پر رقم تقسیم کرنے کی رسم بدعت ہے، میں پورے علاقہ میں پہلی بار اس بدعت کو بند کرتا ہوں۔

اس سے دو چند رقم خفیہ طور پر طلبہ کو دے دی۔

۵۔ تیسرے دن قبر پر اجتماع کی بدعت نہیں ہوگی، نہ کسی قسم کی مٹھائی یا روٹی یا رقم تقسیم ہوگی۔

۶۔ تعزیت کے لئے گھر پر آئیں، سنت کے مطابق تعزیت کے بعد واپس چلے جائیں مجمع لگا کر نہ بیٹھیں، اور جس نے ایک بار تعزیت کر لی وہ دوبارہ نہ آئے، اس لئے کہ دوبارہ تعزیت مکروہ ہے۔

۷۔ پہلے، تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن دعوت کی بدعت نہیں ہوگی۔ بعض رشتہ دار ماموں وغیرہ بہت ناراض ہو گئے، میں نے کہا ہ

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے

مذہب نظر تو مرضی حبانہ چاہئے

اس علاقہ میں بہت بڑے بڑے علماء گزرے ہیں اور اب بھی بہت ہیں کئی مدارس دینیہ والے بھی ہیں، سب کے سب ان بدعات میں مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں نے کوئی بدعت نہیں ہونے دی۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کی نظر شفقت و دعا کا اثر ہے مزید دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی تمام منکرات و بدعات سے حفاظت فرمائیں، دین پر استقامت عطا فرمائیں، بندہ کامرنا اور حمینا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے عین مطابق ہو۔

(۳۳۳) حضرت والا سے اصلاحی تعلق رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت والا کو یہ سن کر بڑی خوشی ہوگی کہ ابھی کچھ دن پہلے میری زندگی سے ایک سال گزر گیا، بحمد اللہ تعالیٰ اس سال میں میں نے کچھ گنوا یا نہیں بلکہ بہت کمایا ہے اللہ نے توفیق دی، ہم سب بھائیوں نے اسکول چھوڑ دیا۔ حفظ کرنا شروع کر دیا، وقفہ

وقفہ سے دو تین دفعہ اسکول میں دوستوں سے ملنے گیا، وہاں جو ماحول دیکھا وہ اُس وقت اتنا برا نہیں لگ رہا تھا جتنا یہاں دارالافتاء میں حضرت والا کی صحبت میں آنے کے بعد۔ ان اسکول اور کالجوں میں کس چیز کی تربیت دی جاتی ہے، جوان لڑکے اور لڑکیاں آپس میں ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈال کر گھوم پھر رہے تھے، یہ تو ہر اسکول اور کالج میں ہوتا ہے اور عام ہے۔

دوستوں نے یہ بھی بتایا:

”لڑکے اور لڑکیاں آپس میں کر لٹے کرتی ہیں“

غرض وہاں مسلمان ہونے کی کوئی نشانی نظر نہیں آتی۔

یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے شیطان کے مدرسہ سے نکال کر رحمن کے مدرسہ میں داخل کر دیا اور ان گناہوں سے بچا لیا جن میں وہ ساتھی مبتلا ہیں۔ یہ سب حضرت والا کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ لیکن حفظ شروع کر دینے کے باوجود دل کے حالات وہی تھے وہی ٹی وی اور وی سی آر دیکھنا، وہی بُرے دوستوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، گانے سُنا اور والدین کو ناراض کرنا اور دوسرے باطنی گناہ سب ویسے ہی تھے۔

لیکن جیسے ہی والد صاحب حضرت والا کی مجلس میں حاضر ہوئے، اثر یہ ہوا کہ بے دینی سے توبہ کی ابتدا ہی دو شیطانوں (ٹی وی، وی سی آر) کے پکڑنے کے ساتھ ہوئی، سائیس رمضان کی رات کو سب کے سامنے سنگسار کر ڈالا۔ سب سے زیادہ میں نے ہی توڑا تھا، اس کا سکرین جس پر تصویریں آتی تھیں اور اس کا دل یعنی جس کے ذریعہ اندر تصویریں بنتی تھیں، اس کو ریزہ ریزہ کر کے مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ میرا اور اس منحوس کا سامنا اب تک نہیں ہوا، شاید بہت زور زور سے پتھر پڑے تھے۔

اس شیطان کی نسل بھی یاد رکھے گی اور کہے گی :
”یہی وہ شخص ہے جس نے مجھے سنگسار کیا تھا“
اور میں نے بھی عہد کیا ہے اور اس میں اللہ میری مدد کرے گا :
”ان شاء اللہ ! ان شاء اللہ ! میں اپنے بچوں کو کبھی ٹی وی
وی سی آر اور اسکول کا راستہ بھی نہ دکھاؤں گا“
اللہ مجھے اس پر ثبات قدم رکھے۔

یہاں داخلہ لینے کے بعد جو تبدیلی آئی ہے وہ بتا نہیں سکتا۔
جس دماغ میں شیطانی خیالات بسے ہوئے تھے آج اس دماغ میں کلام
پاک بسا ہوا ہے۔
اس سر پر جو انگریزی بال لگے ہوئے تھے آج اس پر شرعی بال ٹوپی کے سایہ
میں چھپے ہوئے ہیں۔

جو آنکھ غیر اللہ اور ٹی وی وغیرہ دیکھا کرتی تھی آج اللہ والوں کو دیکھتی ہے۔
حضرت والا کے ساتھ سفر جہاد میں افغانستان کو دیکھا، وہاں جہاد کی
تربیت بھی حاصل کی۔

جن کانوں سے دن بھر گانے سنا کرتا تھا یہاں تک کہ رات کو بھی اسپیکر
کانوں میں ڈال کر سوتا تھا، آج اسی ٹیپ ریکارڈ میں گانوں کی کیسٹ کے بدلے
حضرت والا کے مواعظ اور بیانات ہوتے ہیں۔

جن ہاتھوں سے بُرے کام لیتا تھا کل وہی ہاتھ افغانستان کے پہاڑوں
میں کلاشنکوف کے ٹریگر پر بھی پڑے اور آج ان سے حضرت والا کی خدمت
کرتا ہوں۔

جو پر غیر اللہ کے راستے میں اٹھتے تھے آج وہی پر اللہ کے راستے میں اٹھتے ہیں۔

جو ٹخنے کسی زمانہ میں ڈھکے ہوئے تھے آج وہ ٹخنے ڈھکنے والوں کے
مذاق اڑانے اور طنز کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔
وہ دل دکھانے والی زبان آج لوگوں کے خستہ دل پر مرہم رکھتی ہے۔
غرض اگر میں اپنے دادا کے ملفوظ کو نقل کروں تو کوئی عجب نہیں ہوگا،
وہ یہ ہے :

”میں بھیڑیا تھا حضرت والا نے مجھے انسان بنا دیا“
حضرت والا ! گناہوں سے بچنے کی ٹوٹی پھوٹی کوشش جاری ہے،
اللہ تعالیٰ مجھے اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور مجھے
اپنے مقصد میں کامیاب فرمائیں، مجھے میرے والدین، میرے دادا اور میرے
سارے خاندان کو اپنی مرضی کے مطابق بنالیں، حضرت والا سے خصوصی دعاؤں
کی درخواست ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

مندرجہ بالا حالات لکھنے والا ابھی صرف سولہ سال کا بچہ ہے اور ذہنی
لحاظ سے بہت اونچے طبقہ سے ہے۔

(۲۳۵) میرے چچا کی بیٹی میرے کالج میں پڑھتی ہے، ان کے گھر میں
کونڈے، محرم کا حلیم، ہر مہینے قرآن خوانی، تیجا، چالیسواں، برسی، شبِ براءت،
غرض ہر قسم کی بدعات تھیں، پردہ بھی دور دور تک نہ تھا، اب وہ آپ کے
مواعظ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کی طرف آگئی ہے، مواعظ تو بھی پڑھتی
ہے اور اپنی والدہ اور چچی کو بھی پڑھا رہی ہے، آپ کے ”شبِ براءت“ کے
وعظ میں وہ بھی میرے ساتھ آئی تھیں، گھر جا کر کہنے لگیں :
”اگر ہمارے گھر کسی نے حلو پکایا تو میں چولہے کی گیس کا

پاپ کاٹ دوں گی۔“

اس کی امی اور چھوٹی چچی تو مان گئیں مگر بوڑھی دادی نے ہنگامہ کر کے منجھلی چچی سے حلوا پکوا یا، مگر گھر والوں نے نہ کھایا نہ شامل ہوئے۔

حضرت والا کی کتاب ”سات مسائل“ سب کو پڑھوائی۔

شرعی پردہ بھی شروع کر دیا ہے، سارے گھر کا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔

کالج میں اسلامیات کی لیکچرار اور سیاست کی لیکچرار آپ کے مواعظ کی کسٹیں

مانگ مانگ کر سنتی ہیں، مواعظ کی کتابیں پڑھتی ہیں، کافی حد تک یں کی طرف

آگئی ہیں، شرعی پردہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، ان کے لئے دُعا فرمائیں۔

(۳۳۱) میں بہت ہی بدکار سیہ کار تھا، پکارانی، جھوٹ کا مجسمہ، تصویروں کا

بادشاہ، دن رات مووی اور فلمیں دیکھتا تھا، والدین کا نالائق بیٹا اور اپنے بچوں

کا بدکار باپ، شیطان کا دوست، دنیا کا طلبگار، دین سے بہت دور، ڈاڑھی پر

کلبھاری چلاتا تھا، دنیا کی ساری برائی میرے اندر تھی۔

اللہ تعالیٰ میرے ایک عزیز دوست کے درجات بلند فرمائیں وہ مجھے آپ کا

وعظ سننے لے گئے اور آپ کے وعظ کی چند کتابیں بھی خرید کر دیں۔ آپ کا وعظ کیا

تھا بس اللہ تعالیٰ نے میری زندگی ہی بدل ڈالی، اب میں ہر جمعہ آپ کا وعظ سننے

کے لئے باقاعدگی سے آتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اب میں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے اور ہر قسم کے

منکرات اور بدعات سے بہت دور بھاگتا ہوں۔ ایک لڑکی سے دس سال سے

معاشقہ تھا، دن رات بدکاری میں مبتلا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے

اس عذاب سے نجات عطا فرمادی جس سے جان چھڑانے کی کوئی صورت ممکن

نہیں تھی۔

یہ ہے اللہ کا کرم اور آپ کی باتوں کا اثر۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائیں، آپ ہمیشہ

اسی طرح وعظ فرماتے رہیں، ہم سنتے رہیں اور دوسروں کو بھی دنیا و آخرت کی رُہوائی

سے بچاتے رہیں۔ آمین۔

(۳۳۲) حضرت اقدس دامت برکاتہم جب جہاد افغانستان میں تشریف لے

گئے تو خواست میں مولانا جلال الدین حقانی کے ”جامعہ منع الجہاد“ میں قیام فرمایا۔

اس جامعہ کے مہتمم مولانا کمانڈر عبدالحمید صاحب جو مولانا جلال الدین حقانی

کے خصوصی کمانڈر ہیں حضرت والا کی پہلی ہی مجلس میں ان کا یہ حال ہو گیا ہے

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مرے دل میں

ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

حضرت اقدس کا ایک ایک ملحوظ ان کے دل میں اترنا گیا، آپ کی ایک ایک

تعلیم کی سخت پابندی اور دوسروں کو بھی پابند کرنے کے لئے ہر وقت بے قرار۔

آپ فرماتے ہیں:

”میں نے چودہ سال تدریس علم دین میں گزارے اور تیرہ سال جہاد

میں، مجھے حضرت اقدس کی اس بہت ہی مختصر سی صحبت سے جو نفع

ہوا اور جولنت و فرحت حاصل ہوئی وہ تدریس و جہاد کے ستائیس

سال کے طویل عرصہ میں نہیں ہوئی۔“

آپ کے دردِ دل کے فوارے آنکھوں سے بہنے لگے ہیں جو حضرت اقدس

کے بارہ میں پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔

تری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجاں ہو کر

دلوں میں آگ بھردیتی ہے آہ آتشیں تیری

(۳۹۸) ایک روز میں بینک میں کسی کام سے گیا، میرے ہاتھ میں حضرت والا کا وعظ ”اللہ کے باغی مسلمان“ تھا، میں بینک کے افسر کے سامنے بیٹھ گیا، بینک افسر کی نظریں میرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب پر پڑیں تو مجھ سے کہا:

”میں یہ کتاب دیکھ سکتا ہوں“

انہوں نے کتاب لے کر مجھ سے کہا:

”اس کا کیا ہدیہ ہے؟“

میں نے کہا:

”آپ کتاب کا مطالعہ کر کے مجھے واپس کر دیجئے گا“

تین چار روز کے بعد پھر بینک میں گیا تو اُس بینک افسر نے مجھ سے کہا:

”گھر جا کر میں نے اپنے کمرے کو بند کر کے تنہائی میں دو گھنٹے

پوری کتاب کا غور سے مطالعہ کیا، آج پوری زندگی میں پہلی بار

احساس ہوا:

”میں اللہ کا باغی مسلمان ہوں“

سُود اور ڈاڑھی کے مسائل کے بارہ میں کتابیں لاد بیجئے گا:

ہم دونوں کی گفتگو برابر میں ایک دوسرے افسر بن رہے تھے، انہوں نے بھی مجھ سے کتاب مانگی اور کہا:

”اس کو میں اپنی بیٹھک میں میز پر رکھوں گا تاکہ میرے دوست

احباب اس سے استفادہ حاصل کر سکیں“

میں نے انہیں کتاب ہدیہ کر دی تو پہلے بینک افسر نے ان سے کہا:

”یہ کتاب پڑھنے کے بعد آپ کو اتنا بڑا عہدہ چھوڑنا پڑے گا“

(۳۹۹) حضرت والا کی مجالس میں شرکت کی برکت سے گناہ چھوڑنے کی فکر پیدا ہوئی، میں نے سب سے پہلے حرام آمدنی والے گناہ یعنی بنک ملازمت سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کرنے کا بجا ارادہ کر لیا اور گوشمیش کے ساتھ ساتھ حضرت والا کا ارشاد فرمودہ نسخہ ”ترہیلا“ استعمال کرنا شروع کر دیا یعنی:

۱۔ اے اللہ! میں اقرار می مجرم ہوں، باغی نہیں ہوں۔

۲۔ میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔

۳۔ آئندہ گناہوں سے حفاظت فرما۔

ساتھ ساتھ لا حول ولا قوۃ کے بعد حضرت والا کی ارشاد فرمودہ دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْنُكَ عَلٰی طَاعَتِكَ .

پڑھا کرتا تھا، کیونکہ مجھے ہر وقت حضرت والا کا یہ شعر پریشان کئے رکھتا تھا

انہوں نے دین کب سیکھ لے رہے گھر میں

پلے کلج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

جس سے بڑی فکر ہو جاتی:

”اگر ابھی حرام کما تے کما تے موت آجائے تو اپنا کیا بنے گا؟“

اور جب نفس و شیطان اپنے پرلے سب ہی دھوکے میں ڈالنے کی

بہت کوشش کرتے تو میں اُس وقت دل ہی دل میں بحمد اللہ تعالیٰ حضرت

والا سے بلا ہوا یہ سبق خوب پکا کر لیتا

سنجھل کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر

یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

اور ساتھ ساتھ حضرت والا کے وعظ کے یہ اشعار میرے اندر بہت تہت

پیدا کرتے تھے

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مذہبِ مہر تو مرضیِ جانا نہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کریہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

بس پھر کیا تھا اللہ رب العزت کی عطا، حضرت والا کی توجہات اور
مجالس کی برکت سے مجھے اس لعنت سے چھٹکارا حاصل ہو گیا۔

اب ثابت ہو گیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں:

”حرام آمدنی نہیں کمائیں گے تو بھوکے مرجائیں گے، دنیا
میں گزارا کیسے ہوگا؟ وغیرہ وغیرہ“

وہ غلط کہتے ہیں، کیونکہ اس کا مطلب تو بقول حضرت والا یہ ہوا:
”جو اللہ حرام کماتے ہوئے پال رہا تھا گویا وہ اب حلال کماتے
ہوئے نہیں پال سکتا“

ایسے حضرات سے گزارش ہے:

”حضرت والا کی مجلس میں شرکت کر کے دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ
کی توفیق سے اُن سے یہ گناہ اور دوسرے ہر قسم کے گناہ کیسے نہیں
چھوڑتے؟“

آخر میں حضرت والا سے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ
عُجب، کبر، ریا، سے محفوظ رکھتے ہوئے اخلاص، قبولیت اور مزید استقامت
سے نوازیں۔ آمین، ثم آمین۔

بنک چھوڑتے وقت میرے کوائف:
عہدہ: افسر گریڈ ون۔

مُلِ تنخواہ: ۹۳۸۰ روپے

اضافی پونس: ۶۱۴۰ روپے

طبی سہولت: ۹۲۱۰ روپے

ڈاکٹری فیس: ۶۱۴۰ روپے

پٹرول الاؤنس

دو سو فون کالیں مفت

اس کے علاوہ گھر کے لئے اور کار خریدنے کے لئے آسان شرائط پر قرضوں
کی سہولتیں۔

مدتِ ملازمت: ۲۲ سال

دفتر والوں نے کہا:

”پورے پچیس سال تو کر لو، کیونکہ اب تمہارا بنک فنڈ بہت

تیزی سے بڑھے گا یعنی ہر سال اُس میں دو گنا، تین گنا اضافہ ہوگا“

اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی، ورنہ ملازمت سے سبکدوشی میں ابھی دس

سال اور باقی تھے جبکہ تھوڑے سے عرصہ میں میرے عہدہ کے لوگوں کی تنخواہ

پچیس ہزار روپے ہو چکی ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ مجھے اس پر ذرہ برابر افسوس نہیں، بلکہ دل خوشیوں

سے مچل رہا ہے، میں کس زبان سے اپنے اللہ کا شکر ادا کروں؟ یہ

محض اس کا کرم اور حضرت اقدس کی صحبتِ کیمیا اثر اور توجہ و دُعا،

کی برکت ہے کہ مجھ جیسے ناتواں کو اتنے بڑے عذاب اور قہر الہی سے

بچا لیا، اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کا سایہ اُمت پر تادیر قائم رکھیں

اور لاتعداد جہنم رسیدہ انسانوں کی نجات کا ذریعہ بنائیں۔

۲۴۰ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ

ع کہاں سے مجھ کو پہنچایا کہاں پر مغال تو نے

بندہ نے جب دیہاتی ماحول سے نکل کر پاکستان کے ایک بہت شہر جامعہ میں داخلہ لیا تو شدت سے محسوس کیا کہ طلبہ کے قلوب میں غیر ممالک کی یونیورسٹیوں میں داخلے لینے کے سانپ لوٹ رہے ہیں۔ پھر صحبت کا اثر و فناء بلکہ کفارت تک کو مسلم ہے، ادھر احباب = اعداء نے بندہ کو ترغیب بلکہ شوق دلایا۔ طلبہ میں حُب مال اس حد تک کہ شب و روز وہاں کے وظائف کا تذکرہ کرتے اور رالیں ٹپکاتے ع

صحبت طالح ترا طالح کند

”بُرے کی صحبت تجھے بھی بُرا بنا دے گی“

رفتہ رفتہ یہ اشتیاق بڑھتا گیا مگر شیخ چلی کی یہ انگلیں دورہ حدیث کے بعد ہی بار آور ہو سکتی تھیں۔ موقوف علیہ دورہ حدیث کے سہ ماہی و ششماہی امتحان میں بفضلہ تعالیٰ پورے جامعہ میں اول آتا رہا۔

فراغت کے بعد سالانہ نتیجہ نکلنے سے قبل کچھ لپسٹ نظر اور نا عاقبت اندیش ساتھیوں کے مشورہ سے غیر مقلدین کے ایک جامعہ میں داخلہ لیا، جہاں دو سال تعلیم کے بعد مدینہ یونیورسٹی بھیجنے کا وعدہ تھا، یہ لوگ خود کو اہل حدیث کہتے ہیں مگر یہاں تو چال چلن، لباس و پوشاک، خور و نوش حتیٰ کہ نماز میں بھی احادیث کی صیرج خلاف ورزی دیکھی۔ الحمد للہ دین کی اتنی سمجھ تو تھی، اسی روز اس جامعہ کو خیر باد کہا، ادھر مدینہ یونیورسٹی جانے کی ہوس روز افزوں بے لگام ہو چکی تھی، بہت پریشان اب کیا کروں؟

عہ جامعہ اسلامیہ کو یونیورسٹی کہنا بھی حُب دنیا کا کرشمہ ہے۔

”ڈوبتے کو تنکے کا سہارا“

کہیں سے خبر ملی:

”جامعہ میں علماء کے لئے قضاء کا سہ ماہی نصاب شروع ہونے والا ہے، کامیاب ہونے والے علماء کو مدینہ یونیورسٹی میں بطور تربیت چند ماہ رکھا جائے گا پھر انہیں پاکستان میں اعلیٰ مناصب دیئے جائیں گے۔“

طویل سفر کر کے وہاں پہنچا، پندرہ دن انتظار کے بعد وہ خبر بے سرو پا ثابت ہوئی، اعلیٰ مناصب اور اونچی تنخواہیں سب خواب ہو کر رہ گئیں۔

ذی الحجہ میں دورہ حدیث کے سالانہ امتحان کا نتیجہ نکلا تو بندہ الحمد للہ اکل نمبروں سے بھی زائد حاصل کر کے اول آیا، اس کے بعد وفاق کے امتحان میں پورے پاکستان میں اول آیا، پھر تو بعض اساتذہ نے خوب شوق دلایا، بالخصوص دو عرب استاذوں نے جن میں سے ایک جامعہ ازہر مصر کی جانب سے اور دوسرے مدینہ یونیورسٹی کی جانب سے مبعوث تھے، کیونکہ بندہ کا دونوں سے بے تکلفی تعلق تھا، مگر یہ کام بندہ کے لئے دو وجہ سے بظاہر ناممکن تھا۔

① مصارف کا انتظام اپنے پاس تو تھا انہیں والد صاحب کے تحمل سے بھی باہر تھا۔

② اس کے لئے مصارف سے بڑھ کر تعلقات و روابط کو اہمیت ہوتی ہے جو کہ معدوم تھے مگر:

حُبُّكَ الشَّيْءُ يُصِمُّكَ وَيُعِمِّيكَ .

”محبت بہر اور اندھا کر دیتی ہے“

مال وجاہ کی ہوس کہاں چین لینے دیتی، بعض اساتذہ نے بہت بہت افزائی

کی اور بہت اصرار کیا کہ کاغذات تیار کروائیں ان شاء اللہ تعالیٰ کام ہو جائے گا اور اس کے لئے بہت دُعائیں دیں۔

اب مصارف کہاں سے لاؤں؟ والد صاحب سے عرض کیا:
”ایک دفعہ آپ کو مشقت برداشت کرنا پڑے گی، پھر تو وہاں سے ہزاروں بھیجا کروں گا۔“

انہوں نے مختلف اقساط میں قرض وغیرہ لے کر رقم مہیا کر دی۔

اس سلسلہ میں کیا دوڑ دھوپ کرنا پڑی، سرکاری دفاتروں میں بار بار چکر لگانے کی کتنی ذلت برداشت کی، سرکاری لیٹروں کو کس قدر رشوت دینا پڑی، فساد و فحار بلکہ کفار تک سے سفارش کروا کر علم و اہل علم کی عزت کس حد تک پامال کی، سرکاری دفاتر کے چپراسیوں کی خوشامد و تملق سوچ سوچ کر تو شرم میں ڈوب ڈوب جاتا ہوں۔

ان سب امور کا اندازہ صرف وہی لگا سکتا ہے جسے اس کام سے واسطہ پڑا ہو، بقسم کہتا ہوں:

”جتنی رسوائی یہاں اٹھائی اسے سوچ کر تو حسرت ہوتی ہے کہ کاش میری ماں نے مجھے ان دنوں کے لئے جنا ہی نہ ہوتا۔“
یہاں ہر شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہونا چاہئے:
”اس قدر ذلت تو کوئی عام غیرت مند بھی برداشت نہیں کر سکتا ایک مولوی سے تو بہت ہی بعید ہے۔“

اس کا جواب یہ ہے:

”کسی صاحب دل کی صحبت نصیب نہ ہو تو غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔“

اہل دل کی صحبت قلب کی گہرائیوں سے غیر اللہ کی احتیاج اور حب مال و جاہ کی جڑیں کاٹ کر اس میں استغناء کی ایسی دولت بھر دیتی ہے جس کا سبق حضرت والایوں دیتے ہیں۔

لَنْقُلُ الصَّخْرَ مِنْ قُلُلِ الْجِبَالِ
أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مِّائَةِ الرَّجَالِ

”پہاڑوں کی چوٹیوں سے پتھر ڈھونڈ کر گزر اوقات کروں یہ میرے لئے اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ لوگوں کا زیر احسان رہوں۔“

يُسَّ الْمَطَاعِمُ عِنْدَ الدَّلِّ تَكْسِبُهَا
فَالْقَدْرُ مَنْصُوبٌ وَالْقَدْرُ مَحْفُوضٌ

”وہ کھانے بہت بُرے ہیں جو ذلت سے کملے جائیں، ہنڈیا پڑھی اور عزت گری۔“

یونیورسٹی میں داخلہ کے لئے حفظ کی سند بہت اہمیت رکھتی ہے، مگر بندہ نے حفظ ایسے دیہات میں کیا تھا جہاں سند کا کوئی تصور ہی نہ تھا، معہذا اس مقصد کے لئے مدرسہ والوں نے مستقل سند لکھ کر دی۔ مہتمم، نائب مہتمم اور صدر مدرس درجہ حفظ کو الگ سے مہر بنوانا پڑیں۔

یہ دیہات میری جائے قیام سے پانچ سو کلومیٹر دور تھا، وہاں تک سفر تو یاد نہیں مگر یہ کام بدوں سفر کیسے ہو سکتا تھا، اس لئے سفر یقیناً کیا ہوگا۔

علاوہ ازیں ایک ضروری کاغذ کے لئے پانچ سو کلومیٹر کا سفر کیا، یہاں بڑے بڑے سیٹھوں کی سفارش کے باوجود تھانہ کے عملہ نے خائب و خاسر واپس کر دیا، پھر ایک شیعہ افسر سے سفارش کروائی، اصل بات یہ ہے ع
ہر سو دود آں کش ز درِ خویش براند

”جسے اللہ اپنے دروازہ سے چلتا کر دے وہ در در کا بھکاری بن جاتا ہے۔“

اب سعودی سفارتخانہ سے تصدیق باقی رہ گئی، واقف لوگ جانتے ہیں کہ سفارت خانہ کا عملہ ہفتہ بھر تو کاغذات کو ہاتھ ہی نہیں لگاتا۔ ایک بہت بڑے شیخ الحدیث صاحب نے بطور ہمدردی اسلام آباد میں ایک اونچے افسر کے نام سفارشی خط تحریر فرمایا، انہوں نے یہ کام دو دن میں کر دیا۔ یہ سفر تقریباً تین سو کلومیٹر کا تھا۔

اس سرگزشت کی اطلاع حضرت مہتمم صاحب کو کی تو انہوں نے بہت دلچسپی سے یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے نام خط لکھوایا جس میں میری بہت تعریف کی جس میں یہ بھی لکھا:

وكان فائقا على جميع اقرانه في سائر الامتحانات .

”یہ سب امتحانات میں اپنے سب معاصرین پر فائق رہے ہیں۔“

پھر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی کمال شفقت کہ بندہ کے کاغذات لے کر سعودی سفیر کے ہاں بنفس نفیس تشریف لے گئے پھر تو:

”جسم پاکستان میں اور دل یونیورسٹی میں“

ادھر کچھ احباب نے وہم میں ڈال دیا کہ اس قدر محنتوں بلکہ ذلتوں کے باوجود بسا اوقات داخلہ نہیں بلتا، اس کا تدارک یوں سوچا:

”بندہ کے گھرے دوست کے مولانا

صاحب سے گھرے تعلقات ہیں، بلکہ مولانا صاحب میرے دوست کے معتقد بھی ہیں، ان مولانا صاحب کے لئے ریاض یونیورسٹی کی طرف سے کچھ نشستیں منظور ہیں۔“

میرے دوست پہلے ہی مشتاق تھے کہ کوئی صورت ساتھ جانے کی ہو جائے، ریاض یونیورسٹی کے لئے الگ سے کاغذات بنوائے گئے، اس سلسلے میں مولانا صاحب کے ہاں دو دفعہ جانا پڑا۔ بندہ کی جائے قیام سے ان کا جامعہ ایک سو ساٹھ کلومیٹر تھا، آپ نے عمید الجامعہ کے نام ہم دونوں کی خصوصی سفارش لکھ دی اور فرمایا:

”امید ہے اسی سے کام ہو جائے گا ورنہ آئندہ سال منظور شدہ

نشستوں میں پہلی نشستیں تم دونوں کی ہیں۔“

وہاں سے منظوری آنے میں بسا اوقات چار پانچ ماہ تاخیر بھی ہو جاتی ہے اس لئے یہ طے پایا:

”منظوری آنے تک گھر بیٹھنا تو بیکار ہے، کراچی میں تخصّص فی الافاء“ میں داخلہ لے لیں، پھر اگر منظوری آگئی تو وہیں سے سعودیہ ورنہ آئندہ سال مولانا صاحب تو بہر صورت بھیج ہی دیں گے۔“

چنانچہ کراچی پہنچ کر ”دارالافتاء والارشاد“ میں داخلہ کی درخواست دے دی۔

دارالافتاء والارشاد:

حضرت والا نے ازراہ شفقت داخلہ سے نوازا۔ چند روز حضرت والا کے حالات دیکھ کر اور بیانات سن کر تو تعجب و حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ یہ ہمارے لئے ایسا ہی عجیب تھا جیسے انسان کسی فرشتہ کا مشاہدہ کر لے

انسان کی صورت میں فرشتہ دیکھا

حضرت کی مسجد میں سکون و سکینہ ایسی موجزن کہ باہر آنے کو جی ہی نہ چاہتا تھا، بس یوں معلوم ہوا تھا کہ

اگر فردوس بر روئے زمین ست ہمیں ست و ہمیں ست و ہمیں ست

”اگر روئے زمین پر کہیں جنت ہے تو بس یہی ہے یہی ہے“
یہی ہے۔“

حضرت والا کی مسجد کے سکون کی شہرت بعد میں معلوم ہوئی۔
اکابر کے ہتیرے قصے سنتے رہتے تھے مگر ان کے عمل نمونہ کے فقدان کی وجہ
سے وساوس آیا کرتے کہ شاید ان حضرات کے سوانح نگاروں نے مبالغہ سے کام لیا
ہے ورنہ کہیں تو ان اوصاف کا حامل کوئی فرد نظر آتا۔
حضرت والا کی ذات گرامی سے ان وساوس کا قلع قمع ہو گیا، ہمیں یہاں
پہنچ کر کس قدر خوشی ہوئی؟

درج ذیل اشعار ہماری حالت کے ترجمان ہیں۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکبت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

جو ہم ترکِ علائق کر کے کوئے یار میں آئے

تو خارستان سے گویا گلشنِ بے خار میں آئے

یکایک کھل گئیں آنکھیں جب اس دربار میں آئے

اٹھے پردے ہٹیں تاریکیاں انوار میں آئے

گدا کی حیثیت ہی کیا کہ وہ دربار میں آئے

نہیں دشوار گر کچھ بھی مزاجِ یار میں آئے

یہاں کیسی فضا، کیسے مزے، کیسی بہاریں ہیں

یہ ہم گلزار میں آئے کہ بزمِ یار میں آئے

مقامِ وجد ہے اے دل، مگر جائے ادب بھی ہے

بڑے دربار میں پہنچے، بڑی سرکاریں آئے

مہ و خورشید نے دن رات دیکھیں محفلیں کیا کیا
مگر بس کھل گئیں آنکھیں جب اس دربار میں آئے
ہم روزانہ بلا ناغہ دن میں کئی بار ایک دوسرے سے کہتے،

”ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے اس جنت میں پہنچا دیا۔“

افتم پائے خود کہ بکویت رسیدہ است

نازم بچشمِ خود کہ جمالِ تو دیدہ است

ہر دم ہزار بوسہ زخمِ دستِ خولیش را

کو دامت گرفته بسویم کشیدہ است

”مجھے اپنے پاؤں پر رشک ہے کہ وہ تیرے کوچہ میں پہنچے ہیں۔“

اور اپنی آنکھوں پر ناز ہے کہ انہوں نے تیرا جمال دیکھا ہے

ہر دم اپنے ہاتھوں کو ہزاروں بوسے دل کہ انہوں نے تیرا دامن

پکڑ کر میری طرف کھینچا ہے۔“

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو شیدا شد از جمالِ روئے تو

دست بکش جانبِ زنبیلِ ما آفرین بردست و بر بازوئے تو

”ہم آپ کے دربار میں مفلس ہو کر آئے ہیں، اللہ! اپنے جمال

سے کچھ عنایت فرمائیے۔“

ہماری زنبیل کی طرف ہاتھ بڑھائیے، آپ کے دست و بازو

پر آفریں ہو۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کے حالات و ارشادات و صحبت میں ایسی برکت

و دلچسپی فرمادی ہے کہ لمحات میں قلوب کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

وہ مست ناز آتا ہے ذرا ہشیار ہو جانا یہیں دیکھا گیا ہے بے پئے سرشار ہو جانا

چند ہی روز میں ہماری زندگی میں انقلاب عظیم برپا ہو گیا ہے
تری نظروں کے صدقے اک جوم شوق ہے لیں
ہوا آباد دم بھر میں جو تھا ویرانہ برسوں سے
حضرت والا کی اس شان کی ترجمانی کسی حد تک درج ذیل اشعار میں ملاحظہ

فرمائیں ۷

کب وہ وہیں گرا نہیں جس کو ذرا تکا نہیں
تیری نظر کا تیر بھی جس پہ پڑا بچا نہیں
اے میرے ترک نازنین تجھ پہ ہزار آفریں
بچھ گئی صف کی صف وہیں ہاتھ جہاں اٹھا نہیں
تری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجایا ہو کر
دلوں میں آگ بھردیتی ہے آہ آتشیں تیری
جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی
وہ اٹھی تو صبح دوام ہے جو جھکی تو شام ہی شام ہے
تیری چشم مست میں سا قیامیری زندگی کا نظام ہے
زاہدوں کو بھی شریک برہم رنداں کر دیا
سینکڑوں کو دستہ رز نے مسلمان کر دیا
اور حقیقت یہ ہے ۷

مجنوب ہی کے خانہ دل کا ہو ذکر کیا
گھر ایسے ایسے کتنے نہ جانے سجاد دیئے

سنورے ہوؤں کو تم نے بگاڑا ہے شیخ جی
زندہ خراب حال نے بگڑے بنا دیئے

انقلاب عظیم کی کچھ مثالیں:

① گزشتہ تحریر سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ دل میں غیر اللہ کتنا گھسا ہوا
تھا، فُتاق و فجار بلکہ شیعہ جیسے کافر کے سامنے بھی سفارش کے لئے ہاتھ پھیلا دیا۔
حضرت والا کی صحبت نے چند روز کے اندر فقیر سے امیر اور امیر سے بادشاہ
بنادیا، اس وقت سے اب تک بحمد اللہ! یہ زبان کبھی غیر کے سامنے نہیں ہلی،
بلکہ کبھی غیر سے امید کا وسوسہ بھی آجائے تو شرم میں ڈوب ڈوب جاتا ہوں کہ مالک
کو چھوڑ کر ملک کی طرف دھیان بہ کتنی نمک حرامی ہے، کیونکہ حضرت والا نے پہلا
سبق ہی یہ دیا ہے

در پر کسی کے بیٹھ بھی رہ پاؤں توڑ کر

اے دل خراب خوار کیوں در بدر رہے تو

غرضیکہ حضرت والا کی صحبت نے ہمارے دلوں میں دولتِ غنا بھر دی ۷

آمدہ بودم بتو بے مایہ

از در دولت شدم شاہِ زمن

”میں تیرے پاس تہی دامن حاضر ہوا تھا، اور اب تیرے در

دولت سے وقت کا بادشاہ بن گیا ہوں۔“

گوشہ کلاہ دھقان بافتاب رسید

کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانے

”دیہاتی کی ٹوپی کی چوٹی آفتاب تک پہنچ گئی، کیونکہ اس کے

سر پر تیرے جیسے بادشاہ نے سایہ ڈالا ہے۔“

گدا بن کر میں تیرے سنگ در پہ جب سے آ بیٹھا
سلامی کو پہنچتے ہیں شبہ مسند نشین میری
بس اب تو رات دن ساقی ہے میں ہوں اور میخانہ
نہیں لگتی جہاں میں اب طبیعت ہی کہیں میری
بنا مجھ کو تصور ہو کے میں کس مہ کا آئینہ
کہ اب آ آ کے صورت تک ہے میں خود چیں میری
زخمی بھی کیا کس کو ہا سینہ میں چھپے دل کو
شاباشش او تیرا گلن کیا ٹھیک نشانہ ہے
دل کس نگار کا ہے جو خانہ آج کل
نظریں ہیں عرش پر بھی حریفانہ آج کل
مجدوب بے نوا کا یہ اللہ رے دماغ
کس کا ہے مست نازیہ دیوانہ آج کل
لاتا بڑے بڑوں کو یہ خاطر میں اب نہیں
تیور ہیں اس فقیر کے شاہانہ آج کل
چتا نہیں ہے کوئی حسیں اے نگاہ شوق
کس جلوہ گاہ حسن کی بگڑی نظر ہے تو

② ہمارے قلوب میں اللہ کے گھر کے ساتھ محبت پیدا ہو گئی، اذان سے کم از کم آدھا گھنٹہ قبل مسجد جانے کی عادت ہو گئی اور جمعہ کے روز تو کوئی گھنٹہ پہلے پہنچ جاتے، امام کے پیچھے متصل جگہ حاصل کرنے میں ایسا تنافس کہ باہم

اختلاف کی بار بار نوبت پیش آئی۔

الحمد للہ! چند ہی روز میں حضرت والا کی صحبت مبارکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم بشارت کا مورد بنادیا:

وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ (رواہ البخاری)

”اللہ تعالیٰ بروز قیامت ایسے شخص کو اپنی رحمت کے سایہ میں

جگہ دیں گے جس کا دل مسجد سے نکلنے کے بعد مسجد ہی میں اٹکارا۔“

حضرت والا کی صرف چند روزہ صحبت نے ہماری زندگی کے طور و طریق

ہی بدل ڈالے۔

مری دنیا ئے دوں کو تو نے اے پیر مغال بدلا

زمیں بدلی تو بدلی تھی غضب ہے آسماں بدلا

ہوا کون آ کے نور افگن دل و جاں ہو گئے روشن

سیہ خانہ مری، ہستی کا کس نے ناگہاں بدلا

جسلا کردہ دستِ دلدار ہوں میں

سیہ دل تھا یا اب پُر انوار ہوں میں

سنوارا ہے کس درجہ بگڑے ہوئے کو

مجھے دیکھ آئینہ یار ہوں میں

ان کو تو نے کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا

پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاں کر دیا

③ تہجد کی توفیق بلا ناغہ ہونے لگی، تمرینِ افتاء جیسے ٹھن کام میں دماغ و

اعصاب کو نچوڑ دینے والی محنت کرنا پڑتی ہے، اس حال میں بندہ کے ساتھی

بوقت تہجد بارہ ہزار دفعہ ذکر اسم ذات جبرائیل ضرب کیا کرتے تھے۔

تصوّر نے کسی کے میری دنیا ہی بدل ڈالی

کہاں معلوم ہوتا تھا کہاں معلوم ہوتا ہوں

کہاں سے مجھ کو پہنچایا کہاں پیڑمغاں تو نے

مرا میخانہ اب لاہوت ہے روح الایں ساقی

۴۷ حضرت والا کی خدمت میں حاضری سے قبل کلام اللہ سے اس حد تک اجنبیت تھی کہ سوائے رمضان کے پورے سال میں بمشکل دو چار پارے تلاوت ہوتی تھی۔ حضرت والا نے اس بارہ میں زبان سے کبھی کچھ ارشاد نہ فرمایا، اس کے باوجود حضرت والا کی صحبت رفیعہ ہی نے اس محرومی کا شدت سے احساس دلایا، اور تلاوت کا ایسا شوق پیدا کر دیا کہ تمرین افتاء کے بہت ہی مشکل اور نہایت محنت طلب کام میں انہماک کے باوجود روزانہ چھ پارے سے دس پارے تک تلاوت ہو جاتی تھی۔ پانچ ساتھیوں کی روٹی پکاتا تھا، روٹی پکانے کی حالت میں بھی حضرت والا کی ہدایت کے مطابق خاموشی یا فضول باتوں سے وقت ضائع نہیں کرتا تھا، یہ سارا وقت تلاوت میں صرف ہوتا، ڈھائی تین پارے تلاوت تو اسی وقت میں ہو جاتی تھی۔

کراچی سے پنجاب کے سفر میں بندہ اور بندہ کے ساتھی ذکر و تلاوت میں مشغول رہتے، راستہ میں باتیں بہت کم ہوتیں، ایک تھوڑی دیر کے لئے خاموش بیٹھتا تو فوراً دوسرا ملا مت کرتا، عام معمول یہ رہا کہ گھر پہنچنے تک پندرہ بیس پارے ہو جاتے تھے اور ایک بار تو پورا قرآن ختم کرنے کی سعادت ملی۔

دکھا اے معترض دنیا میں صیقل گر کوئی ان سا

سرا پا غرق ظلمت کو سراپا نور کرتے ہیں

اسی سال بندہ کو پہلی بار تراویح میں قرآن سننے کی توفیق ہوئی اور حضرت والا کی برکت سے پورے قرآن میں صرف دو تین ہی غلطیاں آئیں۔

جبہ سائی سے ترے در کے ہوا میں سرخرو

کینسی چمکادی مری تقدیر اس تدبیر نے

یہاں یہ بات خوب یاد رہے کہ ہم یہاں اصلاح کی نیت سے نہیں آئے تھے بلکہ خیال تھا کہ چند ماہ کے بعد منظوری آہی جائے گی، یہیں سے سعودیہ چلے جائیں گے۔

جب ہم جیسے بد نیتوں میں یہ انقلاب آگیا تو جو اصلاح ہی کی نیت لے کر آئے گا اندازہ لگائیں کہ اس کے اندر کیا انقلاب آئے گا۔

جرعہ خاک آمیز چون مجنون کند

صاف گر باشد ندانم چون کند

”جس شراب کا خاک آلود گھونٹ دیوانہ بنادے، اگر وہ خالص

ہو تو نامعلوم کہاں تک نوبت پہنچے۔“

نہا کر تو نہ جانے حسن کا عالم ہی کیا ہوگا

پسینہ پونچھنے سے جب تری رنگت نکھرتی ہے

نور تو کیا جانے کیا ہوگا ترا اے جانِ جاں

روشن آتا ہے نظر عالم ترے ظل سے مجھے

ابھی سے ہے کیا گیسوؤں پر یہ اف اف

ابھی تو ہیں یہ تا کر حبانے ولے

مگر اب تک یونیورسٹی جانے کا ارادہ برقرار تھا کہ ایک روز مجلس افاضات یومیہ میں حضرت والا نے وہاں جانے کے مفاسد دینیہ و دنیویہ بیان فرمائے، جس کا

خلاصہ یہ تھا:

”یہ شوق درحقیقت حب مال و جاہ کا نتیجہ ہے، اولاً تو ہاں عقائد ہی میں آزادی آجاتی ہے ورنہ عملی کوتاہی تو یقینی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی مقدس جگہ کو یہ لوگ دنیا کے مُردار حاصل کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں، اس کی نحوست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین داری سے محروم فرمادیتے ہیں۔“

یہاں یہ امر بھی نہایت ہی قابل توجہ ہے کہ اب تک ہمارے فسادِ مذہب کی حضرت والا کو اور نہ ہی دارالافتاء میں کسی بھی دوسرے فرد کو کسی قسم کی کوئی اطلاع تھی، بلکہ ہمیں اس کا اہتمام رہتا تھا کہ اس صورتِ حال کو بہر حال مخفی رکھا جائے۔ اس بیان سے ہمیں نہایت تعجب ہوا کہ حضرت والا کو کیسے خبر ہو گئی اور بہت ندامت بھی ہوئی کہ ہمارا پول ہی کھل گیا۔

مدت کے بعد یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ حضرت والا کے قلبِ مبارک میں سامعین کے امراض کی تفصیل اور ان کا علاج بلا تعینِ مریض القاء فرمادیتے ہیں۔

شاد باش اے داروئے دلہائے ما

اے طبیبِ جملہ علتہائے ما

اے دوائے نخوت و ناموسِ ما

اے کہ افلاطون و جالینوسِ ما

”شاد باش! اے ہمارے دلوں کے دارو، ہماری سب بیماریوں

کے طبیب۔

ہماری کبر و غرور کی دوا، ہمارے افلاطون اور جالینوس۔“

اس بیان نے ہمارے شوق پر پانی پھیر دیا اور چونکہ ہوس کو اچانک لگام دی

گئی اس لئے غیر اختیاری طور پر کچھ عجیب سا محسوس ہوا۔

زبردستی لگادی منہ سے بول آج ساقی نے

میں کہتا ہی رہا ہاں ہاں نہیں ساقی نہیں ساقی

مگر اب تو حضرت والا سے ایسا تعلق ہو گیا تھا۔

تلخ گوئی سے تری کیا ہو طبیعت بد مزہ

ہر ادا تیری ہمارے جی کو ہے بھائی ہوئی

ہے طبیعت کا کسی پر آکے پھر جانا محال

کیا قضا تلتی بھی دیکھی ہے کہیں آئی ہوئی

اسی روز مغرب کے بعد ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ اب ہرگز ہرگز نہیں جائیں

گے اور یہ عزم اس قدر مصمم کہ اگر یونیورسٹی کا وائس چانسلر خود آکر منت سماجت

کرے تب بھی نہ جائیں۔

اپنے والدین، اساتذہ، احباب کو خطوط لکھ دیئے:

”وہاں جانا دین کے لئے مضر ہے اس لئے ہم یہیں رہ کر خدمت

دین کریں گے، باہر ہرگز نہیں جائیں گے۔“

بظاہر اس میں ہماری بہت بدنامی تھی کہ اتنے مصارف برداشت کر کے

اور اس قدر ذلتیں اٹھا کر کام بنا، علاوہ ازیں رشتہ داروں میں خوب شہرت ہو چکی

تھی کہ یہ عنقریب سعودیہ جانے والے ہیں، والدین کو بھی اس پر ناز و فخر تھا۔

اسی لئے سب نے بہت کچھ سخت سست کہا اور تو اور مولوی احباب

تک نے پاگل اور صوفی جیسے القاب سے نوازا، مگر الحمد للہ! ہمیں تو ایسی ہستی نے

”صبغة اللہ“ سے رنگ دیا تھا جس کی شان یہ ہے۔

ذرا اے ناچ فرزانہ چل کر سن تو دو باتیں
 نہ ہوگا پھر بھی تو مجذوب کا دیوانہ دیکھوں گا
 کہنے کا تیرے ہم نشین مانتا میں برا نہیں
 ہوش ربا کے سامنے بٹے ابھی پڑا نہیں
 سنبھل کر رکھ قدم واعظ کہ چشم مست ساقی کی
 نگہ میں زاہد صد سالہ کو مے خوار کرتی ہے
 بنا دیتا ہے تیرا عکس رخ اس کو بھی آئینہ
 تری تصویر پتھر میں بھی تو اے بت اترتی ہے
 والدین نے نرمی سختی، پیار محبت اور ڈرا دھمکا کر ہر طرح سمجھانے کی
 بہت کوشش کی مگر

نہ ہٹا تیرے در سے میں نہ ہٹا
 زور سب نے لگا کے دیکھ لیا
 باز آیا نہ عشق سے مجذوب
 سب نے سمجھا بچھا کے دیکھ لیا
 ہلانہ سکیں مجھے گردشیں زمانے کی
 تھی کس غضب کی کشش تیرے آستانے کی
 جنہوں نے ہمیں پاگل کہا، ہمارا ان کے بارہ میں یہ نظریہ تھا ع
 اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد
 ”وہی دیوانہ ہے جو آپ کا دیوانہ نہیں“
 محمد اللہ تعالیٰ دیرینہ شوق پورا ہو گیا،
 ایک روز میں صبح کے وقت حسب معمول حضرت والا کے ساتھ غرض تفریح

فتح باغ میں گیا، وہاں میں حضرت والا کی زیارت سے مشرف و محظوظ ہو رہا تھا کہ
 اچانک ایک تین سال کا پرانا شوق پورا ہو گیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ بندہ جب جامعہ اشرفیہ لاہور میں دورہ حدیث پڑھ رہا تھا
 خواب میں دیکھا کہ صحیح مسلم کے سبق میں حضرت استاذ صاحب نے کوئی مزاحیہ
 بات کر کے ایسا ہنسایا کہ ہم ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے، میں اتنا ہنسا کہ قلب
 کی حرکت ہی بند ہو گئی، گویا کہ دل کا دورہ ہی پڑ گیا، بہت گھبرایا کہ ابھی مچاؤں گا۔
 حضرت استاذ نے دل پر خوب ہاتھ پھیرا، مگر حرکت بدستور بند رہی، بہت
 پریشانی کے عالم میں طلبہ سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری
 کی خبر کانوں میں پڑی۔ اتنے میں حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ بندہ کے قریب تشریف
 لا چکے تھے، میرے سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا، تو قلب کی حرکت بہت تیز ہو گئی،
 میں فوراً بیدار ہو گیا، بیدار ہونے کے بعد بھی حرکت کی رفتار اتنی تیز تھی کہ جیسے
 کئی میل بھاگا ہوں۔

اس کے بعد دل میں کئی ماہ تک یہ بات آتی رہی کہ اس وقت دنیا میں
 حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا فقیہ و بزرگ ضرور موجود ہے، اس لئے
 شوق تھا کہ جیسی صورت خواب میں دیکھی تھی اس شکل کا کوئی بزرگ مل جائے تو
 اس سے استفادہ کروں گا، مگر ناکام رہا، اور یہ خواب نسیا منسیا ہو کر رہ گیا۔
 خواب کے تین سال بعد بوقت صبح میں فتح باغ میں حضرت والا کو خاص نظر
 محبت سے دیکھ رہا تھا جبکہ حضرت والا سر اور گردن پر رومال لئے ہوئے تھے، مجھے
 فوراً ہی خواب یاد آیا کہ وہ تو حضرت ہی تھے، کیونکہ تقریباً اسی صورت میں امام رحمہ
 اللہ تعالیٰ تشریف لائے تھے، بالخصوص ڈاڑھی مبارک تو ہو یہو ایسی ہی تھی۔
 یہ خواب ہر لحاظ سے سچا ہو گیا، صورت و شبابہت کے اعتبار سے تو بالکل

ظاہر ہے، اس کے علاوہ حضرت والا کی خدمت میں حاضری سے بحمد اللہ تعالیٰ بندہ کو جو ترقی ہوئی وہ کمیت و کیفیت ہر لحاظ سے اتنی زیادہ ہے کہ بیان سے باہر۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت والا کی شفقت و عنایت و توجہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے ظاہری و باطنی انعامات و احسانات و الطاف کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور برکت حضرت اقدس ایڑی سے لے کر چوٹی تک اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہوا۔ حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضرت والا کی صورت مبارکہ میں تشریف لانے میں کئی حکمتیں اور متعدد لطیف اشارات سمجھ میں آ رہے ہیں ان میں سے جو بالکل واضح ہیں صرف وہی ذکر کرتا ہوں:

① اس میں حضرت اقدس کے تفقہ کو حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے تفقہ جیسا بتایا گیا ہے۔

② یہ اشارہ بھی ہے کہ حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح حضرت والا کی شخصیت اعمال میں بہت محتاط اور تقویٰ میں بہت بلند مقام پر ہے۔ واقعہً حضرت اقدس کو ایسا ہی پایا۔

حضرت میں اور دوسرے اکابر میں ایک فرق یہ بھی نظر آیا: ”دوسرے علماء کے افعال دیکھ کر زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل جائز ہوگا، مگر حضرت کا ہر فعل دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ یہ ضرور فقہ حنفی میں مفتی بہ قول ہے، اس کے بعد کتاب دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔“

③ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے۔“

اور قرآن کریم کی ہدایات قلوبِ مُردہ کے لئے ذریعہ حیات ہیں۔ قرآن کریم

کے مضامین میں علم، عمل، تقویٰ اور تزکیۂ باطن سب کچھ ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی صورت میں حضرت اقدس کے دستِ مبارک سے مردہ دل کا از سر نو زندہ ہو جانا اور اس کی دھڑکنوں کا تیز ہو جانا اس کی دلیل ہے کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح ہمارے حضرت اقدس بھی ہدایاتِ قرآنیہ کے مظہر اور علم و عمل، تقویٰ و تزکیۂ نفس، تمام کمالاتِ ظاہرہ و باطنہ کے صرف جامع ہی نہیں بلکہ طبیبِ حاذق بھی ہیں اور ع آنا لکھ خاک را بنظر کیمیا کنند

”وہ لوگ جو ایک نظر سے خاک کو کیمیا بنا دیتے ہیں۔“

کے صحیح مصداق ہیں۔

حضرت والا کی برکت سے مجھ پر انعاماتِ الہیہ کی کیا کیا بارشیں ہوئیں، یہ بیان سے باہر ہے، ہاں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ

نور حق درین ویر و تحت و فوق
بر سر و در گردنم مانند طوق

”اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی دینی و دنیوی نعمتیں دائیں بائیں اوپر نیچے ہر طرف سے برس رہی ہیں اس کی بے بہا نعمتوں میں لت پت ہوں۔“

مجذب و آپ کیا تھے اور ایسے کہاں کے ہیں
یہ سب فیوضِ حضرت پیرِ مغاں کے ہیں
ان مست آنکھڑیوں کی ہیں یہ ساری ششیں
سامانِ عیشِ دل میں جو دونوں جہاں کے ہیں

حضرت والا کے بارہ میں کیا لکھوں اور کیا چھڑوں مجبوراً قلم روکا ہے۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
 کہ تو آزرده شوی ورنہ سخن بسیارست
 ”میں نے تیرے سامنے دردِ دل بہت تھوڑا سا کہا ہے اس
 خیال سے کہ کہیں تو تنگ آجائے، ورنہ بات ابھی بہت لمبی ہے۔“
 نہ حسرت غایتیہ دارد نہ سعدی را سخن پایان
 بمیرد نہ مستقی و دریا همچنان باقی
 ”نہ ان کے حُسن کی انتہاء اور نہ میرے بیان کی انتہاء، پس یوں
 سمجھیں کہ استسقاء کا مریض دریا پر پیاسا مہر جا رہا ہے اور دریا اسی
 طرح لبالب۔“ نہ پیاس کی کوئی انتہاء نہ پانی کی۔
 تیری چوکھٹ پر نہ جو خم سر رہا
 مگر مستوجبِ خجبر رہا

بوقتِ نیم شب ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

خیال تو یہ تھا کہ ”باب العبر“ کی کتابت کے دوران جن انقلاب انگیز
 حالات کی اطلاعات آرہی ہیں وہ سب نقل کر دیئے جائیں، مگر ان کی تعداد
 بہت کثیر ہے اور ہر آئے دن بڑھ رہی ہے، اس لئے قلم روکنا پڑا ہے

کراماتیں تری کیا کیا نہ اے پر مغال دیکھیں
 پہنچتی اپنی نظریں سکر میں تالا نکال دیکھیں
 نظر آتی ہے سب محفل کی محفل رنگ میں ڈوبی
 مجھے سادہ سمجھتے تھے مری رنگینیاں دیکھیں
 قبا رنگیں بدن رنگیں نظر رنگیں دہن رنگیں
 تمہیں دیکھا کہ اک جا مجھے رنگینیاں دیکھیں

دوسری جلد ختم، باقی تین جلدیں